مدینہ سے شام تک

(فی مقتل من قال انا قتیل العبرۃ)

مؤلف

محقق وحید حضرت علامہ

محمود بن السید مہدی موسوی دہ سرخی

مترجم

علامہ الطاف حسین کلاچی

پرنسپل مدرسہ باب العلم تونسہ شریف

نظر ثانی

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور

فون: 35425372

Presented by Ziaraat.Com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

کتاب : مدینہ سے شام تک

مؤلف : محقق وحید حضرت علامہ
محمود بن السید مہدی موسوی دہ سرخی

مترجم : علامہ الطاف حسین کلاچی

نظر ثانی : حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

پروف ریڈنگ : شیر محمد عابد مولائی

ڈیزائننگ : محدثہ بتول جعفری - زہراء بتول جعفری

اصلاح عبارت : چودھری محمد عمران حیدر جعفری

اشاعت : مارچ 2011ء

صفحات : 488

ہدیہ : -/300 روپے

ملنے کا پتہ

اِدارہ مِنہاجُ الصّالِحِین۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20 - غزنی سٹریٹ - اُردو بازار - لاہور

فون: 37225252-042 ، 4575120-0301

Presented by Ziaraat.Com

ترتیب

عرضِ مترجم	13
حضرت عمر کی زوجہ اُم کلثوم کا سالِ وفات	14
حضرت اُم کلثوم دخترِ جنابِ سیدہؑ کا سالِ ولادت	17
حضرت اُم کلثومؑ بنت حضرت علیؑ کا سالِ وفات	18
رمز المصیبہ ایک نظر میں	23
زیارتِ ناحیہ مقدسہ	27
زیارتِ ناحیہ مقدسہ	35
زیارتِ ناحیہ مقدسہ میں ذکر شدہ شہدائے کربلا کے نام	88
اہلِ بیتؑ کربلا سے کوفہ کی طرف	93
قصہ خولی	93
قصہ خولی و زنِ خولی	96
قصہ زنِ خولی بطریق دیگر	98
فوج کے امیروں میں سروں کی تقسیم	100
اہلِ بیتؑ کی کوفہ کی طرف روانگی	102
پہلا خطاب	107
دوسرا خطاب	108
تیسرا خطاب	108
چوتھا خطاب	109
وداعِ حضرت زینبؑ با برادر از جوہری	110

Presented by Ziaraat.Com

جوہری	111
بے تابی حضرت سید سجادؑ و دلداری حضرت زینبؑ	113
حدیث اُم ایمن	115
حدیث حضرت صادقؑ دستور در گریہ امام حسینؑ	121
دفن شہیدانِ کربلا	121
دفن شہداء بطریق دیگر	128
دفن شہداء بطریق دیگر	131
دفن شہداء بطریق دیگر	134
اہلِ بیتؑ نبوت کوفہ میں	137
سرِ مقدس کا درِ کوفہ پر کلام کرنا	139
قصہ ابن وکیدہ	141
اشعار جوہری	142
سہل کی ایک کوفی سے گفتگو	143
عقیلہ قریش حضرت زینبؑ کا کوفہ میں تاریخی خطاب	146
عقیلہ قریش کے خطاب کا متن	147
خطبہ حضرت فاطمہ صغریٰ	153
خطبہ حضرت اُم کلثوم علیہا السلام	158
تنبیہ	160
خطبہ علی بن الحسینؑ	162
مسلم معمار کا قصہ	166
چوب محمل پر حضرت زینبؑ کا اپنی پیشانی مارنا	169
اسلامی دنیا کا پہلا سر جو نوکِ سنان پر سوار کیا گیا	169
زبانِ حال زینبؑ با سرِ امامؑ از جوہری	173

Presented by Ziaraat.Com

- دربار ابن زیاد میں داخلہ اہل بیتؑ 175
- وہ کون تھا جس نے امامؑ کا مبارک سر ابن زیاد کو پیش کیا؟ 175
- سید الشہداءؑ کا سر ابن زیاد ملعون کے سامنے 176
- زید بن ارقم اور ابن زیاد 178
- اعتراض انس بن مالک 179
- مشورہ کاہن 180
- انتقام مختار ثقفیؒ 181
- قیس بن عباد کی قضاوت 182
- جابر اور ابن زیاد 183
- مرجانہ کے ہاتھوں ابن زیاد کی سرزنش 183
- عثمان بن زیاد کی ابن زیاد کو سرزنش 184
- خون سر سید الشہداءؑ بر ران ابن زیاد 184
- عقیلۂ قریش کی ابن زیاد سے گفتگو 185
- کلمات اُم کلثومؑ ابن زیاد سے 189
- حضرت سجادؑ کی ابن زیاد سے گفتگو 189
- ابن زیاد کا امام سجادؑ کے قتل کا حکم دینا 190
- اہل بیتؑ در زندان 192
- پذیرائی در کوفہ امام زین العابدینؑ 194
- زندان میں خط کا پھینکا جانا 195
- خطبہ ابن زیاد 196
- عبداللہ بن عفیف کی شہادت 197
- قصر ابن زیاد میں آگ کے شعلے 209
- جندب بن عبداللہ ازدی اور ابن زیاد 209

Presented by Ziaraat.Com

- مختار ثقفیؒ کا زندان سے باہر آنا 210
- ابن زیاد کا عمر بن سعد سے خط کا مطالبہ 211
- عمر سعد کی حیرانی و پشیمانی 212
- ابن زیاد کا خط ابن سعد کے نام 213
- اہلیان کوفہ کی پشیمانی 213
- ابن زیاد کے خطوط یزید اور گورنر مدینہ کے نام 216
- آگاہی عمرو بن سعید از شہادت حسینؑ 217
- خطبہ عمرو بن سعید در مدینہ 217
- عبداللہ بن سائب کا اعتراض 219
- جناب عبداللہ بن جعفر اور خبر شہادت سید الشہداءؑ 219
- آگاہی اُم لقمان دختر عقیل از شہادت حسینؑ 220
- شعر ہاتف در مدینہ 221
- مدینہ میں غیبی کلمات 223
- خبر غراب در مدینہ 224
- اشعاری مناسب مقام از جوہری 225
- جوہری 227
- سوال و جواب آن مظلومہ با مرغ خون آلود از جوہری 229
- ماتمی پرندے 232
- امام حسینؑ کے خون کی برکت سے دختر یہودی کو شفا ملی 234
- حضرت اُم سلمہؑ اور خبر شہادت سید الشہداءؑ 236
- شہادت امام حسینؑ پر حسن بصری کے تاثرات 237
- خواجہ ربیع بن خثیم کے تاثرات 238
- عمر بن عبدالعزیز کے تاثرات 239

Presented by Ziaraat.Com

- ایک صحرائی عرب کے تاثرات 239
- دختر جناب عقیلؑ کے تاثرات 239
- زینب بنت عقیلؑ بن ابی طالبؑ کے تاثرات 240
- مروان بن حکم کے گستاخانہ الفاظ 241
- عبداللہ بن زبیر کے تاثرات 243
- جناب ابن عباس کی طرف یزید کا خط 245
- ابن عباسؓ کا جواب 246
- نامہ یزید بنام ابن زیاد 249
- سرہائے مبارک اور اہلِ بیتؑ کی شام روانگی 251
- اسیران اور اہلِ کوفہ کا وداع 254
- منزلِ اوّل 255
- بیت اللہ میں مناجات کرنے والا 256
- دست وقلم 259
- پتھر پر ایک تاریخی تحریر 262
- منزلِ قادسیہ 265
- منزلِ تکریت 266
- وادیٔ نخلہ 267
- منزل لبا یا مرشاد 269
- منزلِ کحیلہ 270
- منزلِ جہینہ 270
- منزلِ موصل 270
- مشہد النقطہ 271
- ورود اہلِ بیت موصل از ناسخ وابی مخنف 272

Presented by Ziaraat.Com

- منزل نصیبین 273
- منزل دعوات 274
- منزل قنسرین 276
- منزل حلب 277
- واقعہ غریبہ وعجیبہ 277
- واقعہ شیریں درراہ شام 278
- منزل معرۃ النعمان 284
- منزل شیرز 284
- منزل کفر طاب 285
- منزل سیبور 285
- منزل حماۃ 287
- منزل حمص 288
- منزل خندق الطعام یا سوق الطعام 290
- منزل بعلبک 290
- منزل دیر راہب 292
- احوال دیر راہب 294
- روضۃ الشہداء و دیر راہب 296
- واقعہ درراہ شام 302
- منزل حران 303
- منزل عسقلان 305
- منزل مرزین 309
- منزل میارفارقین 309
- منزل عبدی 309

Presented by Ziaraat.Com

* منزل جوسیہ (حوسیہ) 310
* وُرُود اہلِ بیت بہ شام 310
* بوڑھا شامی 312
* قصہ سہل ساعدی 313
* ایک خوشامدی دربار یزید میں 317
* کلام سر مبارک و مرثیہ فہیمی 318
* ابراہیم بن طلحہ اور امام سجادؑ 319
* دربار یزید میں شمر کی گفتگو 320
* حضرت اُم کلثومؑ کا شمر کو جواب 321
* مصائب کے سمندر میں اکیلا امامؑ 321
* دمشق کے حالات سے ایک تابعی کی روپوشی 323
* حضرت امام سجاد علیہ السلام اور نعمان بن منذر 324
* سات مصائب امام زین العابدین علیہ السلام 324
* سر سید الشہدا کا زمین کی طرف آنا 327
* دربار یزید میں زحر بن قیس کی جنگی رپورٹ 328
* محفر بن ثعلبہ کی گستاخی 329
* دربار یزید میں اہلِ بیتؑ کا ورود 330
* حضرت فاطمہ صغریٰ کا دربار یزید میں خطاب 331
* گستاخی یزید اور حضرت امام سجاد علیہ السلام کا جواب 332
* امام سجاد علیہ السلام کا جواب 332
* امام سجاد علیہ السلام کا یزید سے اجازت لینا 332
* صغرسنی میں امام محمد باقر علیہ السلام کا خطاب 333
* رسن بستہ نبی کی بیٹیاں 335

Presented by Ziaraat.Com

یزید اپنی یزیدیت میں	337
یزید کا اقرارِ کفر	338
شمر ملعون کے لیے دنیا اور آخرت کی رسوائی	339
یزید کی یاوہ گوئی	341
یزید کے لعن کے بارے حضرت امام رضا علیہ السلام کا فرمان	343
گستاخی یزید	344
قتل امام سجادؑ کے لیے یزید کی بہانہ جوئی	345
یزید کے اشعارِ کفر	347
یزید کا امام حسین علیہ السلام سے خطاب از جوہری	348
قرع کا لغوی معنیٰ	351
ابو برزہ اسلمی صحابیٔ رسولؐ	353
سمرہ بن جنادہ بن جندب	355
حضرت فاطمہؑ صغریٰ اور ایک شامی	356
دربارِ یزید میں عقیلۂ قریش کا تاریخی خطبہ	359
دربارِ یزید میں سفیر روم	371
راسِ الجالوت	373
جاثلیق کا مسلمان ہونا اور شہادت پانا	375
عبدالوہاب سفیر روم دربارِ یزید میں	377
خرابۂ شام	381
مصیبت شب اوّل خرابہ	383
یزید کا امامِ سجادؑ کے قتل کا حکم دینا	389
احوالِ دختر سہ سالہ در زندانِ شام	390
قصہ طاہر بن عبداللہ دمشقی	398

Presented by Ziaraat.Com

- حضرت رقیہؑ کی قبر مبارک میں پانی کا داخل ہونا 405
- یزید کے گھر میں داخلہ اہلِ بیتؑ 407
- دربارِ یزید میں زوجہ یزید کا بے پردہ آنا 408
- کلمات امام سید سجادؑ در جواب منہال 409
- یزید کا کُشتی لڑنے کا مطالبہ 411
- یزیدی خطیب کا خطبہ 411
- حضرت امام سجادؑ کا تاریخی خطبہ 413
- خطبہ دیگر 423
- حضرت سکینہؑ کا خواب 425
- زوجہ یزید ہند کا خواب 428
- اسباب سفر اہلِ بیتؑ برائے مراجعت از شام 429
- وعدہ یزید برائے امام سجادؑ 430
- اہلِ بیتؑ کی مدینہ روانگی 431
- یزیدی دربار میں قاتل سید الشہداؑ کی تلاش 433
- داخلہ اہلِ بیتؑ در کربلا اور ملاقات جابرؓ 437
- بیس صفر کی تردید کرنے والے ناقلین 439
- وُرود اہلِ بیتؑ کربلا بروز اربعین کی روایت کرنے والے ناقلین 440
- وُرود اہلِ بیت مدینہ بروز اربعین کی روایت کرنے والے ناقلین 441
- مؤرخین جنھوں نے وُرود اہلِ بیتؑ کی تاریخ معین نہیں کی 442
- روزِ اربعین اور صاحب ناسخ 442
- روزِ اربعین اور جابر بن عبداللہ انصاریؓ 445
- زبانِ حال عقیلہ قریش 450
- وُرود اہلِ بیتؑ در کربلا 451

Presented by Ziaraat.Com

- ورود اہلِ بیتؑ در مدینہ 454
- اہلِ بیتؑ کا ساربانوں کا شکریہ ادا کرنا 455
- نعمان بن بشیر سے اہلِ بیتؑ کا شکریہ 455
- اہلِ مدینہ کے لیے واپسی اہلِ بیتؑ کی منادی 456
- خطبہ امام سجاد علیہ السلام 460
- جناب محمد بن حنفیہ کا استقبالِ اہلِ بیتؑ 473
- ابو مخنف کی روایت 475
- روضہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اہلِ بیتؑ کی حاضری 476
- حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا سید الشہداؑ پر گریہ 477
- سید الشہداؑ کا سر مبارک کہاں دفن ہے؟ 479
- چند اہم باتیں 481
- میدانِ کربلا میں دو مجاہدہ 485
- علیؑ کی بیٹی 487

***

Presented by Ziaraat.Com

عرضِ مترجم

قارئین محترم کی خدمت میں درخواست ہے فاضل مؤلف کتاب "رمز المصیبۃ" نے اپنی اس کتاب میں حضرت اُم کلثومؑ دختر جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام کے بارے میں وہی نظریہ پیش کیا ہے جو مسلکِ عامہ کا ہے۔ مؤلف نے اس ضمن میں اسد الغابہ، ابن الاثیر اور محمد بن طلحہ شافعی کی ان روایات پر اکتفا کیا، جن کا حقیقت سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔ اس موضوع پر عالمِ اسلام میں بہت لکھا جا چکا ہے۔

مسلکِ عامہ کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت عمر نے حضرت امیرالمومنین امام علی علیہ السلام سے حضرت اُم کلثومؑ کا رشتہ مانگا اور آپؑ نے دے دیا لیکن کتب فریقین سے ثابت ہے، جس اُم کلثوم کا عقد حضرت عمر بن خطاب سے ہوا تھا، وہ حضرت ابوبکر کی بیٹی تھی۔ حضرت ابوبکر نے جب اسماء بنت عمیس سے عقد کیا، اُن سے اسماء کو ایک بیٹی ہوئی جس کا نام اُم کلثوم تھا۔ یہ ۱۳ ہجری میں پیدا ہوئی۔ حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد حضرت امام علی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کی بیوہ حضرت اسماء سے عقد کر لیا تھا۔ جب وہ آپ کے گھر آئیں تو یہ بچی بھی ساتھ تھی۔ جب یہ بچی دختر حضرت ابوبکر پانچ سال کی ہوئی تو حضرت عمر بن خطاب نے ایک روایت کے مطابق حضرت علیؑ سے اس بچی کا رشتہ مانگا کیونکہ وہ بچی آپ کی نگرانی میں تھی اور دوسری روایت تاریخ کامل واستیعاب کے مطابق حضرت عمر نے حضرت عائشہ کی طرف پیغام بھیجا کیونکہ اُم کلثوم دختر حضرت ابوبکر ان کی چھوٹی بہن تھی۔ حضرت عائشہ نے اپنی اس چھوٹی بہن کو حضرت عمر کا پیغام دیا تو اس بچی نے اپنی بہن حضرت عائشہ سے کہا: حضرت عمر ایک سخت آدمی ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

عورتوں پر بہت زیادہ سختی کرنے والے ہیں۔ اگر آپ لوگ میری شادی ان کے ساتھ کریں گے تو میں رسول اللہ ﷺ کی قبر پر جا کر تمہاری شکایت کروں گی۔ جب حضرت عائشہ نے انہیں سمجھایا تو وہ راضی ہو گئیں۔ یہ عقد ۱۷ ہجری کو ہوا۔ اصل واقعہ کی حقیقت یہی ہے۔ دیکھئے کتاب اعلام النساء، ج ۴، ص ۲۵۰۔

حضرت ابوبکر کی بیوہ اسماء کی ایک لڑکی کی کنیت اُم کلثوم تھی۔ مراۃ العقول، جلد ۴ میں موجود ہے: راوی کہتا ہے: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں سوال کیا: لوگ ہم پر حجت قائم کرتے ہیں کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فلاں کو اپنی بیٹی اُم کلثوم کا رشتہ دیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام تکیے کے سہارے بیٹھے تھے۔ پس تکیہ چھوڑ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: کیا تم اس بات کو قبول کرتے ہو؟ جس قوم نے یہ دعویٰ کیا ہے، وہ سیدھے راستہ کی ہدایت نہیں پا سکتے اور وہ لوگ اپنے اس دعوئی میں جھوٹے ہیں۔

حضرت عمر کی زوجہ اُم کلثوم کا سالِ وفات

مؤرخین و محدثین نے لکھا ہے: جناب اُم کلثوم کے بطن سے حضرت عمر کے فرزند زید اور دختر رقیہ پیدا ہوئی۔ اُم کلثوم اور ان کے فرزند نے ایک ہی دن انتقال کیا۔

(اصابہ، جلد ۸، ص ۲۷۵)

مؤرخ علامہ دیار بکری کہتے ہیں: اُم کلثوم اور اُن کے فرزند زید نے ایک ہی وقت میں انتقال کیا۔ ان کا جنازہ عبداللہ بن عمر نے امام حسنؑ کے کہنے پر پڑھا۔

(تاریخ خمیس، جلد ۲، ص ۳۱۸)

دنیا جانتی ہے امام حسن علیہ السلام ۴۹ یا ۵۰ ہجری تک زندہ رہے۔ اب نتیجہ یہ نکلتا ہے: یہ اُم کلثوم زوجہ حضرت عمر جن کی نماز جنازہ امام حسن علیہ السلام نے ابن عمر سے پڑھوائی تھی وہ ۴۹ ہجری سے قبل فوت ہوئیں۔

Presented by Ziaraat.Com

وکیع بن جراح نے اسماعیل سے، اُس نے عامر سے روایت کی۔ انھوں نے کہا: زید اور ان کی ماں اُم کلثوم نے ایک ہی وقت میں انتقال کیا اور ابن عمر نے ان دونوں کی نماز جنازہ پڑھی۔ (طبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۳۴۰)

اس کا مطلب بھی یہی ہوا کہ اُم کلثوم زوجہ حضرت عمر نے ۴۹ ہجری سے قبل انتقال کیا تھا۔

علامہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے: حضرت عمر کے بیٹے زید اور ان کی زوجہ اُم کلثوم نے ایک ہی وقت میں انتقال کیا اور ان دونوں پر نماز جنازہ ابن عمر نے پڑھا۔ امام حسنؑ نے انھیں کو نماز جنازہ پڑھانے کے لیے آگے بڑھایا۔ (کتاب استیعاب، ج ۲، ص ۷۹۵)

الغرض حضرت عمر کی زوجہ اُم کلثوم کے متعلق تمام کتابوں سے چند باتیں یقینی طور پر ثابت ہوتی ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ ...... وہ ۱۷ ہجری میں دو ڈھائی سے تین چار سال کی بچی تھیں اور ایسی تھیں کہ ان پر پردہ واجب نہ تھا۔

۲۔ ...... حضرت عمر کی خواستگاری پر جناب امیر علیہ السلام نے ان کی بہت کم سنی کا عذر کیا اور دوسرے مسلمانوں نے بھی ان کی کم سنی ہی کی وجہ سے اس شادی کے متعلق حضرت عمر پر اعتراض کیا۔

۳۔ ...... حضرت عمر کے اصرار پر حضرت علیؑ نے ان کو حضرت عمر کے گھر بھیج دیا۔ انھوں نے ان کو اپنے سینے سے لگایا، ان کی پنڈلی کھول کر دیکھ لی اور اُم کلثوم نے ان کو طمانچہ مارنا چاہا۔

۴۔ ...... اُم کلثوم اور ان کے بیٹے زید ایک ہی وقت فوت ہوئے، جس کی وجہ سے نہ بیٹے کی میراث ماں کو ملی اور نہ ماں کی میراث بیٹے کو ملی۔

۵۔ ...... اُم کلثوم نے عہد معاویہ میں امام حسن علیہ السلام کی زندگی میں انتقال کیا اور

Presented by Ziaraat.Com

انھوں نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھوائی۔

اب منزلِ یقین یہ ہے، یہ تمام باتیں حضرت اُم کلثوم دختر جناب سیدہ کے متعلق نہیں ہوسکتیں۔ اسی سبب سے خاندانِ رسالت کے احباب حضرت اُم کلثوم دختر امیر المومنینؑ کے عقد سے برابر انکار کرتے رہے ہیں۔

علامہ ابن حجر کی نے لکھا ہے: اہلِ بیتؑ کے جاہلوں کی ایک جماعت ہمارے زمانوں میں اس عقد سے انکار کرتی ہیں، جس سے ہم لوگوں کا تعجب زیادہ ہوتا ہے۔ جب حضرت علیؑ نے اُم کلثوم کو حضرت عمر کے پاس بھیجا تو وہ ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنی گود میں بٹھایا، ان کے بوسے لیے اور ان کے حق میں دعائے خیر کی اور حضرت عمر نے اُم کلثوم کو اپنی گود میں بٹھایا اور اپنے سینے سے لگایا اور ان کے ساتھ یہ سلوک کیا۔ ان کی عزت کے خیال سے کیونکہ اُم کلثوم اپنی کم سنی کی وجہ سے اس عمر کو پہنچی ہی نہ تھی کہ اُن پر شہوت ہوسکتی، جس کی وجہ سے حضرت عمر کے لیے یہ باتیں حرام ہوتیں۔ اگر وہ بہت چھوٹی بچی نہ ہوتیں تو ان کے والدین ان کو حضرت عمر کے پاس بھیجتے ہی نہیں۔

علامہ ابن حجر کی سے کون پوچھے اگر واقعاً یہ اُم کلثوم جنابِ سیدہؑ ہی کی بیٹی تھیں تو ۱۷ ہجری میں وہ گیارہ سال کی ہوتے ہوئے اتنی چھوٹی کس طرح ہو گئیں کہ مؤرخین نے ان کو صبیہ (دودھ پیتی بچی) سے تعبیر کیا۔

حضرت علی علیہ السلام کا ان کو حضرت عمر کے پاس بھیجنا بھی درست ہو گیا اور حضرت عمر کا انھیں گود میں بٹھانا، بوسے لینا اور سینے سے لگانا بھی جائز قرار پا گیا۔ حالانکہ ان عرب اور قبیلہ قریش کی عورتوں کی یہ حالت تھی کہ حضرت عائشہ جب صرف ۹ سال کی تھیں تو ہم بستری کے قابل ہو گئیں تھیں۔ چنانچہ خود معظمہ بیان فرماتی ہیں کہ اتنی ہی عمر میں حضرت رسولِؐ خدا نے میرے ساتھ عقد کے بعد جماع کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

المختصر عقل و نقل دونوں ہی سے ثابت ہے۔ ۱۷ ہجری میں اُم کلثوم زوجہ حضرت عمر بالکل ننھی، نادان، گود میں بٹھانے کے قابل تھیں اور وہی اُم کلثوم ۴۹ ہجری سے قبل وفات پا گئیں اور ۵۰ ہجری کے بعد جو اُم کلثوم دنیا میں موجود تھیں وہ کس طرح حضرت عمر کی زوجہ ہو سکتی تھیں کیونکہ ایک ہی عورت کا ۴۹ ہجری میں مر جانا اور پھر اس کے بعد ۶۱ ہجری میں یا اس کے بعد بھی زندہ رہنا عقل و نقل دونوں سے خلاف ہے۔

حضرت اُم کلثوم دختر جناب سیدہؑ کا سالِ ولادت

اگر اس بی بی کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ وہ ۱۷ ہجری میں پانچ سال کی تھیں اور ۵۰ ہجری سے قبل وفات پا گئیں تو ہمیں ان کے زوجہ حضرت عمر ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر اس کے خلاف ثابت ہو تو ماننا پڑے گا کہ یہ دوسری معظمہ تھیں اور اُم کلثوم زوجہ عمر حضرت ابوبکر کی بیٹی تھیں۔ صرف دونوں کا نام ایک ہونے سے مؤرخین و محدثین نے دھوکا کھایا، یا حق کو چھپایا یا محض کمایا اور دونوں کو ایک ہی لکھ دیا۔

علامہ ابن سعد، علامہ ابن عبدالبر، علامہ ابن اثیر، علامہ ابن حجر، علامہ ابن قتیبہ، وغیرہ نے حضرت اُم کلثومؑ کے حالات تو لکھے مگر کسی نے سالِ ولادت تحریر نہ کیا لیکن یہ معلوم ہے کہ آپ اپنی بہن حضرت زینبؑ سے چھوٹی تھیں۔ اور جناب زینبؑ امام حسینؑ سے چھوٹی تھیں۔ امام حسینؑ ۴ ہجری میں، جناب زینبؑ ۵ ہجری میں اور جناب اُم کلثوم ۶ ہجری میں غالباً پیدا ہوئی ہوں گی۔ کیونکہ امام حسینؑ اپنے برادر امام حسنؑ سے ۱۰ ماہ ۱۸ دن چھوٹے تھے۔ تو کوئی وجہ نہیں جناب زینب امام حسینؑ سے ایک سال سے زیادہ اور جناب اُم کلثوم بھی امام حسینؑ سے دو سال سے زیادہ چھوٹی رہی ہوں اور ۱۱ ہجری میں جناب سیدہؑ نے وفات پائی۔ اس طرح ماں کے انتقال کے وقت جناب اُم کلثومؑ پانچ سال کی ثابت ہوتی ہیں۔ صاحب شرح مواقف اور صاحب سیرۃ حلبیہ نے

Presented by Ziaraat.Com

جناب اُم کلثوم دختر امیرالمومنینؑ کو فدک کے گواہوں میں شمار کیا جس کا مقدمہ ۱۱ ہجری میں حضرت ابوبکر کے دربار میں لایا گیا۔ اور شمس الدین محمد جزری نے حدیث من کنت مولاہ کو جناب سیدہؑ کی زبانی انہیں جناب اُم کلثومؑ دختر جناب سیدہؑ کے سلسلے سے بیان کیا ہے۔ چونکہ پانچ سال سے کم عمر کا بچہ یا بچی گواہی دینے اور حدیث روایت کے قابل نہیں سمجھی جاتی، اس سبب سے ماننا پڑے گا حضرت اُم کلثومؑ ۱۱ ہجری میں پانچ سال کی ضرور تھیں۔ لہٰذا ۱۷ ہجری میں جبکہ لوگوں نے حضرت عمر کے عقد کا واقعہ لکھا ہے۔ حضرت اُم کلثوم کی عمر گیارہ برس سے کم نہیں ہوسکتی اور اس عمر میں وہ کسی اصول سے کم سن نہیں کہی جاسکتی۔ اب ماننا پڑے گا کہ وہ اُم کلثوم جو حضرت عمر کے پاس بھیجی گئیں ان کو حضرت عمر نے گود میں بٹھایا، سینے سے لگایا اور پنڈلی کھول کر دیکھ ڈالی وہ اُم کلثوم حضرت ابوبکر کی دختر تھیں نہ کہ امام علی علیہ السلام کی۔

حضرت اُم کلثومؑ بنت حضرت علیؑ کا سالِ وفات

جب اس بی بی کی وفات پر تحقیق ہوتی ہے تو سارا غبار چھٹ جاتا ہے۔ حقیقت سامنے آجاتی ہے۔ واقعۂ کربلا ۶۱ ہجری میں ہوا۔ یہ بی بی کربلا میں موجود تھیں۔ اپنے بھائی امام حسینؑ سے گفتگو کرنا، اپنے بھائی کی شہادت پر رونا، کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک یہ امر ایسا ہی یقینی ہے جیسا امام حسینؑ کا بروز عاشور شہید ہونا۔

چنانچہ مقتل ابی مخنف، مشہد ابی اسحاق اسفرائنی، روضۃ الشہداء ملا حسین کاشفی، روضۃ الصفا اور حبیب السیر وغیرہ میں اس امر کی تمام تفصیلات موجود ہیں۔ ان کتب میں آپ کے خطبات بھی موجود ہیں۔

کتاب روضۃ الاحباب (جس کو شاہ عبدالعزیز دہلوی سیرت کی بہترین کتاب کہتے ہیں) میں ہے: وہ امام حسین علیہ السلام کی دونوں بہنوں حضرت زینبؑ اور حضرت اُم کلثومؑ کو دربار یزید میں لے گئے...... ناگاہ اُم کلثومؑ کھڑی ہوئیں اور کہا: اے یزید!

Presented by Ziaraat.Com

مجھے اجازت دے۔ یزید نے کہا: کیا یہ زبان دراز عورت بھی حسینؑ کی بہن ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں یہی حضرت اُم کلثومؑ (ان کی چھوٹی بہن) ہیں۔

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی مصنف کتاب تحفہ اثنا عشریہ نے کتاب سرّ الشہادتین لکھی۔ ان کے شاگرد شاہ سلامت اللہ دہلوی نے اس کتاب کی فارسی میں شرح لکھی جس کا نام ہے: تحریر الشہادتین۔ اس میں ممدوح لکھتے ہیں: لوگوں نے روایت کی ہے: جس وقت حضرات اہل بیتؑ اسیر کر کے ابن زیاد کے پاس لائے گئے تو اُس نے کہا: خدا کا شکر ہے کہ اُس نے تم لوگوں کو مصائب میں مبتلا کیا۔

حضرت اُم کلثومؑ نے جواب دیا: خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ہم لوگوں کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عزت دی......الخ (کتاب تحریر الشہادتین مطبوعہ لکھنؤ، ص ۷۷)

علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے: حضرت علیؑ کی (چھوٹی) صاحبزادی جناب اُم کلثومؑ نے واقعۂ کربلا کے بعد کوفہ والوں سے کہا: تم جانتے بھی ہو کہ حضرت رسولؐ خدا کے کس جگر کو تم نے پارہ پارہ کر دیا۔ (کتاب نہایہ بلغت فرث، ص ۲۶۸)

علامہ شیخ محمد طاہر گجراتی نے اپنی کتاب مجمع بحار الانوار، ج ۳، ص ۶۴ لغت فرث میں یہی عبارت لکھی ہے: اور جناب مولوی وحید الزمان خان صاحب حیدرآباد نے لکھا ہے: حضرت اُم کلثومؑ حضرت علی علیہ السلام کی صاحبزادی نے کوفہ والوں سے فرمایا جب اُنھوں نے امام حسینؑ کو شہید کر دیا۔ ارے تم جانتے ہو؟ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کس جگر کو پارہ پارہ کیا؟ ایسے جگر گوشہ کو جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم برزخ میں پریشانی ہوئی۔ (انوار اللغۃ، پارہ ۲۰، ص ۳۶)

علامہ شیخ سلیمان قندوزی لکھتے ہیں: حضرت اُم کلثومؑ جب کربلا، کوفہ و شام سے واپس ہو کر مدینہ کے قریب پہنچیں تو اُس شہر کی طرف منہ کر کے رونے اور نوحہ پڑھنے لگیں۔ (وہ نوحہ جو مشہور ترین نوحہ ہے)۔ مدینۃ جدنا لا تقبیلنا......الخ

Presented by Ziaraat.Com

علامہ ابن سعد لکھتے ہیں: جب اُم کلثوم بالکل نادان بچی تھی تو آپ سے حضرت عمر نے شادی کی اور وہ ان کی زندگی میں انھی کے پاس رہیں اور اُن سے حضرت عمر کے دو بچے زید ورقیہ پیدا ہوئے۔ پھر حضرت عمر کے بعد اُن سے عون بن جعفر نے شادی کر لی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بھائی محمد ابن جعفر نے شادی کی۔ وہ بھی انتقال کر گئے تو ان کے بھائی عبداللہ بن جعفر نے شادی کر لی کیونکہ اُس وقت عبداللہ کی پہلی بیوی جناب زینب انتقال کر چکی تھیں۔ (طبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۳۳۹)

ان روایات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ حضرت اُم کلثوم اُس وقت زندہ رہیں کہ جناب عبداللہ بن جعفر نے بھی ان سے شادی کی۔ یہ بھی معلوم ہے کہ واقعہ کربلا میں جناب زینبؑ زندہ تھیں اُس وقت تو جناب عبداللہ سے حضرت اُم کلثوم کی شادی جمع بین الاختین حرام ہونے کی وجہ سے ہو نہیں سکتی تھی۔ جب جناب زینبؑ کا انتقال ہو گیا تب ہی حضرت اُم کلثوم کی شادی جناب عبداللہ سے ہو سکی۔

اب اس امر کی تحقیق کی جائے کہ حضرت اُم کلثوم کے آخری شوہر جناب عبداللہ نے کس سال میں انتقال کیا۔ علامہ محب الدین طبری نے کتاب زاد العقبیٰ میں لکھا ہے: جب عبداللہ بن جعفر نے مدینہ میں انتقال کیا اُس وقت ان کی عمر ۸۰ سال ہو چکی تھی۔

علامہ ابن قتیبہ نے لکھا ہے: عبداللہ بن جعفر کی کنیت ابوجعفر تھی۔ یہ ملک حبشہ میں پیدا ہوئے تھے (کیونکہ ان کے والد جناب جعفر مدینہ سے پہلے ہجرت کر کے وہیں چلے گئے تھے) یہ عرب کے سب سے زیادہ سخی شخص تھے اور بہت بوڑھے ہو کر مدینہ میں فوت ہوئے۔

ابوالیقظان کا قول ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں: آپ نے ۹۰ ہجری میں انتقال کیا اور مقام ابواء میں دفن کیے گئے۔ وفات رسولؐ کے وقت دس سال کے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

پہلی ہجری میں پیدا ہوئے اور ۹۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ آپ کا جنازہ سلیمان بن عبدالمالک نے پڑھا۔ (کتاب المعارف، ص ۶۸)

اس طرح حضرت اُم کلثوم کی وفات ۹۰ ہجری سے کچھ قبل یا بعد ثابت ہوتی ہے کیونکہ ایک قول یہ بھی ہے: جناب عبداللہ نے آپ کو زندہ چھوڑ کر انتقال کیا۔ (اسماء الرجال، مشکوۃ محدث دہلوی، ص ۴۸)

اب فیصلہ بالکل آسان ہے۔ حضرت عمر کی بیوی اُم کلثوم ۹۰ ہجری سے قبل انتقال کر چکی تھی اور جناب امیر علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت اُم کلثوم دخترِ سیدہ نے ۹۰ ہجری سے کچھ قبل یا بعد رحلت فرمائی تو دونوں ایک کیسے ہوسکتی ہیں؟ حضرت عمر کی زوجہ اُم کلثوم حضرت ابوبکر کی بیٹی ہیں، جناب امیر علیہ السلام کی دختر نہیں ہیں۔

اِدھر حضرت عمر کی شخصیت کا دوسرا پہلو کہ ان کا اہلِ بیتؑ کے ساتھ کیا سلوک رہا ہے۔ آپ نے خاندانِ رسالت کو بعد از انتقال رسولؐ خلافت وحکومت ظاہری سے محروم کیا۔ آپ کی وجہ سے جنابِ سیدہؑ اپنے والد رسولؐ اللہ کی میراث سے لاتعلق کی گئیں۔ انہی کے حکم سے جنابِ سیدہؑ کے دروازے پر لکڑیاں اور آگ جمع کی گئی اور گھر کو جلانے کی دھمکیاں دی گئیں۔ جب ان سے کہا گیا اس گھر میں فاطمہ زہراؑ اور ان کی اولاد موجود ہے تو آپ نے کہا کوئی بھی ہو جلا دوں گا۔ جنابِ محسن کی شہادت واقع ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ان کے مظالم سے روتی ہوئی اس دنیا سے چلی گئیں اور وصیت فرمائی۔ میرے جنازے میں فلاں فلاں شریک نہ ہوں۔ اب اس بڑھاپے میں اُس بی بی کی اولاد سے شرف حاصل کرنے کا شوق کیسے پیدا ہو گیا تھا۔

مراۃ العقول، ج ۳، ص ۴۴۹ جناب شیخ مفید فرماتے ہیں: جو روایت حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی دختر کی حضرت عمر سے تزویج کے سلسلہ میں وارد ہے وہ ثابت

Presented by Ziaraat.Com

نہیں ہے۔ کیونکہ اس روایت کا راوی زبیر بن بکار ہے اور وہ قابلِ اعتبار نہیں بغض امیر المومنینؑ کی وجہ سے جو کچھ بیان کرتا ہے وہ قابلِ اعتبار نہیں۔

(اس مقالہ کے لیے درج ذیل کتب سے مدد لی گئی: طبقات ابن سعد، عقد اُم کلثوم (مولانا سید علی حیدر صاحب) احسن المقال، سہم مسموم فی جواب عقد اُم کلثوم

☆☆☆

Presented by Ziaraat.Com

رمز المصیبۃ ایک نظر میں

مقتل سید الشہداء علیہ السلام کی عظیم الشان کتاب رمز المصیبۃ کی تیسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ فرزند رسول حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں کائنات کی وہ ہستی ہیں جن کے بارے میں علامہ اقبال نے فرمایا:

آنکہ مقصود بے یقیناں را یقین

آنکہ لرزد از سجود او زمین

آپؑ وہ ہستی ہیں، جن کی قربانیاں پوری کائنات پر بھاری ہیں۔

جس کسی نے آپؑ کی ذات سے توسّل کیا وہ لازوال ہوگیا،

جس نے آپؑ کو چھوڑا وہ ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر گیا"۔

پیغمبر گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے اس پُرعظمت بیٹے پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے، بہت کچھ لکھا جارہا ہے اور بہت کچھ لکھا جائے گا۔ لکھنے والے تھک سکتے ہیں، قلم ٹوٹ سکتے ہیں لیکن یہ سب اتنا ہے جتنا سمندر کے مقابلے میں ایک قطرۂ آب۔

عربی، فارسی اور اُردو ان تینوں بین الاقوامی زبانوں میں سید الشہداء علیہ السلام پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ ہر مقتل اپنے تئیں صاحبِ مقتل کی لائق صد تحسین کاوش ہے۔ ہر صاحبِ مقتل و مؤرخ نے حسینیت کو خراجِ تحسین پیش کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ وہ ان شاء اللہ بارگاہ خداوندی میں ماجور ہوں گے۔

ان تمام مقاتل میں چاہے وہ عربی میں ہیں، یا فارسی میں یا اُردو میں_____ مقتل "رمز المصیبۃ" ایک ایسا مقتل ہے جو ہر اعتبار سے ایک جامع مقتل ہے۔ اس کی

Presented by Ziaraat.Com

موجودگی میں کسی اور مقتل کی ضرورت نہیں رہتی۔ سید الشہداؑ کی مدینہ سے روانگی کے تمام مقدمات و عوامل کو شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ جب آپ مدینہ سے روانہ ہونا چاہتے تھے یا جب روانہ ہو پڑے۔ پھر مدینہ سے مکہ مکرمہ تک کے مکمل احوال [illegible] اور کربلا میں دسویں محرم کے تمام واقعات پوری تفصیل کے [illegible] گیارہ محرم سے کوفہ اور کوفہ سے شام، پھر شام سے مدینہ [illegible] خوبصورت انداز میں پیش کی گئی ہے۔ سید الشہداؑ کے مقتل کے عظیم الشان کام کو ہر زاویہ سے مکمل کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔

اس کتاب کے مؤلف علامہ سید محمود موسوی دہ سرخی اصفہانی جن کی ذات محتاج تعارف نہیں، سرزمینِ ایران میں ایک بہت بڑے عالم ہیں۔ ایران میں اُن کی باقی تصانیف کے ساتھ اُن کی کتاب ''رمز المصیبۃ'' کو ایک بہت زیادہ شہرت ملی۔

علامہ موصوف نے اس کتاب کی تالیف میں نامور بیاسی کتب سے مدد حاصل کی۔ کہا جاسکتا ہے یہ کتاب بیاسی کتب کا نچوڑ ہے، عرق ہے۔ کتب ملاحظہ فرمائیں:

● ابصار العین سماوی نجفی ● احتجاج طبرسی چاپ مشہد ● نثر الرتضی ● ارشاد شیخ مفید ● اسرار الشہادۃ دربندی ● اعیان الشیعہ ● اقبال سید بن طاؤس ● امالی صدوق (المتوفی ۳۸۱ھ) ● بحار الانوار (ج ۴۴ و ۴۵ و ۱۰۱ اسلامیہ) ● برہان قاطع ● بشارت المصطفیٰ لمحمد بن علی الطبری فی القرن السادس/ بینہ رحمت للحاج الشیخ جواد الخراسانی المعاصر ● تذکرۃ الخواص ابن جوزی (المتوفی ۶۵۴ھ) ● تذکرۃ الشہدا حاج شیخ حبیب اللہ کاشانی ● ترجمہ زیارت ناحیہ بقلم السید مجتبیٰ جزائری اصفہانی دام ظلہ ● تہذیب الاحکام للشیخ الطوسی/ ثمرات الحیات للامامی الاصفہانی ● جلاء العیون مجلسی (رہ) ● جنات الخلود ● چہرۂ خونیں آقای عطاردی ● حیاۃ الحسین باقر شریف القرشی النجفی المعاصر ● خرائج ● خزائن الاشعار ● دائرۃ المعارف للاعلمی (رہ) ● در کربلا چہ گذشت کمرۂ دلائل الامامۃ طبری چاپ

Presented by Ziaraat.Com

۱۳۸۳ھ ● دمع السجوم شعرانی ● دیوان کمپانی ● الذریعہ گرمرودی ● الذریعہ فی تصانیف الشیعہ ● رجال کشی ● رجال ممقانی ● رقیہ آقای فلسفی لطفی زادہ ● روضۃ الشہداء کاشفی (المتوفی ۹۱۰ھ) ● ریاض القدس، تالیف صدرالدین واعظ قزوینی ● زادالمعاد مجلسی (رہ) ● سراج الایمان، ترجمہ مثیر الاحزان ● شہید کربلا ... ● عوالم، ج ۱۷ ● عیون اخبار الرضا ● فرسان الہیجاء ● فرہنگ عمید ● ...س اللغۃ ● قمقام ● الکافی ● کامل بہائی کہ در سنہ ۶۷۵ تالیف شدہ ● ...ب ● مقتل ابی مخنف (المتوفی ۱۵۷ھ) ● مقتل الحسین مقرم ● مقتل خوارزمی ● مناقب ابن شہرآشوب ● منتخب التواریخ ● منتخب طریحی ● منتہی الآمال ● المنجد ● المنجد الابجدی ● کامل الزیارات ● کشف الغمہ ● الکنی والالقاب للمحدث القمی ● لسان العرب ● لواعج الاحزان للسید محسن الامین ● لہوف للسید بن طاؤس (المتوفی ۶۶۴ھ) مثیر الاحزان ابن نما ● مجالس السنیہ للسید محسن الامین ● مجمع البحرین ● محرق القلوب نراقی ● محسن الابرار، ترجمۂ مقتل بحارالانوار، تالیف محمد حسن العاصی معاصر ناصرالدین شاہ المراصد ● مزار صغیر مفید ● مصباح کفعمی ● مصباح المتہجد ● معالی السبطین ● معجم البلدان ● مفتاح الکتب الاربعہ للمؤلف، ج ۱ تا ۳۷ ● مہیج الاحزان یزدی ● ناسخ التواریخ (المتوفی صاحبہ ۱۲۹۷ کما فی الذریعہ، ج ۲۴) ● نفس المہموم للمحدث القمی ● نہضت حسینی فلسفی لطفی زادہ دام ظلہ ● یاران پایدار للدکتور محمد ہادی امینی ● ینابیع المودۃ لسلیمان بن ابراہیم القندوزی (المتوفی ۱۲۹۴ھ)

یہ کتاب جہاں ایک مقتل ہے وہاں ایک کربلا کی تاریخ بھی ہے۔ ہر زاویہ نظر سے ایک منفرد کتاب ہے۔ اختلافی مسائل کو احسن انداز سے نبھایا گیا ہے۔ میں نے تقریباً تمام مقاتل کا مطالعہ کیا ہے۔ جب میری نگاہ اس مقتل پر پڑی تو میں نے اپنے اُوپر واجب سمجھا کہ اس کتاب کا ترجمہ اُردو زبان میں ہر صورت میں ہونا چاہیے۔ جس وقت میں نے اس کا ترجمہ واجب جانا اُسی وقت میرے پاس مختلف اداروں کی طرف

Presented by Ziaraat.Com

سے بھیجا ہوا علمی کام بہت زیادہ پڑا تھا تو میں نے فوراً اپنے برادر عزیز الطاف حسین کلاچی صاحب کے ذمہ لگایا کہ وہ اپنی باقی مصروفیات کے ساتھ ساتھ اس کام کو اوّلین حیثیت دیں، چونکہ موصوف ایک دینی ادارہ کے مسئول ہیں۔ ایک مسئول کی مصروفیات زیادہ ہوتی ہیں لیکن انھوں نے میرے مطالبہ کو فوراً قبول کیا۔ انھوں نے بھرپور محنت کی اور خوبصورت [illegible] قارئین کو ایک خوبصورت ترین تحفہ پیش کیا۔

یہ کتاب [illegible] اور بہت سی صفات کی حامل ہے۔ وہاں اس کتاب کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس میں اہلِ بیت رسولؐ کے جن جن افراد نے کوفہ و شام یا مدینہ میں خطبے دیے، تمام خطبات اپنے مکمل متن کے ساتھ موجود ہیں۔ یہ تمام خطبات عربی زبان میں ہیں اور ان ہستیوں سے صادر ہوئے ہیں جو افصح العرب تھے۔ اب اس امر کی بھی ضرورت تھی کہ ان عربی خطبات کو جب اُردو میں ترجمہ کیا جائے تو اس اُردو ترجمہ میں خطبات کے عربی محاسن کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔

برادر عزیز کلاچی صاحب نے ان خطبات کا حسین ترین ترجمہ کیا ہے۔ حضرت امام سجاد علیہ السلام کا وہ خطبہ جو آپ نے دمشق کی جامع مسجد میں ہزاروں کے مجمع میں اپنے بابا کے قاتلوں کے سامنے دیا جب ایک انسان پڑھتا ہے تو اُس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب امامؑ نے خطبہ دیا ہوگا تو خدا جانے سامعین پر کیا گزری ہوگی۔ اس کتاب کے ترجمہ کے ساتھ ساتھ ان خطبات کے ترجمہ کا اعزاز بھی ہمارے برادر عزیز کلاچی صاحب کو حاصل ہے۔ خداوند تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد حسن جعفری

Presented by Ziaraat.Com

زیارتِ ناحیہ مقدسہ ①

ناحیہ مقدسہ کے حوالے سے دو زیارتیں مشہور ہیں: پہلی زیارت ناحیہ مقدسہ جس میں شہداء کربلا کے اسماء کا ذکر ہوا ہے۔

ناسخ نے ج ۳، ص ۱۷ پر لکھا ہے: اس زیارتِ ناحیہ کے راوی سید ابن طاؤس ہیں۔ یہ زیارت ناحیہ مقدسہ سے برآمد ہوئی۔ اس زیارت کا سلسلہ اسناد قائم آلِ محمدؑ پر ختم ہوتا ہے۔

① عرض مترجم: صاحب بحار نے فرمایا ہے اس خبر کی تاریخ میں اشکال ہے کہ یہ زیارت امام زمانؑ کی ولادت مبارک سے چار سال قبل ناحیہ مقدسہ سے برآمد ہوئی۔ اس امر کا احتمال ہے۔ اس زیارت کا خروج حضرت امام حسن عسکریؑ سے ہوا۔ (العیون العبری، ص ۳۶۱)

علامہ مجلسی نے بحار میں کتاب "الاقبال" کے حوالے سے سید ابن طاؤس سے روایت کی ہے، انھوں نے اپنے سلسلہ اسناد سے روایت کی ہے کہ ان کے جد امجد ابو جعفر طوسی نے محمد بن احمد بن عیاش سے سنا، انھوں نے الشیخ الصالح ابو منصور بن عبدالمنعم بن نعمان بغدادی سے سنا، انھوں نے فرمایا: یہ زیارت ۲۵۲ ہجری کو الشیخ محمد بن غالب الاصفہانی ناحیہ مقدسہ سے خارج ہو کر ان کے ہاتھ پر آئی۔ اس وقت میرے بابا وفات پا چکے تھے اور میں اس وقت صغیر السن تھا۔ میں نے لکھا کہ مجھے اجازت ہو تو میں سید الشہداؑ اور شہدائے کربلا کی زیارت کو لکھوں۔

اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس زیارتِ ناحیہ مقدسہ کی تاریخ خروج ۲۵۲ ہجری ہے۔ ادھر جب امام زمانؑ کی تاریخ ولادت کی روایات کو دیکھا جاتا ہے تو وہ تاریخ بھی ۱۵ شعبان ۲۵۵ ہجری ہے۔ اس لیے صاحب بحار نے اشکال کیا ہے کہ زیارت ناحیہ مقدسہ امام زمانؑ کی ولادت مبارک سے پہلے ناحیہ مقدسہ سے خارج ہوئی اور اس بات کا امکان ہے کہ اس کا خروج امام حسن عسکریؑ سے ہوا۔ (العیون العبری، ص ۳۶۱)

اس زیارت ناحیہ مقدسہ کے علاوہ جو عمومی طور پر مجالس تعزیت میں علمائے کرام و روضہ خوان بیان کرتے ہیں وہ زیارت ناحیہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ سے منسوب ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلَ قَتِيلٍ مِنْ نَسْلِ خَيْرِ سَلِيلٍ مِنْ سُلَالَةِ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلَى أَبِيكَ إِذْ قَالَ فِيكَ: قَتَلَ اللّٰهُ قَوْمًا قَتَلُوكَ، يَا بُنَيَّ مَا أَجْرَأَهُمْ عَلَى الرَّحْمٰنِ وَعَلَى انْتِهَاكِ حُرْمَةِ الرَّسُولِ، عَلَى الدُّنْيَا بَعْدَكَ الْعَفَا، كَأَنِّي بِكَ بَيْنَ يَدَيْهِ مَاثِلًا، وَلِلْكَافِرِينَ قَائِلًا:

أَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيّ	نَحْنُ وَبَيْتِ اللّٰهِ أَوْلَى بِالنَّبِيّ
أَطْعَنُكُمْ بِالرُّمْحِ حَتَّى يَنْثَنِي	أَضْرِبُكُمْ بِالسَّيْفِ أَحْمِي عَنْ أَبِي
ضَرْبَ غُلَامٍ هَاشِمِيٍّ عَرَبِيّ	وَاللّٰهِ لَا يَحْكُمُ فِينَا ابْنُ الدَّعِيّ

حَتَّى قَضَيْتَ نَحْبَكَ وَلَقِيتَ رَبَّكَ، أَشْهَدُ أَنَّكَ أَوْلَى بِاللّٰهِ وَبِرَسُولِهِ، وَأَنَّكَ ابْنُ رَسُولِهِ، وَابْنُ حُجَّتِهِ وَأَمِينِهِ، حَكَمَ اللّٰهُ لَكَ عَلَى قَاتِلِكَ مُرَّةَ بْنِ مُنْقِذِ بْنِ النُّعْمَانِ الْعَبْدِيِّ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَأَخْزَاهُ وَمَنْ شَرِكَهُ فِي قَتْلِكَ وَكَانُوا عَلَيْكَ ظَهِيرًا، وَأَصْلَاهُمُ اللّٰهُ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا، وَجَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْ مُلَاقِيكَ وَمُرَافِقِيكَ وَمُرَافِقِي جَدِّكَ وَأَبِيكَ، وَعَمِّكَ وَأَخِيكَ، وَأُمِّكَ الْمَظْلُومَةِ، وَأَبْرَأُ إِلَى اللّٰهِ مِنْ قَاتِلِيكَ، وَأَسْئَلُ اللّٰهَ مُرَافَقَتَكَ فِي دَارِ الْخُلُودِ، وَأَبْرَأُ إِلَى اللّٰهِ مِنْ أَعْدَائِكَ أُولِي الْجُحُودِ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ.

السَّلَامُ عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحُسَيْنِ الطِّفْلِ الرَّضِيعِ الْمَرْمِيِّ الصَّرِيعِ الْمُتَشَحِّطِ دَمًا الْمُصَعَّدِ دَمُهُ فِي السَّمَاءِ

Presented by Ziaraat.Com

الْمَذْبُوحِ بِالسَّهْمِ فِی حِجْرِ أَبِیهِ، لَعَنَ اللّٰهُ رَامِیَهُ حَرْمَلَةَ بْنَ کَاهِلٍ الْاَسَدِیَّ وَذَوِیهِ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَمِیرِالْمُؤْمِنِیْنَ مُبْلَی الْبَلَاءِ وَالْمُنَادِی بِالْوِلَاءِ فِی عَرْصَةِ کَرْبَلَا الْمَضْرُوبِ مُقْبِلًا وَمُدْبِرًا، لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَهُ هَانِی بْنَ ثُبَیْتٍ الْحَضْرَمِیَّ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی الْعَبَّاسِ بْنِ اَمِیرِالْمُؤْمِنِیْنَ الْمُوَاسِی اَخَاهُ بِنَفْسِهِ، الْآخِذِ لِغَدِهِ مِنْ اَمْسِهِ، الْفَادِی لَهُ الْوَاقِی السَّاعِی اِلَیْهِ بِمَائِهِ الْمَقْطُوعَةِ یَدَاهُ، لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَیْهِ یَزِیدَ بْنَ وَقَّادٍ وَحَکِیمَ بْنَ الطُّفَیْلِ الطَّائِیَّ

اَلسَّلَامُ عَلٰی جَعْفَرِ بْنِ اَمِیرِالْمُؤْمِنِیْنَ الصَّابِرِ نَفْسَهُ مُحْتَسِبًا، وَالنَّائِی عَنِ الْاَوْطَانِ مُغْتَرِبًا، الْمُسْتَسْلِمِ لِلْقِتَالِ، الْمُسْتَقْدِمِ لِلنِّزَالِ، الْمَکْثُورِ بِالرِّجَالِ، لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَهُ هَانِیَ بْنَ ثُبَیْتٍ الْحَضْرَمِیَّ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی عُثْمَانِ بْنِ اَمِیرِالْمُؤْمِنِیْنَ، سَمِیِّ عُثْمَانِ بْنِ مَظْعُونٍ، لَعَنَ اللّٰهُ رَامِیَهُ بِالسَّهْمِ خُوَلِیَّ بْنَ یَزِیدَ الْاَصْبَحِیَّ الْاَیَادِیَّ، وَالْاَبَانِیَّ الدَّارِمِیَّ

اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ اَمِیرِالْمُؤْمِنِیْنَ قَتِیلِ الْاَبَانِیِّ الدَّارِمِیِّ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَضَاعَفَ عَلَیْهِ الْعَذَابَ الْاَلِیمَ، وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ وَعَلٰی اَهْلِ بَیْتِکَ الصَّابِرِیْنَ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِی بَکْرِ بْنِ الْحَسَنِ الزَّکِیِّ الْوَلِیِّ الْمَرْمِیِّ بِالسَّهْمِ الرَّدِیِّ، لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَهُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُقْبَةَ

Presented by Ziaraat.Com

الغَنَوِيّ.

اَلسَّلَامُ عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ الزَّكِيِّ ، لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَهُ وَرَامِيَهُ حَرْمَلَةَ بْنَ كَاهِلٍ الْاَسَدِيِّ.

اَلسَّلَامُ عَلَى الْقَاسِمِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ الْمَضْرُوبِ هَامَتُهُ الْمَسْلُوبِ لَامَتُهُ ، حِيْنَ نَادَى الْحُسَيْنَ عَمَّهُ، فَجَلٰى عَلَيْهِ عَمُّهُ كَالصَّقْرِ وَهُوَ يَفْحَصُ بِرِجْلِهِ التُّرَابَ وَالْحُسَيْنُ يَقُوْلُ: "بُعْدًا لِقَوْمٍ قَتَلُوْكَ وَمَنْ خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ جَدُّكَ وَاَبُوْكَ" - ثُمَّ قَالَ: "عَزَّ وَاللّٰهِ عَلَى عَمِّكَ اَنْ تَدْعُوَهُ فَلَا يُجِيْبُكَ اَوْ يُجِيْبُكَ وَاَنْتَ قَتِيْلٌ جَدِيْلٌ فَلَا يَنْفَعُكَ ، هٰذَا وَاللّٰهِ يَوْمٌ كَثُرَ وَاتِرُهُ وَقَلَّ نَاصِرُهُ، جَعَلَنِيَ اللّٰهُ مَعَكُمَا يَوْمَ جَمْعِكُمَا ، وَبَوَّاَنِي مُبَوَّاَ كُمَا، ولَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَكَ عُمَرَ ابْنَ سَعْدِ بْنِ نُفَيْلٍ الْاَزْدِيَّ وَاَصْلَاهُ جَحِيْمًا ، وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا اَلِيْمًا.

اَلسَّلَامُ عَلَى عَوْنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنَ جَعْفَرِ الطَّيَّارِ فِي الْجِنَانِ حَلِيْفِ الْاِيْمَانِ ، وَمُنَازِلِ الْاَقْرَانِ ، النَّاصِحِ لِلرَّحْمٰنِ ، التَّالِي لِلْمَثَانِي وَالْقُرْاٰنِ، لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَهُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ قُطْبَةَ النَّبْهَانِيَّ.

اَلسَّلَامُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ الشَّاهِدِ مَكَانَ اَبِيْهِ ، وَالتَّالِي لِاَخِيْهِ ، وَوَاقِيْهِ بِبَدَنِهِ، لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَهُ عَامِرَ بْنَ نَهْشَلٍ التَّيْمِيَّ.

اَلسَّلَامُ عَلَى جَعْفَرِ بْنِ عَقِيْلٍ ، لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَهُ وَرَامِيَهُ

Presented by Ziaraat.Com

بِشْرَ بْنَ خُوطٍ الْهَمْدَانِيِّ.
اَلسَّلَامُ عَلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَقِيْلٍ ، لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَهُ وَرَامِيَهُ عُمَرَ بْنَ خَالِدِ بْنِ اَسَدٍ الْجُهَنِيِّ
اَلسَّلَامُ عَلَى الْقَتِيلِ بْنِ الْقَتِيلِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ ، وَلَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَهُ عَامِرَ بْنَ صَعْصَعَةَ.
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ وَلَعَنَ اللّٰهُ رَامِيَهُ وَقَاتِلَهُ عَمْرَو بْنِ صَبِيْحِ الصَّيْدَاوِيِّ
اَلسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ عَقِيْلٍ ، وَلَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَهُ وَرَامِيَهُ لَقِيْطَ بْنَ نَاشِرِ الْجُهَنِيِّ
اَلسَّلَامُ عَلٰى سُلَيْمَانَ مَوْلَى الْحُسَيْنِ بْنِ اَمِيرِالْمُؤْمِنِيْنَ وَلَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَهُ سُلَيْمَانَ بْنَ عَوْفٍ الْحَضْرَمِيِّ
اَلسَّلَامُ عَلٰى قَارِبٍ مَوْلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ
اَلسَّلَامُ عَلٰى مُنْجِحٍ مَوْلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ
اَلسَّلَامُ عَلٰى مُسْلِمِ بْنِ عَوْسَجَةَ الْاَسَدِيِّ الْقَائِلِ لِلْحُسَيْنِ وَقَدْ اَذِنَ لَهُ فِي الْاِنْصِرَافِ: نَحْنُ نُخَلِّي عَنْكَ وَبِمَ نَعْتَذِرُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اَدَاءِ حَقِّكَ ، وَلَا وَاللّٰهِ حَتّٰى اُكْسِرَ فِي صُدُوْرِهِمْ رُمْحِيْ وَاَضْرِبَهُمْ بِسَيْفِيْ مَا ثَبَتَ قَائِمُهُ فِي يَدِيْ وَلَا اُفَارِقُكَ ، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ مَعِيْ سِلَاحٌ اُقَاتِلُهُمْ بِهِ لَقَذَفْتُهُمْ بِالْحِجَارَةِ لَمْ اُفَارِقْكَ حَتّٰى اَمُوْتَ مَعَكَ، وَكُنْتَ اَوَّلَ مَنْ شَرٰى نَفْسَهُ ، وَ اَوَّلَ شَهِيْدٍ مِنْ شُهَدَاءِ اللّٰهِ قَضٰى نَحْبَهُ ، فَفُزْتَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ،

Presented by Ziaraat.Com

وَشَكَرَ اللّٰهُ لَكَ اسْتِقْدَامَكَ وَمُوَاسَاتَكَ إِمَامَكَ، إِذْ مَشَى إِلَيْكَ وَأَنْتَ صَرِيعٌ ، فَقَالَ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ يَامُسْلِمَ بْنَ عَوْسَجَةَ وَقَرَأَ: "فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا" لَعَنَ اللّٰهُ الْمُشْرِكِينَ "الْمُشْتَرِكِينَ خ ل" فِي قَتْلِكَ عَبْدِاللّٰهِ الضَّبَابِيَّ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنَ خَشْكَارَةِ الْبَجَلِيَّ.

اَلسَّلَامُ عَلَى سَعْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْحَنَفِيِّ ، الْقَائِلِ لِلْحُسَيْنِ وَقَدْ أَذِنَ لَهُ فِي الْإِنْصِرَافِ: لَا وَاللّٰهِ نُخَلِّيَكَ حَتَّى. يَعْلَمَ اللّٰهُ أَنَا قَدْ حَفِظْنَا غَيْبَةَ رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ فِيكَ: وَاللّٰهِ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُحْرَقُ ثُمَّ أُذْرَى وَيُفْعَلُ ذٰلِكَ بِي سَبْعِينَ مَرَّةً مَا فَارَقْتُكَ حَتَّى أَلْقَى حِمَامِي دُونَكَ وَكَيْفَ لَا أَفْعَلُ ذٰلِكَ وَ إِنَّمَا هِيَ مَوْتَةٌ أَوْ قَتْلَةٌ وَاحِدَةٌ ثُمَّ هِيَ الْكَرَامَةُ الَّتِي لَا اِنْقِضَاءَ لَهَا أَبَدًا – فَقَدْ لَقِيتَ حِمَامَكَ، وَوَاسَيْتَ إِمَامَكَ وَلَقِيتَ مِنَ اللّٰهِ الْكَرَامَةَ فِي دَارِ الْمُقَامَةِ حَشَرَنَا اللّٰهُ مَعَكُمْ فِي الْمُسْتَشْهِدِينَ، وَرَزَقَنَا مُرَافَقَتَكُمْ فِي أَعْلَى عِلِّيِّينَ–

اَلسَّلَامُ عَلَى بِشْرِ "بَشِيرِ خ ل" بْنِ عُمَرَ الْحَضْرَمِيِّ، شَكَرَ اللّٰهُ لَكَ قَوْلَكَ لِلْحُسَيْنِ وَقَدْ أَذِنَ لَكَ فِي الْإِنْصِرَافِ: أَكَلَتْنِي إِذًا السِّبَاعُ حَيًّا إِذَا فَارَقْتُكَ وَأَسْأَلُ عَنْكَ الرُّكْبَانَ وَأَخْذُلُكَ مَعَ قِلَّةِ الْأَعْوَانِ ، لَا يَكُونُ هٰذَا أَبَدًا

Presented by Ziaraat.Com

اَلسَّلَامُ عَلٰی یَزِیْدَ بْنِ حُصَیْنٍ الْهَمْدَانِیِّ الْمَشْرِقِیِّ الْقَارِیءِ الْمُجَدَّلِ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی عِمْرَانِ بْنِ کَعْبِ الْاَنْصَارِیِّ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی نُعَیْمِ بْنِ عَامِرِ الْعَجْلَانِ الْاَنْصَارِیِّ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی زُهَیْرِ بْنِ الْقَیْنِ الْبَجَلِیِّ الْقَائِلِ لِلْحُسَیْنِ وَقَدْ لَهُ فِی الْاِنْصِرَافِ: لَا وَاللّٰهِ لَا یَکُوْنُ ذٰلِکَ اَبَدًا، اَتْرُکُ بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَسِیْرًا فِی یَدِ الْاَعْدَاءِ وَأَنْجُوْاَنَا ، لَا اَرَانِیَ اللّٰهُ ذٰلِکَ الْیَوْمَ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی عَمْرِو بْنِ قُرْظَةَ (قَرْظَةِ ن ل) الْاَنْصَارِیِّ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِ بْنِ مُظَاهِرِ الْاَسَدِیِّ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی حُرِّ بْنِ یَزِیْدِ الرِّیَاحِیِّ، اَلسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَیْرِ الْکَلْبِیِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی نَافِعِ بْنِ هِلَالِ الْبَجَلِیِّ الْمُرَادِیِّ، اَلسَّلَامُ عَلٰی أَنَسِ بْنِ کَاهِلٍ الْاَسَدِیِّ، اَلسَّلَامُ عَلٰی قَیْسِ بْنِ مَسْهِرِ الصَّیْدَاوِیِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ وَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنَیْ عُرْوَةَ بْنِ حَرَاقِ الْغِفَارِیَّیْنِ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی جُوْنِ مَوْلٰی أَبِی ذَرِّ الْغِفَارِیِّ، اَلسَّلَامُ عَلٰی شَبِیْبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ النَّهْشَلِیِّ ، اَلسَّلَامُ عَلَی الْحَجَّاجِ بْنِ زَیْدِ السَّعْدِیِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی قَاسِطٍ وَکَرْشٍ اَبْنَیْ "عَبْدِاللّٰهِ بن ظ" زُهَیْرِ التغلبیین، اَلسَّلَامُ عَلٰی کَنَانَةَ بْنِ عَتِیْقٍ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی ضِرْغَامَةَ اِبْنِ مَالِکٍ.

Presented by Ziaraat.Com

اَلسَّلَامُ عَلٰی جُوَيْنِ بْنِ مَالِكٍ الضُّبَعِيِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی عَمْرِو ابْنِ ضُبَيْعَةَ الضُّبَعِيِّ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی زَيْدٍ "يَزِيدَ ظ" بْنِ ثُبَيْتٍ الْقَيْسِيِّ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنَيْ ثُبَيْتٍ الْقَيْسِيِّ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی عَامِرِ بْنِ مُسْلِمٍ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی قَعْنَبِ بْنِ عَمْرٍو النَّمِرِيِّ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی سَالِمٍ مَوْلٰی عَامِرِ بْنِ مُسْلِمٍ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی سَيْفِ بْنِ مَالِكٍ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی زُهَيْرِ بْنِ بِشْرٍ الْخَثْعَمِيِّ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی زَيْدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْجُعْفِيِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی الْحَجَّاجِ ابْنِ مَسْرُوقٍ الْجُعْفِيِّ.

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَسْعُودِ بْنِ الْحَجَّاجِ وَابْنِهِ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مَجْمَعِ (مُجَمِّعِ) بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْعَائِذِيِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی عَمَّارِ بْنِ حَسَّانَ ابْنِ شُرَيْحٍ الطَّائِيِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی حَيَّانَ بْنِ الْحَارِثِ السَّلْمَانِيِّ الْأَزْدِيِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی جُنْدَبِ بْنِ حُجَيْرٍ الْخَوْلَانِيِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی عُمَرَ بْنِ خَالِدٍ الصَّيْدَاوِيِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی سَعِيدٍ مَوْلَاهُ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی يَزِيدَ بْنِ زِيَادِ بْنِ الْمُظَاهِرِ الْكِنْدِيِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی ظَاهِرٍ "زاهر ن ل" مَوْلَا عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ الْخُزَاعِيِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی جَبَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ الشَّيْبَانِيِّ، اَلسَّلَامُ عَلٰی سَالِمٍ مَوْلَا بَنِي الْمَدِينَةِ الْكَلْبِيِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی أَسْلَمَ بْنَ كَثِيرٍ الْأَزْدِيِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی زُهَيْرِ بْنِ سَلِيمٍ الْأَزْدِيِّ،

Presented by Ziaraat.Com

اَلسَّلَامُ عَلٰی قَاسِمِ بْنِ حَبِیْبِ الْاَزْدِیِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی عُمَرَ بْنَ الْاَحْدُوثِ الْحَضْرَمِیِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِی ثُمَامَۃَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِاللّٰہِ الصَّائِدِیِّ، اَلسَّلَامُ عَلٰی حَنْظَلَۃَ بْنَ اَسْعَدِ الشَّامِیِّ "الشّبامی ظ".

اَلسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الْکَدَنِ الْاَرْحَبِیِّ "الارحبی ظ" ، اَلسَّلَامُ عَلٰی عَمَّارِ بْنِ اَبِی سَلَامَۃِ الْهَمْدَانِی ، اَلسَّلَامُ عَلٰی عَابِسِ بْنِ شَبِیْبِ الشَّاکِرِیِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی شَوْذَبٍ مَوْلٰی شَاکِرٍ، اَلسَّلَامُ عَلٰی شَبِیْبِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ سَرِیْعٍ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مَالِکِ بْنِ عَبْدِ بْنِ سَرِیْعٍ.

اَلسَّلَامُ عَلَی الْجَرِیْحِ الْمَاْسُوْرِ سِوَارِ بْنِ اَبِیْ حُمَیْرٍ الْفَهْمِیِّ الْهَمْدَانِیِّ ، اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُرَتَّثِ مَعَهُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِاللّٰہِ الْجُنْدُعِیِّ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَاخَیْرَ اَنْصَارٍ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ، بَوَّاَکُمُ اللّٰہُ مُبَوَّاَ الْاَبْرَارِ ، اَشْهَدُ لَقَدْ کَشَفَ اللّٰہُ لَکُمُ الْغِطَاءَ ، وَمَهَّدَ لَکُمُ الْوِطَاءَ ، وَاَجْزَلَ لَکُمُ الْعَطَاءَ ، وَکُنْتُمْ عَنِ الْحَقِّ غَیْرَ بِطَاءٍ، وَاَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ ، وَنَحْنُ لَکُمْ خُلَطَاءُ فِی دَارِ الْبَقَاءِ ، وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهُ

حضرت علی اکبرؑ پر سلام

میرا سلام ہو سب سے پہلے شہید پر جو سب سے بہترین سلسلۂ نسب کا بہترین فرزند تھا۔ جس نسب کا مرکز حضرت ابراہیم خلیلؑ

Presented by Ziaraat.Com

تھے۔ تم پر اور تمہارے بابا پر درود وسلام ہوں۔ اور آپؑ کے بابا مظلومؑ نے آپؑ کی شہادت پر اس انداز میں مرثیہ فرمایا تھا:

"اللہ تعالیٰ اس قوم کو قتل کرے جنھوں نے تمھیں شہید کیا۔ اے میرے دل بند! ان لوگوں نے اللہ کی ذات پر اور حرمتِ رسولؐ پر کتنی بڑی جرأت کی ہے۔ تیرے جانے کے بعد میری کائنات لٹ گئی ہے۔

اے میرے فرزند! میں تیری جرأت و شجاعت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جب تو میدانِ جنگ میں ان کفار سے کہہ رہا تھا:

"میں علیؑ ہوں، حسینؑ بن علیؑ کا بیٹا ہوں۔ ہم اور بیت اللہ نبی کریم ﷺ کی نسبت سے پوری کائنات پر اولویت رکھتے ہیں۔

میں تم پر اپنے نیزے سے حملہ کروں گا، اپنی تلوار کی ان ضربات سے اپنے بابا کا دفاع کروں گا، جو ایک عربی ہاشمی نوجوان کے طاقتور بازو سے صادر ہوں گی۔

خدا کی قسم! زنا زادہ ہمارا حاکم نہیں بن سکتا۔ آخر آپؑ نے شہادت کی سعادت حاصل کی اور اپنے پروردگار سے ملاقات کی۔

تم رسولؐ اللہ کے فرزند ہو، اللہ کی حجت اور اُس کے امین کے فرزند ہو۔ اللہ تعالیٰ تیرے قاتل مُرہ بن منقذ بن نعمان عبدی پر لعنت فرمائے اور اُس کے ساتھیوں پر لعنت فرمائے اور ذلیل و رسوا فرمائے۔ اللہ نے ان کا ٹھکانہ جہنم بنایا ہے اور جہنم بُرا ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو تمہارے ساتھی ہیں اور تمہارے بابا اور دادا، تمہارے چچا، تمہارے برادر اور

Presented by Ziaraat.Com

تمہاری مظلومہؑ ماں سے عقیدت رکھنے والے ہیں۔

میں اللہ کے لیے تمہارے قاتل سے بیزار ہوں، میں اللہ تعالیٰ کے حضور آپؑ کے لیے جنت میں اعلیٰ مقامات کی دعا کرتا ہوں اور اللہ کے لیے تمہارے اعدا سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں۔ تم پر میرا سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکت ہمیشہ آپؑ پر نازل ہوتی ہے"۔

شہزادہ علی اصغرؑ پر سلام

"میرا سلام ہو عبداللہ بن حسینؑ پر، جس کی غذا صرف ماں کا دودھ تھا۔ جس کو تیر سے اُس وقت نحر کیا گیا جس وقت وہ اپنے بابا کی گود میں تھا جس کا پاکیزہ خون آسمان کی طرف پھینکا گیا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے قاتل حرملہ بن کاہل اسدی پر اور اس کے ساتھیوں پر لعنت کرے"۔

جناب عبداللہؑ بن جناب امیرالمومنینؑ پر سلام

"میرا سلام ہو، جناب امیرالمومنینؑ کے فرزند جناب عبداللہؑ پر، جس کو بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا، جس پر ہر طرف سے تلواروں کے حملے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس کے قاتل ہانی بن ثبیت حضرمی پر لعنت کرے"۔

حضرت عباس علمدارؑ پر سلام

"حضرت امیرالمومنینؑ کے فرزند حضرت عباسؑ پر سلام ہو، جس نے اپنی عظیم الشان جان اپنے برادر امام حسینؑ پر نچھاور کر دی جو اپنے امامؑ کی فوج کے علمدار تھے اور اہلِ بیتؑ رسولؐ اللہ

Presented by Ziaraat.Com

کے سقا تھے۔ میرا سلام ہو اس شہید پر جس کے دونوں ہاتھوں کو کاٹ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے قاتل یزید بن رقاد اور حکیم بن طفیل طائی پر لعنت فرمائے"۔

حضرت جعفرؑ پر سلام

"میرا سلام ہو، حضرت امیر المومنینؑ کے فرزند حضرت جعفرؑ پر جو صابر تھے، اپنے نفس کا محاسبہ کرنے والے تھے، جس کو اپنے وطن سے دُور کر دیا گیا تھا۔ جس نے شہادت کو قبول کیا، جو میدانِ جنگ میں بڑھ چڑھ کر حملے کرنے والے تھے۔ جس کو کافروں کی ایک جماعت نے گھیر لیا اور شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے قاتل ہانی بن ثبیت حضرمی پر لعنت فرمائے"۔

حضرت عثمانؑ پر سلام

"میرا سلام ہو، حضرت امیر المومنینؑ کے فرزند شہید حضرت عثمانؑ پر، جس کا نام آپ کے بابا نے عثمان بن مظعونؓ کی محبت میں رکھا تھا۔ آپؑ کے قاتل آپؑ کو تیروں کا نشانہ بنانے والے خولی بن یزید اصبحی ایادی اور الابانی الدارمی پر لعنت فرمائے"۔

حضرت محمدؑ بن امیر المومنینؑ پر سلام

"محمدؑ بن امیر المومنینؑ پر میرا سلام ہو، جس کو اَبانی دارمی ملعون نے شہید کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ اے اللہ! اس کے عذاب میں کئی گنا اضافہ فرما۔ اے محمدؐ! آپؐ پر اور آپؐ کی اہل بیتؑ پر جنھوں نے صبر کیا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل فرمائے"۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب ابوبکرؑ پر سلام

''ابوبکرؑ بن حسنؑ پر میرا سلام ہو، جس کو ظالم نے اپنے تیر کا نشانہ بنایا۔ خداوند تعالیٰ اُس کے قاتل عبداللہ بن عقبہ غنوی پر لعنت فرمائے''۔

جناب عبداللہؑ بن حسنؑ پر سلام

''میرا سلام ہو، عبداللہؑ بن حسنؑ بن علیؑ پر، اللہ تعالیٰ اس کے قاتل پر لعنت فرمائے، حرملہ بن کاہل اسدی پر لعنت ہو، جس نے انھیں اپنے تیر کا نشانہ بنایا۔

جناب قاسمؑ بن حسنؑ پر سلام

''میرا سلام ہو، قاسمؑ بن حسنؑ پر، جس کو ظالموں نے بے دردی سے شہید کر ڈالا۔

وہ وقت آپؑ پر کتنا شدید تھا جب آپؑ نے اپنے چچا بزرگوار کو آواز دی تھی۔ آپؑ کی آواز پر آپؑ کے چچا آپؑ کے پاس اس طرح آئے تھے جیسے شکاری پرندہ اپنے شکار پر آتا ہے اور میرا سلام ہو اس پر جو ایڑیاں رگڑ رہا تھا اور سیدالشہداءؑ روتے بھی تھے اور فرماتے بھی تھے، جس قوم نے تمہیں قتل کیا اللہ انہیں ہلاک کرے۔ قیامت کے دن تمہارے نانا اور تمہارے باباؑ تمہارے قاتل سے انتقام لینے والے ہوں گے۔

سیدالشہداءؑ نے فرمایا: قسم بخدا! تیرے چچا پر یہ بات کتنی بھاری ہے کہ تو بلائے اور تیرا چچا تیری مدد کے لیے بروقت نہ پہنچ سکے

Presented by Ziaraat.Com

اور اس وقت آئے جب تو شہید ہو جائے!
قسم بخدا یہ وہ دن ہے ہر طرف دشمن ہیں کوئی دوست ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھے تمہارے ساتھ محشور فرمائے گا۔ ہم سب بہشت بریں میں اکٹھے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے قاتل عمر بن سعد بن نفیل ازدی پر لعنت فرمائے اور اُسے جہنم رسید فرمائے اور اس کے لیے عذابِ الیم تیار فرمائے"۔

جناب عونؑ بن عبداللہؑ بن جعفر طیارؑ پر سلام

میرا سلام ہو، جناب عبداللہؑ بن جعفرؑ کے فرزند عونؑ پر، جن کے دادا کو اللہ نے پَر عطا کیے ہیں، جو جنت میں ملائکہ کے ساتھ محوِ پرواز رہتے ہیں، جو ایمان کی بلندیوں پر فائز تھے، جو اپنے خدا کی طرف سے اِس کے بندوں کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے، جو قرآن کریم اور مثانی کے قاری اور عامل تھے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے قاتل عبداللہ بن قطبہ نبہانی پر لعنت کرے۔

جناب محمدؑ بن عبداللہ بن جعفر طیارؑ پر سلام

"میرا سلام ہو، عبداللہؑ بن جعفرؑ کے فرزند شہید محمدؑ پر، جو اپنے بابا کی نیابت کر رہے تھے اور اپنے بھائی کے بعد منزلِ شہادت پر پہنچے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے قاتل عامر بن نہشل تیمی پر لعنت فرمائے"۔

جناب جعفرؑ بن عقیلؑ پر سلام

"میرا سلام ہو، جعفرؑ بن عقیلؑ پر، اللہ تعالیٰ اُس کے قاتل اور تیر

Presented by Ziaraat.Com

پھینکنے والے عمر بن خالد بن اسد جہنی پر لعنت فرمائے"۔

جناب عبداللہؓ بن مسلمؓ پر سلام

"میرا سلام ہو، شہید ابن شہید عبداللہؓ بن مسلمؓ بن عقیلؓ پر، اور اس کے قاتل عامر بن صعصعہ پر لعنت ہو"۔

جناب ابو عبداللہؓ بن مسلمؓ پر سلام

"میرا سلام ہو، ابو عبداللہؓ بن مسلمؓ پر، اور اس کے قاتل اور ان کو تیروں کا نشانہ بنانے والے عمرو بن صبیح صیداوی پر لعنت ہو"۔

جناب محمدؓ بن ابی سعیدؓ بن عقیلؓ پر سلام

"میرا سلام ہو، محمدؓ بن ابی سعیدؓ بن عقیلؓ پر، ان کے قاتل اور تیر مارنے والے لقیط بن ناشر جہنی پر لعنت ہو"۔

جناب سلیمانؓ [1] غلامِ امام حسینؑ پر سلام

"میرا سلام ہو، اس شہید پر، جو سید الشہداءؑ کے غلام تھے اور اُن کے قاتل سلیمان بن عوف حضرمی پر لعنت ہو"۔

جناب قاربؓ غلامِ امام حسینؑ پر سلام!

جناب منجحؓ غلامِ امام حسینؑ پر سلام!

جناب مسلمؓ بن عوسجہ اسدی پر سلام

"میرا سلام ہو، اُس شہید پر، جب امام حسینؑ نے اپنے یار و انصار

---

① بحار میں کہا گیا ہے۔ مزار مفید میں سلیمانؓ امام حسنؑ کے غلام تھے لیکن باقی تمام کتب میں امام حسینؑ کے غلام کا ذکر ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

سے فرمایا تھا: سب چلے جاؤ تو آپ نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا تھا: اگر آج ہم آپؑ کو چھوڑ کر چلے جائیں تو اپنے اللہ کے حضور کیا عذر پیش کریں گے۔ نہیں، اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہوسکتا، میں اپنا نیزہ آپؑ کے دشمنوں کے سینوں میں توڑوں گا۔ جب تک میری تلوار میرے ہاتھ میں رہے گی، آپؑ کے دشمنوں کو قتل کروں گا۔ جب تک میرا اسلحہ میرے پاس رہے گا لڑتا رہوں گا، جب میرا اسلحہ میرے پاس نہ رہے گا، انھیں پتھر ماروں گا، جب تک شہادت کی منزل پر نہیں پہنچ جاتا آپؑ سے جدا نہیں ہوسکتا۔

اے مسلمؓ! تو وہ پہلا شہید ہے، جس نے اپنے نفس کا اللہ کے ساتھ سودا کیا تھا، تو ان شہداء میں سے ہے، جو سب سے پہلا شہید ہے، جنھوں نے اپنے آپ کو بارگاہِ خداوندی میں قربان کیا تھا۔

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اپنے آپ کو پیش کیا تھا اور اپنی ہمدردی اور وفا کا اظہار سب سے پہلے کیا تھا۔

جب آپ زمین پر گر چکے تھے سید الشہداءؑ آپ کے پاس آئے تھے اور فرمایا تھا: اے مسلم بن عوسجہ! اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت بھیجے اور قرآن کی آیت پڑھی تھی: "پس ان میں سے کچھ وہ ہیں جنھوں نے اپنی قربانی دے دی اور کچھ انتظار میں ہیں اور وہ ذرا بھی نہیں بدلے"۔

جن لوگوں نے آپ کو شہید کیا ان پر اللہ کی لعنت ہو، آپ کے قاتل عبداللہ ضبابی اور عبداللہ بن خشکارہ بجلی پر لعنت ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب سعید[1] بن عبداللہ حنفی پر سلام

"میرا سلام ہو سعید بن عبداللہ شہید پر جنہوں نے امام حسینؑ کے حضور عرض کیا تھا: جب سیدالشہداءؑ نے اپنے دوستوں کو رخصت دی تھی۔ "نہیں، خدا کی قسم! ایسا نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے رسولؐ اللہ کی غیبت میں ہم نے آپؑ کو پایا ہے۔ قسم بخدا! اگر مجھے اس بات کا علم ہو جائے میں قتل ہو جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر ہوا میں اُڑایا جاؤں اور اس طرح ستر مرتبہ میرے ساتھ کیا جائے۔ پھر بھی آپؑ سے جدا نہیں ہوں گا۔ میں اب آپؑ سے کیوں وفا نہ کروں جب کہ مجھے اچھی طرح سے معلوم ہے میں نے صرف ایک دفعہ قتل ہونا ہے اور ہمیشہ کی کرامت کو حاصل کرنا ہے۔

اے شہید! تم پر میرا سلام تم نے موت پر لبیک کہا تھا، اپنے آقا سے وفاداری کی اور کرامت ابدی کو حاصل کیا، اللہ تعالیٰ ہمیں تمہارے ساتھ محشور فرمائے اور اعلیٰ علیین میں تمہارے ساتھ جگہ عطا فرمائے"۔

جناب بشرؓ بن عمرو حضرمی[2] پر سلام

"اللہ تعالیٰ کا ہزار بار شکر ہے تمہارے ان تاریخی کلمات پر جو آپ نے مجلسِ حسینی میں ادا کیے تھے، جب سیدالشہداءؑ نے فرمایا تھا: "تم سب چلے جاؤ"۔ تم نے عرض کیا تھا: اگر میں آپؑ

---

① نام سعد کی روایت بھی موجود ہے لیکن سعید نام صحیح ہے۔

② عمر

Presented by Ziaraat.Com

کو چھوڑ کر چلا جاؤں مجھے جنگل کے درندے پھاڑ کھائیں۔ (یہ سب لوگ جو ہزاروں کی تعداد میں آپؑ کے دشمن ہیں) آپ کے اعوان و انصار نہ ہونے کے برابر ہیں پھر آپؑ کو کیسے چھوڑا جاسکتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔

جناب یزید بن حصین ہمدانی مشرقی قاری مجدلؓ پر سلام!

جناب عمران بن جنادہ بن کعبؓ پر سلام!

جناب نعیم بن عامر عجلان انصاریؓ پر سلام!

جناب زہیر بن قین بجلیؓ پر سلام

"جب سید الشہداءؑ نے رخصت عام دی تو آپ نے عرض کیا تھا: "نہیں، اللہ کی قسم ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ فرزند رسولؐ اللہ کو دشمن کے نرغہ میں چھوڑ کر چلے جائیں، اللہ تعالیٰ ایسا دن کبھی نہ دکھائے"۔

جناب عمرو بن قرظہ[1] انصاریؓ پر سلام!

جناب حبیب بن مظاہر اسدیؓ پر سلام!

جناب حُر بن یزید ریاحیؓ پر سلام!

جناب عبداللہ ابن عمیر کلبیؓ پر سلام!

جناب نافع بن ہلال بجلی[2] مرادیؓ پر سلام!

جناب انس بن کاہل اسدیؓ پر سلام!

جناب قیس بن مسہر صیداویؓ پر سلام!

---

① عمرو بن جنادہ بن کعب ② جملی

Presented by Ziaraat.Com

جناب عبداللہ بن عروہ بن حراق غِفاریؓ پر سلام!
جناب عبدالرحمٰن بن عروہ بن حراق غِفاریؓ پر سلام!
جناب جون غلامِ ابوذر غِفاریؓ پر سلام!
جناب شبیب بن عبداللہ نہشلیؓ پر سلام!
جناب حجاج بن زید سعدیؓ پر سلام!
جناب قاسط بن عبداللہ بن زُہیر تغلبیؓ پر سلام!
جناب کرش[1] بن عبداللہ بن زہیر تغلبیؓ پر سلام!
جناب کنانہ بن عتیقؓ پر سلام!
جناب ضرغامہ ابن مالکؓ پر سلام!
جناب جوین بن مالک ضُبَعیؓ پر سلام!
جناب عمرو بن ضبیعہ ضبعیؓ پر سلام!
جناب زید بن ثبیت قیسی پر سلام!
جناب عبداللہ بن ثبیت قیسیؓ پر سلام!
جناب عبیداللہ بن ثبیت قیسیؓ پر سلام!
جناب عامر بن مسلمؓ پر سلام!
جناب قعنب بن عمرو نمریؓ پر سلام!
جناب سالم غلام عامر بن مسلمؓ پر سلام!
جناب سیف بن مالکؓ پر سلام!
جناب زہیر بن بشر خثعمیؓ پر سلام!

---

① کردوس

Presented by Ziaraat.Com

جناب زید بن معقل① جعفی پر سلام!

جناب حجاج بن مسروق جعفی پر سلام!

جناب مسعود بن حجاج اور اس کے بیٹے پر سلام!

جناب مجمع بن عبداللہ عائذی پر سلام!

جناب عماد بن حسان بن شریح طائی پر سلام!

جناب حیان② بن حارث سلمانی ازدی پر سلام!

جناب جندب بن حجیر خولانی پر سلام!

جناب عمر③ بن خالد صیداوی پر سلام!

جناب سعید غلام صیداوی پر سلام!

جناب یزید بن مظاہر④ کندی پر سلام

جناب ظاہر غلام عمرو بن حمق خزاعی پر سلام!

جناب جبلہ بن علی شیبانی پر سلام!

جناب سالم غلام بنی المدینہ کلبی پر سلام!

جناب اسلم بن کثیر ازدی پر سلام!

جناب زہیر بن سلیم ازدی پر سلام!

جناب قاسم بن حبیب ازدی پر سلام!

جناب عمر بن احدوث⑤ حضرمی پر سلام!

---

① یزید بن معقل جعفی ② جنادہ ③ عمر ④ مہاصر ⑤ عمرو بن جندب

Presented by Ziaraat.Com

جناب ابوثمامہ عمر[1] بن عبداللہ صائدی پر سلام!

جناب حنظلہ بن اسعد شامی (شبامی) پر سلام!

جناب عبدالرحمٰن بن عبداللہ کدان ارحبی پر سلام!

جناب عمار[2] بن ابی سلامہ ہمدانی پر سلام!

جناب عابس بن شبیب شاکری پر سلام!

جناب شوذب غلام شاکر پر سلام!

جناب شبیب[3] بن حارث بن سریع پر سلام!

جناب مالک بن عبد بن سریع پر سلام!

جناب جرتح ماسور سوار بن ابی حمیر فہمی[4] ہمدانی پر سلام!

جناب مرتث[5] پر سلام اور ان پر جو اُن کے ساتھ تھے۔ عمرو بن عبداللہ جندعی

اے بہترین فدائیان! تم پر میرا سلام ہو، اے مصائب و آلام پر صبر کرنے والے میرا تم پر سلام، پس جنت میں تمہارا ٹھکانہ کتنا اچھا ٹھکانہ ہے۔ خداوند تعالیٰ تمہیں وہ مقام عطا فرمائے جو اُس نے اپنے نیک بندوں کو عطا کیا ہے، میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے حجاب اُٹھا دیے اور تمہیں خیر کثیر عطا فرمایا، تم حق سے سُستی کرنے والے نہ تھے، تم ہمارے لیے خوشی و مسرت کا باعث ہو اور ہم آپ سے آخرت میں ملنے والے ہیں، والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

---

① ثمامہ عمرو بن عبداللہ و ثمامہ عمرو بن عبداللہ ② عمارۃ ③ سیف بن حارث ④ سوار بن ابی عمیر فہمی ہمدانی

⑤ مرتث۔ مفعول کا صیغہ ہے۔ جب انھیں قتل سے اُٹھایا گیا تو زخمی تھے اور ابھی ان کے جسم میں زندگی کی رمق باقی تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک اور زیارت جو ناحیہ مقدسہ کے نام سے مشہور ہے:

مرحوم علامہ مجلسی نے بحار،ج ۱۰۱، ص ۳۱۷ شیخ مفید سے نقل کیا ہے۔ مزار کبیر، ص ۲۲۸ میں ایک اور زیارت جو زیارتِ ناحیہ مقدسہ کے نام کے ساتھ مشہور ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ روزِ عاشور اس زیارت کو پڑھا جائے لیکن اس زیارت کا روزِ عاشور کے ساتھ کوئی اختصاص نہیں ہے۔ یہ زیارت سید مرتضیٰ علم الہدیٰ برادر معظم سید رضی مؤلف نہج البلاغہ سے جاری ہوئی ہے۔ وہ زیارت یہ ہے: اگر کوئی فرد پڑھنا چاہے تو روزِ عاشور پڑھ سکتا ہے۔

زیارتِ ناحیہ مقدسہ

اَلسَّلَامُ عَلٰی اٰدَمَ صَفْوَةِ اللّٰهِ مِنْ خَلِیْقَتِهٖ

اَلسَّلَامُ عَلٰی شِیْثٍ وَلِیِّ اللّٰهِ وَخِیَرَتِهٖ

اَلسَّلَامُ عَلٰی اِدْرِیْسَ الْقَائِمِ بِحُجَّتِهٖ

اَلسَّلَامُ عَلٰی نُوْحٍ الْمُجَابِ فِیْ دَعْوَتِهٖ

اَلسَّلَامُ عَلٰی هُوْدٍ الْمَمْدُوْدِ مِنَ اللّٰهِ بِمَعُوْنَتِهٖ

اَلسَّلَامُ عَلٰی صَالِحٍ الَّذِیْ تَوَّجَهُ اللّٰهُ بِکَرَامَتِهٖ

اَلسَّلَامُ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ الَّذِیْ حَبَاهُ اللّٰهُ بِخُلَّتِهٖ

اَلسَّلَامُ عَلٰی اِسْمٰعِیْلَ الَّذِیْ فَدَاهُ اللّٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ مِنْ جَنَّتِهٖ

اَلسَّلَامُ عَلٰی اِسْحَاقَ الَّذِیْ جَعَلَ اللّٰهُ النُّبُوَّةَ فِیْ ذُرِّیَّتِهٖ

اَلسَّلَامُ عَلٰی یَعْقُوْبَ الَّذِیْ رَدَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ بَصَرَهٗ بِرَحْمَتِهٖ

اَلسَّلَامُ عَلٰی یُوْسُفَ الَّذِیْ نَجَّاهُ اللّٰهُ مِنَ الْجُبِّ بِعَظَمَتِهٖ

اَلسَّلَامُ عَلٰی مُوْسٰی الَّذِیْ فَلَقَ اللّٰهُ الْبَحْرَ لَهٗ بِقُدْرَتِهٖ

Presented by Ziaraat.Com

اَلسَّلَامُ عَلٰی هَارُوْنَ الَّذِیْ خَصَّهُ اللّٰهُ بِنُبُوَّتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی شُعَیْبٍ الَّذِیْ نَصَرَهُ اللّٰهُ عَلٰی اُمَّتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی دَاوٗدَ الَّذِیْ تَابَ اللّٰهُ مِنْ خَطِیْئَتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی سُلَیْمَانَ الَّذِیْ ذَلَّتْ لَهُ الْجِنُّ بِعِزَّتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی اَیُّوْبَ الَّذِیْ شَفَاهُ اللّٰهُ مِنْ عِلَّتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی یُوْنُسَ الَّذِیْ اَنْجَزَ اللّٰهُ مَضْمُوْنَ عِدَتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی زَكَرِیَّا الصَّابِرِ فِیْ مِحْنَتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی یَحْیَی الَّذِیْ اَزْلَفَهُ اللّٰهُ بِشَهَادَتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی عُزَیْرٍ الَّذِیْ اَحْیَاهُ اللّٰهُ بَعْدَ مَیْتَتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی عِیْسٰی رُوْحِ اللّٰهِ وَكَلِمَتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَبِیْبِ اللّٰهِ وَصَفْوَتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ خُصَّ بِاُخُوَّتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ ابْنَتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ وَصِیِّ اَبِیْهِ وَخَلِیْفَتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی الْحُسَیْنِ الَّذِیْ سَمَحَتْ نَفْسُهٗ بِمُهْجَتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ فِیْ سِرِّهٖ وَعَلَانِیَتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ جَعَلَ اللّٰهُ الشِّفَآءَ فِیْ تُرْبَتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ الْاِجَابَةُ تَحْتَ قُبَّتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ الْاَئِمَّةُ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی ابْنِ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ

Presented by Ziaraat.Com

اَلسَّلَامُ عَلٰی ابْنِ سَیِّدِ الْاَوْصِیَا

اَلسَّلَامُ عَلٰی ابْنِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی ابْنِ خَدِیْجَةَ الْكُبْرٰی

اَلسَّلَامُ عَلٰی بْنِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی عَلَی الْمُرَمَّلِ بِالدِّمَاءِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَهْتُوْكِ الْخِبَاءِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی خَامِسِ اَصْحَابِ الْكِسَاءِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی غَرِیْبِ الْغُرَبَاءِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی شَهِیْدِ الشُّهَدَاءِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی قَتِیْلِ الْاَدْعِیَاءِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی سَاكِنِ كَرْبَلَاءِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی مِن بَكَتْهُ مَلٰئِكَةُ السَّمَآءِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ ذُرِّیَّتُهُ الْاَزْكِیَاءُ

اَلسَّلَامُ عَلٰی یَعْسُوْبِ الدِّیْنِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنَازِلِ الْبَرَاهِیْنِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی الْاَئِمَّةِ السَّادَاتِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی الْجُیُوْبِ الْمُضَرَّجَاتِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی الشِّفَاهِ الذَّابِلَاتِ

اَلسَّلَامُ عَلَی النُّفُوْسِ الْمُصْطَلَمَاتِ

اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَرْوَاحِ الْمُخْتَلَسَاتِ

اَلسَّلَامُ عَلَی الدِّمَاءِ السَّائِلَاتِ

اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَعْضَاءِ الْمُقَطَّعَاتِ

Presented by Ziaraat.Com

اَلسَّلَامُ عَلَى الرُّؤُسِ الْمُشَالَاتِ
اَلسَّلَامُ عَلَى النِّسْوَةِ الْبَارِزَاتِ
اَلسَّلَامُ عَلٰى حُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰبَائِكَ الطَّاهِرِيْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَبْنَائِكَ الْمُسْتَشْهَدِيْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى ذُرِّيَّتِكَ النَّاصِرِيْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُضَاجِعِيْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَى الْقَتِيْلِ الْمَظْلُوْمِ
اَلسَّلَامُ عَلٰى اَخِيْهِ الْمَسْمُوْمِ
اَلسَّلَامُ عَلٰى عَلِيٍّ ِالْكَبِيْرِ
اَلسَّلَامُ عَلَى الرَّضِيْعِ الصَّغِيْرِ
اَلسَّلَامُ عَلَى الْاَبْدَانِ السَّلِيْبَةِ
اَلسَّلَامُ عَلَى الْعِتْرَةِ الْقَرِيْبَةِ
اَلسَّلَامُ عَلَى الْمُجَدَّلِيْنَ فِى الْفَلَوَاتِ
اَلسَّلَامُ عَلَى النَّازِحِيْنَ عَنِ الْاَوْطَانِ
اَلسَّلَامُ عَلَى الْمَدْفُوْنِيْنَ بِلَا اَكْفَانٍ
اَلسَّلَامُ عَلَى الرُّءُوْسِ الْمُفَرَّقَةِ عَنِ الْاَبْدَانِ
اَلسَّلَامُ عَلَى الْمُحْتَسِبِ الصَّابِرِ
اَلسَّلَامُ عَلَى الْمَظْلُوْمِ بِلَا نَاصِرٍ
اَلسَّلَامُ عَلٰى سَاكِنِ التُّرْبَةِ الزَّاكِيَةِ
اَلسَّلَامُ عَلٰى صَاحِبِ الْقُبَّةِ السَّامِيَةِ

Presented by Ziaraat.Com

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ طَهَّرَهُ الْجَلِيْلُ

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ افْتَخَرَبِهٖ جِبْرَئِيْلُ

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ نَاغَاهُ فِی الْمَهْدِ مِيْكَائِيْلُ

اَلسَّلَامُ عَلٰی نُكِثَتْ ذِمَّتُهٗ

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ هُتِكَتْ حُرْمَتُهٗ

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اُرِيْقَ بِالظُّلْمِ دَمُهٗ

اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُغَسَّلِ بِدَمِ الْجِرَاحِ

اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُجَرَّعِ بِكَاسَاتِ الرِّمَاحِ

اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُضَامِ الْمُسْتَبَاحِ

اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَنْحُوْرِ فِی الْوَرٰی

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ دَفَنَهٗ اَهْلُ الْقُرٰی

اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَقْطُوْعِ الْوَتِيْنِ

اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُحَامِیْ بِلَامُعِيْنٍ

اَلسَّلَامُ عَلَی الشَّيْبِ الْخَضِيْبِ

اَلسَّلَامُ عَلَی الْخَدِّ التَّرِيْبِ

اَلسَّلَامُ عَلَی الْبَدَنِ السَّلِيْبِ

اَلسَّلَامُ عَلَی الثَّغْرِ الْمَقْرُوْعِ بِالْقَضِيْبِ

اَلسَّلَامُ عَلَی الرَّاْسِ الْمَرْفُوْعِ

اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَجْسَامِ الْعَارِيَةِ فِی الْفَلَوَاتِ تَنْهَشُهَا الذِّئَابُ الْعَادِيَاتُ وَتَخْتَلِفُ اِلَيْهَا السِّبَاعُ الضَّارِيَاتُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَامَوْلَایَ وَعَلَی الْمَلٰئِكَةِ الْمَرْفُوْفِيْنَ حَوْلَ

Presented by Ziaraat.Com

قَتَلَتِكَ الْخَائِفِيْنَ بِتُرْبَتِكَ الطَّائِفِيْنَ بِعَرْصَتِكَ الْوَارِدِيْنَ لِزِيَارَتِكَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ فَاِنِّيْ قَصَدْتُ اِلَيْكَ وَرَجَوْتُ الْفَوْزَ لَدَيْكَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ الْعَارِفِ بِحُرْمَتِكَ الْمُخْلِصِ فِيْ وَلَايَتِكَ الْمُتَقَرِّبِ اِلَى اللّٰهِ بِمَحَبَّتِكَ الْبَرِئْ مِنْ اَعْدَآئِكَ سَلَامَ مَنْ عَلَيْهِ بِمَصَابِكَ رُوْحٍ وَدَمْعُهٗ عِنْدَ ذِكْرِكَ مَسْفُوْحٌ سَلَامُ الْمَفْجُوْعِ الْحَزِيْنِ الْوَالِهِ الْمُسْتَكِيْنِ سَلَامُ مَنْ لَوْ كَانَ مَعَكَ بِالطُّفُوْفِ رَمٰى بِنَفْسِهٖ حَدَّ السُّيُوْفِ وَبَذَلَ حُشَاشَتَهٗ دُوْنَكَ لِلْحُتُوْفِ وَجَاهَدَ بَيْنَ يَدَيْكَ وَنَصَرَكَ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيْكَ وَفَدَاكَ بِرُوْحِهٖ وَجَسَدِهٖ وَمَا لِهٖ وَوَلَدِهٖ وَرُوْحُهٗ لِرُوحِكَ فِدَاءٌ وَاَهْلُهٗ لِاَهْلِكَ وَقَاءٌ فَلَئِنْ اَخَّرَتْنِيَ الدُّهُوْرُ وَعَاقَنِيْ عَنْ نَصْرِكَ الْمَقْدُوْرُ وَلَمْ اَكُنْ لِمَنْ حَارَبَكَ مُحَارِبًا وَلِمَنْ نَصَبَ لَكَ الْعَدَاوَةَ مُنَاصِبًا فَلَاَنْدُبَنَّكَ صَبَاحًا وَمَسَاءً وَلَاَبْكِيَنَّ لَكَ بَدَلَ الدُّمُوْعِ دِمَاءً حَسْرَةً عَلَيْكَ وَتَاَسُّفًا عَلٰى مَا دَهَاكَ وَتَلَهُّفًا حَتّٰى اَمُوْتَ بِلَوْعَةِ الْمُصَابِ وَغُصَّةِ الْاِكْتِيَابِ اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ اَقَمْتَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتَ الزَّكٰوةَ وَاَمَرْتَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَيْتَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْعُدْوَانِ وَاَطَعْتَ اللّٰهَ وَمَا عَصَيْتَهٗ وَتَمَسَّكْتَ بِهٖ فَاَرْضَيْتَهٗ وَخَشِيْتَهٗ وَرَاقَبْتَهٗ وَاسْتَجَبْتَهٗ وَسَنَنْتَ السُّنَنَ وَاَطْفَاْتَ الْفِتَنَ وَدَعَوْتَ اِلَى الرَّشَادِ

Presented by Ziaraat.Com

وَاَوضَحتَ سُبُلَ السَّدَادِ وَجَاهَدتَ فِی اللّٰهِ حَقَّ الجِهَادِ
وَكُنتَ لِلّٰهِ طَائِعًا وَلِجَدِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَاٰلِهٖ
تَابِعًا وَلِقَولِ اَبِيكَ سَامِعًا وَاِلٰى وَصِيَّةِ اَخِيكَ مُسَارِعًا
وَلِعِمَادِ الدِّينِ رَافِعًا وَالطُّغيَانِ قَامِعًا وَلِلطُّغَاةِ مُقَارِعًا
وَلِلاُمَّةِ نَاصِحًا وَفِی غَمَرَاتِ المَوتِ سَابِحًا وَلِلفُسَّاقِ
مُكَافِحًا وَبِحُجَجِ اللّٰهِ قَائِمًا وَلِلاِسلَامِ وَالمُسلِمِينَ رَاحِمًا
وَلِلحَقِّ نَاصِرًا وَعِندَ البَلَاءِ صَابِرًا وَلِلدِّينِ كَالِئًا وَعَن
حَوزَتِهٖ مُرَامِيًا تَحُوطُ الهُدٰى وَتَنصُرُهٗ وَتَبسُطُ العَدلَ
وَتَنصُرُ الدِّينَ وَتُظهِرُهٗ وَتَكُفُّ العَابِثَ وَتَزجُرُهٗ وَتَاخُذُ
لِلدَّنِيِّ مِنَ الشَّرِيفِ وَتُسَاوِی فِی الحُكمِ بَينَ القَوِیِّ
وَالضَّعِيفِ كُنتَ رَبِيعَ الاَيتَامِ وَعِصمَةَ الاَنَامِ وَعِزَّ
الاِسلَامِ وَمَعدِنَ الاَحكَامِ وَحَلِيفَ الاِنعَامِ سَالِكًا
طَرَائِقَ جَدِّكَ وَابِيكَ مُشبِهًا فِی الوَصِيَّةِ لِاَخِيكَ وَفِیَّ
الذِّمَمِ رَضِیَّ الشِّيَمِ ظَاهِرَ الكَرَمِ
مُتَهَجِّدًا فِی الظُّلَمِ قَوِيمَ الطَّرَائِقِ كَرِيمَ الخَلَائِقِ عَظِيمَ
السَّوَابِقِ شَرِيفَ النَّسَبِ مُنِيفَ الحَسَبِ رَفِيعَ الرُّتَبِ
كَثِيرَ المَنَاقِبِ مَحمُودَ الضَّرَائِبِ جَزِيلَ المَوَاهِبِ حَلِيمٌ
رَشِيدٌ مُنِيبٌ جَوَادٌ عَلِيمٌ شَدِيدٌ اِمَامٌ شَهِيدٌ اَوَّاهٌ
مُنِيبٌ حَبِيبٌ مَهِيبٌ كُنتَ لِلرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ
وَاٰلِهٖ وَلِلقُراٰنِ سَنَدًا وَلِلاُمَّةِ عَضُدًا وَفِی الطَّاعَةِ
مُجتَهِدًا حَافِظًا لِلعَهدِ وَالمِيثَاقِ نَاكِبًا عَن سُبُلِ الفُسَّاقِ

Presented by Ziaraat.Com

بَاذِلًا لِلْمَجْهُوْدِ طَوِيْلَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا زُهْدَ الرَّاحِلِ عَنْهَا نَاظِرًا اِلَيْهَا بِعَيْنِ الْمُسْتَوْحِشِيْنَ عَنْهَا آمَالُكَ عَنْهَا مَكْفُوْفَةٌ وَهِمَّتُكَ عَنْ زِيْنَتِهَا مَصْرُوْفَةٌ وَالْحَاظُكَ عَنْ بَهْجَتِهَا مَطْرُوْفَةٌ وَرَغْبَتُكَ فِي الْاٰخِرَةِ مَعْرُوْفَةٌ حَتّٰى إِذَا الْجَوْرُ مَدَّ بَاعَهُ وَاَسْفَرَ الظُّلْمُ قِنَاعَهُ وَدَعَى الْغَيُّ اَتْبَاعَهُ وَاَنْتَ فِيْ حَرَمِ جَدِّكَ قَاطِنٌ وَلِلظَّالِمِيْنَ مُبَايِنٌ جَلِيْسُ الْبَيْتِ وَالْمِحْرَابِ مُعْتَزِلٌ عَنِ اللَّذَّاتِ وَالشَّهَوَاتِ تُنْكِرُ الْمُنْكَرَ بِقَلْبِكَ وَ لِسَانِكَ عَلٰى حَسْبِ طَاقَتِكَ وَاِمْكَانِكَ ثُمَّ اقْتَضَاكَ الْعِلْمُ لِلْاِنْكَارِ وَلَزِمَكَ اَنْ تُجَاهِدَ الْفُجَّارَ فَسِرْتَ فِيْ اَوْلَادِكَ وَاَهَالِيْكَ وَشِيْعَتِكَ وَمَوَالِيْكَ وَصَدَعْتَ بِالْحَقِّ وَالْبَيِّنَةِ وَدَعَوْتَ اِلَى اللّٰهِ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَاَمَرْتَ بِاِقَامَةِ الْحُدُوْدِ وَالطَّاعَةِ لِلْمَعْبُوْدِ وَنَهَيْتَ الْخَبَائِثَ وَالطُّغْيَانَ وَوَاجَهُوْكَ بِالظُّلْمِ وَالْعُدْوَانِ فَجَاهَدْتَّهُمْ بَعْدَ الْاِيْعَاذِ اِلَيْهِمْ وَتَاكِيْدِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ فَنَكَثُوْا ذِمَامَكَ وَبَيْعَتَكَ وَاَسْخَطُوْا رَبَّكَ وَجَدَّكَ وَبَدَءُوْكَ بِالْحَرْبِ فَثَبَتَّ لِلطَّعْنِ وَالضَّرْبِ وَطَحَنْتَ جُنُوْدَ الْفُجَّارِ وَاقْتَحَمْتَ قَسْطَلَ الْغُبَارِ مُجَالِدًا بِذِي الْفِقَارِ كَاَنَّكَ عَلِيُّ نِ الْمُخْتَارِ فَلَمَّا رَاَوْكَ ثَابِتَ الْجَاشِ غَيْرَ خَائِفٍ وَلَا خَاشٍ نَصَبُوْا لَكَ غَوَائِلَ مَكْرِهِمْ وَقَاتَلُوْكَ بِكَيْدِهِمْ وَشَرِّهِمْ وَاَمَرَ اللَّعِيْنُ جُنُوْدَهٗ فَمَنَعُوْكَ

Presented by Ziaraat.Com

الْمَاءَ وَوُرُوْدَهُ نَاجَزُوْكَ الْقِتَالَ وَعَاجَلُوْكَ النِّزَالَ
وَرَشَقُوْكَ بِالسِّهَامِ وَالنِّبَالِ وَبَسَطُوْا إِلَيْكَ أَكُفَّ
الْإِصْطِلَامِ وَلَمْ وَلَمْ يَرْعَوْا لَكَ ذِمَامًا وَّلَا رَاقَبُوْا فِيْكَ
آثَامَهُمْ فِيْ قَتْلِهِمْ أَوْلِيَآئَكَ وَنَهْبِهِمْ رِحَالَكَ وَأَنْتَ
مُقَدَّمٌ فِي الْهَبَوَاتِ وَمُحْتَمِلٌ لِلْأَذِيَّاتِ قَدْ عَجِبَتْ مِنْ
صَبْرِكَ مَلٰٓئِكَةُ السَّمٰوٰتِ فَأَحْدَقُوْا بِكَ مِنْ كُلِّ الْجِهَاتِ
وَأَثْخَنُوْكَ بِالْجِرَاحِ وَحَالُوْا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الرَّوَاحِ وَلَمْ يَبْقَ
لَكَ نَاصِرٌ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ تَذُبُّ عَنْ نِسْوَتِكَ
وَأَوْلَادِكَ حَتّٰى نَكَسُوْكَ عَنْ جَوَادِكَ فَهَوَيْتَ إِلَى الْأَرْضِ
جَرِيْحًا تَطَؤُكَ الْخُيُوْلُ بِحَوَافِرِهَا وَتَعْلُوْكَ الطُّغَاةُ
بِبَوَاتِرِهَا قَدْ رَشَحَ لِلْمَوْتِ جَبِيْنُكَ وَاخْتَلَفَتْ
بِالْإِنْقِبَاضِ وَالْإِنْبِسَاطِ شِمَالُكَ وَيَمِيْنُكَ تُدِيْرُ طَرْفًا خَفِيًّا
إِلٰى رَحْلِكَ وَبَيْتِكَ وَقَدْ شُغِلْتَ بِنَفْسِكَ عَنْ وُّلْدِكَ
وَأَهَالِيْكَ وَأَسْرَعَ فَرَسُكَ شَارِدًا إِلٰى خِيَامِكَ مُحَمْحِمًا
بَاكِيًا فَلَمَّا رَأَيْنَ النِّسَاءُ جَوَادَكَ مَخْزِيًّا وَسَرْجَكَ عَلَيْهِ
مَلْوِيًّا بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُوْرِ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ عَلَى
الْخُدُوْدِ لَاطِمَاتِ الْوُجُوْهِ سَافِرَاتٍ وَبِالْعَوِيْلِ دَاعِيَاتٍ
وَبَعْدَ الْعِزِّ مُذَلَّلَاتٍ وَ إِلٰى مصرعِكَ مُبَادِرَاتٍ وَالشِّمْرُ
جَالِسٌ عَلٰى صَدْرِكَ وَمُوْلِغٌ سَيْفَهُ عَلٰى نَحْرِكَ قَابِضٌ
عَلٰى شَيْبَتِكَ بِيَدِهٖ ذَابِحٌ لَكَ بِمُهَنَّدِهٖ قَدْ سَكَنَتْ
حَوَاسُّكَ وَخَفِيَتْ أَنْفَاسُكَ وَرُفِعَ عَلَى الْقَنَاةِ رَأْسُكَ

Presented by Ziaraat.Com

وَسُبِيَ اَهْلُكَ كَالْعَبِيْدِ وَصُفِّدُوْا فِي الْحَدِيْدِ فَوْقَ اَقْتَابِ
الْمَطِيَّاتِ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمْ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ يُسَاقُوْنَ فِي
الْبَرَارِيْ وَالْفَلَوَاتِ اَيْدِيْهِمْ مَغْلُوْلَةٌ اِلَى الْاَعْنَاقِ يُطَافُ
بِهِمْ فِي الْاَسْوَاقِ فَالْوَيْلُ لِلْعُصَاةِ الْفُسَّاقِ لَقَدْ قَتَلُوْا
بِقَتْلِكَ الْاِسْلَامَ وَعَطَّلُوا الصَّلٰوةَ وَالصِّيَامَ وَنَقَضُوا
السُّنَنَ وَالْاَحْكَامَ وَهَدَمُوْا قَوَاعِدَ الْاِيْمَانِ وَحَرَّفُوْا اٰيَاتِ
الْقُرْاٰنِ وَهَمْلَجُوْا فِي الْبَغْيِ وَالْعُدْوَانِ لَقَدْ اَصْبَحَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مِنْ اَجْلِكَ مَوْتُوْرًا وَعَادَ كِتَابُ
اللّٰهِ مَهْجُوْرًا وَغُوْدِرَ الْحَقُّ اِذْ قُهِرْتَ مَقْهُوْرًا وَفُقِدَ
لِفَقْدِكَ التَّكْبِيْرُ وَالتَّهْلِيْلُ وَالتَّحْرِيْمُ وَالتَّحْلِيْلُ
وَالتَّنْزِيْلُ وَالتَّاْوِيْلُ وَظَهَرَ بَعْدَكَ التَّغْيِيْرُ وَالتَّبْدِيْلُ
وَالْاِلْحَادُ وَالتَّعْطِيْلُ وَالْاَهْوَاءُ وَالْاَضَالِيْلُ وَالْاَبَاطِيْلُ
فَقَامَ نَاعِيْكَ عِنْدَ قَبْرِ جَدِّكَ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ فَنَعَاكَ اِلَيْهِ بِالدَّمْعِ الْهَطُوْلِ قَائِلًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
قُتِلَ سِبْطُكَ وَفَتَاكَ وَاسْتُبِيْحَ اَهْلُكَ وَحِمَاكَ وَسُبِيَتْ
بَعْدَكَ ذَرَارِيْكَ وَوَقَعَ الْمَحْذُوْرُ بِعِتْرَتِكَ وَذَوِيْكَ
فَانْزَعَجَ الرَّسُوْلُ وَبَكٰى قَلْبُهُ الْمَهُوْلُ وَعَزَّاهُ بِكَ الْمَلٰئِكَةُ
وَالْاَنْبِيَاءُ وَفُجِعَتْ بِكَ اُمُّكَ الزَّهْرَاءُ وَاخْتَلَفَتْ جُنُوْدُ
الْمَلٰئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ تُعَزِّيْ اَبَاكَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاُقِيْمَتْ
لَكَ الْمَاٰتِمُ فِيْ اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ وَلَطَمَتْ الْحُوْرُ الْعِيْنُ
وَبَكَتِ السَّمَاءُ وَسُكَّانُهَا وَالْجِنَانُ وَخُزَّانُهَا وَالْاَحْضَابُ

Presented by Ziaraat.Com

وَاَقْطَارُهَا وَالْبِحَارُ وَحِيتَانُهَا وَمَكَّةُ وَبُنْيَانُهَا وَالْجِنَانُ
وَوِلْدَانُهَا وَالْبَيْتُ وَالْمَقَامُ وَالْمَشْعَرُ الْحَرَامُ وَالْحِلُّ
وَاللّٰهُمَّ فَبِحُرْمَةِ هٰذَا الْمَكَانِ الْمُنِيفِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَآلِ مُحَمَّدٍ وَّاحْشُرْنِي فِيْ زُمْرَتِهِمْ وَاَدْخِلْنِيْ الْجَنَّةَ
بِشَفَاعَتِهِمْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ يَا اَسْرَعَ الْحَاسِبِيْنَ
وَيَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ وَيَا اَحْكَمَ الْحَاكِمِيْنَ بِمُحَمَّدٍ خَاتَمِ
النَّبِيِّيْنَ رَسُوْلِكَ اِلَى الْعٰلَمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ وَبِاَخِيْهِ الْاَنْزَعِ
الْبَطِيْنِ الْعَالِمِ الْمَكِيْنِ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبِفَاطِمَةَ
سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ وَبِالْحَسَنِ الزَّكِيِّ عِصْمَةِ الْمُتَّقِيْنَ
وَبِاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ اَكْرَمِ الْمُسْتَشْهِدِيْنَ وَبِاَوْلَادِهِ
الْمَقْتُوْلِيْنَ وَبِعِتْرَتِهِ الْمَظْلُوْمِيْنَ وَبِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ زَيْنِ
الْعَابِدِيْنَ وَبِمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قِبْلَةِ الْاَوَّابِيْنَ وَجَعْفَرِ بْنِ
مُحَمَّدٍ اَصْدَقِ الصَّادِقِيْنَ وَبِمُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ مُظْهِرِ
الْبَرَاهِيْنِ وَعَلِيِّ بْنِ مُوْسٰى نَاصِرِ الدِّيْنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ
عَلِيٍّ قُدْوَةِ الْمُهْتَدِيْنَ وَبِعَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ اَزْهَدِ
الزَّاهِدِيْنَ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَارِثِ الْمُسْتَخْلَفِيْنَ
وَبِالْحُجَّةِ عَلَى الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّآلِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِيْنَ الْاَبَرِّيْنَ آلِ طٰهٰ وَيٰسٓ وَاَنْ
تَجْعَلَنِيْ فِي الْقِيٰمَةِ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ الْمُطْمَئِنِّيْنَ الْفَائِزِيْنَ
الْفَرِحِيْنَ الْمُسْتَبْشِرِيْنَ اَللّٰهُمَّ اكْتُبْنِيْ فِي الْمُسْلِمِيْنَ
وَاَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي

Presented by Ziaraat.Com

الْآخِرِيْنَ وَانْصُرْنِيْ عَلَى الْبَاغِيْنَ وَاكْفِنِيْ كَيْدَ الْحَاسِدِيْنَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ مَكْرَ الْمَاكِرِيْنَ وَاقْبِضْ عَنِّيْ اَيْدِيَ الظَّالِمِيْنَ وَاجْمَعْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ السَّادَةِ الْمَيَامِيْنِ فِيْ اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُقْسِمُ عَلَيْكَ بِنَبِيِّكَ الْمَعْصُوْمِ وَبِحُكْمِكَ الْمَحْتُوْمِ وَنَهْيِكَ الْمَكْتُوْمِ وَبِهٰذَا الْقَبْرِ الْمَلْمُوْمِ الْمُوَسَّدِ فِيْ كَنَفِهِ الْاِمَامُ الْمَعْصُوْمُ الْمَقْتُوْلُ الْمَظْلُوْمُ اَنْ تَكْشِفَ مَا بِيْ مِنَ الْغُمُوْمِ وَتَصْرِفَ عَنِّيْ شَرَّ الْقَدَرِ الْمَحْتُوْمِ وَتُجِيْرَنِيْ مِنَ النَّارِ ذَاتِ السَّمُوْمِ اَللّٰهُمَّ جَلِّلْنِيْ بِنِعْمَتِكَ وَرَضِّنِيْ بِقَسْمِكَ وَتَغَمَّدْنِيْ بِجُوْدِكَ وَكَرَمِكَ وَبَاعِدْنِيْ مِنْ مَكْرِكَ وَنِقْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ مِنَ الزَّلَلِ وَسَدِّدْنِيْ فِي الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَافْسَحْ لِيْ فِيْ مُدَّةِ الْاَجَلِ وَاَعْفِنِيْ مِنَ الْاَوْجَاعِ وَالْعِلَلِ وَبَلِّغْنِيْ بِمَوَالِيَّ وَبِفَضْلِكَ اَفْضَلَ الْاَمَلِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاقْبَلْ تَوْبَتِيْ وَارْحَمْ عَبْرَتِيْ وَاَقِلْ عَثْرَتِيْ وَنَفِّسْ كُرْبَتِيْ وَاغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لِيْ فِيْ هٰذَا الْمَشْهَدِ الْمُعَظَّمِ وَالْمَحَلِّ الْمُكَرَّمِ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا عَيْبًا اِلَّا سَتَرْتَهُ وَلَا غَمًّا اِلَّا كَشَفْتَهُ وَلَا رِزْقًا اِلَّا بَسَطْتَهُ وَلَا جَاهًا اِلَّا عَمَرْتَهُ وَلَا فَسَادًا اِلَّا اَصْلَحْتَهُ وَلَا اَمَلًا اِلَّا بَلَّغْتَهُ وَلَا دُعَاءً اِلَّا اَجَبْتَهُ

Presented by Ziaraat.Com

وَلَا مُضِيْقًا اِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا شَمْلًا اِلَّا جَمَعْتَهُ وَلَا اَمْرًا اِلَّا
اَتْمَمْتَهُ وَلَا مَالًا اِلَّا كَثَّرْتَهُ وَلَا خُلُقًا اِلَّا اَحْسَنْتَهُ وَلَا اِنْفَاقًا
اِلَّا اَخْلَفْتَهُ وَلَا حَالًا اِلَّا اَخَّرْتَهُ سُوْءَهُ اِلَّا اَصْلَحْتَهُ وَلَا حَسُوْدًا
اِلَّا قَمَعْتَهُ وَلَا عَدُوًّا اِلَّا اَرْدَيْتَهُ وَلَا شَرًّا اِلَّا كَفَيْتَهُ وَلَا
مَرَضًا اِلَّا شَفَيْتَهُ وَلَا بَعِيْدًا اِلَّا اَدْنَيْتَهُ وَلَا شَعَثًا اِلَّا
لَمَمْتَهُ وَلَا سُؤَالًا اِلَّا اَعْطَيْتَهُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ
الْعَاجِلَةِ وَثَوَابَ الْاٰجِلَةِ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنِ
الْحَرَامِ وَبِفَضْلِكَ عَنْ جَمِيْعِ الْاَنَامِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ
عِلْمًا نَافِعًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّيَقِيْنًا شَافِيًا وَّعَمَلًا زَاكِيًا
وَّصَبْرًا جَمِيْلًا وَّاَجْرًا جَزِيْلًا اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شُكْرَ نِعْمَتِكَ
عَلَيَّ وَزِدْنِيْ اِحْسَانَكَ وَكَرَمَكَ اِلَيَّ وَاجْعَلْ قَوْلِيْ فِي
النَّاسِ مَسْمُوْعًا وَّعَمَلِيْ عِنْدَكَ مَرْفُوْعًا وَّاَثَرِيْ فِي
الْخَيْرَاتِ مَتْبُوْعًا وَّعَدُوِّيْ مَقْمُوْعًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ الْاَخْيَارِ فِيْ اٰنَاءِ اللَّيْلِ وَاَطْرَافِ
النَّهَارِ وَاكْفِنِيْ شَرَّ الْاَشْرَارِ وَطَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ
وَالْاَوْزَارِ وَاَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ وَاَحِلَّنِيْ دَارَ الْقَرَارِ
وَاغْفِرْ لِيْ وَلِجَمِيْعِ اِخْوَانِيْ فِيْكَ وَاَخَوَاتِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ بِرَحْمَتِكَ وَكَرَمِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

"سلام آدمؑ پر جو مخلوق خدا میں سے برگزیدۂ خدا اور خلیفۂ خدا ہیں۔ سلام شیثؑ پر جو ولی خدا اور پسندیدہ خدا ہیں۔ سلام ادریسؑ پر جو اپنی دلیل کے ساتھ (جنت میں) مقیم ہیں، سلام

Presented by Ziaraat.Com

نوحؑ پر جن کی دعا قبول کی گئی، سلام ہودؑ پر جن کی اللہ کی طرف سے مخصوص مدد کی گئی، سلام صالحؑ پر جن کو اللہ نے اپنے کرم سے ذی شان قرار دیا۔ سلام ابراہیمؑ پر جن کو اللہ نے اپنی خلّت سے سرفراز کیا۔ سلام اسماعیلؑ پر جن کے لیے اللہ نے ذبح عظیم کی قربانی کے ساتھ اپنی جنت سے فدیہ بھیجا۔ سلام اسحٰقؑ پر جن کی ذریت میں اللہ نے نبوت کا سلسلہ رکھا۔ سلام یعقوبؑ پر جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے دوبارہ بینائی دی۔ سلام یوسفؑ پر جن کو خدا نے اپنا کرم عظیم فرما کر کنویں سے نجات دی۔ سلام موسیٰؑ پر جن کے لیے خدا نے اپنی قدرت سے دریا کو شگافتہ کر دیا۔ سلام ہارونؑ پر جن کو خدا نے اپنی نبوت سے مخصوص قرار دیا۔ سلام شعیبؑ پر جن کو خدا نے ان کی اُمت پر غالب کیا۔ سلام داؤدؑ پر جن کے ترکِ اولیٰ کو اللہ نے معاف کیا۔ سلام سلیمانؑ پر جن کے لیے خدا کی دی ہوئی عزت کی بدولت قومِ جن تابع ہو گئی۔ سلام ایوبؑ پر جن کو خدا نے ان کی بیماری سے شفا عطا کی۔ سلام یونسؑ پر خدا نے ان کے اس وعدہ کو پورا کیا جس کی انھوں نے ضمانت کی تھی۔ سلام زکریاؑ پر جو اپنی شدید آزمائش میں بھی صابر رہے۔ سلام یحیٰؑ پر جن کا مرتبہ اللہ نے ان کی شہادت سے اور بڑھا دیا۔ سلام عزیزؑ پر جن کو خدا نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا۔ سلام عیسیٰؑ پر جو بزبانِ وحی اللہ کی روح اور اللہ کا کلمہ ہیں۔ سلام محمد مصطفیٰؐ پر جو محبوبِ خدا اور پسندیدہ خدا ہیں۔ سلام امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ پر جن کو پیغمبرؐ کے بھائی ہونے کا

مخصوص شرف دیا گیا۔ سلام فاطمہ زہراؑ دختر رسولؐ اللہ پر۔ سلام ابو محمد حسن مجتبیٰؑ پر جو اپنے باپ کے وصی و جانشین ہیں۔ سلام حسینؑ پر جنھوں نے راہِ خدا میں انتہائی زخمی ہونے کے بعد جو جان جسم میں باقی رہ گئی تھی وہ بھی دے دی۔ اس پر سلام جس نے مخفی اور آشکارا خدا کی اطاعت کی، اس پر سلام جس کی خاک میں اللہ نے اثر شفا قرار دیا۔ سلام اس پر جس کے قبہ کے نیچے دعائیں قبول ہوتی ہیں، اس پر سلام جس کی ذریت سے قیامت تک امام رہیں گے۔ آخری پیغمبر کے فرزند پر سلام، سردار اوصیاء (علیؑ) کے فرزند پر سلام، فاطمہ زہراؑ کے فرزند پر سلام، خدیجہ بزرگ مرتبہ کے فرزند پر سلام، سدرۃ المنتہیٰ کے وارث پر سلام، جنت جیسی پناہ گاہ کے وارث پر سلام، زم زم و صفا کے وارث پر سلام، آلودہ خاک و خون پر سلام۔

سلام اس پر، جس کا خیمہ پھاڑ ڈالا گیا، چادر تطہیر والوں کی پانچویں فرد پر سلام، مسافروں میں سب سے زیادہ بے کس مسافر پر سلام، شہیدوں میں سب سے زیادہ پُر درد شہید پر سلام، اس پر سلام جس کو مجہول النسب لوگوں نے قتل کیا، ساکن ارضِ کربلا پر سلام جس کو آسمان کے فرشتے روئے، اس پر سلام جس کی نسل سے ائمہ اطہارؑ ہیں۔ سلام دین کے سردار پر، سلام ان (آئمہ) پر جو حق کی منزلیں ہیں۔ سلام ان آئمہ پر جو پیشوائے ملت ہیں، ان گریبانوں پر سلام جو خون میں بھرے ہوئے تھے، ان ہونٹوں پر سلام جو پیاس سے سوکھے ہوئے تھے، سلام ان پر

Presented by Ziaraat.Com

جو ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے، سلام ان پر جن کو قتل کے بعد فوراً لوٹ لیا گیا۔ ارضِ کربلا پر بہنے والے خون پر سلام، جسموں سے جدا کر دیے جانے والے اعضاء پر سلام، نیزوں پر اُٹھائے جانے والے سروں پر سلام، بے ردا ہو جانے والی مستورات پر سلام، حجت پروردگار عالم پر سلام، آپؑ پر سلام اور آپؑ کے پاکیزہ آباء و اجداد پر سلام، آپؑ پر سلام اور آپؑ کے شہید ہونے والے فرزندوں پر سلام، آپؑ پر سلام اور حمایت حق کرنے والی آپؑ کی ذریت پر سلام، آپؑ پر سلام اور آپؑ کے پہلو میں رہنے والے فرشتوں پر سلام، سلام ظلم و ستم سے قتل کیے جانے والے پر اور ان کے بھائی (حسنؑ) پر جن کو زہر دیا گیا۔ سلام جنابِ علی اکبرؑ پر، سلام کمسن شیر خوار پر، سلام نبیؐ کی قریب ترین ذریت پر، ان جسموں پر جن کو (بعد شہادت لوٹا گیا) سلام ان لاشوں پر جن کو بیابان میں پڑا چھوڑ دیا گیا۔ سلام ان مسافروں پر جو اپنے وطن سے دُور تھے۔ سلام بے کفن دفن کیے جانے والوں پر، سلام ان سروں پر جن کو جسموں سے جدا کر دیا گیا۔ راہِ خدا میں اذیت اُٹھانے والے صابر پر سلام، عالم بے کسی میں ظلم کیے جانے والے پر سلام، خاکِ پاک پر رہنے والے پر سلام، قبہ بلند رکھنے والے پر سلام، اس پر سلام جس کو خدائے بزرگ نے پاک و پاکیزہ قرار دیا، اس پر سلام جس پر جبرئیلؑ نے فخر کیا، اس پر سلام جس کو گہوارہ میں میکائیلؑ نے لوریاں دیں، اس پر سلام جس کے بارے میں عہد و پیماں کو توڑ دیا گیا،

Presented by Ziaraat.Com

اس پر سلام جس کی حرمت کو ضائع کیا گیا، اس پر سلام جس کا خون ظلم سے بہایا گیا، اس پر سلام جس کو زخموں سے بہنے والے خون میں نہلا دیا گیا، اس پر سلام جس کو (پیاس میں) نیزوں کے گھونٹ پلائے گئے، اس پر سلام جس پر ہر ظلم وستم روا رکھا گیا۔ اس پر سلام جس کو ہر طرف سے نیزے لگائے جاتے تھے، اس پر سلام جس کو (گرد ونواح کے) گاؤں والوں نے دفن کیا، اس پر سلام جس کی شہ رگ کو (بے دردی سے) کاٹا گیا، اس پر سلام جو یکہ وتنہا دشمنوں کی یلغار کو ہٹا رہا تھا۔ اس ریشِ اقدس پر سلام جو خون سے سُرخ تھی، اس رُخسار پر سلام جو خاک آلود تھا، اس بدن پر سلام جو غبار آلود تھا، ان دانتوں پر سلام جن پر ظلم کی چھڑی چل رہی تھی، اس سر پر سلام جو نیزہ پر اُٹھایا گیا، ان جسموں پر سلام جو بیابان میں برہنہ پڑے تھے، جن کو ستم گارانِ اُمت بھیڑیوں کی طرح دوڑ دوڑ کر جھنجھوڑ رہے تھے، اور کلکھے روندے بن کر (پامال اور لوٹ کھسوٹ کے لیے) منڈلا رہے تھے، میرے مولا آپؑ پر سلام اور آپؑ کے قبہ کے گرد جمع رہنے والے فرشتوں پر سلام، جو آپؑ کی تربت کو گھیرے رہتے ہیں اور آپؑ کے صحنِ اقدس کا طواف کرتے ہیں اور آپؑ کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں، آپؑ پر سلام میں نے آپؑ کی جانب رُخ کیا ہے اور آپؑ کی بارگاہ سے کامیابی کا امیدوار ہوں، آپؑ پر سلام آپ کی حرمت کو پہچاننے والے کا سلام آپؑ سے خالص محبت رکھنے والے کا سلام آپؑ کی محبت کے ذریعہ

Presented by Ziaraat.Com

سے قرب خدا حاصل کرنے والے کا سلام، جو آپؑ کے دشمنوں سے بیزار ہے اس کا سلام جس کا دل آپؑ کے غم سے زخمی ہے اور آپؑ کے ذکر کے وقت اس کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے ہیں۔ جو آپؑ کے مصائب سے نہایت دردمند غمگین ملول اور بے حال ہے اس کا سلام، جو طف کربلاء میں اگر آپؑ کے ساتھ ہوتا تو تلواروں کی باڑھ پر اپنی جان کو ڈال دیتا اور آمادۂ موت ہوکر اپنے خون کا آخری قطرہ آپؑ پر نثار کر دیتا اور باغیوں کے مقابلہ میں آپؑ کے سامنے جہاد کرکے آپ کی نصرت کرتا اور اپنی روح اپنا جسم اپنا مال اور اپنی اولاد سب کچھ آپ پر فدا کر دیتا، اس کی روح آپ کی روح پر نثار ہوتی اور اس کے اہل آپؑ کے اہل پر فدا ہوتے، اب جب کہ زمانہ نے مجھے موخر کر دیا اور اس وقت موجود نہ ہونے کی وجہ سے میرے مقدر نے مجھے آپؑ کی نصرت سے روک دیا اور آپ سے لڑنے والوں سے میں نہ لڑ سکا اور آپ کے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے میدان میں آکر کھڑا نہ ہوسکا تو صبح وشام بے قراری سے آپؑ کے غم میں رویا کروں گا اور خون کے بدلہ آنسو بہاؤں گا یہ آپؑ کا غم یہ آپؑ کے مصائب پر رنج وملال اور آہ پر درد کبھی جانے والی نہیں اسی سوزش غم اسی رنج وملال کو ساتھ لے کر دنیا سے اُٹھ جاؤں گا،

مولاؑ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ نے نماز کو قائم کیا بڑی زبردست زکوٰۃ دی، نیکیوں کا حکم دیا برائیوں اور سرکشی سے روکا،

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ نے خدا کی اطاعت کی، کبھی اس کی نافرمانی نہیں کی، آپؑ نے اپنا رابطہ خدا سے قائم رکھا اور اس کو انتہائی خوش رکھا، آپؑ ہمیشہ خدا کی نافرمانی سے ڈرے، آپؑ کی نظر اُسی کی طرف رہی، آپؑ نے ہمیشہ اس کی رضا کو پسند کیا۔ آپؑ نے سنتِ خدا و رسولؐ کو قائم کیا اور فتنوں کی آگ کو بجھایا، دوسروں کو راہِ حق کی طرف بلایا اور حق کے راستوں کو اُجاگر کر کے دکھایا اور خدا کی راہ میں جو جہاد کا حق تھا اسے پورا کر دیا، آپؑ خدا کے مطیع رہے اور اپنے جد محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیرو رہے اور اپنے باپ کے تابع فرمان رہے اور اپنے بھائی حسنؑ کی وصیت کو جلد پورا کیا، آپؑ ہیں ستونِ دین کو بلند کرنے والے، سرکشی کی بنیادوں کو کھود دینے والے اور سرکشوں کے سروں کو ضرب نیزہ و شمشیر سے کچل دینے والے، اُمت پیغمبر کو نصیحت کرنے والے اور موت کے بھنور میں پیرنے والے اور اہلِ فسق و فجور کا مردانہ وار مقابلہ کرنے والے، خدا کی حجتوں کے ساتھ قائم رہنے والے، اسلام اور مسلمین کے لیے دل میں رحم رکھنے والے حق کی نصرت کرنے والے، دین کی حفاظت کرنے والے اور سخت آزمائش کے وقت صبر کرنے والے، دین کی حفاظت کرنے والے اور دین پر حملہ کرنے والوں کا منہ پھیر دینے والے، آپؑ ہدایت کی حفاظت اور نصرت کرتے رہے اور عدل و انصاف کی نشر و اشاعت کرتے رہے۔ دین کی نصرت و حمایت کرتے رہے اور دین کی حقارت کرنے والوں کی روک ٹوک اور ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہے،

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ طاقتور سے کمزور کا حق دلاتے تھے اور حکم میں طاقتور اور کمزور کو برابر رکھتے تھے۔ آپؑ یتیموں کی بہار تھے مخلوق کے لیے پناہ گاہ تھے، اسلام کی عزت تھے۔ آپؑ کے پاس احکام الٰہی کا سرمایہ تھا۔ آپؑ حاجت مندوں کو گرانقدر عطیہ دینے کا عزم کیے ہوئے تھے۔ اپنے جدامجد اور پدر نامدار کے طریقوں پر چلنے والے اور اپنے بھائی کی طرح امر خیر کی ہدایت فرمانے والے، اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے پسندیدہ خوبو رکھنے والے آپؑ کی سخاوت اظہر من الشمس آپؑ پردۂ شب میں تہجد گزار آپ کا ہر طریقہ مضبوط و درست آپؑ کی ہر عادت بزرگانہ شان کی حامل، آپؑ کی ہر سبقت عظیم الشان، آپؑ کا نسب انتہائی بلند، آپؑ کے کمالات اور انتہائی اُونچائی پر، آپؑ کا ہر مرتبہ بلند تر، آپؑ کے فضائل بہت ہی زیادہ، آپؑ کے خصائل سب پسندیدہ، آپؑ کی بخششیں نہایت قیمتی، آپؑ صاحب علم راہِ حق پر گامزن خدا کی طرف مائل، سخی عزم کے طاقتور، صاحب علم امام، اُمت گواہ حقانیت، ملت کے لیے دردمند، خدا سے لَو لگائے ہوئے، ہر صاحب دل کے محبوب خدا کے غضب سے ڈرانے والے، آپؑ رسولؐ کے فرزند ہیں، قرآن کے لیے سند ہیں، اُمت کے لیے دست و بازو ہیں، اطاعتِ خدا میں تعب اُٹھانے والے، عہد و پیمان کی حفاظت کرنے والے، بدکاروں کے راستوں سے الگ تھلگ، مصیبت زدہ کو عطا کرنے والے، طولانی رکوع و سجود کرنے والے، دنیا کو اس طرح چھوڑ دینے

Presented by Ziaraat.Com

والے جیسے دنیا سے رخصت ہونے والا دنیا سے سیر ہوتا ہے، دنیا
کو آپؑ نے ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھا۔ آپؑ کی آرزو میں
دنیا سے ہٹی ہوئی تھیں، دنیا کی آرائش سے آپؑ کوسوں دُور تھے،
رونقِ دنیا سے آپؑ کی نگاہیں پھری ہوئی تھیں اور دنیا جانتی ہے
کہ آپؑ کا میلانِ خاطر بس آخرت کی طرف تھا یہاں تک کہ ظلم
وجور جب اپنے ہاتھ بہت بڑھانے لگا، اور ظلم کے چہرہ پر جو ہلکا
سا پردہ تھا، وہ بھی نہ رہا، گمراہی نے اپنے چیلوں کو ہر طرف سے
بلا لیا، اس وقت آپؑ اپنے جد کے حرم میں مقیم تھے، ظالموں
سے دُور تھے، گوشہ نشین تھے اور محرابِ عبادت میں محوِ عبادت
تھے، دنیا کی لذتوں اور خواہشوں سے کنارہ کش تھے اور اپنی
طاقت کے مطابق اور امکان کی حد تک اپنے دل وزبان سے
حرام سے بچنے کی ہدایت بھی کرتے رہتے تھے (آپؑ سے
بیعتِ یزید کا مطالبہ ہوا) اور آپؑ کے حقیقت شناس علم نے طے
کرلیا کہ بیعت سے انکار ہو اور بیعت نہ کرنے کی وجہ سے جو
لوگ قتال کریں اُن فاجروں سے جہاد کریں فوراً آپؑ اپنی
اولاد، خاندان، اپنی فرماں بردار جماعت کو لے کر چلے، آپؑ
نے حق اور روشن دلائل کو واضح کردیا اور خلق خدا کو حکمت اور
پسندیدہ موعظہ کے ساتھ خدا کی طرف دعوت دی اور حدود
شریعت کے قائم کرنے کا نیز معبود کی فرماں برداری کا محرمات
سے بچنے اور سرکشی سے باز رہنے کا حکم دیا لیکن ستم گاروں نے
ظلم وعداوت سے آپؑ کا مقابلہ کیا، آپؑ نے پہلے تو ان کو

Presented by Ziaraat.Com

غضبِ خدا سے ڈرایا اور حجتِ ہدایت کی مضبوطی کی، آخرکار جب انھوں نے آپؑ کے بارے میں ہر عہد کو توڑ دیا، ہر حکمِ خدا کو پسِ پشت ڈال دیا اور آپ کی بیعت سے بھی پھر گئے اور اپنی شقاوت سے انھوں نے آپؑ کے خدا اور آپؑ کے جدامجد کو غضب ناک کیا اور آپؑ سے لڑنے کی پہل اپنی طرف سے کی تو پھر آپؑ بھی ضربِ نیزہ و شمشیر کے لیے میدان میں آگئے اور بدکاروں کے لشکروں کو پیس ڈالا۔ آپؑ جنگ کے گہرے غبار میں دھنسے ہوئے ذوالفقار سے حیدرِ کرارؑ کی طرح قتال کر رہے تھے۔ اعداء نے جب آپؑ کو دل کا مضبوط اور بالکل بے خوف و ہراس دیکھا تو آپؑ کے لیے اپنے مکر کے جال بچھانے لگے اور اپنی مخصوص سفیانی چالاکیوں اور شرارت کے ساتھ آپؑ سے قتال کرنے لگے۔ ملعون عمر بن سعد نے اپنے لشکروں کو حکم دے دیا کہ حسینؑ پانی تک نہ پہنچ سکیں سب لوگ تیزی کے ساتھ آپؑ سے قتال کرنے لگے اور پے در پے ملے جلے حملے ہونے لگے۔ آپؑ کو تیروں سے چھلنی کر دیا۔ سب نے ظلم و ستم کے ہاتھ آپؑ کی طرف بڑھا دیئے، نہ انھوں نے آپؑ کے بارے میں اپنی کسی ذمہ داری کو دیکھا، نہ یہ کہ آپؑ اور آپؑ کے ساتھیوں کو قتل کرنے میں اور آپؑ کے سامان لوٹنے میں وہ کتنے زبردست گناہ کے مرتکب ہوں گے۔ آپؑ غبارِ جنگ میں دھنسے ہوئے تھے اور ہر ایک اذیت اٹھا رہے تھے۔ آپؑ کا صبر دیکھ کر تو ملائکہ افلاک بھی تعجب کر رہے تھے۔ ظالموں نے ہر طرف سے آپؑ کو

Presented by Ziaraat.Com

گھیر لیا اور زخم پر زخم پہنچا کر آپؑ کو مضمحل کر دیا، دم لینے کی مہلت نہ دی، مددگار کوئی آپؑ کا نہ رہا۔ بے کسی کے عالم میں انتہائی صبر وضبط کے ساتھ آپؑ اپنی مستورات اور بچوں کی طرف سے ہجوم اشقیاء کو ہٹا رہے تھے یہاں تک کہ انھوں نے آپؑ کو گھوڑے سے گرا دیا۔ آپؑ زخموں سے چور چور ہو کر زمین پر گرے۔ لشکر کے گھوڑے اپنے سموں سے آپؑ کو کچل رہے تھے اور سرکش ستم گر اپنی تلواریں لیے آپؑ پر چڑھے چلے آتے تھے۔ موت کا پسینہ آپؑ کی پیشانی پر آیا ہوا تھا اور آپؑ کے دست و پا سے اِدھر اُدھر سمٹتے اور پھیلتے تھے۔ آپؑ چشم نیم وا سے اپنے کنبہ اور اپنے بچوں کو دیکھ رہے تھے حالانکہ اس وقت آپؑ کی خود کی حالت تو ایسی تھی کہ آپؑ کو اپنے کنبہ کا اور بچوں کا دھیان نہ آسکتا تھا۔ اس وقت آپؑ کا گھوڑا تیزی سے ہنہناتا اور روتا ہوا آپؑ کے خیام کی طرف سے چلا، جب اہلِ حرم نے آپؑ کے رہوار کو بے سوار دیکھا اور زین اسپ کو نیچے ڈھلکا ہوا دیکھا تو بے قرار ہو کر خیموں سے نکل پڑیں اور بال بکھرائے ہوئے، منہ پر طمانچے مارتے ہوئے جبکہ پردہ کا دھیان نہ تھا، نوحہ و بکا کرتے ہوئے اپنے بزرگوں کو وارثوں کو پکارتے ہوئے، جب کہ اپنی اس مخصوص عزت و شوکت کے بعد حقارت کی نظر سے دیکھے جا رہے تھے، سب کے سب آپؑ کی قتل گاہ کی طرف تیزی سے جا رہے تھے۔ آہ! شمر اس وقت آپؑ کے سینہ پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنا خنجر آپؑ کی گردن پر پھیر رہا تھا۔ ریشِ مبارک

Presented by Ziaraat.Com

ظالم اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے اپنی ہندی تلوار سے آپؑ کو ذبح کررہا تھا۔ آپؑ کے دست و پا بے حرکت ہوگئے اور سانس رُک گئی۔ نیزہ پر سرِ اقدس کو اُٹھایا گیا اور اہلِ حرم کو غلاموں کی طرح قید کرلیا گیا اور آہنی زنجیروں میں جکڑ کر اُونٹوں پر بٹھا دیا گیا۔ دن کے دوپہر کی گرمی ان کے چہروں کو جھلس رہی تھی اور وہ غریب بیابانوں اور جنگلوں میں پھرائے جارہے تھے، ہاتھ ان کے گردنوں سے بندھے ہوئے تھے اور بازاروں میں ان کو پھرایا جارہا تھا، وائے ہو اُن نافرمانوں، فاسقوں پر جنھوں نے آپؑ کو قتل کرکے اسلام کو تباہ کردیا۔ نمازوں کو، روزوں کو معطل کردیا، شریعت کے چمن کو اور احکام کو توڑ دیا، ایمان کی عمارت کو ڈھا دیا اور قرآن کی آیتوں کو جلا دیا اور بغاوت و سرکشی میں دھنسے چلے گئے، آپؑ کے قتل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظلوم قرار پاگئے۔ مظلوم بھی ایسے کہ اپنے بچے کے خون کا بدلہ نہ لے سکے، آپؑ کے قتل سے کتاب خدا کی لاوارثی چھا گئی۔ آپؑ کے ستائے جانے سے اصل میں حق ستایا گیا، آپؑ کے نہ ہونے سے اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ ان آوازوں میں کوئی روح نہ رہی، حرام و حلال کا امتیاز قرآن اور قرآن کے معانی کا تعین سب ضائع ہوگیا، آپؑ کے بعد شریعت میں کھلی ہوئی تبدیلیاں فاسد عقیدے، حدود شریعت کا تعطل، نفسانی خواہشوں کا زور، گمراہیاں، فتنے اور غلط چیزوں کا ظہور ہوا، غرض یہ کہ آپؑ کی سنائی سنانے والا آپؑ کے جدامجد کی قبر کے پاس کھڑا

Presented by Ziaraat.Com

ہوا اور آپؑ کی سنائی برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ رسولؐ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنائی کہ یا رسولؐ اللہ! آپ کا فرزند آپ کا بچہ قتل کر دیا گیا اور آپؑ کے گھر والوں اور جان نثاروں کو مار دیا گیا اور آپؑ کی ذریت کو قید کیا گیا اور آپ کی ذریت و اہلِ بیتؑ کو وہ دکھ دیے گئے جن دکھوں سے ان کو بچانا اُمت پر فرض تھا روحِ رسولؐ کو انتہائی قلق ہوا، اور آنحضرتؐ کا قلب نازک گریاں ہوا ملائکہ اور انبیاءؑ نے ان کو آپؑ کا پُرسہ دیا۔ آپ کے قتل ہونے سے آپؑ کی ماں فاطمہ زہراؑ بے تاب ہو گئیں، ملائکہ مقربین کے لشکر ایک کے بعد ایک اُترنے لگے جو آپؑ کے باپ امیر المومنین کو پُرسہ دے رہے تھے اور اعلیٰ علیین میں آپ پر نوحہ و ماتم کیا جا رہا تھا کہ آپؑ کے غم میں حورانِ جنت اپنا منہ پیٹ رہی تھیں۔ آسمان اور آسمان کے باشندے آپؑ پر رو رہے تھے، جنت اور جنت کے خزینہ دار روئے، پہاڑ قطار در قطار روئے، دریا اور دریا کی مچھلیاں مکہ اور مکہ کی عمارتیں جنت اور غلمانِ کعبہ اور مقامِ ابراہیمؑ مشعر حرام اور حل و حرم سب ہی آپؑ کے غم میں گریاں ہوئے۔ خداوند اس بلند مرتبہ مقام کی حُرمت کا واسطہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود و سلام بھیج اور مجھ کو ان کے گروہ میں محشور فرما اور ان کی سفارش سے مجھے داخلِ جنت فرما۔ اے کم سے کم وقت میں ہر ایک کا حساب کرنے والے اے ہر بزرگ سے کہیں زیادہ بزرگ تر اے تمام حاکموں سے زیادہ زور حکومت رکھنے والے واسطہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کا جو

Presented by Ziaraat.Com

تیرے آخری پیغمبر اور تمام عالم کی طرف تیرے رسول ہیں اور ان کے بھائی کا واسطہ جو کشادہ پیشانی اور معدن علم وحکمت اور ہر علم میں راسخ ہیں یعنی امیرالمومنین علی مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہراؑ کا واسطہ جو زنانِ عالم کی سردار ہیں۔ حسن مجتبیٰؑ کا واسطہ جو پاک و پاکیزہ اور پرہیز گاروں کی پناہ گاہ ہیں اور حضرت ابوعبداللہ الحسین کا واسطہ جو تمام شہداء میں زیادہ بزرگ مرتبہ ہیں اور ان کی قتل ہونے والی اولاد کا واسطہ اور ان کی مظلوم ذُریت کا واسطہ اور علیؑ بن حسین زین العابدینؑ کا واسطہ اور محمد بن علی کا واسطہ جو عبادت گزاروں کے قبلہ ہیں اور جعفرؑ بن محمدؑ کا واسطہ جو مجسم صداقت ہیں اور موسیٰؑ بن جعفرؑ کا واسطہ جو دلائل حق کو ظاہر کرنے والے ہیں اور علیؑ بن موسیٰؑ کا واسطہ جو دین کے مددگار ہیں اور محمدؑ بن علیؑ کا واسطہ جو اہلِ حق کے پیشوا ہیں اور علیؑ بن محمدؑ کا واسطہ جو زاہدوں سے کہیں زیادہ زاہد ہیں اور حسن بن علیؑ کا واسطہ جو آئمہ اطہار کے وارث ہیں اور اس فرد کا واسطہ جو تمام خلق پر حجت ہیں محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیج جو صادقین ہیں۔ بہترین نیکیوں کے حامل، جن کا لقب آلِ طٰہٰ و آلِ یٰسین ہے اور مجھے قیامت میں امن پانے والوں میں سے، صاحبانِ اطمینان میں سے کامیاب ہونے والوں میں سے، خوش وخرم اور بشارت جنت پانے والوں میں سے قرار دے۔

خداوندا! مجھے اپنے فرماں برداروں میں قرار دے اور صالحین سے وابستہ رکھ، میرے بعد نیکی اور بھلائی سے میرا ذکر ہو جو

Presented by Ziaraat.Com

بغاوت و سرکشی کرنے والے ہیں، ان کے مقابلہ میں مجھے فتح دے۔ مجھے حاسدوں کے شر سے بچا اور بُری تدبیر کرنے والوں کی تدبیر کا رُخ میری طرف سے پھیر دے۔ ظالموں کے ہاتھوں کو مجھ پر ظلم کرنے سے روک دے اور مجھے اور میرے بابرکت پیشواؤں کو (محمدؐ و آلِ محمدؐ) اعلیٰ علیین میں ایک جگہ مجتمع کر دے۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے! مجھے تیری رحمت سے آخرت میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت نصیب ہو، کیونکہ ان حضرات کو تو نے اپنی نعمتوں سے مالا مال کیا ہے، قسم دیتا ہوں، خداوندا میں تجھ کو تیرے نبی معصوم کی اور تیرے حتمی احکام کی اور گناہوں سے بچنے کے لیے تیرے مقررہ ارشادات کی اور اس قبر مطہر کی جس کی زیارت کے لیے ہر طرف سے جن و انس و ملک پہنچتے ہیں، جس کے پہلو میں امام معصوم شہید ظلم و ستم آرام فرما رہے ہیں کہ میرے رنج و غم کو دُور کر دے اور میرے مقدر کی برائی کو ہٹا دے اور مجھے جہنم کی آتش سوزاں سے پناہ دے دے۔ میرے چاروں طرف اپنی نعمتوں کا انبار لگا دے اور مجھے اتنا دے کہ میں خوش و خرم رہوں۔ مجھے اپنے جود و کرم میں چھپا لے اور اپنی سزا اور عتاب سے دُور رکھ۔

خداوندا! مجھے ہر لغزش سے بچا، میرے قول و عمل کو درست کر، مجھے عمر دراز دے اور امراض و اسقام سے بچا اور مجھے میرے پیشواؤں کے وسیلہ سے اور اپنے فضل سے میری بہترین تمناؤں

Presented by Ziaraat.Com

تک پہنچا۔

خداوندا! رحمتِ خاص نازل فرما محمدؐ و آلِ محمدؐ پر اور میری توبہ کو قبول فرما اور مجھے روتا دیکھ کر رحم فرما۔ میرے گناہ بخش دے، میرے رنج و ملال کو دُور کر، میری خطا کو بخش دے، میری اولاد کو نیک اور صالح قرار دے۔

خداوندا! اس عظیم المرتبہ شہادت گاہ اور اس بزرگ مرتبہ مقام پر میری حاضری کا نتیجہ ہو) کہ میرے ہر گناہ کو تو بخش چکا ہو، میرے ہر عیب کو تو چھپا چکا ہو، میرے ہر غم کو تو دُور کر چکا ہو، میرے رزق میں تو کشائش کر چکا ہو، میرے گھر کے آباد رہنے کا تو حکم نافذ کر چکا ہو، میرے کاموں کے ہر بگاڑ کو تو درست کر چکا ہو۔ میری ہر آرزوئے دل کو تو پورا کر چکا ہو، میری ہر دعا کو قبول کر چکا ہو، میری ہر تنگی کو تو زائل کر چکا ہو، میرے ہر انتشار کو تو اطمینان سے بدل چکا ہو، میرے ہر کام کو تو تکمیل تک پہنچا چکا ہو، میرے ہر مال کو تو زیادہ سے زیادہ کر چکا ہو، اور مجھے ہر خلق حسن تو عطا کر چکا ہو، اور میرے ہر طرف کے بعد اس کا بدل دے کر اس کی کو پورا کر چکا ہو، اور میرے ہر حال کو تو بہتر قرار دے چکا ہو اور میری ہر برائی کو تو درست کر چکا ہو، اور میرے ہر حاسد کو تباہ کر چکا ہو، اور میرے ہر دشمن کو تو ہلاک کر چکا ہو، اور مجھے ہر شر سے تو بچا چکا ہو، اور مجھے ہر بیماری سے تو شفا عطا کر چکا ہو، اور میرے ہر ایک اپنے کو جو دُور ہو تو اس کو قریب کر چکا ہو، اور میری ہر پریشانی کو تو اطمینان سے بدل چکا

Presented by Ziaraat.Com

ہو، اور میرا ہر سوال تو مجھ کو عطا کر چکا ہو۔

خداوندا! میں تجھ سے اس دنیا کی بہتری اور اُس جہان باقی کے ثواب کا سوال کرتا ہوں۔

خداوندا! مجھے وجہ حلال سے اتنا دے کہ میں حرام سے بے نیاز ہو جاؤں اور اپنا فضل اس وجہ میرے شامل حال رکھ کہ مجھے پھر کسی کی ضرورت ہی نہ ہو۔

بارالٰہا! میں تجھ سے اس علم کا سوال کرتا ہوں جو نفع بخش ہو اور اس دل کا جس میں تیرا خوف ہو اور اس یقین کا جو ہر شک کو دُور کر دے اور اس اجر کا جو فراواں ہو۔

خداوندا! مجھے توفیق دے کہ تیری نعمتوں کا شکر ادا کروں اور اپنا احسان و کرم مجھ پر زیادہ سے زیادہ فرما اور ایسا کر کہ سب لوگ میری بات کو مانیں اور میرا ہر عمل تیری بارگاہ میں قبولیت کی بلندی حاصل کر لے اور نیکیوں میں لوگ میرے نقشِ قدم پر چلیں (یعنی نیکیوں کے لیے میں ایک نمونہ بن جاؤں)۔

خداوندا! میرے دشمن کو برباد کر دے۔

بارالٰہا! رحمتِ خاص نازل فرما محمدؐ و آلِ محمدؐ پر جو تیری تمام مخلوق میں بہتر سے بہتر ہیں۔ سلسلۂ رحمت تیرا ان حضرات پر شب و روز جاری رہے اور شریر لوگوں کے شر کے مقابلہ میں تو میری حمایت کر اور مجھے گناہوں سے اور گناہوں کے بار سے پاک کر دے اور مجھ کو جہنم سے پناہ دے دے اور راحت و آرام کے مقام (جنت) میں جگہ عطا فرما۔ مجھے اور میرے تمام برادران

Presented by Ziaraat.Com

بھائی و خواہرات کو اپنی رحمت و کرم سے معاف کر دے۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے"۔

زیارت کے خاتمہ پر قبلہ کی طرف منہ کرو اور دو رکعت نماز پڑھو اس نماز کی ترتیب یہ ہے:

پہلی رکعت میں بعد از سورۂ حمد، سورۂ انبیاء پڑھو اور دوسری رکعت میں بعد از حمد سورۂ حشر پڑھو اور قنوت میں کلمات فرج پڑھو:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا فِيْهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ خِلَافًا لِاَعْدَائِهٖ وَتَكْذِيْبًا لِمَنْ عَدَلَ بِهٖ وَ اِقْرَارًا لِرُبُوْبِيَّتِهٖ وَخُضُوْعًا لِعِزَّتِهٖ الْاَوَّلُ بِغَيْرِ اَوَّلٍ وَالْاٰخِرُ اِلٰى غَيْرِ اٰخِرٍ الظَّاهِرُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ بِقُدْرَتِهٖ الْبَاطِنُ دُوْنَ كُلِّ شَيْءٍ بِعِلْمِهٖ وَلُطْفِهٖ لَا تَقِفُ الْعُقُوْلُ عَلٰى كُنْهِ عَظَمَتِهٖ وَلَا تُدْرِكُ الْاَوْهَامُ حَقِيْقَةَ مَاهِيَّتِهٖ وَلَا تَتَصَوَّرُ الْاَنْفُسُ مَعَانِيَ كَيْفِيَّتِهٖ مُطَّلِعًا عَلَى الضَّمَائِرِ عَارِفًا بِالسَّرَائِرِ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

"سوائے اس معبود برحق کے کوئی عبادت کے لائق نہیں جو حلیم اور بزرگی والا ہے سوائے اس معبود برحق کے کوئی عبادت کے لائق نہیں جو اعلیٰ بھی ہے اور عظمت والا بھی ہے۔ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اس معبود برحق کے جو ساتوں زمینوں اور ساتوں آسمانوں اور ان کے اندر جو کچھ ہے اور جو کچھ ان کے

Presented by Ziaraat.Com

درمیان ہے، سب کا پالنے والا ہے۔ برخلاف ان کے جو حق و حقیقت کے دشمن ہیں، اور برخلاف ان کے جنھوں نے اُسے جھلایا اور اس ذات کے شریک قرار دیے۔

اس ذات کی ربوبیت کا اقرار ہے اور اس کی عزت و شرافت کے سامنے خشوع و خضوع سے سرنگوں ہیں۔ وہ سب سے اوّل ہے اور سب سے آخر ہے۔ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ وہ اپنی قدرت کاملہ سے ہر چیز پر غالب ہے۔ اپنی دانش اور لطف سے ہر چیز کے باطن سے آگاہ ہے۔ عقول بشری اس کی عظمت کی حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔ اوہام بشری اس کی ماہیت کی حقیقت سے واقف نہیں ہو سکتے۔ اس کے معانی و کیفیت کی تصویر کسی ذہن میں نہیں آ سکتی۔ وہ اشخاص کے باطن پر مطلع ہے اور تمام مخفی اُمور پر آگاہ ہے۔ وہ آنکھوں کی خیانت اور تمام قلوب کے احوال و کیفیات کو خوب جانتا ہے''۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْهَدُكَ عَلٰی تَصْدِیْقِیْ رَسُوْلَكَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاِیْمَانِیْ بِهٖ ، وَعِلْمِیْ بِمَنْزِلَتِهٖ وَ اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّهُ النَّبِیُّ الَّذِیْ نَطَقَتِ الْحِكْمَةُ بِفَضْلِهٖ ، وَبَشَّرَتِ الْاَنْبِیَاۤءُ بِهٖ ، وَدَعَتْ اِلَی الْاِقْرَارِ بِمَا جَاۤءَ بِهٖ، وَحَثَّتْ عَلٰی تَصْدِیْقِهٖ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: "اَلَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ

Presented by Ziaraat.Com

كَانَتْ عَلَيْهِمْ".

فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِكَ إِلَى الثَّقَلَيْنِ ، وَسَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ الْمُصْطَفَيْنِ ، وَعَلٰى أَخِيْهِ وَابْنِ عَمِّهِ ، الَّذَيْنِ لَمْ يُشْرِكَا بِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ أَبَدًا ، وَعَلٰى فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ ، وَعَلٰى سَيِّدَيْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ، صَلَاةً خَالِدَةَ الدَّوَامِ ، عَدَدَ قَطْرِ الرِّهَامِ ، وَزِنَةَ الْجِبَالِ وَالْآكَامِ مَا أَوْرَقَ السَّلَامُ، وَاخْتَلَفَ.

الضِّيَاءُ وَالظَّلَامُ ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ، الْأَئِمَّةِ الْمُهْتَدِيْنَ ، الذَّائِدِيْنَ عَنِ الدِّيْنِ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدٍ وَجَعْفَرٍ وَمُوْسٰى وَعَلِيٍّ وَمُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَالْحَسَنِ وَالْحُجَّةِ الْقَوَّامِ بِالْقِسْطِ وَسُلَالَةِ السِّبْطِ.

"اے میرے پروردگارا میں تجھے گواہ بناتے ہوئے تیرے رسولؐ کی تصدیق کرتا ہوں اور اُس پر ایمان رکھتا ہوں اور اُس کے مقام و مرتبہ کی آگاہی رکھتا ہوں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ تیرے پیغمبرؐ ہیں، قرآنِ مجید نے ان کی فضیلت بیان کی ہے اور تمام انبیاؑ نے ان کے آنے کی بشارت دی ہے اور اپنے لوگوں کو (ان پر ایمان لانے) کی دعوت دی اور ان کی تصدیق کی رغبت دلائی۔ خود آپ نے اپنے قرآن میں ان کے بارے میں فرمایا۔ وہ وہ ہے کہ جس کے نام کو وہ تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں اور وہ انھیں نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے، پاک و طیب نعمتوں کو ان پر حلال کرتا ہے اور نجس و پلید کو ان پر حرام کرتا ہے، ادیانِ سابق کی مشقتوں اور زحمات کو (جو ان کے لیے گردن کی زنجیر تھیں) ان کو ایک طرف رکھ دیا۔

پس درود بھیج اپنے رسول حضرت محمدؐ پر جو ثقلین کے رسول ہیں اور منتخب انبیاءؑ کے سردار ہیں اور ان کے بھائی اور ابن عم پر جنھوں نے آنکھ جھپکنے کی مدت کے لحاظ سے بھی شرک نہیں کیا۔

اور درود بھیج حضرت فاطمہ زہراؑ پر جو عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں اور درود بھیج نوجوانانِ جنت کے سردار امام حسنؑ اور امام حسینؑ پر ایسی رحمت بھیج جو ابدی و سرمدی ہو، تعداد میں بارش کے قطرات کے برابر ہو، اوزان میں پہاڑوں اور ٹیلوں کے برابر ہو۔

درود و سلام ہو، ان پر اور ان کی آلؑ پر، جب تک دن اور رات کا آنا اور جانا ہے اور ان ہدایت یافتہ آئمہ برحق پر جنھوں نے دین کی حفاظت کی، یعنی علیؑ و محمدؑ و جعفرؑ و موسیٰؑ و علیؑ و محمدؑ و علیؑ و حسنؑ و حضرت حجتؑ جو عدلِ الٰہی کو قائم کریں گے اور پیغمبر کی بیٹی کے بیٹے ہیں"۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذَا الْاِمَامِ فَرَجًا قَرِيْبًا ، وَصَبْرًا جَمِيْلًا ، وَنَصْرًا عَزِيْزًا ، وَغِنًى عَنِ الْخَلْقِ ، وَثَبَاتًا فِی الْهُدٰی ، وَالتَّوْفِيْقَ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى ، وَرِزْقًا وَاسِعًا حَلَالًا طَيِّبًا، مَرِيْئًا دَارًّا سَائِغًا ، فَاضِلًا مُفْضِلًا صَبًّا صَبًّا ، مِنْ غَيْرِ كَدٍّ وَلَا نَكَدٍ ، وَلَا مِنَّةٍ مِنْ اَحَدٍ ، وَعَافِيَةً مِنْ

Presented by Ziaraat.Com

كُلِّ بَلاءٍ ، وَسُقْمٍ وَمَرَضٍ ، وَالشُّكْرُ عَلَى الْعَافِيَةِ وَالنَّعْمَاءِ ، وَ إِذَا جَاءَ الْمَوْتُ فَاقْبِضْنَا عَلٰى أَحْسَنِ مَا يَكُوْنُ لَكَ طَاعَةً ، عَلٰى مَا أَمَرْتَنَا مُحَافِظِيْنَ، حَتّٰى تُؤَدِّيَنَا إِلٰى جِنَّاتِ النَّعِيْمِ ، بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّأَوْحِشْنِيْ مِنَ الدُّنْيَا وَآنِسْنِيْ بِالْآخِرَةِ ، فَإِنَّهُ لَا يُوْحِشُ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا خَوْفُكَ ، وَلَا يُؤْنِسُ بِالْآخِرَةِ إِلَّا رَجَاؤُكَ ، اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحُجَّةُ لَا عَلَيْكَ ، وَ إِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى لَا مِنْكَ ، فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَأَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِيَ الظَّالِمَةِ الْعَاصِيَةِ ، وَشَهْوَتِي الْغَالِبَةِ وَاخْتِمْ لِيْ بِالْعَافِيَةِ.

اَللّٰهُمَّ إِنَّ اسْتِغْفَارِيْ إِيَّاكَ وَأَنَا مُصِرٌّ عَلٰى مَا نَهَيْتَ قِلَّةُ حَيَاءٍ ، وَتَرْكِيَ الْاِسْتِغْفَارَ مَعَ عِلْمِيْ بِسَعَةِ حِلْمِكَ تَضْيِيْعٌ لِحَقِّ الرَّجَاءِ ، اَللّٰهُمَّ إِنَّ ذُنُوْبِيْ تُؤْيِسُنِيْ أَنْ أَرْجُوَكَ وَ إِنَّ عِلْمِيْ بِسَعَةِ رَحْمَتِكَ يَمْنَعُنِيْ أَنْ أَخْشَاكَ، فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَصَدِّقْ رَجَائِيْ لَكَ ، وَكَذِّبْ خَوْفِيْ مِنْكَ وَكُنْ لِيْ عِنْدَ أَحْسَنِ ظَنِّيْ بِكَ يَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّأَيِّدْنِيْ بِالْعِصْمَةِ ، وَانْطِقْ لِسَانِيْ بِالْحِكْمَةِ، وَاجْعَلْنِيْ مِمَّنْ يَنْدَمُ عَلٰى مَا ضَيَّعَهُ فِيْ أَمْسِهٖ ، وَلَا يَغْبَنُ حَظَّهُ فِيْ يَوْمِهٖ ، وَلَا يَهُمُّ لِرِزْقِ غَدِهٖ ، اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْغَنِيَّ مَنِ اسْتَغْنٰى بِكَ وَافْتَقَرَ

Presented by Ziaraat.Com

اِلَیْکَ، وَالْفَقِیْرُ مَنِ اسْتَغْنٰی بِخَلْقِکَ عَنْکَ ، فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ ، وَاغْنِنِیْ عَنْ خَلْقِکَ بِکَ ، وَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ لَا یَبْسُطُ کَفًّا اِلَّا اِلَیْکَ.

(اَللّٰھُمَّ اِنَّ الشَّقِیَّ مَنْ قَنَطَ وَاَمَامَہُ التَّوْبَۃُ وَ وَرَاءَہُ الرَّحْمَۃُ ، وَ اِنْ کُنْتُ ضَعِیْفَ الْعَمَلِ فَاِنِّیْ فِیْ رَحْمَتِکَ قَوِیُّ الْاَمَلِ ، فَھَبْ لِیْ ضَعْفَ عَمَلِیْ لِقُوَّۃِ اَمَلِیْ.

اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ مَا فِیْ عِبَادِکَ مَنْ ھُوَ اَقْسٰی قَلْبًا مِنِّیْ وَاَعْظَمُ مِنِّیْ ذَنْبًا فَاِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّہُ لَا مَوْلٰی اَعْظَمُ مِنْکَ طَوْلًا وَاَوْسَعُ رَحْمَۃً وَعَفْوًا فَیَامَنْ ھُوَ اَوْحَدُ فِیْ رَحْمَتِہٖ اِغْفِرْ لِمَنْ لَیْسَ بِاَوْحَدَ فِیْ خَطِیْئَتِہٖ)

"اے پالنے والے! تجھے اس امام بزرگوار کے حق کا واسطہ دیتا ہوں، ان کا ظہور جلد از جلد فرما، صبر جمیل عطا فرما، فتح و نصرت عطا فرما، لوگوں سے بے نیازی عطا فرما، اور ہدایت میں ثابت قدمی عطا فرما، اس چیز کی توفیق عطا فرما، جو تجھے پسند ہے اور جس پر تو راضی ہے، رزق واسع اور حلال و طیب عطا فرما، جو خوشگوار ہو، جو بہت زیادہ ہو اور لحہ بہ لحہ بڑھنے والا ہو، جس کے حصول میں محنت اور مشقت نہ ہو، اور اس رزق کے آنے میں کسی ایک کا احسان و منت نہ ہو، ہر بلا سے تندرستی عطا فرما، ہر عافیت و نعمت پر شکر گزاری کی توفیق عطا فرما، جب موت آئے تو تیری اطاعت و بندگی پر آئے، تیری اطاعت کی تابعداری میں موت آئے تا کہ تو ہمیں جنت میں ٹھکانہ عطا فرمائے، اے تمام

Presented by Ziaraat.Com

مہربانوں سے سب سے بڑھ کر مہربان! اپنی رحمت سے دعا قبول فرما۔

اے میرے اللہ! محمدؐ اور اس کی آلؑ پر درود بھیج، مجھے دنیا سے دُوری اور آخرت سے قرب و مانوسیت عطا فرما، صرف تیرا خوف مجھے دنیا سے دُور لے جاسکتا ہے، تیری ذات پر اُمید ہی آخرت سے مانوس کرسکتی ہے۔

بارِ خدایا! حجت اور دلیل تیرے ساتھ ہے، تیرے خلاف نہیں ہے۔ دنیا کے مصائب کا شکوہ و شکایت تیری طرف کیا جاتا ہے، تیری ذات سے نہیں۔ پس محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود نازل فرما، پس میرے اس ظالم و سرکش نفس کے خلاف نصرت فرما، اس کی شہوت کے خلاف نصرت فرماتے ہوئے میرا انجام کار عافیت پر فرما۔

خدایا! یہ میری کوتاہی ہے کہ میں تیرے دروازے پر استغفار کرتا ہوں، پھر تیرے مناہی پر مُصر رہتا ہوں، میں جانتا ہوں کہ تیرا حلم بیکراں ہے، اس لیے میرا استغفار بہت قلیل ہے، اس اُمید میں کہ تیری ذات حلیم ہے۔ انتقام میں جلدی نہیں کرتا۔

بارِ الہا! میرے گناہ اتنے ہیں جو مجھے تجھ سے اُمید رکھنے میں مایوس کر دیتے ہیں، لیکن تیری واسع رحمت کو خوب جانتا ہوں، یہی امر میرے حوصلوں کو بڑھا دیتا ہے اس لیے خطائیں ہوجاتی ہیں، محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیج، مجھے اپنی ذات پر اُمید و دلبندی عطا فرما اور خوف سے نجات عطا فرما، مجھے وہ منزل عطا فرما کہ

Presented by Ziaraat.Com

میں تجھ سے حسنِ ظن کی اُمید رکھوں، اے تمام بخشنے والوں کے سیّد وسردار بارخدایا! محمدؐ و آلِ محمدؑ پر درود و رحمت بھیج! مجھے گناہوں سے بچا! میری زبان پر حکمت کو جاری فرما! مجھے ماضی کی بداعمالیوں پر نادم ہونے کی توفیق عطا فرما، میرے ناقص اعمال کو احسن بنا دے، مجھے رزق فردا کی پریشانیوں میں مبتلا نہ فرما۔

بارِ الٰہا! تونگر وہ ہے جو تیرے ذریعے تونگری تلاش کرے اور اپنی احتیاج تجھ سے بیان کرے، وہ فقیر و نادار ہے، جو تجھ سے رُوگردانی کرے اور مخلوق سے اپنی ضروریات طلب کرے، پس تو محمدؐ و آلِ محمدؑ پر درود بھیج۔

پروردگار! مجھے اپنی مخلوق سے بے نیاز فرما، مجھے وہ فرد بنا دے جو صرف تیری طرف اپنے ہاتھوں کو پھیلائے، تیرے سوا کسی اور کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔

اے پروردگار! وہ بدبخت ہے جو تیری درگاہ سے مایوس ہے حالانکہ اس کے آگے تیرا دروازہ کھلا ہے، تیری رحمت اس کے پیچھے پیچھے ہو، اگرچہ میرا عمل کمزور و ناچیز ہے لیکن میری آرزو تیری رحمت کی وجہ سے قوی و محکم ہے، پس میرے کمزور عمل کو میری قوتِ اُمید سے مضبوط فرما۔

اے پروردگار! تو جانتا ہے تیرے تمام بندوں میں سے قساوت قلب کے اعتبار سے مجھ سے کون شدید تر ہے اور گناہوں کے اعتبار سے مجھ سے کون بڑھ کر ہے لیکن میں صرف یہ جانتا ہوں،

Presented by Ziaraat.Com

تمام بادشاہوں میں فضل و کرم سے تو سب سے بڑھ کر ہے، اے وہ ذات جو رحمت کے اعتبار سے یکتا ہے، تو اس بندے کو معاف فرما جو تیری خطاؤں کے اعتبار سے اپنا مثل نہیں رکھتا"۔

(اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَمَرْتَنَا فَعَصَيْنَا ، وَنَهَيْتَ فَمَا انْتَهَيْنَا وَذَكَّرْتَ فَتَنَاسَيْنَا، وَبَصَّرْتَ فَتَعَامَيْنَا ، وَحَذَّرْتَ فَتَعَدَّيْنَا، وَمَا كَانَ ذٰلِكَ جَزَاءُ اِحْسَانِكَ اِلَيْنَا ، وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِمَا اَعْلَنَّا وَاَخْفَيْنَا ، وَاَخْبَرُ بِمَا نَاْتِيْ وَمَا اَتَيْنَا ، فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَلَا تُؤَاخِذْنَا بِمَا اَخْطَاْنَا وَنَسِيْنَا وَهَبْ لَنَا حُقُوْقَكَ لَدَيْنَا وَاَتِمَّ اِحْسَانَكَ اِلَيْنَا وَاَسْبِلْ رَحْمَتَكَ عَلَيْنَا)

اَللّٰهُمَّ انا نتوسل اليك بهذا الصديق الامام، ونسلك بالحق الّذى جعلته له ولجده رسولك ولا بويه على وفاطمة ، اهل بيت الرحمة، ادرار الرزق الذى به قوام حياتنا ، وصلاح احوال عيالنا ، فأنت الكريم الذى تعطى من سعة ، وتمنع من قدرة ، ونحن نسئلك من الرزق ما يكون صلاحًا للدنيا ، وبلاغاً للاخرة

"اے میرے اللہ! تو نے ہمیں نیکی کا حکم دیا، ہم نے گناہ کیے، تو نے گناہوں سے روکا، ہم نہ رکے۔ تو نے ہمیں یاد دلایا، ہم نے بھلا دیا۔ تو نے بصارت عطا فرمائی ہم نے آنکھیں بند کر لیں۔ تو نے ڈرایا ہم سرکش رہے۔ جب ہم نے ایسا کیا تو اب ہمیں

Presented by Ziaraat.Com

تیری ذات سے احسانات کی اُمید ہمیں رکھنا چاہیے تھا۔ تو خوب جانتا ہے ہمارے ظاہر اور باطن کو جو اعمال ہم بجالا چکے ہیں ان کو بھی تو خوب جانتا ہے۔ پس محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیج! جو خطائیں اور نسیان ہم سے صادر ہو چکے ہیں مواخذہ نہ فرما! ہم نے جو حقوق ضائع کیے وہ بخش دے، اپنے احسانات ہم پر تمام فرما اور ہم پر اپنی رحمت کا پردہ ڈال دے۔

اے میرے اللہ! اس صدیق امامؑ کے توسل سے آپ کی ذات تک رسائی چاہتا ہوں اور میں تیرے حضور اس حق کا واسطہ دیتا ہوں جو تو نے اس امام کو بخشا ہے اور اس حق کا جو تو نے اس کے جد کو جو تیرا رسول ہے اور اس کے والدین کو اور اس کے اہلِ بیتؑ کو بخشا ہے کا واسطہ دیتا ہوں۔ تیرا رزق میری زندگی کا قوام ہے اور میرے اہل و عیال کی زندگی ہے تو کریم ہے۔ یہ رزق واسع عطا فرما اور جو میرے اس رزق میں مانع ہو اس مانع کو بقدرت سے دُور فرما۔

اے میرے اللہ! مجھے وہ رزق عطا فرما جو میرے لیے اس دنیا میں موجب صلاح ہو اور آخرت کے لیے کفایت کرنے والا ہو"۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ، وَاغْفِرْلَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ وَاٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

Presented by Ziaraat.Com

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

''اے میرے اللہ! محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیج، ہمارے والدین کو بخش دے اور تمام مومنین و مومنات، مسلمین و مسلمات کو بخش دے، جو زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں، اس دنیا میں اور آخرت میں سب سے بہتر عطا فرما اور عذابِ جہنم سے بچا۔

پھر رکوع کر اور سجدہ کر پھر تشہد پر بیٹھ اور سلام پڑھ۔ بعد از تسبیح زہراؑ اپنے رخساروں کو خاک پر رکھ اور چالیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ۔ خداوند تعالیٰ سے دعا مانگ، تاکہ تیرے گناہ معاف ہو جائیں۔ اور تجھے اپنے عذاب سے نجات دے اور تجھے نیک عمل کی توفیق دے۔ اور تیرے اعمال کو قبول فرمائے۔ پھر اپنے آپ کو ضریح سے چسپاں کر اور بوسے دے اور کہہ: زَادَ اللّٰہُ فِیْ شَرَفِکُمْ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اللہ تعالیٰ تیرے شرف کو بڑھا دے، تم پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی برکت و رحمت کا نزول ہو۔ پھر اپنے لیے اور اپنے والدین اور اپنے احباب کے لیے دعائیں مانگو''۔

(نوٹ: امامؑ کی یہ دعا و استغفار ایک عام انسان کے لیے ہے، وگرنہ معصومؑ گناہ اور معصیت کا ارتکاب نہیں کرتا۔ ناشر)

Presented by Ziaraat.Com

زیارتِ ناحیہ مقدسہ میں ذکر شدہ شہدائے کربلا کے نام

حروف تہجی کی ترتیب سے ان کے اسماء یہ ہیں:

۱- ابن مسعود بن حجاج، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ واقبال، ص ۵۷۶
۲- ابوبکر بن حسنؑ، بحار، ج ۴۵، ص ۶۷ واقبال، ص ۵۷۴
۳- ابوثمامہ، بحار، ج ۴۵، ص ۷۳ واقبال، ص ۵۷۷
۴- ابوعبیدہ بن مسلم بن عقیلؑ، بحار، ج ۴۵، ص ۶۸
۵- ابوالفضلؑ بعنوان حضرت عباسؑ بن امیرالمومنینؑ
۶- اسلم بن کثیر، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲، واقبال، ص ۵۷۶
۷- انس بن کاہل، بحار، ج ۴۵، ص ۷۱، واقبال، ص ۵۷۶
۸- بشر بن عمر (عمرو) بحار، ج ۴۵، ص ۷۰، واقبال، ص ۵۷۶
۹- جبلہ بن علی، بحار، ج ۴۵، ص ۷۰، واقبال، ص ۵۷۷
۱۰- جعفر بن امیرالمومنینؑ، بحار، ج ۴۵، ص ۶۶، واقبال، ص ۵۷۴
۱۱- جعفر بن عقیلؑ، بحار، ج ۴۵، ص ۶۸، واقبال، ص ۵۷۵
۱۲- جندب بن حجر (حُجیر)، بحار، ج ۴۵، ص ۶۸، واقبال، ص ۵۷۵
۱۳- جون بن حوی، بحار، ج ۴۵، ص ۷۱، واقبال وناسخ عون بن حوی
۱۴- حباب بن حارث، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲، وناسخ واقبال (حیان بن حارث)
۱۵- حبیب بن مظاہر (مظہر)، بحار، ج ۴۵، ص ۷۱، واقبال، ص ۵۷۶
۱۶- حجاج بن زید، بحار، ج ۴۵، ص ۷۱، واقبال، ص ۵۷۶
۱۷- حجاج بن مسروق، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲، واقبال، ص ۵۷۶

Presented by Ziaraat.Com

۱۸- حُر بن یزید ریاحی، بحار، ج ۴۵، ص ۷۱، واقبال، ص ۵۷۶
۱۹- حنظلہ بن سعد (اسعد)، بحار، ج ۴۵، ص ۷۳، واقبال، ص ۵۷۷
۲۰- جوین بن مالک، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲، واقبال، ص ۵۷۶
۲۱- حیان بن حارث، ناسخ ج ۳، واقبال، ص ۵۷۶ و بحار (حباب بن حارث)
۲۲- زاہد (زاھر)، عمرو کے غلام، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ واقبال، ص ۵۷۷
۲۳- زہیر بن بشر، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ واقبال، ص ۵۷۶
۲۴- زُہیر بن سُلیم، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ واقبال، ص ۵۷۷
۲۵- زہیر بن قین، بحار، ج ۴۵، ص ۷۱ واقبال، ص ۵۷۶
۲۶- زید بن لبیت (لہیط)، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ واقبال، ص ۵۷۶ و ناسخ (یزید بن لبیت)
۲۷- زید بن معقل، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ واقبال، ص ۵۷۶
۲۸- "سالم" بنی المدینہ کے غلام، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ واقبال، ص ۵۷۷
۲۹- "سالم" عامر بن مسلم کے غلام، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ واقبال، ص ۵۷۶
۳۰- سعد بن عبداللہ، بحار، ج ۴۵ واقبال، ص ۵۷۵
۳۱- "سعید" غلام سعد بن عبداللہ، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ واقبال، ص ۵۷۷
۳۲- "سلیمان" امام حسینؑ کے غلام، بحار، ج ۴۵، ص ۶۹ واقبال، ص ۵۷۵
۳۳- سوار بن ابی خمیر (حُمیر)، بحار، ج ۴۵، ص ۷۳ واقبال، ص ۵۷۷
۳۴- سیف بن مالک، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ واقبال، ص ۵۷۶
۳۵- شبیب بن الحارث، بحار، ج ۴۵، ص ۷۳ واقبال، ص ۵۷۷
۳۶- شبیب بن عبداللہ، بحار، ج ۴۵، ص ۷۱ واقبال، ص ۵۷۶
۳۷- شوذب مولی شاکر، بحار، ج ۴۵، ص ۷۳ واقبال، ص ۵۷۷
۳۸- ضرغامۃ بن مالک، بحار، ج ۴۵، ص ۷۱ واقبال، ص ۵۷۶

Presented by Ziaraat.Com

۳۹- عابس بن ابی شبیب شاکری، بحار، ج ۴۵، ص ۷۳ و اقبال، ص ۵۷۷

۴۰- عامر بن مسلم، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ و اقبال، ص ۵۷۶

۴۱- عباس بن امیر المومنینؑ، بحار، ج ۴۵، ص ۶۶ و اقبال، ص ۵۷۴

۴۲- عبدالرحمٰن بن عبداللہ الکدری، بحار، ج ۴۵، ص ۷۳ و اقبال، ص ۵۷۷

۴۳- عبدالرحمٰن بن عروة، بحار، ج ۴۵، ص ۷۱ و اقبال، ص ۵۷۶

۴۴- عبدالرحمٰن بن عقیلؑ، بحار، ج ۴۵، ص ۶۸ و اقبال، ص ۵۷۵

۴۵- عبداللہ بن امیر المومنینؑ، بحار، ج ۴۵، ص ۶۶ و اقبال، ص ۵۷۴

۴۶- عبداللہ بن الحسن، بحار، ج ۴۵، ص ۶۷ و اقبال، ص ۵۷۴

۴۷- عبداللہ بن الحسین الرضیع، بحار، ج ۴۵ و اقبال، ص ۵۷۴

۴۸- عبداللہ بن عروة، بحار، ج ۴۵، ص ۷۱ و اقبال، ص ۵۷۶

۴۹- عبداللہ بن عمیر، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ و اقبال، ص ۵۷۶

۵۰- عبداللہ بن مسلمؑ، بحار، ج ۴۵، ص ۶۸ و اقبال، ص ۵۷۵

۵۱- عبداللہ بن یزید، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ و اقبال، ص ۵۷۶

۵۲- عبیداللہ بن مسلم بن عقیلؑ، اقبال، ص ۵۷۵ (عبداللہ بن مسلم)

۵۳- عبیداللہ بن یزید قیسی، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ و اقبال، ص ۵۷۴

۵۴- عثمان بن امیر المومنینؑ، بحار، ج ۴۵، ص ۶۷ و اقبال، ص ۵۷۴

۵۵- علی بن الحسین الاکبر، بحار، ج ۴۵، ص ۶۵ و اقبال، ص ۵۷۳

۵۶- عمار بن ابی سلامة، بحار، ج ۴۵، ص ۷۳ و اقبال، ص ۵۷۷

۵۷- عمار بن حسان، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ و اقبال، ص ۵۷۶

۵۸- عمر بن خالد، ناسخ، ج ۳

۵۹- عمرو (عمر) بن ضبیعة، بحار، ج ۴۵، ص ۷۳ و اقبال، ص ۵۷۶

Presented by Ziaraat.Com

۶۰- عمرو بن عبداللہ الجندعی، بحار، ج ۴۵، ص ۷۳ و اقبال، ص ۵۷۷
۶۱- عمرو (عمر) بن قرظہ، بحار، ج ۴۵، ص ۷۱ و اقبال، ص ۵۷۷
۶۲- عمر بن جندب، بحار، ج ۴۵، ص ۷۳ و اقبال، ص ۵۷۷
۶۳- عمر (عمرو) بن خالد، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ و اقبال، ص ۵۷۷
۶۴- عمر بن ضبیعہ، اقبال، ص ۵۷۶ و بحار (عمرو بن ضبیعہ)
۶۵- عمر (عمرو) بن عبداللہ بعنوان ابوثمامہ (نام پہلے بھی آچکا ہے)
۶۶- عمر بن قرظہ بعنوان عمرو بن قرظہ (نام گزر چکا ہے)
۶۷- عمر بن کعب، بحار، ج ۴۵، ص ۷۰
۶۸- عون بن حوی، ناسخ، ج ۳ و اقبال، ص ۵۷۶، بحار (جون بن حوی)
۶۹- عون بن عبداللہ بن جعفر، بحار، ج ۴۵، ص ۶۸ و اقبال، ص ۵۷۵
۷۰- اقارب مولی الحسین، بحار، ج ۴۵، ص ۶۹ و اقبال، ص ۵۷۵
۷۱- قاسط بن ظہیر (زہیر)، بحار، ج ۴۵، ص ۷۱ و اقبال، ص ۵۷۶
۷۲- قاسم بن حبیب، بحار، ج ۴۵، ص ۷۳ و اقبال، ص ۵۷۷
۷۳- قاسم بن الحسن، بحار، ج ۴۵، ص ۶۷ و اقبال، ص ۵۷۴
۷۴- قعنب بن عمرو، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ و اقبال، ص ۵۷۶
۷۵- قیس بن مسہر، بحار، ج ۴۵، ص ۷۱ و اقبال، ص ۵۷۶
۷۶- کرش بن ظہیر (زہیر)، ج ۴۵، ص ۷۱ و اقبال، ص ۵۷۶
۷۷- کنانہ بن عتیق، ج ۴۵، ص ۷۱ و اقبال، ص ۵۷۶
۷۸- مالک بن عبد بن سریع، ج ۴۵، ص ۷۲ و اقبال، ص ۵۷۷
۷۹- مجمع بن عبداللہ، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ و اقبال، ص ۵۷۶
۸۰- محمد بن ابی سعید، بحار، ج ۴۵، ص ۶۹ و اقبال، ص ۵۷۵

Presented by Ziaraat.Com

۸۱- محمد بن امیر المومنینؑ، بحار، ج ۴۵، ص ۶۷ و اقبال، ص ۵۷۴

۸۲- محمد بن عبداللہ بن جعفر، بحار، ج ۴۵، ص ۶۸ و اقبال، ص ۵۷۵

۸۳- مسعود بن الحجاج، بحار، ج ۴۵، ص ۷۲ و اقبال، ص ۵۷۶

۸۴- مسلم بن عوسجہ، بحار، ج ۴۵، ص ۶۹ و اقبال، ص ۵۷۵

۸۵- منج مولی الحسین، بحار، ج ۴۵، ص ۶۹ و اقبال، ص ۵۷۵

۸۶- نافع بن نافع، ناسخ، ج ۳

۸۷- نافع بن ہلال، بحار، ج ۴۵، ص ۷۱ و اقبال، ص ۵۷۶

۸۸- نعیم بن عجلان، بحار، ج ۴۵، ص ۷۰ و اقبال، ص ۵۷۶

۸۹- یزید بن ثبیت، ناسخ، ج ۳

۹۰- یزید بن حصین، ناسخ، ج ۳، ص ۷۰ و اقبال، ص ۵۷۷

۹۱- یزید بن زیاد، بحار، ج ۴۰، ص ۷۲ و اقبال، ص ۵۷۷

Presented by Ziaraat.Com

اہلِ بیتؑ کربلا سے کوفہ کی طرف

احوال رُؤوس شہداء

قصہ خولی[1]

عمر بن سعد جونہی امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے فارغ ہوا تو کوفہ کی روانگی کی طرف متوجہ ہوا۔ امام حسینؑ کا سرمبارک خولی بن یزید اصبحی اور حمید بن مسلم ازدی کے حوالے کیا کہ وہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے جائیں۔ خولی نے سر کو اُٹھایا اور بڑی جلدی کے ساتھ کوفہ روانہ ہوگیا۔ جب دارالامارہ پہنچا تو اُس وقت دروازے بند تھے۔ ناچار سرمبارک کو اپنے گھر لایا اور ایک مٹی کے برتن میں رکھ دیا۔[2]

خولی ملعون کی دو بیویاں تھیں۔ ایک بیوی بنواسد قبیلہ کی تھی اور دوسری حضرمیہ قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی اور وہ حضرموت کے لوگوں میں سے تھی، اس کا نام 'نوار' تھا۔ خولی نوار کے پاس آیا۔ نوار نے پوچھا: کوئی نئی تازہ خبر ہے؟ اس نے کہا: میں تیرے لیے سونا اور زرِ سرخ لایا ہوں۔ یہ حسینؑ کا سر ہے جو تیرے گھر لایا ہوں۔ نوار خوف زدہ ہوئی اور کہا: تو برباد ہوجائے لوگ سیم و زر لائے ہیں اور تو فرزندِ رسولؐ کا سر لایا ہے، قسم بخدا! آج کے بعد تیرا سر اور میرا سر ایک سرہانے پر جمع نہیں ہوسکتے۔ یہ کہا اور بستر خولی سے دُور چلی گئی اور خولی کی دوسری بیوی اسدیہ سے گفتگو کی اور اس برتن

---

① ناسخ، ج ۳، ص ۲۵ و مثیر الاحزان، ص ۸۵ و جلاء العیون، ص ۵۹۸ و نفس المہموم، ص ۳۸۲۔ ان تمام نے طبری، سے نقل کیا ہے اور حقیر نے ناسخ سے نقل کیا ہے۔

② یزدی نے مہیج الاحزان، ص ۳۶۵ پر نقل کیا ہے کہ سرمبارک کو تنور میں چھپایا۔ روضۃ الشہداء میں بھی یہی لکھا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

کے قریب آئی جس میں سر مبارک تھا۔ نوار نے جب سر پر اپنی نگاہ مرکوز کی تو دیکھا سر مبارک سے ایک نور ہے جو عمودی صورت میں آسمان کی طرف جا رہا ہے۔ ملائکہ کی تسبیح کی آواز سنائی دے رہی ہے، سفید رنگ کے پرندوں کو دیکھا جو اس سر کے اردگرد اُڑ رہے تھے اور سر مبارک سے قرآن کی تلاوت کی آواز آ رہی تھی: وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ "انھیں جلد معلوم ہو جائے گا جنھوں نے ظلم کیا"۔

مہیج الاحزان، ص ۲۶۵ پر ہے: بعض علمائے کرام نے ذکر کیا ہے کہ زن خولی کا بیان ہے: میں نے اچانک دیکھا کہ آسمان کی طرف سے پانچ مستورات سر کے قریب اُتریں، ان میں سے ایک نے سر کو اٹھایا، اس کے بوسے لیے اور اپنے سینے سے لگایا اور رونا شروع کیا اور فرمایا: "اے شہید مادر! اے غریب مادر! خداوند تعالیٰ تیرے قاتلوں کو اپنے انجام تک پہنچائے، پھر سر مطہر کو رکھا اور چلی گئیں۔

اے سرت سر خداوند و رخت آیہ نور
تو کجا خانہ خولی تو کجا خاک تنور
بتو این مطبخ ویرانہ مبارک باشد
منزل تازہ و ایں خانہ مبارک باشد
مگر این وادی طور و زن خویست کلیم
ارنی گو شدہ این زن بخدا وند کریم
اندر این خانہ مگر آمدہ موسیٰ دیگر
یا کہ حق کردہ دگر بارہ تجلائی دگر
(جوہری)

"اے مبارک سر! تو خداوند تعالیٰ کا راز ہے اور آیتِ نور ہے، تنور جو ویران تھا تیری وجہ سے بابرکت بن گیا۔ ابھی آپ آئے

Presented by Ziaraat.Com

سفر سے تھکے ماندے تھے اس گھر کو اپنی آمد سے مبارک کر دیا۔
معلوم ہوتا ہے یہ تنور وادی طور ہے اور زنِ خولی موسیٰؑ کلیم ہے۔ اس نے بھی جناب موسیٰ کلیمؑ کی طرح کلام کیا۔ جناب موسیٰؑ نے بھی کہا تھا: ارنی، اس طرح اس خاتون نے بھی کہا: ارنی، یا یہ کہوں کہ اس گھر کے اندر ایک اور موسیٰؑ آئے ہیں یا یہ کہوں کہ حق تعالیٰ نے دوبارہ اپنی تجلی دکھائی ہے"۔

مادرت با آہ و فغان آمدہ
تا تنور از باغ رضوان آمدہ
از چہ رُو خولی شوم پُر غرور
کردہ مہمانی تو را اندر تنور
گیسوانی را کہ دریم جبرئیل
از وفا شستی بہ آب سلسبیل
حیف از این گیسو کہ از خون ترشدہ
از جفا پر خاک و خاکستر شدہ
گو چہ شد ای سر کہ! اینجا آمدی؟
از چہ رُو در کوفہ تنہا آمدی؟
ای شاہ بے کس علمدارت کجا است؟
محرم راز و سپاہ وارت کجا است؟
(جوہری)

"اے حسینؑ! تو تنور خولی کے اندر منزل کیے ہوئے ہے، تیری مظلومہ ماں باغ جنت کو چھوڑ چھاڑ کر آہ و فغاں کے ساتھ تیری

Presented by Ziaraat.Com

ملاقات کے لیے تیرے پاس تشریف لائی ہیں، اے مبارک سر تو اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، اپنے خونِ مقدس سے تو رنگین کر دیا گیا ہے۔

یہ ملعون خولی غرور و تکبر کا غلام کس منہ سے تجھے اپنے گھر لے آیا ہے، آپؑ کی مہمانی کے لیے اس نے تنور کو استعمال کیا۔ تیرے گیسو تو وہ گیسو ہیں جن کو جبرئیل امینؑ آبِ سلسبیل سے دھویا کرتا تھا، آج یہ گیسو اُمت نے خون سے تر کر دیے ہیں، ظلم و جفا سے ان گیسو میں خاک ملی ہوئی ہے۔

اے مبارک سر! کیا ہوا ہے جو یہاں چلے آئے ہو اور پھر کوفہ میں اور اکیلے چلے آئے ہو، اے شاہ بے کس! تمہارا علمدار کہاں ہے، تمہارا محرم راز عباسؑ کہاں ہے؟"

قصہ خولی وزن خولی

مرحوم کاشفی نے روضۃ الشہداء، ص ۲۸۸ میں نقل کیا ہے: جب خولی امام حسین علیہ السلام کے مبارک سر کو لے کر کربلا سے کوفہ کی طرف روانہ تھا، اس کا گھر کوفہ سے ایک فرسخ کے فاصلے پر تھا، وہ اپنے گھر آیا، اس کی بیوی انصار سے تعلق رکھتی تھی۔ وہ اہل بیتؑ سے شدید محبت رکھتی تھی، خولی نے اس کے ڈر کی وجہ سر مبارک کو اپنے گھر کے تنور میں رکھ دیا اور پھر اپنی بیوی کے پاس آیا۔ عورت نے پوچھا: اتنے دن گھر نہیں آیا کہاں رہ گیا تھا۔ اس ملعون نے کہا: ایک آدمی نے یزید کے خلاف بغاوت کی، اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے گیا ہوا تھا۔ عورت نے مزید استفسار نہ کیا۔ اس کے لیے کھانا لائی، خولی نے کھانا کھایا اور سو گیا۔

اس کی بیوی شب زندہ دار تھی تہجد کے لیے اٹھی اور گھر کے اس مقام پر آئی

Presented by Ziaraat.Com

جہاں تنور تھا، کیا دیکھا؟ ہر طرف روشنی ہی روشنی ہے، پورا ماحول بقعہ نور بنا ہوا ہے۔ جیسے ہزاروں شمعیں اور چراغ روشن ہوں لیکن جب اُس نے اچھی طرح سے اپنی نگاہیں مرکوز کیں تو اُس نے دیکھا اس روشنی کا مرکز تنور ہے۔ اس تنور سے یہ روشنی نکل رہی ہے۔ از روئے تعجب کہا: سبحان اللہ! نہ تو میں نے اس تنور کو روشن کیا ہے اور نہ کسی اور کو تنور کے روشن کرنے کی بات کی ہے، اب یہ روشنی کیوں ہے؟ اور کہاں سے آرہی ہے؟ اس وقت اس کی حیرانی کی انتہا نہ رہی جب اُس نے دیکھا روشنی تنور سے سیدھا آسمان کی طرف عمودی شکل میں جارہی ہے۔ پھر اُس نے اچانک دیکھا، آسمان سے چار خواتین آئیں اور اُس سر مبارک کو تنور سے باہر نکالا، اس سر کے بوسے لیے، اپنے سینوں کے ساتھ لگایا اور پھر نالہ وفریاد شروع کیا اور کہا:

اے اپنی ماں کے شہید! اے اپنی ماں کے غریب! اے اپنی ماں کے مظلوم! خداوند تعالیٰ بروز قیامت میری طرف سے تیرے دشمنوں سے انتقام لے۔ جب تک وہ ذات تیرے قاتلوں سے انتقام نہ لے گا اُس وقت تک پایۂ عرش کو نہ چھوڑوں گی۔ دوسری خواتین نے خوب گریہ کیا۔ پھر انھوں نے سر مبارک کو تنور میں رکھا اور غائب ہوگئیں۔

یہ خاتون تنور کے قریب آئی، سر کو تنور سے باہر نکالا اور اچھی طرح سے دیکھا کیونکہ وہ امام حسینؑ کو خوب جانتی تھی۔ جب اُسے پتہ چلا کہ امامؑ کا سر ہے تو ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑی۔ اس بے ہوشی کے دوران غیب سے آواز سنی کہ اُٹھ تیرے شوہر کے ظلم و عدوان کا مواخذہ تجھ سے نہ کیا جائے گا۔ اس عورت نے اس آوازِ غیبی سے سوال کیا۔ یہ چار مستورات جو تنور کے قریب آئی تھیں وہ کون تھیں؟

آواز آئی: جس خاتون نے سر کو اُٹھایا، اپنے سینے سے لگایا یہ اُن کی والدہ گرامی جناب فاطمہ زہراؑ تھیں اور دوسری خاتون ان کی والدہ حضرت خدیجہؑ تھیں، تیسری

Presented by Ziaraat.Com

جنابِ مریمؑ مادرِ عیسیٰؑ تھیں اور چوتھی زنِ فرعون جنابِ آسیہؑ تھیں۔

جب اسے افاقہ ہوا اپنی جگہ سے اٹھی، سر مبارک کو اُٹھایا، اس کے بوسے لیے، مشک و گلاب سے اُسے غسل دیا، عطر اور کافور لگایا، گیسوئے مبارک کو کنگھی کے ساتھ سنوارا اور پاکیزہ مقام پر رکھا۔ پھر خولی ملعون کو بیدار کیا اور پوچھا: یہ کس کا سر مبارک ہے جو تو نے تنور میں رکھ چھوڑا تھا، تجھے شرم نہیں آئی؟ یہ فرزند رسولؐ اللہ کا سر مقدس ہے۔ اُٹھ اُدھر دیکھ زمین سے تا آسمان ملائکہ فوج در فوج زیارت کے لیے آ رہے ہیں اور وہ گریہ کناں ہیں اور وہ تجھ پر لعنت کرتے ہیں اور آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔ میں اب تم سے اور اس دنیا سے بیزار ہو چکی ہوں، پس چادر اُٹھائی اور گھر سے باہر نکلی۔

خولی نے کہا: اے میری بیوی کہاں جاتی ہے؟ اور اپنے بیٹوں کو کیوں یتیم کرتی ہے؟

اُس نے جواب میں کہا: تو نے فرزندانِ مصطفیؐ کو یتیم کر دیا ہے، تجھے ذرا بھر نہ خوف ہوا اور نہ حیا آئی۔ اب مجھے تیری کوئی پرواہ نہیں ہے تو جان اور تیرا کام جانے۔ پس وہ خاتون چلی گئی اور پھر کسی نے اس کو نہ دیکھا کہ وہ کدھر گئی اور کہاں گئی۔

قصہ زنِ خولی بطریق دیگر

ریاض القدس، ج ۲، ص ۲۰۵، زنِ خولی نے کہا: میں نے ایک پُر درد آواز سنی: آنَا الغَرِیْبُ۔ وہ کہتی ہے یہ سن کر میں بے ہوش ہو گئی۔ اس عالمِ مدہوشی میں، مَیں نے دیکھا میرا باورچی خانہ بہت وسیع ہو گیا ہے، جنت کی حوریں اور خوبصورت کنیزیں اس میں چکر لگا رہی ہیں اور چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں: "راستہ دو، راستہ دو"۔ حضرت زہراؑ اپنے فرزند امام حسینؑ کی زیارت کے لیے تشریف لا رہی ہیں۔ میں نے اچانک دیکھا پانچ ہودج آسمان سے زمین پر اُترے۔ اس میں سیاہ پوش بیبیاں تھیں جو باہر آئیں اور انھوں نے تنور کے اردگرد ایک ماتمی حلقہ بنایا۔ میں نے ان میں ایک خاتون کو دیکھا

Presented by Ziaraat.Com

جس کی عمر ان تمام بیٹیوں سے کم تھی۔ اس نے اپنا گریبان چاک کیا اور گریہ کرتے ہوئے تنور میں ہاتھ ڈالا اور ایک سر جو خون سے پُر تھا جس کی رگوں سے تازہ خون جاری تھا۔ باہر نکالا اُسے اپنے سینہ سے لگایا اور آہ وبکا شروع کیا اور فرمایا:

وَلَدِیْ وَلَدِیْ یَاحُسَیْنُ اَیُّهَا الشَّهِیْدُ اَیُّهَا الْمَظْلُوْمُ قَتَلُوْكَ
وَمَا عَرَفُوْكَ وَمِنْ شُرْبِ الْمَاءِ مَنَعُوْكَ

"اے میرے فرزند حسینؑ! اے میرے شہید ومظلوم بیٹے! ان ظالموں نے آپ کو قتل کر دیا اور تیرے حق کو نہ پہچانا تجھے پیاسا شہید کر ڈالا"۔

مجالسِ شہید ثالث کا بیان یہ ہے: خولی کی بیوی نے کہا: اس خاتون نے سر مبارک کو اُٹھایا اور اپنے زانو مبارک پر رکھا اور اپنے مقنعہ کے گوشے سے اس سر کو صاف کرنا شروع کیا۔ سر خاک اور خون میں غلطان تھا۔ وہ صاف بھی کر رہی تھی، گریہ بھی کرتی تھی اور بَین بھی کرتی تھی:

"اے نور دیدہ من! اے پسر جان! کیا اللہ کی اتنی وسیع زمین آپؑ پر تنگ کر دی گئی تھی۔
اے میرے نور دیدہ! میں نے تیری پرورش میں کتنی مشقتیں کاٹی ہیں، میں نے تو تجھے چکیاں پیس پیس کر پالا تھا"۔

شمعون یہودی کی مزدوری کرتی، تجھے پالتی رہی، اپنی چادر گروی رکھی، گندم قرض کے طور پر لی، اس کا آٹا بنا بنا کر تجھے کھلاتی رہی۔ جب تجھے بھوک لگتی تو اپنے ہاتھوں نوالے بنا بنا کر تجھے کھلاتی، میں تو اتنا بھی برداشت نہ کر سکتی تھی کہ بارش کے قطرات تیرے بدن پر آئیں اور تجھے تکلیف ہو، ہائے تجھ پر تو تیروں کی بارش ہوتی رہی تو پتھروں کا نشانہ بنتا رہا۔

Presented by Ziaraat.Com

تیرے سر کو کنگھی کرتی، اگر کوئی بال ٹوٹتا تو میں پریشان ہو جایا کرتی تھی، آج میں کیا دیکھ رہی ہوں، ظالموں نے تمہارا گلا بھی کاٹ دیا، تیرے سر میں گرد وغبار کو نہ دیکھ سکتی تھی۔ آج تیرا سر خاک وخون میں غلطاں دیکھ رہی ہوں، تیرا مقدس جسم صحرائے کربلا کی گرم زمین پر پڑا ہوا ہے، خداوند تعالیٰ تیرا انتقام لے۔ خولی کی بیوی کہتی ہے: جب میں ہوش میں آئی تو وہ سب جا چکی تھیں۔

میں تنور کے پاس گئی اور سر کو باہر نکالا اور اسی کو پہچاننے کی کوشش کی تو میری چیخیں نکل گئیں۔ یہ تو میرے آقا حسینؑ کا سر مبارک تھا۔ کیونکہ میں اپنے آقا کو کئی بار کوفہ میں دیکھ چکی تھی، میں نے کہا: اے میرے آقا! تو حسینؑ ہے؟ تو میں نے اپنے منہ پر طمانچے مارے اور پھر بے ہوش ہو گئی۔

اسی مدہوشی کے عالم میں میں نے آواز سنی: وہ کہہ رہا تھا: اے خاتون! تو نے حضرت فاطمہ زہراؑ کی زیارت کی ہے۔ جناب خدیجہ کبریٰ حضرت مریمؑ و حضرت آسیہؑ اور حضرت حواؑ کی زیارت کی ہے۔

ثمرات الحیات آخری جلد، مجلس اول، ص ۱۰، دمعہ ساکبہ و مخزن، صاحب تحیر المذاب میں نقل ہے، شمر ملعون سر کو اپنے گھر لایا اور اپنے گھر میں کپڑے دھونے کے برتن کے نیچے رکھ دیا۔

فَخَرَجَتْ اِمْرَأَتُهُ لَيْلًا فَرَأَتْ نُوْرًا سَاطِعًا عِنْدَ الرَّاسِ اِلَى عَنَانِ السَّمَاءِ

"جب اس کی بیوی رات کو باہر آئی تو دیکھا اس برتن کے نیچے سے ایک نور ہے جو آسمان کی طرف جا رہا ہے"۔

فوج کے امیروں میں سروں کی تقسیم

تاریخ، ج ۳، ص ۲۶ و نفثام، ص ۳۷۳ میں نقل ہے: جب عمر بن سعد نے

Presented by Ziaraat.Com

سید الشہداءؑ کا مبارک سر خولی کے حوالے کیا تو باقی سروں کو غسل دینے کا حکم دیا۔ جب خاک و خون سے شہداء کے سر پاک ہو گئے تو اپنے لشکر کے امراء کے حوالے کیے تا کہ وہ ان سروں کو دربار ابن زیاد میں لے جائیں۔

قبیلہ کندہ کے امیر قیس بن اشعث کندہ کو تیرہ سر دیے، بنوہوازن کے امیر شمر بن ذی الجوشن ملعون کو بارہ سر دیے، بنوتمیم کو سترہ سر دیے[1] بنواسد کو سولہ سر دیے[2] قبیلہ مذحج کو سات سر دیے۔

باقی جتنے قبائل تھے ان میں سے ہر ایک کو سولہ سولہ سر دیے۔ اس طرح سروں کی کل تعداد ۷۸ بنتی ہے۔ قمقام، ص ۴۷۳ اور لہوف میں بھی یہی درج ہے:

ان تمام مبارک سروں کو کوفہ بھیجا اور خود کربلا گیارہ محرم تک رہ گیا۔ گیارہ محرم کو اپنے مقتول کی نماز جنازہ پڑھی، دفن کیا اور کوفہ کی طرف چلا گیا۔ امام حسینؑ، ان کے اہلِ بیتؑ اور ان کے اصحاب کے سر بُریدہ اجسام بغیر دفن کے زمینِ کربلا پر پڑے رہ گئے۔

روضۃ الشہداء، ص ۱۹۸ کی روایت کچھ اس طرح ہے: بنوہوازن کو بائیس سر دیے، بنوتمیم کو چودہ سر دیے، ان کا سردار حصین بن نمیر تمیمی تھا۔ تیرہ سر بنو کندہ کے حوالے کیے، ان کا سردار اشعث بن قیس تھا۔ چھ سر بنواسد کے حوالے کیے، ان کا امیر ہلال بن اعور تھا۔ قبیلہ ازد کو پانچ سر دیے۔ بنوثقیف کو بارہ سر دیے، ان تمام کا مجموعہ ۷۲ بنتا ہے۔ لیکن بحار، ج ۴۵، ص ۱۰۷ و لہوف، ص ۱۴۲ و ارشاد مفید، ص ۲۴۳ و مقتل خوارزمی، ج ۲، ص ۳۹ میں یہ روایت کچھ مختلف ہے۔

عمر سعد نے روزِ عاشورا امام حسینؑ کا مبارک سر خولی کے حوالے کیا۔ حمید بن مسلم ازدی اس کے ساتھ تھا کہ وہ فوراً ابن زیاد کے حوالے کریں۔ باقی شہداء کے

---

① قمقام: ص ۴۷۳، انیس یا سترہ کا حوالہ ہے۔ ② قمقام: نو سروں کا حوالہ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

شمر و قیس بن اشعث اور عمرو بن حجاج[1] کے حوالے کیے۔

قمقام (ص ۴۷۳) نے فرمایا ہے: عمر بن سعد نے تیرہ سر قیس ابن اشعث اور قبیلہ کندہ کے حوالے کیے اور بیس سر شمر بن ذی الجوشن کے اور قبیلہ بنوہوازن کے حوالے کیے اور سترہ سر بنو تمیم کے حوالے کیے۔ چھ سر بنو اسد کے حوالے کیے، سات سر مذحج والوں کے سپرد کیے۔ بقایا سات سر باقی لشکر میں تقسیم کیے۔ اس طرح یہ تعداد سر بنتی ہے۔

صاحب قمقام نے ص ۴۷۲ میں زبدۃ الفکرۃ سے روایت کی ہے۔ بنو کندہ کے حوالے تیس سر کیے گئے، جس کا امیر قیس بن اشعث تھا۔ بنوہوازن کو بیس سر دیے گئے جس کا امیر شمر تھا۔ بنوتمیم کو سترہ سر دیے گئے، بنو اسد کو چھ سر دیے گئے، بنو مذحج کو سات سر دیے گئے۔ یہ مجموعہ اسی بنتا ہے۔

سرہائے شہداء میں پانچ اقوال ہیں: ایک قول کے مطابق سروں کی تعداد ۶۸ بنتی ہے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق ۷۲ بنتی ہے۔ ایک اور قول کے مطابق ۸۷ بنتی ہے۔ ایک اور قول کے مطابق ۸۰ بنتی ہے۔

اہل بیتؑ کی کوفہ کی طرف روانگی

تاریخ، ج ۳، ص ۳۰ عمر بن سعد نے حکم دیا کہ اہل بیتؑ کو مقتل سید الشہداءؑ سے دور کرو اور سواریوں پر سوار کرو۔ ان ملاعین نے اہل بیت عظامؑ کو خوف و ہراس کے ساتھ مقتل سے دور کیا۔

جناب سکینہؑ اپنے بابا کے مقدس جسم کے ساتھ چمٹ جاتی تھی۔ ان ظالمین نے بچی کو زجر و توبیخ کے ذریعے بڑی مشکل سے اپنے بابا کے جسم سے جدا کیا۔ ان ملاعین نے اہل بیت رسول اللہؐ کو بے مقنعہ و چادر بے پالان اونٹوں پر بغیر کجاووں کے سوار کیا

---

[1] نفس المہموم ص ۳۸۲ (عمرو بن حجاج و عزرہ بن قیس)

Presented by Ziaraat.Com

اور بعض کو ان محملوں پر سوار کیا جن پر کجاوے تھے لیکن بے پردہ تھے۔ جناب امام سجاد علیہ السلام کی گردن، ہاتھوں اور پاؤں کو زنجیر کے ساتھ جکڑ دیا، شدت مرض کی وجہ سے آپ اُونٹ پر نہیں بیٹھ سکتے تھے تو ان کافروں نے اُونٹ کے شکم کے نیچے سے آپ کے دونوں پاؤں کو باندھ دیا اور اُنھیں ترک وروم کے اسیروں کی طرح روانہ کیا۔

بحار، ج ۴۵، ص ۱۰۷ اولہوف میں یہ شعر اس منظر کی یاد دلاتے ہیں:

یُصَلِّی عَلَی الْمَبْعُوْثِ مِن آلِ هَاشِمٍ
وَ یَغْزِیْ بَنُوْهُ اِنَّ ذَا لَعَجِیْبُ

"خداوند تعالیٰ تو اس پیغمبرؐ پر درود بھیجتا ہے جو آلِ ہاشم کا سردار ہے، اس کی اُمت اس کے اہلِ بیتؑ کے ساتھ جنگ کرے۔ یہ امر کتنا عجیب ہے"۔

اَتَرْجُوْا اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَیْنًا
شَفَاعَةَ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ

"وہ کیسی اُمت ہے جنھوں نے امام حسینؑ نواسۂ رسولؐ اللہ کو شہید کر دیا۔ پھر بھی اپنے نبی سے شفاعت کی اُمید رکھتی ہے"۔

ارشاد مفید، ص ۲۴۳ میں روایت ہے: جب عمر بن سعد ملعون نے کوچ کی منادی کرائی، سب کوفہ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس وقت امام حسینؑ کی بہنیں، بیٹیاں اور دوسری خواتین اور چھوٹے بچے بھی ساتھ تھے۔

حضرت امام سید سجاد علیہ السلام سخت علیل تھے بلکہ جان بلب تھے۔ مقتل خوازمی، ج ۲، ص ۳۹ کے مطابق عمر بن سعد نے جب کوچ کا حکم دیا تو اہلِ بیتؑ کی مستورات اور بچے سواریوں پر سوار کیے گئے اور ان سواریوں کو امام حسینؑ کے مبارک جسم کے ساتھ گزارا گیا تو اس دردناک منظر کو دیکھ کر مخدراتِ عصمت وطہارت کی نالہ

Presented by Ziaraat.Com

دشمنوں کی آوازیں بلند ہوئیں اور اپنے رخساروں پر طمانچے رسید کیے۔ جناب زینب عالیہ نے پُر درد آواز میں فریاد کی:

يَا مُحَمَّدَاهُ صَلّٰى عَلَيْكَ مَلِيْكُ السَّمَاءِ هٰذَا حُسَيْنٌ بِالْعَرَاءِ مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ مُعَفَّرٌ بِالتُّرَابِ مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ يَامُحَمَّدَاهُ بِنَاتُكَ فِي الْعَسْكَرِ سَبَايَا وَ ذُرِّيَّتُكَ قَتْلٰى تَسْفِيْ عَلَيْهِمُ الصَّبَاءُ هٰذَا اِبْنُكَ مَجْزُوْزُ الرَّاسِ مِنَ الْقَفَاءِ لَا هُوَ غَائِبٌ فَيُرْجٰى وَلَا جَرِيْحٌ فَيُدَاوٰى وَمَا ذَالَتْ تَقُوْلُ هٰذَا الْقَوْلَ حَتّٰى اَبْكَتْ وَاللّٰهِ كُلَّ صَدِيْقٍ وَعَدُوٍّ وَحَتّٰى رَاَيْنَا دُمُوْعَ الْخَيْلِ تَنْحَدِرُ عَلٰى حَوَافِرِهَا

"اے نانا محمدؐ! آسمان کے ملائکہ آپؐ پر درود و سلام بھیجتے ہیں، یہ تمہارا نواسہ حسینؑ ہے جس کے جسم کے اعضاء جدا ہو چکے ہیں، جو اپنے خون میں غلطان ہے اور کربلا کی گرم زمین پر پڑا ہے۔ ادھر تیری بیٹیاں ابن زیاد کے لشکر کے ہاتھوں اسیر کر دی گئی ہیں۔ تیری ذریت قتل کر دی گئی ہے۔ ان پر بادِ صبا چل رہی ہے۔ یہ تمہارا فرزند حسینؑ جس کو پسِ گردن ذبح کیا گیا۔ نہ تو وہ اب مسافر ہے کہ جس کی واپسی کی اُمید کی جائے، نہ وہ زخمی ہے کہ علاج کے ذریعے اس کی زندگی کی اُمید رکھی جائے"۔

جناب زینبؑ عالیہ اس طرح نالہ و زاری کر رہی تھیں۔ دوست و دشمن سب آنسو بہا رہے تھے۔ گھوڑوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جو ان کے سُموں پر بہہ رہے تھے۔

مقتل مقرم ص ۳۷۲ میں ہے: جناب سکینہؑ طاہرہ اپنے بابا کے مبارک جسم پر نوحہ و

Presented by Ziaraat.Com

شیون کررہی تھی۔ سپاہیوں نے زبردستی اُس مظلومہ کو اپنے بابا سے جدا کیا۔

لہوف، مترجم، ص ۱۴۳ میں ہے: جناب سکینہؑ نے اپنے بابا کے پاکیزہ جسم کو آغوش میں لیا ہوا تھا۔ کچھ عرب آپ کے پاس آئے، انھوں نے اس معصومہؑ سے باباؑ کا لاشہ اپنی طرف کھینچ لیا اور بچی کو جدا کرلیا۔

معالی السبطین، ج ۲، ص ۳۶ و وسیلۃ الساکبہ میں ہے: جناب سکینہؑ نے اپنے آپ کو اپنے بابا کے مقدس جسم پر گرادیا اور فریاد بلند کی اور اپنے باباؑ کے جسم پر بے ہوش ہوگئیں۔ اس مدہوشی کے عالم میں سنا کہ میرے باباؑ فرمارہے تھے:

شِیْعَتِیْ مَا اِنْ شَرِبْتُمْ مَآءَ عَذْبٍ فَاذْكُرُوْنِیْ
اَوْ سَمِعْتُمْ بِغَرِیْبٍ اَوْ شَهِیْدٍ فَانْدُبُوْنِیْ
وَاَنَا سِبْطُ الَّذِیْ مِنْ غَیْرِ جُرْمٍ قَتَلُوْنِیْ
وَبِجَرْدِ الْخَیْلِ بَعْدَ الْقَتْلِ عَمْدًا سَحَقُوْنِیْ
لَیْتَكُمْ فِیْ یَوْمِ عَاشُوْرَا جَمِیْعًا تَنْظُرُوْنِیْ
كَیْفَ اَسْتَسْقِیْ لِطِفْلِیْ فَاَبَوْا اَنْ یَرْحَمُوْنِیْ
وَسَقَوْا سَهْمَ بَغْیٍ عِوَضَ الْمَآءِ الْمُعِیْنِ
یَالَرُزْءٍ وَمُصَابٍ هَدَّ اَرْكَانَ الْحُجُوْنِ
وَیْلَهُمْ قَدْ جَرَحُوْا قَلْبَ رَسُوْلِ الثَّقَلَیْنِ
فَالْعَنُوْهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ شِیْعَتِیْ فِیْ كُلِّ حِیْنِ

"جب مدہوشی سے افاقہ ہوا تو اپنے رخساروں پر طمانچے مارے۔ اے میرے شیعو! جب ٹھنڈا پانی پینا تو میری پیاس کو یاد رکھنا۔ جب کبھی کسی مسافر مظلوم یا شہید کی مظلومیت کی داستان سننا تو مجھے رونا۔

Presented by Ziaraat.Com

کاش! تم روزِ عاشورا ہوتے تو اس خونی منظر کو دیکھتے جب میں نے اپنے طفلِ صغیر علی اصغرؑ کے لیے پانی مانگا تھا۔ انھوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا تھا اور طفلِ صغیر کو اپنے تیرِ ستم کا نشانہ بنایا تھا۔ ہائے وہ مصائب کی کوہ گرانی کہ ان ظالموں نے ارکانِ ہدایت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ان ظالموں کے ظلم پر افسوس کہ رسولِ ثقلینؐ کے قلب مبارک کو زخمی زخمی کر دیا۔

اے میرے شیعو! اپنی توانائیوں کے مطابق بھرپور طریقے سے ان ظالموں پر لعن ونفرین کرتے رہنا"۔

محرق القلوب، علامہ فراقی، ص ۲۷۸ آخری سطر میں لکھتا ہے: جب اہلِ بیتؑ کو مقتل سے گزارا گیا اور ان کی نگاہیں شہداء کے مقدس اجسام پر پڑیں جو خاک وخون میں غلطاں تھے اور ان کے اجسام پارہ پارہ تھے اور ان کے سر ان کافروں نے نیزوں پر اُٹھا رکھے تھے۔ مستورات اور بچوں کی آہ وفغاں، نالہ وفریاد کی صدائیں بلند ہوئیں تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے زمینِ کربلا میں زلزلہ آ گیا ہو۔ جب بیبیوں نے امام حسینؑ کے مقدس جسم کی حالت دیکھی تو صدائے شیون بلند کی اور اُونٹوں سے اپنے آپ کو گرا دیا اور اس انداز میں نوحہ کیا کہ ساکنانِ عالمِ بالا اور قدسیانِ ملاءِ اعلیٰ میں کہرام بپا ہوا۔ ہر دوست ودشمن چشمِ گریاں اور قلب بریاں ہو گیا۔

اے برادرانِ محترم! یہ غریب بے وطن مسافر جن کا کوئی نہیں رہا۔ وہ اس وقت نوحہ وگریہ نہ کریں تو پھر کیا کریں۔ ان کے سامنے سید الشہداء اور ان کے بیٹوں، بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں اور یار وانصار کے لاشے گرم زمین پر بے کفن پڑے ہیں۔ دوسری طرف ان شہداء کے سر نیزوں کی نوکوں پر فضا میں بلند ہیں۔ اب کوئی باقی نہیں بچا جو انھیں دفن کرے۔ وہ اہلِ بیتؑ جو بچ گئے ہیں انھیں اسیر بنا دیا گیا ہے جنھیں

Presented by Ziaraat.Com

درباروں اور بازاروں میں لے جاتا ہے۔

مروی ہے اس وقت جناب زینب عالیہؑ نے چار خطاب فرمائے:

پہلا خطاب

پہلا خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا، مدینے کی طرف رُخ کیا اور فرمایا:

یَا مُحَمَّدَاہُ صَلّٰی عَلَیْکَ مَلِیْکُ السَّمَاءِ ھٰذَا حُسَیْنُکَ مَنْبُوْذٌ بِالْعَرَاءِ مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ

"اے رسولؐ خدا! خداوند تعالیٰ اور اس کے فرشتے تجھ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ یہ تیرا فرزند حسینؑ ہے جو صحرا میں خاک و خون میں غلطاں پڑا ہے"۔

مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ مَحْزُوْزُ الرَّاْسِ مِنَ الْقَفَاءِ

"یہ وہ تیرا حسینؑ ہے جس کے اعضاء پارہ پارہ ہو چکے ہیں۔ اُسے پسِ گردن ذبح کیا گیا ہے"۔

مَسْلُوْبُ الْعِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ شَیْبَتُہٗ یَقْطُرُ الدِّمَاءِ

"یہ حسینؑ ہے جو بے عمامہ و بے ردا خاک کو بستر بنا کر سو چکا ہے۔ اس کی ریش مقدس اس کے سر کے خون سے رنگین ہو چکی ہے"۔

قَتِیْلُ اَوْلَادِ الْبَغَایَاءِ یَسْفِیْ عَلَیْہِ رِیْحُ الصَّبَاءِ

"یہ تیرا حسینؑ جس کو زنازادوں نے شہید کر دیا ہے۔ اس کا مقدس جسم صحرائے کربلا میں پڑا ہوا ہے۔ ہر طرف کی ہوائیں ہر طرف سے خاک اُڑا اُڑا کر اس پر ڈال رہی ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

یارسولؐ اللہ! یہ وہی تیرا حسینؑ ہے جس کے بوسے لیتے آپؐ تھکتے نہ تھے، جس کو اپنے سینے پر سلاتے تھے۔ اب ریت گرم پر سو چکا ہے"۔

وَنَحْنُ بَنَاتُكَ سَبَايَا وَ اَوْلَادُكَ فِي اَيْدِي الظَّالِمِيْنَ اُسَارٰى

"یارسولؐ اللہ! ہم تیری بیٹیاں ہیں، ظالموں نے ہمیں قیدی بنا لیا ہے۔ یہ تیرے بیٹے زین العابدینؑ ہیں جنھیں اسیر بنا لیا گیا ہے"۔

دوسرا خطاب

جناب زینبؑ عالیہ نے دوسرا خطاب اپنی والدۂ معظمہ کو کیا:

"اماں جان! ذرا اِدھر کربلا کی طرف دیکھ تو خیر البشر کی بیٹی ہے۔ تیرا حسینؑ کربلا کے میدان میں بے دردی سے ظالموں نے شہید کر ڈالا ہے۔ اس کا سر مبارک نوکِ سناں پر بلند ہے اور اُس کا مقدس جسم خاک و خون میں غلطان گرم ریت پر پڑا ہے۔ یہ تیرے جگر کا ٹکڑا ہے جس پر صحرا کا گرد و غبار پڑا ہوا ہے۔

اپنی بیٹیوں کی طرف دیکھ جن کے خیام کو جلا دیا گیا اور انھیں قیدی بنا کر بے پالان و بے کجاوہ اُونٹوں پر سوار کر دیا گیا۔ تیرے بیٹوں کو کوفہ و شام کا اسیر بنا دیا گیا"۔

تیسرا خطاب

جناب زینبؑ عالیہ نے تیسرا خطاب باچشم خون فشاں و جگر بریاں اپنے برادر

Presented by Ziaraat.Com

مظلوم کو خطاب فرمایا:

"اے فرزندِ رسولؐ اللہ! تیری مظلومہ بہن تجھ پر قربان جائے تو علی مرتضیٰؑ کا جگر گوشہ ہے تو فاطمہ زہراءؑ کا نور دیدہ ہے۔ خدیجۃؑ الکبریٰ کا پارہ تن ہے۔

اے شہید آلِ عبا! اے مظلوموں کے قافلہ کے سالار!

بِاَبِیْ الْعَطْشَانَ حَتّٰی مَضٰی بِاَبِیْ الْمَهْمُوْمُ حَتّٰی قَضٰی

"تیری بہن تجھ پر قربان! تجھے تین دن کا پیاسا شہید کیا گیا، تجھے بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا"۔

بِاَبِیْ مَنْ فُسْطَاطُهٗ مُقَطَّعُ الْعُرٰی بِاَبِیْ مَنْ لَا هُوَ غَائِبٌ فَیُرْتَجٰی وَلَا جَرِیْحٌ فَتُدَاوٰی

"اے میرے برادر ہمشیر! تجھ پر قربان جائے تیرے جانے کے بعد تیرے خیام کو لوٹا گیا۔ تیرے خیام کو جلا دیا گیا۔ اب تو ایسے سفر پر چلا گیا ہے جس سفر سے مسافر کے واپس آنے کی امید نہیں۔ (کاش تو زخمی ہو جاتا تیرا علاج ہو جاتا) لیکن تو تو ہمیشہ کے لیے جا چکا ہے۔ جہاں سے محشر سے قبل لوٹنا نہیں"۔

چوتھا خطاب

عقیلہ قریش نے چوتھا خطاب اہلِ کوفہ و شام کی بے حیا و ظالم فوج سے کیا۔

آپؑ نے فرمایا:

یَا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ هٰؤُلَاءِ ذُرِّیَّةُ الْمُصْطَفٰی یُسَاقُوْنَ سَوْقَ السَّبَایَا

"اے میرے ناناؐ کا کلمہ پڑھنے والو! ہم اس پیغمبر کی اولاد ہیں

Presented by Ziaraat.Com

جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو ہم اس کی بیٹیاں ہیں جن کو تم نے قیدی بنایا ہوا ہے"۔

وَاحُزْنَاہُ وَ وَاوَیْلَاہُ اَلْیَوْمَ مَاتَ جَدُّنَا مُحَمَّدُ نِ الْمُصْطَفٰی وَالْیَوْمَ مَاتَ اَبُوْنَا عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی

"ایسا معلوم ہوتا ہے آج ہی ہمارے نانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوچ کیا اور آج ہی میرے بابا علی مرتضیٰ کو ضرب لگی"۔

خطیبۂ قریش کے پُر درد خطاب کو سن کر یزیدی فوج کی چیخیں نکل گئیں۔ ان کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ جانور جنگل میں اور دریاؤں میں مچھلیاں، فضاؤں میں پرندے نالہ و فریاد بلند کر رہے تھے۔

راوی کہتا ہے: بی بی کے اس خطاب سے گھوڑے آنسو بہا رہے تھے۔ لوگوں نے دیکھا ان کے آنسو ان کے سُموں پر بہہ رہے تھے۔ جناب سکینہؑ دوڑ کر آئیں اور اپنے بابا کے مقدس جسم سے لپٹ گئیں۔ اپنے رخسار اپنے بابا کے جسم سے مَس کرنے لگیں اور نالہ و فریاد بلند کی۔ ظالم سپاہی بھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔

وداع حضرت زینبؑ با برادر از جوہری

اے ہم سفر زینبؑ! رفتم خدا حافظ!
اے تاج سر زینبؑ رفتم خدا حافظ!
ما جمع پریشانم سرگشتہ و حیرانم!
بر ناقہ عریانم رفتم خدا حافظ!
در ایں سفر پر غم ما را نگر همدم!
بااین ہمہ ماتم رفتم خدا حافظ!

Presented by Ziaraat.Com

مانَدی تو دراین صحرا با اکبر مہ سیما!
تا شام من و لیلا رفتیم خدا حافظ!

"اے ہم سفر زینبؑ! تیری ہمشیر تیرے ساتھ مدینہ سے کربلا آئی تھی اب اکیلی جارہی ہے۔ اے میرے حسینؑ، اے میری جان! میں اکیلی جارہی ہوں، تیرا خدا حافظ!

ہم سب اسیر بنائے جا چکے ہیں، ہم حیران و پریشان ہیں۔ میرے حسینؑ! ذرا ادھر دیکھ ہمارے سروں سے ہماری چادریں چھین لی گئی ہیں۔ ہم ننگے سر محملوں پر سوار ہیں۔

اے برادر جان! مدینہ سے کربلا تک تیری نگرانی میں یہ سفر طے ہوا۔ اب تو اس سفر میں ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ ہم نامحرموں کے ساتھ سفر کررہی ہیں۔

میرے مظلوم بھائی! تو اس صحرا میں اپنے لختِ جگر علی اکبرؑ کے ساتھ ہے تو میرے اس سفر میں علی اکبرؑ کی مظلومہ ماں میرے ساتھ ہے۔ اے برادر خدا حافظ!

جوہری

زکویت رفتم اے میر قبائل
بشام از کربلا محمل بمحمل
من از داغ غمت اے شاہ ہستم
بمرگ خویشتن امروز مائل
بمردن را خیم شاید کہ دیگر
نہ بینم قاتلت را در مقابل۔

Presented by Ziaraat.Com

زجا خیز و ببین نعش غریب ست
اسیر و خوار اندر چنگ قاتل
زجا برخیز و لیلا را جدا کن
زنعش اکبر شیرین شمائل
ببین بر گردن بیمار زارت
کہ از زنجیر کین دارد سلاسل
زکوہت عازم شام خرابم
زجا برخیز و بنشانم بمحمل

"اے میر کارواں تیرے کوچ کربلا سے شام کی طرف جا رہی ہوں۔ تو نے اب کربلا میں ڈیرے ڈال دیئے ہیں۔ اب ہم اکیلے سفر پر جا رہے ہیں۔ تیرا سفر ختم ہو گیا ہے، ہمارا سفر شروع ہو چکا ہے۔

اے حسینؑ! میری جان! یہ تیرے درد نہ دیکھتی خود مر جاتی، مر جانا آسان ہے۔ تیرے مصائب کو برداشت کرنا مشکل ہے۔ تیری شہادت کے بعد تیری شہادت کا غم برداشت تھا لیکن اب قدم قدم پر تیری شہادت دیکھ رہی ہوں۔ تیرا قاتل ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے ہے کیونکہ میں اس کی قیدی ہوں۔ ہائے کاش! تیرا قاتل میرے سامنے نہ آتا۔

میرے حسینؑ! دیکھ تیری مسافرہ بہن آمادۂ سفر ہے، اب اُٹھ اپنی بہن کو محمل پر سوار کر، تیرے قاتل کی اسیر ہو چکی ہوں۔

اے میرے مظلوم برادر! اُٹھ! لیلیٰ کو علی اکبرؑ کے لاشے سے لپٹی

Presented by Ziaraat.Com

ہوئی ہے، لیلیٰ کو چاند سے بیٹے کے لاشے سے جدا کر۔

اے میرے حسینؑ! اپنے بیمار بیٹے کی طرف نگاہ فرماؤ۔ بیمار کو تو آرام کی ضرورت ہوتی ہے لیکن نانا کی اُمت نے تیرے بیمار بیٹے کو زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔

اب تیری گمری سے سفر شام کی طرف روانہ ہونے والی ہوں۔

اے میرے ماں جائے! گرم ریت کے بستر کو چھوڑ، اپنی قیدی بہن کو محمل پر سوار کر"۔

بے تابی حضرت سید سجادؑ و دلداری حضرت زینبؑ

بحار، ج ۴۵، ص ۱۷۹ و ناسخ، ج ۳، ص ۳۰، مقتل، ص ۴۷۴، کامل زیارات، ص ۲۶۰ ان تمام احباب نے سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کیا ہے، آپؑ نے فرمایا:

روزِ عاشورا ہم پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ ٹوٹ کر گرے۔ مصائب و آلام کے دروازے ہم پر کھل پڑے۔ میرے سامنے میرے والد خاک و خون میں غلطان تھے۔ میرے بھائی مارے جاچکے تھے۔ میرے چچے وہ بھی سب منزلِ شہادت پر پہنچ چکے تھے۔ میری مائیں، بہنیں، پھوپھیاں اور باقی تمام خواتین قیدی بنائے جاچکے تھے۔ ان کے ساتھ اس طرح سلوک ہو رہا تھا جیسے ترک و روم کے قیدیوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ یہ دردناک خونی منظر مجھ پر بھاری گزرا۔ میرا دم گھٹنے لگا، قریب تھا کہ میری روح پرواز کر جائے۔ میری پھوپھی جناب زینبؑ عالیہ نے جب میری یہ دگرگوں حالت دیکھی تو فرمایا:

مَا لِی اَرَاكَ تَجُوْدُ بِنَفْسِكَ؟ يَا بَقِيَّةَ جَدِّیْ وَ اَبِیْ وَاِخْوَتِیْ؟ فَقُلْتُ! وَكَيْفَ لَا اَجْزَعُ وَاَهْلَعُ وَقَدْ اَرٰى

Presented by Ziaraat.Com

سَیِّدِیْ وَ اِخْوَتِیْ وَعُمُوْمَتِیْ وَ وَلَدَ عَمِّیْ وَ اَهْلِیْ مُضَرَّجِیْنَ بِدِمَائِهِمْ مُرَمَّلِیْنَ بِالْعَرَاءِ مُسَلَّبِیْنَ لَا یُکَفَّنُوْنَ وَلَا یُوَارُوْنَ وَلَا یَعْرِجُ عَلَیْهِمْ اَحَدٌ وَلَا یَقْرَبُهُمْ بَشَرٌ؟ کَاَنَّهُمْ اَهْلُ بَیْتٍ مِّنَ الدَّیْلَمِ وَالْخَزَرِ

"جناب زینبؑ عالیہ نے فرمایا: اے میرے جدّ و پدر و برادرانؑ کی یادگار! میں کیا دیکھ رہی ہوں۔ آپؑ کو کیا ہو رہا ہے؟ میں نے عرض کیا: اے میری پھوپھی جان! میں جزع و فزع کیوں نہ کروں ہر طرف ہم پر مصائب کے طوفان چل رہے ہیں۔ میں کیسے ان مصائب پر صبر کر سکتا ہوں؟ میرے سیّد و سردار و میرے برادران و میرے تمام چچا جان اور ان کے بیٹے اور میرے قبیلہ کے تمام جوان مارے جا چکے ہیں۔ ان سب میں سے کوئی باقی نہیں ہے۔ وہ سب خاک و خون میں غلطاں بے کفن صحرائے کربلا میں پڑے ہوئے ہیں۔ نہ ان کی کوئی حفاظت کرنے والا ہے اور نہ ان کی طرف کوئی مہربانی کرنے والا ہے۔ ان کے قریب بھی کوئی نہیں جاتا جیسے وہ دیلم اور خزر کے افراد ہوں"۔

میری پھوپھی نے فرمایا: اے میرے فرزند! اتنا حیران و سرگرداں نہ ہو، قسم بخدا! یہ تمام مصائب و آلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمہارے جدِ امجد تمہارے بابا و تمہارے چچا کے لیے ایک عہد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آباؤ اجداد اور ہمارے اہلِ بیتؑ سے میثاق لیا تھا۔ اس میثاق کے ذریعے اُمت کے فراعنہ کا امتحان لینا مقصود تھا تاکہ اُمت محمدیہؐ کے سرکش فراعنہ مشخص ہو جائیں۔ ہمارے اہلِ بیتؑ کو اہلِ آسمان خوب جانتے ہیں، وہ آئیں گے اور ان بکھرے ہوئے اعضاء کو دفن

Presented by Ziaraat.Com

کریں گے۔ تمہارے بابا کا مزار بنائیں گے جو قیامت تک باقی رہے گا۔ یہ کافر و مشرک ان کے آثار کو مٹانے کی کوشش کریں گے لیکن مٹا نہ سکیں گے۔

حدیث اُم ایمن

عقیلہ قریش نے امام زین العابدین علیہ السلام کے ساتھ سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے! آپ کو معلوم ہے کہ اس عہد کا تعلق کس زمانے سے ہے اور کس کس کے ساتھ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ حدیث عہد مجھے اُم ایمن نے بتائی تھی۔ اُم ایمن کا بیان ہے: ایک دن رسولؐ اللہ اپنی بیٹی حضرت زہراؑ کو ملنے کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ جب حضرت رسولؐ اللہ اپنی بیٹی کے گھر میں آئے تو اُس وقت حضرت فاطمہ زہراؑ حریرہ بنا رہی تھیں۔ اس وقت حضرت علیؑ ایک طبق میں خرمے لے آئے۔ اُم ایمن کہتی ہیں: اس کھانے کے علاوہ ایک پیالہ دودھ یا لسّی کا بھی تھا، مکھن بھی تھا۔ حضرت رسولؐ خدا، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہ زہراؑ اور حضرات حسنؑ و حسینؑ نے یہ حریرہ نوشِ جان فرمایا۔ دودھ یا لسی کو پیا، خرمے اور مکھن کو بھی تناول فرمایا۔ کھانے سے فراغت کے بعد حضرت امام علی علیہ السلام نے حضرت رسولؐ اللہ کے ہاتھ دُھلائے۔ ہاتھ دھونے کے بعد آپؐ نے اپنے مبارک ہاتھوں کو اپنے مبارک چہرے پر پھیرا اور ایک شفقت و محبت سے لبریز نگاہ حضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پر فرمائی۔ اُس وقت آپ کا چہرۂ مبارک آفتاب کی طرح تابناک تھا۔ پھر آسمان کی طرف نگاہ کی اور قبلہ رُخ ہو گئے۔ ہاتھوں کو آسمان کی طرف اُٹھایا اور دعا فرمائی۔ پھر سجدہ میں چلے گئے۔ سجدے میں آپؐ نے رونا شروع کیا، آپؐ کی اس کیفیت نے طول پکڑا۔ پھر آپؐ نے اس حالت میں زور زور سے رونا شروع کیا۔ بعد ازیں آپ نے سجدہ سے سر اُٹھایا۔ زمین کی طرف دیکھا۔ آپؐ کی آنکھیں ساون کی جھڑی لگ رہی تھیں۔ پیغمبرؐ کی

Presented by Ziaraat.Com

اس کیفیت نے ان تمام حضرات اہلِ بیتؑ کو پریشان کر دیا۔ ان کی پریشانی سے میں بھی پریشان ہو گئی لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ پیغمبرؐ سے سوال کریں کہ آپؐ کی یہ حالت کیوں ہو گئی ہے؟

ایک لمبے عرصے بعد حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! خداوند تعالیٰ آپؐ کی آنکھوں کو نہ رُلائے، آپؐ کے گریہ کا سبب کیا ہے کہ جس نے ہمارے قلوب کو زخمی کر دیا؟

آپؐ نے فرمایا: اے میرے بھائی علیؑ! جب میں نے تم سب پر نگاہ کی تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ خداوند تعالیٰ کی حمد کی کہ اُس ذات نے مجھے اتنی عظیم نعمات سے نوازا ہے، اس دوران اچانک جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! خداوند تعالیٰ نے آپؐ کی خوش حالی و مسرت کو دیکھا کہ آپؐ کی یہ تمام خوش حالی اپنے بھائی، اپنی بیٹیؑ اور نواسوںؑ سے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمات کو آپؐ پر کامل کر دیا ہے۔ آپؐ کے سبب تیری یہ اولاد و اہلِ بیتؑ اور ان کی اولاد اور ان کے تمام دوست آپؐ کے ساتھ بہشتِ بریں میں ہوں گے۔ جس طرح نعمات آپؐ پر عطا ہوں گی اس طرح کی نعمات ان کو ودیعت کی جائیں گی تاکہ تو راضی ہو جائے۔

اتنی بڑی کرامات کا سبب وہ امتحان اور آزمائش ہوگی جس ابتلاء میں ان سب کو مبتلا کیا جائے گا۔ یہ تمام مصائب و آلام تیری اُمت کے مکار و عیار لوگوں کی طرف سے پہنچیں گے۔ وہ اپنے آپؐ کو آپؐ کا اُمتی خیال کریں گے حالانکہ وہ جھوٹے ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور تجھ سے بَری ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اور تو اُن سے بَری ہوں گے۔ وہ لوگ تیری اولاد کو شہید کریں گے۔ انھیں وطن سے دُور کریں گے۔ ان کی قبور ایک دوسرے سے بہت دُور بنیں گی۔ خداوند تعالیٰ نے ان مصائب کو ان کا مقدر بنا دیا ہے۔ پس اے محمدؐ! جو کچھ اللہ نے ان کے لیے لکھ دیا ہے اس پر اس کی حمد بجالا اور تقدیر

Presented by Ziaraat.Com

کے اس فیصلے پر راضی ہو جا۔ پس اے میری اہل بیتؑ! میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اُس کے فیصلے پر اپنی رضایت کا اظہار کیا۔

پھر جبرئیلؑ نے عرض کیا: اے محمدؐ! تیرے جانے کے بعد تیرے بھائی پر ظلم کیا جائے گا۔ اُمت اُسے مغلوب کر دے گی۔ وہ اپنے دشمنوں سے رنج و مصائب اُٹھائیں گے۔ اُمت کا بدترین اور شقی ترین آدمی ناقہ صالحؑ کی طرح اُسے شہید کر دے گا۔ اُس کی شہادت اس شہر میں ہو گی جس شہر میں اُس نے ہجرت کی ہو گی اور وہ شہر اس کے شیعوں اور فرزندوں کا مرکز و محل ہو گا۔ اس شہر میں اُس کے شیعوں اور اُس کی اہل بیتؑ پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹیں گے۔

پھر جبرئیل امینؑ نے حضرت حسینؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ تمہارا نواسہؑ فرات کنارے شہید کیا جائے گا۔ اس جگہ کا نام کربلا ہے۔ اس کا نام کربلا اس لیے ہے وہاں اس پر بہت زیادہ کرب اور بلائیں نازل ہوں گی۔ تیرے اور تیری اولاد کے دشمن وہاں ان پر مصائب کے پہاڑ توڑیں گے۔ وہ زمین سب سے بہترین زمین ہے اور اس کی حُرمت بزرگ ہے۔ اس زمین پر تیرا یہ نواسہ اور اُس کے اہل بیتؑ بے دردی کے ساتھ قتل کر دیے جائیں گے۔ وہ زمین بہشت کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے۔ جب وہ دن آئے گا جس دن تیرے اس نواسہ کی شہادت ہو گی۔ اس دن یہ کافر تیرے نواسے اور اس کی اہل بیتؑ کا احاطہ کریں گے تو زمین کو زلزلہ آئے گا۔ پہاڑ کانپ اُٹھیں گے۔ دریاؤں میں طغیانی آئے گی۔ اہل آسمان مضطرب ہوں گے۔ یہ سب کچھ تیرے لیے اور تیری اہل بیتؑ کی خاطر ہو گا۔ ان کی عزت و حُرمت، اکرام و احترام کی وجہ سے ان کافروں پر اپنے غصہ کا اظہار کر رہے ہوں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ سے اجازت لے گی: اے پروردگار! ہمیں اجازت دے تاکہ تیری حجت اور تیرے رسولؐ کی اہل بیتؑ کی مدد کریں۔

Presented by Ziaraat.Com

اس وقت خداوند تعالیٰ تمام آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں، دریاؤں اور جو کچھ ان پر ہے یا ان کے اندر ہے، پر وحی فرمائے گا:

اے میری مخلوق میں قادر و توانا بادشاہ ہوں۔ کوئی چیز میری قدرت سے خارج نہیں ہے۔ نہ کوئی مجھ سے فرار کرسکتا ہے اور نہ کوئی میرے سامنے رکاوٹ کھڑی کرسکتا ہے۔ میں تم سے نصرت و انتقام میں بڑھ کر ہوں۔ میرا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم جو میرے رسولوں پر ظلم کرے گا میں اُسے معذب کروں گا، جو ان کی ہتک عزت کرے گا، انھیں قتل کروں گا، ان کے عہد کو توڑے گا۔ ان پر اور اُن کے اہلِ بیتؑ پر ظلم کرے گا، میں ان لوگوں پر ایسا عذاب نازل کروں گا کہ ایسا عذاب آج تک کسی پر نہ ہوا ہوگا۔ پس آسمانوں، زمینوں، دریاؤں، پہاڑوں سے اور ان کے اندر اور باہر رہنے والی مخلوق کے رونے کی آواز بلند ہوئی اور اُنھوں نے مل کر تیرے اہلِ بیتؑ پر مظالم ڈھانے والوں پر لعنت کی۔ جب امام حسینؑ اور اُن کے اصحاب شہید ہوں گے تو خداوند تعالیٰ اپنے دستِ قدرت سے ان کی ارواح کو قبض فرمائے گا۔ ساتویں آسمان سے ملائکہ زمینِ کربلا پر اُتریں گے۔ ان کے ہاتھوں میں یاقوت اور زمرد کے برتن ہوں گے، جس کے اندر آبِ حیات، بہشتی لباس اور بہشتی عطر ہوں گے۔ وہ ملائکہ ان شہداء کو آبِ حیات سے غسل دیں گے۔ اسی بہشتی کپڑوں میں انھیں کفن دیں گے۔ بہشتی عطر سے انھیں حنوط کریں گے۔

پھر ملائکہ فوج اندر فوج نازل ہوں گے اور ان پر نماز پڑھیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ تیری اُمت سے کچھ لوگوں کو کربلا بھیجے گا، یہ کفار ان کو نہ پہچانیں گے اور وہ لوگ خونِ شہداء گرانے میں ان کے شریک نہیں ہوں گے۔ وہ ان کافروں سے گفتار و کردار اور نیت و ارادہ کے لحاظ سے پاک و پاکیزہ ہوں گے۔ وہ ان شہداء کو دفن کریں گے۔ اس جنگل بیابان میں سید الشہداء کی قبر پر علم نصب کریں گے جو اہلِ حق کے لیے علامت

Presented by Ziaraat.Com

ہوگی اور مومنین کے لیے نجات کا سبب ہوگا۔ ہر آسمان سے شبانہ روز ایک لاکھ ملائکہ ان کی قبر کا طواف کریں گے اور ان پر درود بھیجیں گے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں گے۔ اسی تسبیح کا ثواب ان کے زائرین کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔ ان ملائکہ کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ زائرین ان کے والدین، ان کے قبائل اور ان کے شہروں کے نام بھی لکھیں۔ خداوند تعالیٰ ان کے زائرین کی پیشانیوں پر اپنے عرش کے نور سے نشان کرتا ہے اور وہ نشان اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ فرزند رسولؐ اللہ سید الشہداء کے زائرین جب قیامت کا دن ہوگا تو زائرین حسینؑ کے چہرے اس علامت کی وجہ سے درخشاں ہوں گے، ان کے چہروں کی یہ روشنی اہلِ محشر کو خیرہ کردے گی، اہلِ محشر ان لوگوں کو اس علامت سے پہچان لیں گے۔

اے محمدؐ! تو میرے اور میکائیل کے درمیان میں ہوگا اور علیؑ ہمارے آگے ہوں گے، اس کے ساتھ ملائکہ ہوں گے، جن کی تعداد کو شمار نہ کیا جاسکے گا۔ جن لوگوں کی پیشانیوں پر تیری اہلِ بیتؑ سے محبت کرنے کی علامت ہوگی۔ ہم ان لوگوں کو عرصۂ محشر کے مصائب سے نجات دلائیں گے۔

یہ انعامات ان لوگوں کے لیے ہوں گے جو آپؐ کی قبر کی زیارت کرے یا آپؐ کے بھائی یا آپؐ کے نواسوںؑ کی قبور کی زیارت کرے اور ان کی نیت صرف رضائے پروردگار پر ہو۔

وہ جماعت کہ جن پر خدا کی لعنت ثابت ہے اس کی تجدید ہوتی ہے۔ ان کے اور ان کی قبور کے آثار ہمیشہ کے لیے ختم ہوجاتے ہیں جتنا خدا چاہتا ہے۔

پیغمبرؐ نے اپنے اہلِ بیتؑ سے فرمایا: یہ وہ بات تھی جس کی وجہ سے میں محزون ہوگیا اور میری آنکھوں میں آنسو جاری ہوگئے۔

عقیلہ قریش نے جناب سید سجادؑ سے فرمایا: اے بیٹے سجادؑ! جس دن ابن ملجم

Presented by Ziaraat.Com

نے میرے بابا کے سر پر تلوار کی ضرب لگائی تھی اور میں نے اپنے بابا کے چہرے پر شہادت کے آثار دیکھے تھے تو عرض کیا تھا: اے باباجانؑ! اُم ایمن نے مجھے یہ حدیث بیان کی تھی اور اس حدیث میں یہ یہ باتیں تھیں، میں چاہتی ہوں کہ آپؑ کو سناؤں، میرے باباؑ نے فرمایا تھا: اے میری بیٹی! اُم ایمن نے سچ کہا تھا جس طرح اس نے کہا ہے، واقعی بات اسی طرح ہے۔ اے میری بیٹی! میں تمہیں اور اپنے اہلِ بیتؑ کی مستورات کو اس شہر میں اسیر دیکھ رہا ہوں۔ تم حیران و پریشان ہو، تمہیں مصائب میں مبتلا کر دیا گیا ہے، لوگ تم پر مظالم ڈھائیں گے۔ میری بیٹی صبر کرنا، قسم بخدا! اس دن زمین کے اُوپر تمہاری سواری اور تمہارے دوستوں کی سواری کے علاوہ کوئی حق پر نہیں ہوگا۔

جب جبرئیل امینؑ نے رسولؐ اللہ کو یہ خبر دی تھی تو آپؐ نے مجھے یہ خبر بتلائی تھی۔ اُس دن ابلیس اپنے تمام شیاطین کے ساتھ اللہ کی زمین پر جشن مناتے ہوئے پرواز کرے گا اور اپنے دوستوں سے کہے گا: اے گروہِ شیاطین! آج میں نے بنوآدمؑ سے انتقام لیا ہے، ان کو ہلاکت ابدی کے حوالے کر دیا ہے۔ یہ سب جہنم کا ایندھن بنیں گے، سوائے ان لوگوں کے جو پیغمبرؐ کے خانوادہ سے محبت رکھتے ہوں گے۔

اب مزید کوشش کرو ان لوگوں کو شک و تردد میں مبتلا کرو تا کہ ان کی دشمنی اہلِ بیتؑ کے ساتھ اور مضبوط ہو جائے۔

وَلَقَدْ صَدَقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ وَهُوَ كَذُوبٌ

"حالانکہ ابلیس بہت جھوٹا ہے لیکن اپنی اس بات میں سچا ہے"۔

کیونکہ دشمنی اہلِ بیتؑ کے ساتھ اطاعتِ پروردگار قبول ہی نہیں ہے اور اہلِ بیتؑ کی محبت کے ساتھ گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔

جب عقیلہ قریش کی زبانی حضرت سجاد علیہ السلام نے یہ حدیث سنی تو فرمایا: پھوپھی امّاںؑ! اس حدیث کو مزید بیان کرو۔ اگر اس کے طلب میں مجھے سال

Presented by Ziaraat.Com

بھر بھی کوشش کرنا پڑے تو پھر بھی یہ کوشش کم ہے اور حدیث کی منزلت بہت زیادہ ہے۔

آخرکار وہی ہوا جو ہونا تھا۔ اُمت نے رسولؐ اللہ کے اہلِ بیتؑ کو زحمت و زیادتی کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کیا۔ وہ سفر بھی کرتے تھے، منازل بھی کرتے تھے لیکن ماتم اور گریہ کے ساتھ۔

حدیث حضرت صادقؑ دستور در گریہ امام حسینؑ

ناسخ، ج ۳، ص ۳۳ میں ہے: حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا: اہلِ بیتؑ نبوت سیدالشہداءؑ کی شہادت کے بعد ہر وقت معروف گریہ رہتے تھے، گریہ کی کثرت سے ان کی آنکھوں سے آنسو خشک ہو گئے تھے۔ اہل بیتؑ کی مستورات میں ایک خاتون تھی، جس کا تعلق قبیلہ کلاب سے تھا۔ اُس نے ایک کنیز کو دیکھا جو اشکوں کا سیلاب بہا رہی تھی۔ اُس نے پوچھا: ہماری آنکھیں خشک ہو گئی ہیں اور تمہارے آنسو جاری و ساری ہیں۔ اُس نے کہا: میں ستو کا شربت بنا کر پیتی ہوں۔ اس لیے میری آنکھیں آنسو کی بارش برساتی ہیں۔ پھر ان تمام مستورات نے بھی عمل کیا اور ان کے اس عمل کا مقصد صرف فرزندِ رسولؐ اللہ پر گریہ تھا۔ (شاید یہ عمل واپسی مدینہ میں کیا گیا ہو)

دفن شہیدانِ کربلا ①

قمقام، ص ۴۷۸، جب ابن سعد ملعون کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا تو بنو اسد کے لوگ غاضریہ آئے اور امام حسینؑ کو اسی مقام پر دفن کیا جہاں اب آپؑ کا روضہ مقدس ہے۔ آپؑ کے فرزند حضرت علی اکبرؑ کو آپؑ کے پاؤں مبارک کی طرف دفن کیا اور باقی شہداء کو بھی آپؑ کے پاؤں مبارک کے رُخ دفن کیا۔ حضرت عباسؑ کو غاضریہ کے راستے پر جہاں اب آپؑ کا مقبرہ ہے دفن کیا۔

---

① ناسخ، ج ۳، ص ۳۳ و قمقام، ص ۴۷۸ و نفس المہموم، ص ۳۸۸ و در کربلا چہ گذشت، ص ۴۹۴ ولہوف مترجم، ص ۱۴۳ و بحار، ج ۴۵، ص ۱۰۷ و مناقب، ج ۴، ص ۱۱۲، تذکرہ سبط ابن جوزی، ص ۲۶۶

Presented by Ziaraat.Com

مسعودی کی روایت کے مطابق بنواسد کی ایک جماعت جو عامریہ کے نام سے مشہور تھی۔ انھوں نے امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کو ان کی شہادت کے دوسرے دن دفن کیا۔

مناقب، ج ۴، ص ۱۱۲، بنواسد کے لوگوں نے شہادت کے دوسرے دن ان شہداء کو دفن کیا۔ اکثر شہداء کی قبریں پہلے سے تیار ملیں۔ وہاں بوقت دفن سفید پرندوں کو دیکھا گیا۔

ثمرات الحیاۃ، ص ۱۴۰، مجلس نمبر ۲۰ میں حضرت اُم سلمہؓ کا خواب نقل کیا گیا ہے۔ پیغمبرؐ نے حضرت اُم سلمہؓ کو فرمایا: اے اُم سلمہؓ! حسینؑ اور ان کے ساتھی شہید کر دیئے گئے ہیں، آج رات میں نے حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کو دفن کیا ہے......الخ۔

لہوف، ص ۱۴۴ میں ہے: جب عمر بن سعد کوفہ روانہ ہوا تو بنواسد کے لوگ کربلا آئے اور انھوں نے شہداء کے اجسام پر نماز پڑھی اور دفن کیا جہاں اب ان کے مزارات ہیں۔

معالی السبطین، ج ۲، ص ۳۸ پر ہے: ابن زیاد نے ابن سعد کو حکم دیا کہ اپنے ساتھیوں کی لاشوں کو دفن کرو، حسینؑ اور ان کے اصحاب کے اجسام کو پڑا رہنے دو۔ ابن سعد نے ابن زیاد کو لکھا: یہ ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ مقتولین کی تعداد ڈیڑھ لاکھ کے برابر ہے تو اس نے کہا: لشکر کے امرا کو دفن کر، باقی کو رہنے دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

بنواسد کی عورتیں تین روز بعد کربلا آئیں۔ جب انھوں نے یہ منظر دیکھا تو واپس گئیں اور اپنے مردوں سے بات کی۔

تذکرہ سبط ابن جوزی، ص ۲۲۶ پر ہے: جب زہیر بن قین امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہو گئے تو اس کی بیوی نے اپنے غلام سے کہا: جاؤ اور اپنے آقا کو کفن پہناؤ۔ جب غلام کربلا آیا تو امام حسینؑ کو بے کفن دیکھا تو اپنے آپ سے کہا: امام حسینؑ کو

Presented by Ziaraat.Com

بے کفن رہنے دوں اور اپنے آقا کو کفن پہناؤں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اُس نے پہلے امام حسین کو کفن پہنایا پھر اپنے آقا زہیر بن قین کو کفن دیا۔

کامل بہائی ص ۱۸۷ پر ہے: جب عمر سعد کوفہ کی طرف چلا گیا تو بنواسد کے لوگ کربلا آئے تو شہدا کی حالت دیکھی تو حضرت امام حسین کو اکیلا دفن کیا، حضرت علی اکبرؑ کو ان کے پاؤں کی طرف دفن کیا۔ حضرت عباسؑ کو دریائے فرات کے کنارے دفن کیا، جہاں ان کی شہادت ہوئی تھی۔ باقی تمام شہدا کے لیے ایک اجتماعی قبر بنائی گئی اور اس قبر میں سب کو دفن کیا۔

حُر بن یزید کو اُس کے رشتہ داروں نے وہاں دفن کیا جہاں انھیں شہید کیا گیا تھا۔ شہداء کی قبور معین نہیں کہ کون شہید کہاں ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سب حائرِ حسینی کے اندر ہیں اور سید الشہداؑ کے پائین جانب دفن ہیں۔ ہاں شہزادہ علی اکبرؑ سید الشہداؑ کے پائین جانب بالکل قریب ہی دفن ہیں۔ بنواسد قبائلِ عرب پر فخر کرتے تھے کہ انھوں نے امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں پر نماز پڑھی اور دفن کیا۔

ایک روایت ہے: جب خیبر فتح ہوا تو بہت سے یہودی وہاں سے بھاگ کر عراق آئے اور کربلا کے نزدیک آباد ہو گئے۔ ان کے دو بزرگ تھے جن کے نام ابراہیم اور رُوئیل بتائے گئے ہیں۔ جب لشکر یزیدی کربلا سے چلا گیا یہ دونوں اپنے گھر کی چھت پر سوئے ہوئے تھے۔ ان کی نظر اچانک کربلا کی طرف گئی وہاں نور دیکھا جو سید الشہداؑ اور ان کے ساتھیوں کے ابدان پر نازل ہو رہا تھا۔ انھوں نے اپنے لوگوں کو جمع کیا اور انھیں کہا: یہ سب لوگ جو مارے گئے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا ایک بہت بڑا مقام ہے۔ اسی لیے ان کے ابدان پر ساری رات نور نازل ہوتا رہا۔ آیئے اور ان کو دفن کریں۔ یہ لوگ وہاں گئے اور شہداء کو دفن کیا۔

ناسخ، ج ۳، ص ۳۴ نے روایت نقل کی ہے کہ ضروری نہیں ہے کہ تمام شہداء

Presented by Ziaraat.Com

ایک ہی مقام پر دفن ہیں۔ اخبار واحادیث سے بھی یہی ظاہر ہے۔ حبیب بن مظاہرؓ اور حر بن یزیدؓ کے مدفن جداگانہ ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ شہداء کو بارہ محرم کو دفن کیا گیا، یعنی روز دفن شہادت سے تیسرا دن بنتا ہے۔ لیکن جہاں تک بات ہے امامیہ احادیث کی اس کے مطابق امام کو صرف امام ہی کفن دے سکتا ہے اور دفن کر سکتا ہے۔ جب امام حسینؑ شہید ہوئے اُس وقت امام صرف امام زین العابدینؑ تھے۔ امامؑ کا کفن اور دفن ان کا فریضہ تھا۔

کتاب جلا میں عبداللہ بن محمد رضا حسینی نے امام باقر علیہ السلام کی روایت درج کی ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

امام زین العابدینؑ اپنے علم امامت کے ذریعے جانتے تھے جب دفن کا وقت آیا تو آپؑ اپنے والد سیدالشہداءؑ کے دفن کے وقت حاضر تھے۔ آپؑ نے ان پر نماز پڑھی، دفن کیا، پھر واپس چلے آئے۔

فاضل مجلسی نے سند کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی: امام سجادؑ لوگوں سے پوشیدہ ہو کر کربلا آئے، اپنے بابا کی تجہیز و تکفین کے امور کو انجام دیا، پھر واپس تشریف لے گئے۔

شیخ کشی نے اپنے رجال میں فرمایا: واقفیہ[1] فرقے کے کچھ لوگ جن کے نام یہ ہیں: علی بن ابی حمزہ، ابن سراج اور ابن الکاری حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں پہنچے اور آپؑ کی امامت کے بارے میں گفتگو کی۔ انھوں نے کہا: ہم نے آپ کے آباء اجداد سے سُن رکھا ہے کہ امامؑ کی تجہیز و تکفین امامؑ کے بغیر کوئی اور نہیں کر سکتا۔ ان کا اشارہ اس جملے سے یہ تھا کہ امام موسیٰ بن جعفرؑ کی شہادت بغداد میں ہوئی اور آپؑ مدینہ میں تھے۔ (آپؑ نے ان کی تجہیز و تکفین نہیں کی اس لیے آپؑ امام نہیں ہیں)

---

(1) واقفیہ: ایک فرقہ ہے جو امام موسیٰ کاظمؑ کے بعد بقیہ آئمہ کو امام نہیں مانتے۔

Presented by Ziaraat.Com

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم امام حسینؑ کو امام مانتے ہو یا نہیں؟

انھوں نے کہا: ہاں وہ امامؑ تھے۔

آپؑ نے فرمایا: جس وقت وہ شہید کیے گئے تو ان کے وہ امور جو بعد از شہادت درپیش آئے ان کو کس نے ادا کیا؟

انھوں نے کہا: علیؑ بن الحسینؑ نے۔

آپؑ نے فرمایا: اس وقت امام علی بن الحسینؑ ابن زیاد کی قید میں تھے۔ تو انھوں نے جواب دیا: وہ امامت کی قوت کے ساتھ کوفہ کے زندان سے کربلا آئے اور اپنے بابا امام حسینؑ کے امور تجہیز و تکفین کو ادا کیا۔ پھر واپس چلے گئے۔

امام رضاؑ نے فرمایا: یہ تو ممکن ہے کہ امام زین العابدین زندانِ کوفہ سے کربلا آئیں اور اپنے والد امام کے امور کو مکمل کریں۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ صاحب امر مدینہ سے بغداد جائے اور اپنا وظیفہ ادا کرے (حالانکہ وہ نہ اسیر ہو اور نہ زندان میں ہو)۔

مرحوم محدث قمی نے نفس المہموم، ص ۳۹۱ میں بیان کیا ہے۔ کتب معتبرہ میں امام حسینؑ کے دفن کی کیفیت بطور تفصیل موجود نہیں ہے۔ شیخ طوسی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ بنو اسد ایک نئی اور تازہ چٹائی لے آئے، اس کو بطور فرش بچھایا اور اس کے اوپر امام حسینؑ کا جسم مبارک رکھا کیونکہ اس بات کی تائید دیزج[1] کی روایت سے ہوتی ہے۔

وہ کہتا ہے کہ میں مخصوص غلاموں کے ساتھ امام حسینؑ کی قبر پر آیا اور قبر کو کھدوایا۔ میں نے وہاں قبر کے اندر ایک تر و تازہ چٹائی کو دیکھا جو امام حسینؑ کے مبارک جسم کے نیچے بچھائی گئی تھی اور قبر کے اندر سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے

---

① دیزج: اس کا نام دیزج پہلے یہودی تھا، بعد میں مسلمان ہو، متوکل عباسی کا عامل تھا۔ اس نے اسے حکم دیا کہ وہ امام حسینؑ کی قبر کو مسمار کردے۔ یہ قصہ ان شاء اللہ آگے آئے گا۔ قمقام، ص ۷۶۰ و ناسخ، ج ۳، ص ۳۶۲ میں موجود ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

چٹائی کو وہاں چھوڑا کہ وہ امام کے بدن کے نیچے تھی۔ پھر قبر شریف کو بند کرا دیا اور پھر پانی کا چھڑکاؤ کرایا۔

مرحوم مقرم نے اپنے مقتل کے ص ۴۱۴ پر اور چہرہ خونیں ص ۳۸۷ پر یہ بیان دیا ہے۔ امام زین العابدینؑ تیرہ محرم کو قوت امامت کے ساتھ کربلا آئے اور اپنے پدر شہید کو دفن کیا۔

در صف، ص ۴۱۵ جس وقت امام سجادؑ کربلا میں تشریف لائے تو اس وقت بنو اسد شہداء کے اردگرد اکٹھے تھے، وہ حیران و پریشان تھے کہ ان شہداء کو کس طرح اور کیسے دفن کریں۔ کیونکہ ان کے سر کوفہ میں تھے۔ امام سجادؑ نے ان اجسام شہداء کی نشان دہی فرمائی اور ان کے اجسام پر ان کے اسماء کی تعیین فرمائی۔ بنو ہاشم کی علیحدہ تعیین کی اور اصحاب کی علیحدہ تعیین فرمائی۔ اس دوران خوب گریہ و زاری ہوئی۔ آہ و نالہ کی آوازیں بلند ہوئیں۔ آنکھوں سے اشکوں کے سیلاب جاری ہوئے۔ بنو اسد کی خواتین اپنے سر و سینہ پر ماتم کر رہی تھیں۔

پس امام سجادؑ اپنے بابا کے پاس آئے اور ان کے بغلوں میں اپنے ہاتھ ڈالے اور باصدائے بلند گریہ کیا۔ بدن اقدس کو قبر کے کنارے پر لائے، تھوڑی سی مٹی ہٹائی تو نیچے ایک تیار شدہ قبر برآمد ہوئی۔ آپؑ نے اپنے مظلوم بابا کو اُٹھایا اور قبر میں لٹا دیا اور فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

امامؑ نے اپنے بابا کو اکیلے قبر میں اُتارا اور کسی سے مدد حاصل نہ کی اور فرمایا:

میرے ساتھ میرے معاون ہیں جو میری مدد کر رہے ہیں۔

جس وقت آپؑ نے اپنے بابا کو قبر کے اندر خاک پر رکھا تو اپنے رخسارے کو

Presented by Ziaraat.Com

اپنے مظلوم بابا کے گلے پر رکھ دیا اور فرمایا: کتنی خوش قسمت زمین ہے کہ جس کے دامن میں آپؑ جاگزیں ہوئے۔

اے بابا جانؑ! تمہارے جانے کے بعد اب دنیا تیرہ و تاریک ہے اور تیرے نور سے آخرت منور ہے۔ اَمَّا اللَّیْلُ فَمُسَھَّدٌ "اب رات کا سونا ختم ہو چلا"۔ وَالْحُزْنُ سَرْمَدٌ "اب غم و اندوہ ہمیشہ کے لیے ہے"۔ اب جس گھر میں آپؑ نے منزل کرلی ہے، اے فرزندِ رسولؐ! تجھ پر اللہ کی طرف سے درود و سلام اور برکات نازل ہوں۔

آپ کی قبر پر یہ عبارت تحریر کی:

ھٰذَا قَبْرُ الْحُسَیْنِ بِنْ عَلِی بْنِ اَبِی طَالِبِ الَّذِیْ قَتَلُوْہُ عَطْشَانًا غَرِیْبًا

"یہ حسین بن علی بن ابی طالبؑ کی مبارک قبر ہے جس کو عالمِ سفر میں پیاسا شہید کیا گیا"۔

آپؑ اپنے پدرِ عالی قدر کے دفن کے بعد اپنے چچا حضرت عباسؑ کے جسمِ مبارک کی طرف تشریف لے گئے تو وہاں آپؑ نے ملائکہ اور حور العین کو ان کے جسمِ مبارک پر روتے ہوئے دیکھا۔ آپؑ نے اپنا مبارک ہاتھ ان کے گلوئے بریدہ پر رکھا اور فرمایا: اے قمرِ بنی ہاشم! اے شہیدِ راہِ خدا! اب تیرے بعد دنیا پر خاک! آپؑ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔ آپؑ نے قبر کھودی اور انھیں قبر میں اُتارا۔

بعد ازیں آپؑ نے بنو اسد سے فرمایا: دو اجتماعی وسیع قبریں بنائیں۔ ایک وسیع قبر میں بنو ہاشم کو رکھا اور دوسری ایسی ہی قبریں اصحابِ حسینیؑ کو دفن کیا۔ ان شہداء کے دفن کرنے میں آپؑ نے بنو اسد سے مدد حاصل کی۔ حضرت حُرؑ کے لاشے کو ان کے قریبی میدانِ جنگ سے اُٹھا کر باہر لے آئے اور وہیں دفن کیا جہاں اب آپؑ کی قبر ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک روایت میں ہے: واقعۂ کربلا میں ان کی والدہ موجود تھیں۔ جب وہ آپ کے لاشے پر آئی تو دیکھا جسم پارہ پارہ ہے اور سر موجود نہیں ہے تو اس نے اپنے کی لاش کو میدانِ جنگ سے اُٹھوا کر باہر لے گئیں۔

دفن شہداء بطریق دیگر

معالی السبطین، ج ۲، ص ۳۸ و تذکرۃ الشہداء، ص ۳۸۳، سید نعمت اللہ جزائری سے روایت ہے: جب امام حسینؑ شہید ہو گئے تو ابن سعد نے چاہا کہ شہداء کے سر کوفہ بھجوائے تو ابن زیاد کا اُسے حکم ملا کہ اپنے لشکر کے مقتولین کو دفن کرو اور حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کے اجسام کو رہنے دو۔

ابن سعد نے جواب میں لکھا کہ اپنے مقتولین کی کثرت کی وجہ سے انھیں دفن کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ ان کی تعداد ڈیڑھ لاکھ کے برابر ہے۔ ابن زیاد نے کہا: تو پھر امرائے لشکر کو دفن کر دو، باقیوں کو بلا دفن رہنے دو اور اہلِ بیتؑ کے اسیروں کو کوفہ لے آؤ۔

نہر علقمہ کے قریب بنو اسد قبیلہ آباد تھا۔ جب ان کی خواتین میدانِ کربلا میں آئیں تو انھوں نے اہلِ بیت رسولؐ کے شہداء کو زمین پر پڑا ہوا دیکھا، ان کے اجسام سے خون بہہ رہا تھا جیسے انھیں ابھی قتل کیا گیا ہو۔ یہ خواتین یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں۔

تذکرہ شہداء، ص ۳۸۳ پر اشعار درج ہیں:

بخاک ماندہ جسدھای کشتگان بے سر
خصوص نعش علی اکبرؑ و علی اصغرؑ
کسی نبود کہ اجساد آن شہیدان را
کند حنوط در دشت آن غریبان را

"سر بریدہ لاشے خاک و خون میں غلطان میدان میں پڑے

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے تھے۔ علی اکبرؑ اور علی اصغرؑ کی مظلومیت پر چار سُو آہ و فغان کے آوازے بلند تھے۔ وہاں ایسا کوئی بھی نہ تھا جو ان مظلوموں کے لاشوں کو دفن کر دے۔ بلا دفن خاک و خون میں غلطان پڑے تھے"۔

بنو اسد کی مستورات جب گھروں کو لوٹیں تو انھوں نے سارا حال اپنے مردوں کو دیا اور کہا: تمھیں کیا ہو گیا تھا کہ تم نے امیر المومنینؑ اور حضرت فاطمہ زہراؑ کی اولاد کی مدد نہ کی۔ وہ سب بے دردی کے ساتھ شہید کر دیے گئے ہیں۔ اب اُٹھو اور ان کو دفن کرو۔ پس وہ میدانِ کربلا میں آئے اور امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کو دفن کیا۔

لیکن ان کے لیے ایک مسئلہ پیدا ہوا۔ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ لاشہ کس کا ہے اور وہ کس کا ہے۔

اچانک انھوں نے ایک سوار کو دیکھا جو ان کے پاس آ کر رُک گیا۔ اُس نے سوال کیا تم یہاں کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا: وہ ان لاشوں کو دفن کرنے کے لیے آئے ہیں۔ لیکن وہ ان کو تمیز نہیں دے سکتے۔ کون سا لاشہ کس کا ہے۔

اس سوار نے جب ان کی بات سنی تو نالہ و فریاد بلند کیا اور کہا: اے میرے بابا! کاش آپؑ زندہ ہوتے، آپؑ دیکھتے کس طرح ان لوگوں نے مجھے اسیر بنایا اور رسوا کیا۔ آپؑ گھوڑے سے اترے اور فرمایا: میں تمہاری رہنمائی کروں گا۔ آپؑ نے شہداء کے درمیان نگاہ فرمائی۔ آپؑ کی نظر سید الشہداءؑ پر پڑی تو آپؑ فوراً اپنے باباؑ کے مبارک جسم پر گئے اور اپنے باباؑ کے بغل میں ہاتھ ڈالے اور عرض کیا:

باباؑ! آپؑ کی شہادت سے تیرا دشمن خوش ہوا ہے، اب بنو اُمیہ جشنِ عید منا رہے ہیں۔

اے بابا جانؑ! آپؑ کے جانے کے بعد ہمارا حزن و اندوہ طولانی ہو گیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

تذکرۃ الشہداء، ص ۲۸۵ میں روایت ہے، آپؑ کے گلوئے بریدہ سے آواز آرہی تھی جس کو فارسی شاعر نے نظم کیا۔

خوش آمدی کہ چہ مشتاق دیدنت بودم
ہمیشہ شائق در بر کشید نت بودم
لب سوال بدرگاہ دوست باز مکن
بہ کشتہ پدر شکست نماز مکن

"اے میرے بیٹے! خوش آمدید میں تیرے دیدار کا مشتاق تھا۔
مجھے معلوم ہے کہ تمہیں اسیر بنا لیا گیا ہے۔ اب میرے بیٹے!
میرا تم پر صرف ایک سوال ہے۔ اب اپنے بے کس بابا پر نماز
جنازہ پڑھ لو"۔

ایک اور روایت میں ہے: پیغمبرؐ نے آپؑ کا گلوئے بُریدہ تھاما۔ امام علیؑ نے آپؑ کی کمر میں اپنا ہاتھ ڈالا اور امام حسنؑ نے آپؑ کے پاؤں مبارک کو تھام کر قبر میں اُتارا اور آپؑ کو دفن کیا۔ امام زین العابدینؑ نے ہر شہید کا تعارف کرایا۔ اس طرح تمام شہداء دفن کیے گئے۔

پھر آپ حضرت عباسؑ کے مبارک جسم کی طرف آئے اور آپؑ ان کے لاشے پر جھکے اور گریہ کیا اور فرمایا:

یَا عَمَّاهُ لَیْتَكَ تَنْظُرُ حَالَ الْحَرَمِ وَالْبَنَاتِ وَهُنَّ یُنَادِیْنَ وَاعَطْشَاهُ وَاغُرْبَتَاهُ

"اے چچا جان! کاش آپؑ ہوتے اور اہلِ حرم اور چھوٹے بچوں کے ہائے پیاس، ہائے غربت، کے دردناک آوازوں کو سنتے۔ پس وہاں آپؑ نے ایک قبر بنوائی اور انھیں دفن فرمایا۔

Presented by Ziaraat.Com

پھر آپؑ انصار کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایک اجتماعی قبر بنوائی گئی۔ اس میں تمام اصحاب کو دفن کیا گیا۔ (تذکرۃ الشہداء، ص ۲۲۸۔ آپ کا جسم مبارک زخموں سے چور چور تھا اس لیے آپ کو جہاں آپؑ تھے وہیں دفن کر دیا گیا)

جناب حبیب بن مظاہرؑ کو ایک علیحدہ مقام پر دفن کیا گیا کیونکہ ان کے کچھ چچازاد بھائی انھیں علیحدہ لے گئے اور دفن کر دیا۔ جب یہاں سے فراغت ہوئی تو آپ نے ان تمام لوگوں کو جناب حُر کے لاشے پر لے آئے۔ بنو اسد نے کہا: انھیں وہاں سے اُٹھا کر شہداء کے قریب دفن کریں لیکن امام سجادؑ نے فرمایا: نہیں انھیں یہیں دفن کر دو جہاں اب جناب حُر کا روضہ ہے۔

جب شہداء کے دفن کا کام ختم ہو گیا تو یہ سوار واپس جانے لگا تو بنو اسد نے کہا: اے سوار! ان شہداء کا واسطہ تو یہ بتا تو کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: میں حجت خدا علی بن الحسینؑ ہوں۔ میں یہاں آیا تا کہ اپنے والد، برادران، اقربا اور اصحاب کو دفن کروں۔ اب میں واپس ابن زیاد کے پاس لوٹ جانا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے ان کا شکریہ ادا کیا، وداع کیا اور واپس کوفہ چلے آئے۔

دفن شہداء بطریق دیگر

شاہ عبدالعظیمؑ نے روایت نقل کی ہے۔ بنو اسد جب میدان کربلا میں آئے کہ ان شہداء کو دفن کریں تو انھیں خوف ہوا کہیں ابن زیاد کی طرف سے انھیں کوئی نقصان نہ پہنچے۔ تو انھوں نے کوفہ کے راستے پر اپنے آدمی نگرانی کے لیے چھوڑے اور خود شہداء کے دفن میں مصروف ہو گئے۔ یہ لوگ امام حسینؑ کے مبارک جسم کے پاس آئے کہ انھیں یہاں سے اُٹھائیں لیکن ان کی بسیار کوشش کے باوجود آپ کا مبارک جسم نہ اُٹھ سکا۔

ان کے بزرگ نے کہا: اب یہ ایک راز ہے انھیں رہنے دو۔ پہلے باقی شہداء کو

Presented by Ziaraat.Com

دفن کرو۔ ابھی ان کی یہ گفتگو جاری تھی کہ ایک عرب کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا جو نقاب پوش تھا۔ اس کو دیکھتے ہی یہ اِدھر اُدھر ہو گئے۔

انھوں نے دیکھا کہ وہ سوار اپنی سواری سے اُترا اور امام حسینؑ کے جسم کی طرف رُخ کیا اور جب ان کے قریب گئے تو اپنے آپؑ کو ان پر گرا دیا اور ان کے بوسے لینے شروع کیے۔

پھر آپؑ نے ان لوگوں سے پوچھا: تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم اِدھر چکر لگانے کے لیے آئے تھے۔ سوار نے کہا: یہ بات نہیں ہے۔ تو انھوں نے کہا: ہاں سچ یہ ہے، ہم ان ابدان کو دفن کرنے کے لیے آئے ہیں۔ ابھی ہم اس سلسلہ کی بات کر رہے تھے کہ آپؑ آگئے۔

تو اُس عرب نے ایک خط کھینچا اور فرمایا: اس جگہ کو کھودو۔ جب جگہ بن گئی تو سترہ شہداء کو اُس میں دفن کیا۔ پھر اس نے ایک اور خط کھینچا اور کہا: اس جگہ کو کھودو۔ جب وہ جگہ بن گئی تو اس میں باقی ابدان کو دفن کیا۔ بعدازیں ایک جسم باقی رہ گیا تو آپؑ نے حکم دیا: اس قبر کے سر کی طرف قبر کھودو۔

جب قبر بن گئی تو بنواسد کہتے ہیں: ہم آگے بڑھے کہ آپؑ کی مدد کریں تو سوار نے روک دیا کہ میں تمہاری مدد کے بغیر انھیں دفن کروں گا۔

ہم نے عرض کیا: اے برادرِ عرب! آپؑ کیسے اکیلے انھیں دفن کریں گے حالانکہ ہم نے مل کر کوشش کی کہ ان کے جسم کو حرکت دیں لیکن ہم سب کی شدید کوشش کے باوجود ان کا جسم نہ ہل سکا۔ آپؑ تو اکیلے ہیں؟

سوار نے جب یہ سنا تو زور زور سے رونے لگا اور فرمایا:

میرے ساتھ کوئی ہے جو میری مدد کر رہا ہے۔ اس اثناء میں اس جسم کے نیچے دو ہاتھ ظاہر ہوئے:

Presented by Ziaraat.Com

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ

راوی کہتا ہے: آپؑ نے اکیلے سید الشہداءؑ کے جسدِ مبارک کو اٹھایا اور ہم میں سے کوئی ایک ان کے اس کام میں شریک نہ ہوا۔ ہم نے دیکھا اس سوار نے اپنے رخسارے سید الشہداءؑ کے گلوئے مبارک پر رکھ کر خوب گریہ کیا اور کہا:

وہ زمین کتنی خوش قسمت ہے جس کے اندر آپؑ کا جسدِ مبارک دفن ہو رہا ہے۔

اَمَّا الدُّنْیَا فَبَعْدَكَ مُظْلِمَةٌ وَالْاٰخِرَةُ بِنُوْرِكَ مُشْرِقَةٌ اَمَّا الْحُزْنُ مَسَرْمَدٌ وَاَمَّا اللَّیْلُ فَمُسَهَّدٌ حَتّٰی یَخْتَارَ اللّٰهُ لِاَهْلِ بَیْتِكَ دَارَكَ الَّتِیْ اَنْتَ مُقِیْمٌ بِهَا وَعَلَیْكَ مِنِّی السَّلَامُ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

"تمہارے بعد یہ دنیا ہم پر تاریک ہوگئی ہے اور ہماری آخرت تمہارے نور سے روشن ہوگئی ہے، ہمارے مصائب و آلام طولانی ہوگئے ہیں۔ اب راتوں کا سونا ختم ہوگیا ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کے اہلِ بیتؑ کے لیے اس گھر کا انتخاب کرے جس میں آپؑ مقیم ہیں۔ اے فرزندِ رسولؐ اللہ! آپؑ پر ہمارے سلام ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت نازل ہو"۔

اس سوار نے اینٹوں سے لحد کو بند کیا اور پھر مٹی ڈالی اور قبر تیار کی۔ اور قبر کے اُوپر اپنی انگلیوں کے ساتھ خط کھینچا۔ بعض صالحین کی روایت کے مطابق قبر کے اُوپر لکھا: "یہ قبر حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ کی ہے کہ جس کو پیاسا شہید کیا گیا اور حالتِ مسافرت میں ذبح کیا گیا"۔

Presented by Ziaraat.Com

پھر وہ سوار ہماری طرف متوجہ ہوا اور فرمایا: کیا اب کوئی اور شہید بھی ہے جس کو دفن کرنا ہے۔ تو ہم نے کہا: جی ہاں ایک بہادر و مبارز سدِ آب کے قریب ہیں اور ان کے اردگرد دو اور شہید بھی پڑے ہوئے ہیں۔

سوار نے فرمایا: پھر اُدھر چلیے۔ جب وہ اس لاشے کے قریب گئے تو اپنے آپ کو ان پر گرا دیا اور ان کے بوسے لیے اور فرمایا: اے قمرِ بنی ہاشم! تمہارے جانے کے بعد دنیا پر خاک، تم پر سلام ہو کہ تم نے اللہ کی رضا میں شہادت کو قبول کیا اور مصائب پر صبر کیا۔

آپؑ نے فرمایا: یہاں قبر بناؤ، ہم نے قبر بنائی اور آپؑ نے انھیں بھی اکیلے دفن کیا اور یہ فرمایا: ان دو شہیدوں کو بھی ان کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ جیسے انھوں نے کہا: ہم نے ویسے ہی کیا۔ پھر وہ سوار اپنے گھوڑے پر سوار ہوا، ہم نے چاہا ان سے پوچھیں، ہمارے پوچھنے سے پہلے انھوں نے فرمایا: آپ لوگوں نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے، یہ وہ قبر ہے جو امام حسینؑ کی ہے اور وہ اجتماعی قبر اہلِ بیتؑ رسول کی ہے اور وہ قبر جو سید الشہداءؑ کے پائین ہے وہ علی اکبرؑ کی قبر ہے اور دوسری بڑی قبر اصحابِ حسینؑ کی ہے۔ وہ قبر جو سر شریف کے بالائی طرف کچھ فاصلے پر ہے حبیب بن مظاہرؓ کی ہے اور وہ قبر جو سدِ آب کے قریب ہے، وہ حضرت عباسؑ کی ہے اور ان کے نزدیک پہلو میں جو دو نفر دفن ہیں وہ امیر المومنینؑ کی اولاد ہیں۔

جب کوئی تم سے سوال کرے تو انھیں آگاہ کرنا۔ پھر ہم نے سوال کیا۔ آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں علی بن الحسینؑ ہوں۔ ہم نے کہا: اچھا آپ علی بن الحسینؑ ہیں تو آپؑ اسی وقت ہماری نظروں سے غائب ہو گئے۔

دفن شہداء بطریق دیگر

تذکرہ شہداء، ص ۲۸۵ کی روایت کے مطابق بنواسد ایک ایک لاشے کو اُٹھا

Presented by Ziaraat.Com

لاتے اور وہ سوار فرماتے: یہ فلاں شہید ہے، یہ فلاں شہید ہے۔ جو پہلا لاشہ لایا گیا وہ حضرت علی اکبرؑ کا لاشہ تھا، ان کے بعد حضرت قاسمؑ کا لاشہ لایا گیا۔ ان کے بعد حضرت علی اصغرؑ کا لاشہ لایا گیا، آپؑ نے حضرت علی اصغرؑ کے لاشے کو اپنے ہاتھوں پر لیا، بوسہ دیا اور فرمایا:

علی اصغر بے شیر سرور دین است
شگافتہ از ضرب ناوک کین است

آپؑ نے اس ترتیب سے تمام شہداء کو دفن کیا اور جب اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے تو بنواسد ان سے لپٹ گئے اور آپؑ کے دامن کو پکڑ لیا اور کہا: اس بدنِ مبارک کا واسطہ آپؑ کون ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا:

أَنَا حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ أَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ جِئْتُ اُوَارِيْ جُثَّةَ اَبِيْ وَمَنْ مَعَهُ وَالْآنَ أَنَا رَاجِعٌ اِلٰى سِجْنِ ابْنِ زِيَادٍ

"میں حجتِ خدا علی بن الحسینؑ ہوں، میں کوفہ سے آیا ہوں کہ ان شہداءؑ کو دفن کروں، اب میں واپس ابن زیاد کے زندان کی طرف جا رہا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: امامؑ کے جسم کو صرف امامؑ ہی دفن کر سکتا ہے، اس لیے میں خود کوفہ سے آیا، اب واپس رہا ہوں"۔

تذکرۃ الشہداء، ص ۳۸۹ میں یہ روایت موجود ہے۔ بارہ محرم کی شب اسیرانِ آلِ محمدؐ کوفہ کے قریب پہنچے تو انھیں کوفہ سے باہر روک دیا گیا۔ کیونکہ ابن زیاد نے حکم دیا تھا کہ کوفہ کو سجایا جائے اور شہر کی آئینہ بندی کی جائے اور لوگوں سے کہا جائے وہ فتح کا جشن منائیں کیونکہ کل اسیرانِ آلِ محمدؐ اس شہر میں لائے جائیں گے۔

روایت کے مطابق آلِ احمدؐ کو اونٹوں پر سوار کیا گیا اور کوفہ لایا گیا۔ سہیل بن

Presented by Ziaraat.Com

عریف ملعون اُونٹوں کو دوڑانے کے لیے ان کے اجسام میں لوہے کی میخ زور سے مارتا تو اُونٹ دوڑنے لگتے، مستورات اور بچے گر پڑتے۔ مختار ثقفی نے اپنے دورِ حکومت میں اس ملعون کے ہاتھوں اور پاؤں کو قطع کروا کر تیل کے کھولتے ہوئے کڑاہا میں ڈلوایا۔ یوں یہ لعین واصلِ جہنم ہوا۔

جب ۱۲ محرم کی صبح ہوئی تو شہر کوفہ میں جشنِ عید کا سماں تھا۔ شہر کی آئینہ بندی کی گئی تھی، ہر شخص فاخرہ لباس میں ملبوس تھا۔ ڈھول طبل بج رہے تھے۔ لوگ آلِ محمدؐ کے قیدیوں کا تماشا دیکھنے کے لیے بازار میں آ چکے تھے۔

جذیلہ اسدی کہتا ہے:

رَأَیْتُ اَهْلَ الْبَیْتِ مُهَتَّکَاتِ الْجُیُوْبِ مُخَمَّشَاتِ الْوُجُوْهَ یَلْطُمْنَ الْخُدُوْدِ دَاخِلَاتِ اِلَی الْکُوْفَةِ وَرَأَیْتُ عَلِی بْنِ الْحُسَیْنِ یَبْکِی لِسُوْءِحَالِهٖ وَفَقْدِ رِجَالِهٖ

''میں نے دیکھا اہلِ بیت رسولؐ کی مستورات اس حال میں کوفہ داخل ہوئیں کہ ان کے گریبان چاک تھے اور اپنے چہروں پر طمانچے مار رہی تھیں، حضرت امام سجادؑ اپنی اسیری اور اپنے جوانوں کی شہادت پر گریہ کناں تھے''۔

Presented by Ziaraat.Com

اہلِ بیتؑ نبوت کوفہ میں ①②

جلاء العیون، ص ۵۹۳ از سید بن طاؤس (لہوف، مترجم، ص ۱۴۳) کی روایت کے مطابق جب اہلِ بیت رسالت علیہم السلام کوفہ کے نزدیک پہنچے تو اہلِ کوفہ تماشا دیکھنے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ کوفہ کی کسی عورت نے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟

اہلِ بیت رسولؐ نے فرمایا: ہم اسیرانِ آلِ محمدؐ ہیں۔

جب اُس نے غور سے دیکھا تو پہچان گئی۔ وہ فوراً اپنے گھر گئی اور گھر سے چادریں لے آئی اور مستورات آلِ محمدؐ کو پیش کیں۔ خواتین نے ان چادروں سے اپنا پردہ بنایا۔ جب یہ قافلہ کوفہ داخل ہوا تو کوفیوں نے حضرت امام زین العابدینؑ کو دیکھا تو ان کی چیخیں نکل گئیں۔ اس وقت آپؑ نہایت کمزور اور لاغر ہو چکے تھے اور آپ کے دستِ مبارک زنجیر سے پس گردن بندھے ہوئے تھے اور مخدراتِ عصمت و طہارت بے پالان و کجاوہ اُونٹوں پر سوار تھیں۔ جب کوفیوں کے نالہ و فریاد کی آوازیں بلند ہوئیں تو امام سجادؑ نے فرمایا: ہمیں قتل کر کے اب گریہ و زاری کرتے ہو؟

بشیر بن حزیم اسدی کا بیان ہے: اس وقت حضرت زینب بنت علیؑ نے اشارہ فرمایا: سب خاموش ہو جاؤ، آپؑ کے اشارہ کرنے سے ہر طرف سناٹا چھا گیا۔

① تذکرۃ الشہداء، ص ۳۸۸، بعض روایات میں ہے کہ ورود کوفہ گیارہ محرم کو ہے، یہ قول محال ہے۔ گیارہ محرم بعد از ظہر تک عمر بن سعد کربلا میں موجود تھا۔ وہ اس وقت اپنے مقتولین کے دفن کرنے میں مصروف رہا تھا۔ کربلا سے کوفہ کا راستہ ۱۲ فرسخ ہے جو چالیس کلومیٹر بنتا ہے۔ یہ قول محال ہے کہ بعد از ظہر روانگی کربلا ہو اور اُسی روز ورود کوفہ ہو۔

② تاریخ، ج ۳، ص ۳۵۔ مقتل، ص ۵۱۵۔ لہوف، مترجم، ص ۱۴۳۔ مقتل خوارزمی، ج ۲، ص ۴۰۔ نفس المہموم، ص ۳۹۲۔ بحار، ج ۴۵، ص ۱۰۸۔ محرق القلوب فراقی، ص ۲۹۳۔ چہ گزشت در کربلا، نامی کتاب، ص ۵۰۱۔ مقتل مقرم، ص ۳۰۰۔ منتہی الآمال، ص ۳۰۶۔ جلاء العیون، ص ۵۹۳

Presented by Ziaraat.Com

عقیلہ قریش نے ایک نہایت ہی فصیح و بلیغ خطبہ دیا۔ ایسا گمان ہوتا تھا جیسے امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ خطبہ دے رہے ہوں......الخ۔

ناسخ نے ج۳، ص ۳۵ پر روضۃ الاحباب کی روایت پیش کی ہے: جب ابن زیاد ملعون کو خبر ملی کہ اسیرانِ اہلِ بیتؑ کوفہ کے قریب پہنچ چکے ہیں تو اُس نے شہر کے پاسبانوں کو حکم دیا کہ اعلان کردو کہ جس وقت اسیرانِ اہلِ بیتؑ کوفہ داخل ہوں تو اُس وقت کسی شخص کو اسلحہ اُٹھانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس کے علاوہ شاہراہوں پر دس ہزار نفر سوار و پیادہ مقرر کر دیے کہ وہ بازاروں میں گشت کریں کہ کہیں اہلِ بیتؑ کے شیعہ فتنہ نہ کھڑا کر دیں۔

شہداء کے سر تو کوفہ پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ ابن زیاد نے کہا: ان سروں کو اسیرانِ اہلِ بیتؑ کے قافلہ کے پاس لے جائیں اور نوکِ سنان پر نصب کر کے اسیران کے ساتھ کوفہ میں داخل ہوں۔ آخرکار یہی ہوا کہ اسیرانِ اہلِ بیتؑ کے آگے آگے شہداء کے سر نیزوں پر بلند تھے۔ اسی حالت میں انھیں بازاروں میں پھرایا گیا تاکہ لوگوں میں خوف و ہراس پیدا ہو اور حکومت کی مخالفت نہ کریں۔

جب لوگوں کے علم میں آیا کہ اسیرانِ اہلِ بیتؑ کوفہ کے باہر موجود ہیں تو لوگ تماشا دیکھنے کے لیے اپنے بچوں سمیت کوفہ سے باہر آگئے۔ اپنے بچوں کے لیے روٹی، خرما اور دوسری اشیائے خوردنی بھی ساتھ لے آئے کہ ممکن ہے یہ تماشا وقتِ مغرب تک چلا جائے۔ اگر اس دوران بچوں کو بھوک لگے تو ان کے لیے کوئی پریشانی نہ ہو۔ لیکن جب ان لوگوں نے آلِ محمدؐ کی حالت دیکھی تو ان کی چیخیں بلند ہوئیں۔ ہائے وائے کی پُرزور صدائیں بلند ہوئیں، ابن زیاد کے لشکر کے سپاہی وہ بھی اپنے کردہ گناہ پر نادم ہو کر گریہ کر رہے تھے۔ کوفیوں کی اس حالت کو دیکھ کر نحیف آواز کے ساتھ امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

Presented by Ziaraat.Com

أَتَنُوحُونَ وَتَبْكُونَ لِأَجْلِنَا؟ فَمَنْ قَتَلَنَا؟

"کیا تم لوگ ہم پر نوحہ کرتے ہو اور روتے ہو؟ پھر یہ بتاؤ ہمارا قاتل کون ہے؟"...... مرحوم۔

تذکرۃ الشہداء ص ۳۹۷ میں اسفرائینی کی روایت ہے: جب لوگوں کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں تو حضرت اُم کلثومؑ نے فرمایا: غُضُّوا اَبْصَارَكُمْ "اپنی آنکھوں کو بند کرو، ہماری طرف مت دیکھو"۔

جب آلِ محمدؐ کی خواتین نے جناب اُم کلثومؑ کی آواز سنی تو سب نے دختۂ نالہ و فریاد کی آوازیں بلند کیں...... مرحوم۔

قمقام ص ۵۱۵ کے مطابق اسیرانِ آلِ محمدؐ کو بے کجاوہ و بے پالان اونٹوں پر سوار کیا گیا تھا، ان خواتین کے ساتھ جوانوں میں سے حضرت امام سجادؑ (اس وقت ان کی عمر شریف بائیس سال تھی) امام محمد باقرؑ (ان کی عمر شریف چار سال تھی) اور حسن مثنیٰ، زید، عمرو فرزندانِ حضرت امام حسنؑ تھے۔ ان کے علاوہ دو غلام تھے: مرحوم ابن قمامہ اسدی اور حضرت رباب کے غلام عقبہ بن سمعان ان جوانوں کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ مرحوم

سرِ مقدس کا دربارِ کوفہ پر کلام کرنا①

علامہ فراقی نے محرق القلوب ص ۱۶۷ پر ایک روایت بیان کی ہے: جب کوئی شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے سرِ مقدس پر نگاہ کرتا تو آپؑ کی ہیبت و سطوت سے بے ہوش ہو جاتا۔ آپؑ کا سرِ مقدس شہدا کے سروں میں اس طرح روشن تھا جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کے جھرمٹ میں روشنی دیتا ہے۔ آپؑ کے نور سے کوفہ کے در و دیوار روشن تھے۔

① جلاء العیون ص ۲۰۱۔ نفس المہموم ص ۴۰۲۔ مقتل ابی مخنف ص ۸۹، ص ۸۱۔ و روضۃ الشہداء ص ۳۴۱۔ تذکرہ سبط ابن جوزی ص ۲۶۷۔ قمقام ص ۵۱۵۔ ناسخ التواریخ ص ۷۲

Presented by Ziaraat.Com

حضرت زید بن ارقم کا بیان ہے: میں اپنے گھر کے بالائی کمرے میں تھا کہ میں نے اچانک شور وغوغا کی آواز سنی، جونہی میں نے اپنا سر اپنے کمرے سے باہر نکالا تو میں نے دیکھا، نیزوں پر سر ہیں جن کو کچھ لوگ اُٹھائے ہوئے ہیں۔ ان سروں میں سے ایک سر جو آفتاب کی طرح درخشاں تھا اس سے نور ساطع تھا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو وہ امام حسینؑ کا تھا اور میرے کمرے کے بالکل قریب تھا۔ اس کے نور نے میرے کمرے کو منور کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپؑ کے لب متحرک ہوئے۔ میں نے سنا، آپ سورۂ کہف کی تلاوت فرما رہے تھے۔ آخر آپ اس آیت پر پہنچے: أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ''کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ غار اور کتبے والے ہماری قابلِ تعجب نشانیوں میں سے تھے''۔

اس واقعہ کی ہیبت نے مجھے لرزا دیا، میرے جسم کے بال کھڑے ہو گئے۔ میں نے کہا: جی ہاں! اے فرزند رسولؐ! تیرا امر غریب تر و عجیب تر ہے۔

ایک اور شخص کا بیان ہے: میں نے دیکھا: کوفہ میں ایک درخت کے ساتھ سید الشہداءؑ کا سر مقدس آویختہ تھا۔ میں نزدیک کھڑا ہوا تھا۔ آپؑ کے مبارک لب سے میں نے سنا: وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ، وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ''یہ گمان مت کر کہ خداوند تعالیٰ ظالمین کے عمل سے غافل ہے۔ بہت جلد ظالم جان لیں گے کہ ان کا ٹھکانہ کہاں ہے''۔ (ناسخ، ج۳، ص۸۴)

کچھ دوسرے لوگوں کا بیان ہے: جب سید الشہداءؑ کا سر بازار کوفہ میں نوک سنان پر بلند تھا تو آپ نے سورۂ کہف کی تلاوت فرمائی۔ آپ اس آیت پر پہنچے: اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ''وہ جوان مرد تھے جو خدا پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کے ایمان اور ہدایت کو اور بڑھا دیا''۔

Presented by Ziaraat.Com

ناسخ، ج ۳، ص ۲۷، مناقب ابن شہر آشوب اور مقتل مقرم، ص ۴۳۳ نے ایک روایت کی ہے: جب سر مبارک کو ایک مارکیٹ میں نصب کیا گیا جہاں لوگوں کی آمدورفت زیادہ تھی اور شور شرابہ بھی تھا۔ امام حسینؑ نے چاہا کہ لوگوں کو اپنے وعظ و نصیحت سے متوجہ کریں تو آپؑ نے تنحنح کیا (گلے کو صاف کرنے کی آواز بلند کی)۔ آپؑ کی اس کیفیت سے لوگ خوف زدہ ہوئے کیونکہ آج تک کٹے ہوئے سر سے ایسی آواز نہیں سنی گئی (مقرم)۔ آپؑ نے سورۂ کہف کی تلاوت شروع کی۔ آخر آپ اس آیت پر پہنچے: اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ، وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا۔

مقتل مقرم، ص ۴۳۳ میں ایک روایت بیان ہوئی ہے۔ ہلال بن معاویہ کا بیان ہے: میں نے ایک آدمی کو سید الشہداء کا سر اُٹھائے ہوئے دیکھا۔ اسی اثنا میں سر مبارک نے اُسی آدمی کے ساتھ تکلم کیا۔ فَرَّقْتَ بَيْنَ رَاْسِىْ وَبَدَنِىْ فَرَّقَ اللّٰهُ بَيْنَ لَحْمِكَ وَعَظْمِكَ وَجَعَلَكَ اٰيَةً وَنَكَالًا لِلْعٰلَمِيْنَ "تو نے میرے سر اور بدن کے درمیان جدائی ڈالی ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرے گوشت اور ہڈیوں کے درمیان جدائی ڈالے، تجھے رُسوا کرے اور تجھے عالمین کے لیے درسِ عبرت بنائے"۔ اس ملعون نے تازیانہ لیا اور سرِ مقدس پر ضربات لگانی شروع کیں، مبارک سر خاموش ہوگیا۔

سلمہ بن کہیل کا بیان ہے کہ سرِ مقدس نوکِ سنان پر تھا۔ میں نے سنا آپؑ نے فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ کی قرأت فرمائی۔

قصہ ابن وکیدہ

مقتل مقرم، ص ۴۳۳، مہیج الاحزان، ص ۲۷۶ اور ناسخ، ج ۳، ص ۴۷ ان احباب نے شرح شافیہ اور کتاب "تظلم الزہرا" سے روایت کی ہے: حارث بن وکیدہ کا بیان ہے کہ جب سر مبارک سے میں نے سورۂ مبارکہ کہف کی قرأت سنی تو میں حیرت

Presented by Ziaraat.Com

کے سمندر میں ڈوب گیا۔ مجھے تردد ہوا کیا یہ سرامام حسینؑ کا ہے؟ ابھی میں اس حال میں تھا کہ سر مقدس گویا ہوا اور میں نے سنا کہ آپؑ فرما رہے تھے:

يَا ابْنَ وَكِيدَةَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا مَعَاشِرَ الْأَئِمَّةِ أَحْيَاءٌ عِنْدَ
رَبِّنَا نُرْزَقُ؟ (مخ الاحزان)

"اے ابن وکیدہ کیا تو نہیں جانتا ہم آئمہ ہدایت وفرزندان رسولؐ اللہ بارگاہ ربوبیت میں زندہ ہیں اور رزق کھاتے ہیں۔ ہم ہرگز مردہ نہیں ہیں"۔

جب میں نے یہ کلمات سے تو اپنے دل میں کہا کوئی ایسی تجویز ہو کہ میں اس سر کو ان کافروں سے چھین لوں اور کہیں چھپا دوں۔ تو آپؑ نے پھر آواز دی:

يَا ابْنَ وَكِيدَةَ لَيْسَ لَكَ إِلَى ذٰلِكَ سَبِيلٌ سَفْكُهُمْ دَمِي
أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالَى مِنْ تَسْيِيرِهِمْ إِيَّايَ فَذَرْهُمْ فَسَوْفَ
يَعْلَمُونَ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ

"اے ابن وکیدہ یہ کام مت کر ان کا میرا قتل کرنا اللہ کی بارگاہ میں اس سے بڑھ کر ہے۔ یہ لوگ میرے سر کو کوچہ و بازار میں پھرا رہے ہیں۔ ان کو اپنے حال پر چھوڑ، یہ بہت جلد کیفر کردار تک پہنچیں گے (وہ وقت قریب ہے) جب ان کی گردنوں میں آہنی طوق و زنجیر ڈالے جائیں گے اور پھر انہیں جہنم میں کھینچا جائے گا"۔

اشعار جوہری

گہ اندر دیر مہمانش کنند　　گہ ز کین سنگ بارانش کنند
گہ گذارندش نہادی زیر تخت　　گہ بیاویزند بالای درخت

Presented by Ziaraat.Com

گاہ اندر کوچہ ھای شہر شام	میزندش سنگ کین از پشت بام
باید این سر باوف و چنگ و رُباب	گردد آخر زینت بزم شراب
عاقبت از چوب بیداد یزید	برلب او صدمہ ھا خواھد رسید
بگذر اے ذاکرا تو از این گفتگو	بیش از ایں از خواری ایں سر مگو

”اُمت نے سید الشہداء کے سر مبارک کی کتنی بے حُرمتی کی، کوئی ایک مقام ہو تو بیان کیا جائے۔ اے سر مبارک! کبھی تو راہب کے دیر میں مہمان رہا تو کبھی تجھے درخت پر لٹکایا گیا۔ کبھی شام کے گلی و بازار تھے اور تو نوک سنان پر تھا اور شامی اپنی چھتوں سے تجھ پر پتھر برساتے تھے۔ اے سر مقدس! تجھے چنگ و رباب کے ساتھ یزید ملعون کی محفل شراب میں لایا گیا۔ آخر کار چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا اے سر مقدس! تو طشت میں تھا اور یزید ملعون اپنی چھڑی آپؑ کے ہونٹوں پر مار رہا تھا۔ اے ذاکرِ حسینؑ! تو حسینؑ سید الشہداء کے کتنے مصائب پڑھے گا جتنے بھی پڑھے پھر بھی کم ہیں“۔

سہل کی ایک کوفی سے گفتگو

ناسخ، ج۳، ص ۳۶ سہل شہرزوری کا بیان ہے: مَیں جونہی مکہ سے کوفہ پہنچا تو کوفہ کے بازاروں کی آئینہ بندی کو دیکھ کر حیران رہ گیا، جب میری نگاہ لوگوں کے اژدہام پر گئی تو دیکھا کچھ لوگ شاداں وفرحاں ہیں اور زرق و برق لباس میں ملبوس ہیں اور کچھ لوگ حیران و پریشان گریہ کی صورت و کیفیت میں ہیں۔

میری نگاہ اچانک ایک کہن سال بوڑھے پر پڑی، اس کے قریب گیا تا کہ حالات کی خبر لوں۔ جب میں نے اس پر سوال کیا تو اُس نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک

Presented by Ziaraat.Com

طرف لے گیا اور خوب رویا اور روتے ہوئے کہا: یہ لوگ جو خنداں وفرحاں ہیں۔ یہ ابن زیاد کے لشکر کی فتح کا جشن منا رہے ہیں اور بعض اپنے سپاہیوں کی شکست پر افسردہ خاطر ہیں۔ میں نے پوچھا: کون سا لشکر اور کون سے سپاہی؟ اُس نے کہا: ابن زیاد کا لشکر اور امام حسینؑ کی مٹھی بھر سپاہ۔ اور پھر وہ دھاڑیں مار کر رونے لگا اور پھر اُس نے یہ اشعار پڑھے:

مَرَرْتُ عَلٰی اَبْیَاتِ آلِ مُحَمَّدٍ فَلَمْ اَرَهَا اَمْثَالَهَا یَوْمَ حَلَّتِ

فَلَا یُبْعِدُ اللّٰهُ الدِّیَارَ وَاَهْلَهَا وَاِنْ اَصْبَحَتْ مِنْهُمْ بِرَغْمِی تَخَلَّتِ

"ایک دن میرا آلِ محمدؐ کے گھروں سے گزر ہوا، وہ گھر بھی آباد وشاد تھے اور گھروں والے بھی شاداں وفرحاں تھے۔ ایسے آباد وشاد گھر میں نے کبھی نہیں دیکھے، خداوند تعالیٰ ان گھروں اور ان کے مکینوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے لیکن ہائے انقلاباتِ زمانہ! آج ان گھروں کو ویران کر دیا گیا ہے، گھر والے مارے گئے ہیں"۔

اَلَمْ تَرَ اِنَّ الشَّمْسَ اَضْحَتْ مَرِیْضَةً لِقَتْلِ الْحُسَیْنِ وَالْبِلَادِ اقْشَعَرَّتِ

"کیا تم نے آفتاب کو نہیں دیکھا کہ وہ جب طلوع ہوا تو بے نور طلوع ہوا۔ اس کی یہ حالت امام حسینؑ کی شہادت کی وجہ سے ہوئی"۔

وَکَانُوْا غِیَاثًا ثُمَّ اَضْحَوْا رَزِیَّةً لَقَدْ عَظُمَتْ تِلْکَ الرَّزَایَا وَجَلَّتِ

"حالانکہ فرزندِ رسولؐ اور ان کے اہلِ بیتؑ مسلمانوں اور اسلام کے ناصر تھے۔ اب ان کا قتل اہلِ اسلام کے لیے ایک بہت بڑی مصیبت بن گیا ہے"۔

Presented by Ziaraat.Com

اَلَم تَرَ اِنَّ البَدرَ اَضحٰی مُمَرَّضًا لِقَتلٰی رَسُولِ اللّٰہِ لَمَّا تَوَلَّتِ

''ارے کیا تم نے نہیں دیکھا چودھویں کے چاند کو گرہن لگ گیا
تھا جب رسولؐ اللہ کے جانے کے بعد اس کی اہل بیتؑ کو شہید
کیا گیا''۔

وَاِنَّ قَتِیلَ الطَّفِّ مِن آلِ ہَاشِمٍ اَذَلَّ رِقَابَ المُسلِمِینَ فَذَلَّتِ

''آگاہ باش! فرات کے کنارے بنو ہاشم کا قتل قیامت تک کے
مسلمانوں کے لیے ننگ وعار کا سبب بن گیا ہے اور اُن پر مظالم
ڈھا کر ہمیشہ کی رسوائی حاصل کرلی ہے''۔

قَتِیلًا حَمَامًا عَلَی القَومِ شُربَۃً وَقَد نَہَلَت مِنہُ الرِّمَاحُ وَعَلَّتِ

''اہل بیت رسولؐ اللہ کے جوانوں کو ایک دفعہ اور یک دم قتل نہیں
کیا گیا بلکہ اس طرح موت انہیں پلائی گئی جس طرح ایک
شدید پیاسے کو پانی قطروں کی صورت میں پلایا جاتا ہے۔ پہلے
نیزوں سے مارا گیا پھر تیروں سے پھر تلواروں سے۔ ان
کافروں سے جتنے ظلم ہوسکتے تھے کرتے رہے''۔

فَلَیتَ الَّذِی اَہوٰی اِلَیہِ بِسَیفِہٖ اَصَابَ بِہٖ یُمنٰی یَدَیہِ فَشَلَّتِ

''اے کاش! جب شمشیر قاتل کے دائیں ہاتھ میں فرزند رسولؐ
کے قتل کے لیے آئی تھی وہ ہاتھ شل ہوجاتا وہ قتل سے بچ
جاتے''۔

سہل کہتا ہے: اب وہ بوڑھا بات مکمل نہ کرپایا تھا بگل بجنے لگے، فوجی پرچم سامنے نمودار ہوئے، شہداء کے سر نیزوں پر سوار تھے اور ان کے پیچھے اسیران اہل بیتؑ بے کجاوہ اُونٹوں پر سوار تھے اور کچھ جوان تھے، جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے ساتھ

Presented by Ziaraat.Com

ساتھ چل رہے تھے۔

اس صورت میں یہ قافلہ کوفہ کے دروازے پر پہنچا۔ کوفہ کی مستورات اپنے مکانوں کی چھتوں پر سوار تماشا دیکھنے کی منتظر تھیں۔ جب آلِ محمدؐ کے اسیروں کا قافلہ ان کے نزدیک پہنچا تو ایک عورت نے بالائے بام آواز دی: مِنْ اَیِّ الْاُسَارٰی اَنْتُنَّ "تم کس قبیلے کے قیدی ہو؟" اِدھر سے آواز آئی: نَحْنُ اُسَارٰی آلِ مُحَمَّدٍ "ہم اسیرانِ آلِ محمدؐ ہیں"۔ جب اس عورت نے سنا تو فوراً اُتری اور اپنے گھر سے لباس، مقنعے اور چادریں لے آئی اور اہلِ بیتؑ کے حوالے کیے۔

حیات الحسین، ج ۳، ص ۳۲۲ کی روایت کے مطابق ایک دوسری عورت اپنے گھر گئی، طعام اور کھجور لے آئی اور بچوں میں تقسیم کیں۔ جناب اُم کلثومؑ نے فرمایا: ہم اہلِ بیتؑ ہیں، ہم پر صدقہ حرام ہے۔ جب بچوں نے اپنی پھوپھی کی آواز سنی تو اپنے منہ سے کھجوریں نکال کر باہر پھینک دیں اور ساتھ کہا: پھوپھی فرماتی ہیں: ہم پر صدقہ حرام ہے۔

عقیلۂ قریش حضرت زینبؑ کا کوفہ میں تاریخی خطاب

تاریخ، ج ۳، ص ۳۸ میں بشیر بن خویم راوی ہیں: علیؑ کی بیٹی کا وہ عظیم و تاریخی و انقلابی خطاب جو انھوں نے کوفہ والوں سے کیا آج تک میں نے اس جیسا فصیح و بلیغ بیان کبھی نہ سنا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی زبان امامت گویا ہے۔

سب سے پہلے ثانیٔ زہراء عقیلۂ قریش زینبؑ کبریٰ نے لوگوں کو خاموش ہوجانے کی تاکید کی۔ علیؑ کی بیٹی کے ایک اشارے پر ہر طرف پُر ہجوم بازار میں سناٹا چھا گیا، سانسوں کی آمد و رفت ٹھہر گئی، اُونٹوں کے گلے کی گھنٹیاں بھی جام ہوگئیں۔ جب کوفہ کے بازار کے انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر برف کی طرح منجمد ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

ثانیٔ زہراء کے خطاب سننے کی ہر طرف آمادگی ہوئی تو رسیوں اور زنجیروں میں جکڑی ہوئی رسولؐ زادی نے خطاب فرمایا۔ جس میں اپنی خاندانی عظمتوں کا اظہار کیا، اپنے مقدس مشن کے موقف کی تشریح وتوضیح کی اور بنی امیہ کی اسلام دشمنی کو آشکار کر دیا۔

عقیلہ قریش کے خطاب کا متن

سب سے پہلے آپؑ نے خداوند تعالیٰ کی حمد وثنا فرمائی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا، پھر یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ يَا أَهْلَ الْخَتْلِ وَالْغَدْرِ
وَالْخَذْلِ، أَلَا فَلَا رَقَأَتِ الْعَبْرَةُ وَلَا هَدَأَتِ الزَّفْرَةُ ، إِنَّمَا
مَثَلُكُمْ كَمَثَلِ الَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا
تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ ، هَلْ فِيكُمْ إِلَّا الصَّلَفُ
وَالْعُجْبُ وَالشَّنَفُ وَالْكَذِبُ وَمَلَقُ الْإِمَاءِ وَغَمْزُ الْأَعْدَاءِ
، أَوْ كَمَرْعًى عَلَى دِمْنَةٍ كَفِضَّةٍ عَلَى مَلْحُودَةٍ ، أَلَا بِئْسَمَا
قَدَّمَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ سَخِطَ اللهُ عَلَيْكُمْ وَفِي
الْعَذَابِ أَنْتُمْ خَالِدُونَ

أَتَبْكُونَ أَخِي أَجَلْ وَاللهِ فَابْكُوا فَإِنَّكُمْ أَحْرِيَاءُ
"أَحْرَى خ" بِالْبُكَاءِ ، فَابْكُوا كَثِيرًا وَاضْحَكُوا قَلِيلًا
فَقَدْ بُلِيتُمْ بِعَارِهَا، وَمُنِيتُمْ بِشَنَارِهَا ، وَلَنْ تَرْحَضُوهَا
أَبَدًا، وَأَنَّى تَرْحَضُونَ قَتْلَ سَلِيلِ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ ، وَمَعْدِنِ
الرِّسَالَةِ ،وَسَيِّدِ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَلَاذِ حَرْبِكُمْ ،
وَمَعَاذِ حِزْبِكُمْ ، وَمَقَرِّ سِلْمِكُمْ ، وَآسِي كَلْمِكُمْ، وَمَفْزَعِ
نَازِلَتِكُمْ، وَالْمَرْجِعِ إِلَيْهِ عِنْدَ مَقَالَتِكُمْ، وَمَدَرَةِ

Presented by Ziaraat.Com

حُجَجِكُمْ وَمَنَارِ مَحَجَّتِكُمْ
أَلَا سَاءَ مَا قَدَّمَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ ، وَسَاءَ مَا تَزِرُوْنَ لِيَوْمِ بَعْثِكُمْ ، فَتَعْسًا تَعْسًا ، وَنَكْسًا نَكْسًا ، لَقَدْ خَابَ السَّعْيُ، وَتَبَّتِ الْأَيْدِي وَخَسِرَتِ الصَّفْقَةُ ، وَبُؤْتُمْ بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ ، وَضُرِبَتْ عَلَيْكُمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ، أَتَدْرُوْنَ وَيْلَكُمْ أَيَّ كَبِدٍ لِمُحَمَّدٍ فَرَثْتُمْ ، وَأَيَّ عَهْدٍ نَكَثْتُمْ ، وَأَيَّ كَرِيْمَةٍ لَهُ أَبْرَزْتُمْ ، وَأَيَّ حُرْمَةٍ لَهُ هَتَكْتُمْ ، وَأَيَّ دَمٍ لَهُ سَفَكْتُمْ ، لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ، تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ، لَقَدْ جِئْتُمْ بِهَا شَوْهَاءَ ، صَلْعَاءَ ، عَنْقَاءَ ، سَوْدَاءَ ، فَقْمَاءَ ، خَرْقَاءَ كَطِلَاعِ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ ، أَفَعَجِبْتُمْ أَنْ قَطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا ، وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ، فَلَا يَسْتَخِفَّنَّكُمُ الْمَهَلُ فَإِنَّهُ عَزَّوَجَلَّ لَا يَحْفِزُهُ الْبِدَارُ، وَلَا يُخْشٰى عَلَيْهِ فَوْتُ الثَّارِ ، كَلَّا إِنَّ رَبَّكَ لَنَا وَلَهُمْ لَبِالْمِرْصَادِ ، ثُمَّ أَنْشَأَتْ تَقُوْلُ:

ماذا تقولون إذ قال النَّبِيُّ لكم	ماذا صنعتم وأنتم آخر الامم
بأهل بيتي وأولادي وتكرمتي	منهم اسارى ومنهم ضرِّ جوابدم
ما كان ذاك جزائي إذ نصحت لكم	أن تخلفوني بسوءٍ في ذوي رحم
إنِّي لأخشى عليكم أن يحلَّ بكم	مثل العذاب الَّذي أودى على ارم

"حمد پروردگار کے بعد! اے کوفہ کے رہنے والو!

اے وہ لوگ جو مکر وفریب، دھوکہ وجعل کے پیکر اور بے ہودہ

Presented by Ziaraat.Com

گوئی کے عادی ہو، کیا تم لوگ اب ہمارے مصائب و آلام پر گریہ کناں ہو؟ یہ تمہاری آنکھیں کبھی آنسوؤں سے خشک نہ ہونے پائیں، تمہارے یہ اشک و آہ کبھی ختم نہ ہوں۔ تمہاری داستان تو اُس نادان و احمق عورت کی سی ہے جس نے اپنے رشتہ و تعلق کو محکم کرنے کے بعد توڑ ڈالا۔

تم نے بھی ہمارے ساتھ اپنے رشتہ کو مضبوط باندھنے کے بعد توڑ دیا۔ کیا تم میں فتنہ و فساد، خوشامد و خود بینی و نخوت و تکبر کے علاوہ بھی کوئی چیز ہے؟

تم جاہلیت کے اخلاق و صفات کی طرف پلٹ گئے ہو۔ تمہارے کردار میں اب کنیز زادوں کی طرح چاپلوسی اور دشمنانِ دین کے ناز نخرے اُٹھانے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

کیا تم اُس گھاس کی طرح نہیں ہو جو کوڑی کے ڈھیر پر اُگتی ہے۔ یا تم اس کے سوا کچھ نہیں گویا چاندی کی کان مٹی میں چھپی ہوئی ہو۔

آگاہ رہو! اور اچھی طرح سے جان لو! تم نے اپنی طرف ابدی بدبختی کو دعوت دی ہے۔ مطمئن رہو اللہ تعالیٰ کا عذاب پورے شدومد کے ساتھ تم پر آچکا اور تم عذابِ خداوندی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گرفتار ہو چکے ہو۔ (تمہارے ضمیر پر بھی حیرت ہے) ہمیں قتل بھی کرتے ہو اور پھر ہم پر روتے بھی ہو؟ یقیناً بخدا! تمہیں رونا ہی چاہیے۔ اب تم زیادہ روؤ اور کم ہنسو۔

تم نے اپنے لیے ننگ و عار خرید کیا اور اپنے دامن میں ننگ و

Presented by Ziaraat.Com

عار کا پیوند لگایا، ایک ایسا پیوند و دھبہ کہ جس کو اپنے دامن سے دھو ڈالنا تمہارے لیے ہرگز ممکن نہیں۔

اب تم سے کیسے ممکن ہے کہ خاتم النبیینؐ کے خاندان کے قتل کے جرم کو اپنے سے جدا کر سکو۔ وہ خشیرِ جو رسالت کی جان اور عظیم ترین رسالت کے معدن ہیں اور (قتل امام حسینؑ) جو جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ تم نے اُسے شہید کر ڈالا جو تمہارے لیے پناہ اور تمہاری ہدایت کا چراغ تھے۔ جو تمہارے اپنے بچاؤ مصیبت کے طوفانوں میں تمہاری نصرت و سکون کا منبع تھا۔ وہ تمہارے لیے روشنی بخشنے والا چراغ اور تم پر اللہ تعالیٰ کی حجت تھا۔ وہ تمہاری سنتوں کا مرکز و محل ہے۔

جان لو! تمہارا جرم بہت سنگین ہے (خدا کرے) تم خیر و سعادت سے محروم رہو۔ تمہارے ہاتھ ٹوٹ کر گریں۔ اس گناہِ عظیم و شدید نقصان سے دوچار رہو۔ تم نے اپنے آپ کو غضبِ الٰہی کا حق دار ٹھہرایا۔ ذلت و شکست کے تازیانے ہمیشہ ہمیشہ تمہارے سروں پر پڑتے رہیں گے۔ تم نے بدترین کام انجام دیا۔ جس کے باعث خوف ہے کہ آسمانوں میں شگاف پڑ جائیں، زمین پھٹ جائے اور پہاڑ گر پڑیں۔

اے اہلِ کوفہ وائے ہو تم پر۔ کیا تم جانتے ہو کہ تم نے رسولِ خداؐ کے جگر کو زخمی کیا۔ تم نے کس طرح ان کی ہتک حرمت کی؟ کیسے تم نے ان کا خون بہایا؟ کس طرح تم نے ان کے پردۂ حرمت کو پھاڑ ڈالا؟ تم ایک بہت بڑے گناہ اور جرم کے مرتکب

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے ہو؟

پریشان و حیران کن۔ ایسے گناہ جس نے زمین کو بھر دیا۔ جنھوں نے آسمانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اُسے تیرہ و تاریک کر دیا۔ اگر اس غم میں آسمان سے خون برسنے لگے تو کیا تم تعجب کرو گے؟ عذابِ خدا آخرت میں شدید تر اور ذلت آور ہوگا۔ اُس دن کوئی تمہاری مدد کرنے والا نہ ہوگا۔ اب تمہیں اللہ نے اپنے عذاب سے جو مہلت دے دی ہے یہ خیال نہ کرو کہ اُس ذات نے تمہارے گناہوں کو چھوڑتا جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔

اس امر میں اس کو پرواہ نہیں کہ مظلوم کے انتقام میں تاخیر ہو جائے، تاہم پروردگار ہمارے اور ان کے لیے قریب اور گھات میں ہے۔

(پھر آپؑ نے فرمایا) جب پیغمبرؐ بروزِ قیامت تم سے پوچھیں کہ تم آخری اُمت تھے، تم نے میری آل کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ اُن کے جوانوں کو قتل کر دیا تھا اور ان کی خواتین اور بچوں کو اپنا قیدی بنایا تھا۔ بتاؤ اے اہلِ کوفہ! تم اپنے رسول کو کیا جواب دو گے؟ میں نے تم کو وعظ و نصیحت کیا تھا، تم تک اللہ کا دین پہنچایا تھا، تم نے میرے جانے کے بعد میری اہلِ بیتؑ کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا میرے کارِ رسالت کی یہی جزا ہے جو تم نے دی ہے۔ میری رسالت کا اجر میرے اہلِ بیتؑ سے مودت تھی؟ لیکن تم نے عہد کی خلاف ورزی کی، مجھے خوف ہے تم پر

Presented by Ziaraat.Com

عذابِ ارم[1] نازل ہو جائے"۔

بشیر بن حزیم اسدی کا بیان ہے: ثانیٔ زہرا کی تقریر سن کر لوگوں پر جو کیفیت طاری ہوئی خدا کی قسم! میں نے ایسی حالت کبھی نہ دیکھی تھی۔ ہر شخص حیرت زدہ، اپنے کیے پر نادم، انگشت بدنداں نظر آ رہا تھا اور سب کی آنکھیں اشک ریز تھیں۔ میں نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو ایک طرف کھڑا تھا۔ روتے روتے اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی اور وہ آہیں بھرتا ہوا یوں کہہ رہا تھا:

بِاَبِیْ وَاُمِّیْ کُهُوْلُهُمْ خَیْرُ الْکُهُوْلِ وَشَبَابُهُمْ خَیْرُ شَبَابٍ
وَنِسَاؤُهُمْ نَسْلٌ کَرِیْمٌ وَفَضْلُهُمْ فَضْلٌ عَظِیْمٌ

"اے اہلِ بیت رسول اللہ! تمہارے بزرگ عظمت و کردار میں دنیا بھر کے بزرگوں سے افضل ہیں اور تمہارے جوانوں کی شرافت و پاک بازی کائنات کے جوانوں میں کہیں نہیں ملتی۔ تمہاری خواتین عفت و پاک دامنی میں دنیائے بشریت کی تمام مستورات میں ممتاز مقام رکھتی ہیں (تاریخ)۔ اور تمہاری پاک و پاکیزہ نسل کا قیاس دنیا کی کسی نسل و خاندان سے نہیں ہو سکتا۔ دنیا کی کوئی طاقت ان عظمتوں پر پردہ ڈال کر ان کی نورانی اثر آفرینی ختم نہیں کر سکتی"۔

کُهُوْلُهُمْ خَیْرُ الْکُهُوْلِ وَنَسْلُهُمْ اِذَا عُدَّ نَسْلٌ لَا یَبُوْرُ وَلَا یُخْزٰی

---

[1] ارم: ایک باغ تھا جس میں شداد نے اپنی بہشت بنائی تھی، اس کی تعمیر میں تیس سال لگے، اس کی تعمیرات میں سونا، چاندی، زبرجد، یاقوت کا استعمال ہوا تھا۔ اس میں ہر قسم کے درخت لگائے گئے تھے۔ جب کام مکمل ہوا تو شداد نے اپنے اُمرا کو ساتھ لیا کہ وہ اپنی جنت کو دیکھیں ابھی ایک دن اور رات کا فاصلہ باقی تھا، آسمان سے ایک آواز آئی اور سب ہلاک ہو گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

امام سجاد علیہ السلام نے اپنی پھوپھی سے فرمایا: اے پھوپھی جان! ان کے لیے اتنا ہی کافی ہے اب مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، آپؑ عالمہ غیر معلّمہ ہیں، آپؑ عقیلہ قریش ہیں۔

خطبہ حضرت فاطمہؑ صغریٰ

حضرت زید بن حضرت امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے: کوفہ میں حضرت فاطمہؑ صغریٰ نے خطبہ دیا ہے۔ حضرت فاطمہؑ صغریٰ نے کوفہ میں جو خطاب فرمایا اس کا متن یہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ الرَّمْلِ وَالْحَصٰی (اِلٰی اَن قالت:) اَمَّا بَعْدُ! یَا اَهْلَ الْكُوْفَةِ یَا اَهْلَ الْمَكْرِ وَالْغَدْرِ وَالْخُیَلَا اِنَّا اَهْلُ الْبَیْتِ ابْتَلَانَا اللّٰهُ بِكُمْ وَابْتَلَاكُمْ بِنَا ، فَجَعَلَ بَلَائَنَا حَسَنًا ، وَجَعَلَ عِلْمَهُ عِنْدَنَا ، وَفَهْمَهُ لَدَیْنَا ، فَنَحْنُ عَیْبَةُ عِلْمِهِ وَوِعَاءُ فَهْمِهِ وَحِكْمَتِهِ وَحُجَّتُهُ فِی الْاَرْضِ فِی بِلَادِهِ لِعِبَادِهِ ، اَكْرَمَنَا اللّٰهُ بِكَرَامَتِهِ وَفَضَّلَنَا بِنَبِیِّهِ عَلٰی كَثِیْرٍ مِنْ خَلْقِهِ تَفْضِیْلًا ، فَكَذَّبْتُمُوْنَا ، وَكَفَّرْتُمُوْنَا ، وَرَاَیْتُمْ قِتَالَنَا حَلَالًا وَاَمْوَالَنَا نَهْبًا كَاَنَّا اَوْلَادُ تُرْكٍ اَوْ كَابُلٍ

قَتَلْتُمْ جَدَّنَا بِالْاَمْسِ وَسُیُوْفُكُمْ تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِنَا اَهْلَ الْبَیْتِ، لِحِقْدٍ مُتَقَدِّمٍ، قَرَّتْ بِذٰلِكَ عُیُوْنُكُمْ ، وَفَرِحَتْ قُلُوْبُكُمْ اجْتِرَاءً مِنْكُمْ عَلَی اللّٰهِ ، وَمَكْرًا مَكَرْتُمْ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاكِرِیْنَ، فَلَا تَدْعُوَنَّكُمْ اَنْفُسُكُمْ اِلَی الْجَذَلِ بِمَا اَصَبْتُمْ مِنْ دِمَائِنَا ، وَنَالَتْ اَیْدِیكُمْ مِنْ اَمْوَالِنَا ، فَاِنَّ مَا

Presented by Ziaraat.Com

أَصَابَنَا مِنَ الْمَصَائِبِ الْجَلِيلَةِ ، وَالرَّزَايَا الْعَظِيمَةِ فِي كِتَابِ اللهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيرٌ، لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَى مَافَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ.

تَبًّا لَكُمْ فَانْتَظِرُوا اللَّعْنَةَ وَالْعَذَابَ ، فَكَأَنْ قَدْ حَلَّتْ، (حَلَّ خ) بِكُمْ ، وَتَوَاتَرَتْ مِنَ السَّمَاءِ نَقِمَاتٌ فَيُسْحِتَكُمْ بِمَا كَسَبْتُمْ ، وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ، ثُمَّ تُخَلَّدُونَ فِي الْعَذَابِ الْأَلِيمِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِمَا ظَلَمْتُمُونَا ، أَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ.

وَيْلَكُمْ أَتَدْرُونَ أَيَّةَ يَدٍ طَاعَنَتْنَا (طَاقَتْنَا خ) مِنْكُمْ؟ أَوْ أَيَّةَ نَفْسٍ تَرْغَبُ (نَزَعَتْ خ) إِلَى قِتَالِنَا؟ أَمْ بِأَيَّةِ رِجْلٍ مَشَيْتُمْ إِلَيْنَا؟ تَبْتَغُونَ (تَبْغُونَ خ) مُحَارَبَتَنَا، قَسَتْ قُلُوبُكُمْ، وَغَلُظَتْ أَكْبَادُكُمْ ، وَطُبِعَ عَلَى أَفْئِدَتِكُمْ، وَخُتِمَ عَلَى سَمْعِكُمْ وَبَصَرِكُمْ وَسَوَّلَ لَكُمُ الشَّيْطَانُ وَأَمْلَى لَكُمْ، وَجَعَلَ عَلَى بَصَرِكُمْ غِشَاوَةً فَأَنْتُمْ لَا تَهْتَدُونَ ، تَبًّا لَكُمْ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ كَمْ تِرَاتٍ لِرَسُولِ اللهِ قِبَلَكُمْ ، وَذُحُولٍ لَهُ لَدَيْكُمْ، ثُمَّ غَدَرْتُمْ بِأَخِيهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ جَدِّي وَبَنِيهِ عِتْرَةِ النَّبِيِّ الطَّاهِرِينَ الْأَخْيَارِ

فافتخر بذلك مفتخر فقال:

نحن قتلنا عليًّا وبنى علیّ   بسیوف هندیّة و رماح

وسبینا نسائهم سبی ترک   ونطحناهم وأیّ نطاح

Presented by Ziaraat.Com

فقالت: بفیك أیها القائل الكثكث، ولك الأثلب، افتخرت بقتل قوم زكاهم اللہ وطهرهم وأذهب عنهم الرجس، فاكظم واقع كما أقعى أبوك، وإنما لكل امرء ما قدمت یداه، حسدتمونا ویلا لكم علی ما فضلنا اللہ

فما ذنبنا أن جاش دهرا بحورنا
وبحرك ساج لا یواری الدعامصا

ذلك فضل اللہ یؤتیه من یشاء ومن لم یجعل اللہ له نورا فما له من نور (تاریخ ج ۳، ص ۳۳۔ لہوف مترجم ص ۱۳۹۔ نفس المهموم ص ۳۶۹)

"میں خداوند تعالیٰ کی صحراؤں، ریگستانوں کی ریگ اور کائنات میں بکھرے سنگ ریزوں کی تعداد اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کے تمام اوزان کے برابر حمد وثنا کرتی ہوں۔ میں اُس ذات پر ایمان رکھتی ہوں اور اُس کی واحدانیت کی گواہی دیتی ہوں۔ میں اُس ذات پر بھروسہ رکھتی ہوں اور اس امر پر خدا کو گواہ کرتی ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ اس کے عبد ہیں اور اُس کے رسول ہیں۔

اما بعد اے اہل کوفہ! اے غدارو اور مکارو! اے تکبر وحیلہ کے پرستارو! اللہ تعالیٰ نے ہماری تمہارے ساتھ آزمائش کی ہے اور تمہاری ہمارے ساتھ آزمائش کی ہے۔ ہماری آزمائش کو ہمارے لیے نعمت ابدی قرار دیا ہے۔ اُس ذات نے اپنے علم کو

Presented by Ziaraat.Com

ہمارے ساتھ خاص کر دیا ہے۔ اس نے ہمارے لیے فہم و ادراک کے دریا جاری کر دیے۔ ہم ہی اس کے علم وحکمت کے مخزن ہیں۔ ہم اس کی ذات پر، اس کے شہروں میں، اس کی مخلوق کے لیے حجت ہیں۔ اس نے اپنی کرامت سے ہمیں محترم ومکرم بنایا اور ہم کو اپنے رسول کی برکت سے تمام مخلوقات پر فضیلت و عزت بخشی۔ تم نے ہمیں جھٹلایا، ہمیں کافر سمجھا (اور خود کافر ہوئے) ہم پر قتال کو حلال جانا، ہمیں لوٹا اور ہمیں ترک و کابل کی مانند اسیر بنایا۔ ماضی قریب میں تم نے ہمارے جد بزرگوار کو قتل کیا۔ تمہارے سینوں میں جو کینہ دیرینہ ہے اس کے سبب ہم اہل بیتؑ رسولؐ اللہ کا خون تمہاری تلواروں سے ٹپکتا رہا۔ ہمارے قتل کرنے سے تمہاری خوشیاں دوبالا ہوگئیں۔ دیر نہیں جب تم اپنے انجام کو پہنچو گے، وہ دن آنے والا ہے جس دن اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے درمیان اپنا فیصلہ کرے گا۔ ہماری خونریزی اور لوٹ مار پر جشن نہ مناؤ۔ یہ سب کچھ ہمارے لیے ابدی سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان مصائب کے بدلے ہمیشہ کی سرداری و بزرگواری عطا کی ہے۔ وائے ہو تم پر، اب خدا کی ابدی لعنت اور عذاب کا انتظار کرو، بہت جلد تم پر نازل ہونے والا ہے۔ یہ الٰہی عذاب مسلسل نازل ہوں گے جو تمہیں جہنم وارد کریں گے۔ وہ وقت بھی قریب ہے جب تم اپنی تلواروں سے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹو گے اور آخرت میں دردناک عذاب کے مزے لو گے۔ یہ سب کچھ عوض

Presented by Ziaraat.Com

ہوگا ان مظالم کا، جو تم نے ہم پر ڈھائے ہیں۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔ وائے ہو تم پر، تم نے کن کن ہاتھوں سے نیزے مارے اور تمہارے کس کس آدمی نے ہمیں قتل کیا۔ کن قدموں پر تم چل کر آئے اور ہمارا قتل کیا۔ تمہارے دل پتھر ہو چکے ہیں، تمہارے جگر میں غلاظت بھر چکی ہے۔ تمہارے قلوب پر ابدی بدبختی کی مُہر ثبت ہو چکی ہے۔ تمہیں حق وحقیقت دکھائی دیتا ہے اور نہ اس کی آواز کی طرف متوجہ ہوتے ہو۔ شیطان نے تمہاری بداعمالیوں کو زینت دے کر تمہارے سامنے پیش کر دیا جس کی وجہ سے تمہیں اپنے کیے پر پریشانی نہیں۔ تمہاری آنکھوں پر ضلالت کے دبیز پردے ڈال دیئے گئے، جس کی وجہ سے تمہیں حق و سچ کا راستہ دکھائی نہیں دیتا۔

اے اہل کوفہ! ہلاکت و بربادی تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لے۔ رسالت مآبؐ تم سے کن کن خونوں کا قصاص لیں گے اور تمہارے کن کن مظالم کا انتقام لیں گے؟ اس مکاری و عیاری کا بدلہ لیں گے، جو تم نے میرے جد بزرگوار علی بن ابی طالبؑ کے ساتھ کی یا ان مظالم کا بدلہ لیں گے، جو تم نے رسولؐ اللہ کے بیٹوں پر کیے۔

کتنا بدبخت ہے وہ تمہارا فرد، جس نے ازراہ فخر کہا: ''میں وہ ہوں جس نے علیؑ اور فرزندانِ علیؑ کو ہندی تلواروں سے قتل کیا۔ اور ان کی خواتین کو اسیر بنایا''۔

Presented by Ziaraat.Com

اے فخر کرنے والے تیرے اس منحوس منہ پر خاک! تم لوگ ان لوگوں کو قتل پر فخر کرتے ہو، جن لوگوں کی اللہ نے اپنے قرآن میں تعریف کی ہے اور ہر عیب و خطا سے پاک و پاکیزہ کیا ہے۔ تم اپنے آباؤ اجداد کی طرح کافر ہو، اپنے افعال و کردار پر نظر کرو۔ اپنی عاقبت پر پھوٹ پھوٹ کر روؤ۔ تم کینہ پرور اور حاسد ہو۔ ہماری جلالت و عظمت پر حسد کیا، ہمارے احترام و اکرام پر پیچ و تاب کھانے لگے۔ آگاہ باشید! یہ سب فضل پروردگار ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے جسے نور ہدایت عطا نہیں کیا وہ دنیا و آخرت میں اندھا ہے"۔

جب اس مظلومہ کی پُر جوش خطابت ختم ہوئی تو کوفہ کے در و دیوار سے صدائے نوحہ و گریہ و زاری بلند ہوئی، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوفہ کی سرزمین میں زلزلہ آ گیا ہو۔ ہر شخص کی زبان پر تھا اے دختر عصمت! تو نے اپنے خطاب سے ہمارے قلوب کو خاکستر کر دیا ہے۔ ہمارے سینوں میں آتش حسرت روشن کر دی۔ ہمارے جگر کباب بن گئے ہیں۔ اب بس کرو مزید تاب و برداشت نہیں رہی۔

خطبہ حضرت اُم کلثوم علیہا السلام

سید ابن طاؤس نے لہوف میں ذکر کیا ہے حضرت اُم کلثومؑ نے حضرت فاطمہؑ صغریٰ کے بعد خطبہ دیا، گریہ و زاری بلند کی اور رو رو کر خطبہ دیا:

يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ سَوْءَةً لَكُمْ ، مَا لَكُمْ خَذَلْتُمْ حُسَيْنًا وَقَتَلْتُمُوهُ ، وَانْتَهَبْتُمْ أَمْوَالَهُ وَ وَرِثْتُمُوهُ ، وَسَبَيْتُمْ نِسَاءَهُ وَنَكَبْتُمُوهُ فَتَبًّا لَكُمْ وَسُحْقًا ، وَيْلَكُمْ أَتَدْرُونَ أَيَّ دَوَاهٍ دَهَتْكُمْ؟ وَأَيَّ وِزْرٍ عَلَى ظُهُورِكُمْ حَمَلْتُمْ؟ وَأَيَّ

Presented by Ziaraat.Com

دِمَاءٍ سَفَكْتُمُوْهَا؟ وَأَيَّ كَرِيْمَةٍ أَصَبْتُمُوْهَا؟ وَأَيَّ صِبْيَةٍ سَلَبْتُمُوْهَا؟ وَأَيَّ أَمْوَالٍ انْتَهَبْتُمُوْهَا؟ قَتَلْتُمْ خَيْرَ رِجَالَاتٍ بَعْدَ النَّبِيِّ، وَنُزِعَتِ الرَّحْمَةُ مِنْ قُلُوْبِكُمْ ، أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْفَائِزُوْنَ وَحِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ، ثُمَّ قَالَتْ:

قتلتم أخي صبرًا فويل لأُمّكم ستُجْزَوْنَ نَارًا حرُّهَا يتوقد
سفكتم دماءً حرّم الله سفكها وحرّمها القرآن ثُمَّ محمد
ألا فابشروا بالنَّار إنّكم غدًا لفي سقر حقًّا يقينًا تخلّدوا
وَإنّي لأبكي في حياتي على أخي على خير من بعد النَّبِيّ سيولد
بدمع غزير مستهلّ مكفكف على الخدّ منّي كائِمًا ليس يجمد

"اے اہلِ کوفہ! تمہارا حال و مال بُرا ہو، تم نے میرے برادر حسینؑ کو تن تنہا اکیلا چھوڑ دیا۔ پہلے اُسے قتل کیا، پھر اُس کا مال و متاع لوٹ لیا۔ ان کے مخدراتِ عصمت و طہارت کو اسیر کیا۔ وائے ہو تم پر اور لعنت ہو تم پر کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تم نے کیا ظلم و ستم کیا اور کیسے گناہوں کے انبار اپنی پشت پر لادے اور کیسے کیسے محترم انسانوں کا خون کیا اور حضرت محمدؐ کی بیٹیوں کو محزون و مغموم کیا اور کن بزرگواروں کے اموال کو لوٹا۔ بعد از رسولؐ اللہ تم نے کائنات کی سب سے محترم خلق کو قتل کیا۔ تمہارے دلوں میں رحم نام کی کوئی چیز موجود ہی نہیں۔ یہ حقیقت ہے حزب اللہ ہمیشہ کامیاب ہے اور حزبِ شیطان ہمیشہ خسارے میں ہے"۔

Presented by Ziaraat.Com

بعدازیں آپ نے سیدالشہداء کے لیے مرثیہ کے چند اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے:

"تم نے میرے بھائی کو شہید کر ڈالا۔ اب تمہاری سزا ہمیشہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلنا ہے۔ تم نے اس خون کو گرایا ہے جس خون کا گرانا اللہ نے اپنے قرآن میں اور اس کے رسولؐ نے حرام قرار دیا تھا۔

آگاہ باشید! فردائے قیامت آتش جہنم تمہارا مقدر ہے۔

جب تک میں زندہ رہوں گی اپنے برادر کی مظلومیت پر روتی رہوں گی۔ رسول اللہ کے بعد وہ کائنات میں اپنے فضائل میں کوئی ثانی نہ رکھتا تھا۔ میری آنکھیں ساون کے بادل کی طرح برستی رہیں گی۔ آنسوؤں سے کبھی خشک نہ ہوں گی"۔

بریزند اشکی چنان دیدگانم

کہ ہرگز نہ خشکند چوں چشماں ساران

راوی کہتا ہے: لوگوں کے گریہ اور نوحہ کی آوازیں بلند ہوئیں۔ مستورات نے اپنے بال کھول دیے تھے اور وہ ان میں خاک ڈالتی تھیں اور اپنے رُخساروں کو ناخنوں کے ساتھ نوچ رہی تھیں اور اپنے منہ پر طمانچے مار مار کر ماتم کر رہی تھیں۔ مرد دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ اپنی ڈاڑھیوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے زندگی بھر مردوں اور عورتوں کا گریہ وزاری، نالہ وفریاد اس طرح کا نہیں دیکھا تھا۔

تنبیہ

صاحب مقتام نے اپنی کتاب کے ص ۵۱۳ پر لکھا ہے: کیونکہ اس کتاب میں حضرت اُم کلثومؑ کا ذکر آیا ہے تو اس مناسبت سے حضرت اُم کلثومؑ کے بارے میں

Presented by Ziaraat.Com

محققین کی تحقیق اور ان کے تبصروں کا حاصل بیان کردوں۔ حضرت اُم کلثوم کبریٰ دختر صدیقہ طاہرہ امام حسنؑ کی زمانِ امامت میں وفات پا گئی تھیں۔ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہے۔ وہ کربلا میں موجود نہ تھیں۔

اسد الغابہ کی روایت کے مطابق حضرت اُم کلثوم اور ان کے بیٹے زید کی وفات ایک ہی وقت میں ہوئی تھی۔

جس اُم کلثومؑ کا ذکر کربلا کے عنوان سے آتا ہے وہ حضرت امام علی علیہ السلام کی بیٹی کسی اور زوجہ سے ہے۔ حضرت صدیقہ طاہرہ سے نہیں ہے کیونکہ اکثر مؤرخین نے لکھا ہے: حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی کئی ایک بیٹیوں کی کنیت اُم کلثوم تھی۔

ابن اثیر نے کامل التاریخ میں اس امر کی تصریح کی ہے۔ حضرت امیر المومنینؑ نے سب سے پہلے جس خاتون سے تزویج کیا وہ حضرت فاطمہ زہراؑ ہیں جو رسولؐ اللہ کی بیٹی ہیں۔ ان کے بطنِ اقدس سے امام حسنؑ، امام حسینؑ، شہزادہ محسنؑ، حضرت زینبؑ کبریٰ و حضرت اُم کلثومؑ کبریٰ متولد ہوئے۔

حضرت امام علی علیہ السلام نے عروہ بن مسعود ثقفیہ کی بیٹی اُم سعید سے عقد کیا، ان کے بطن سے اُم الحسن، رملۃ الکبریٰ اور اُم کلثوم پیدا ہوئیں۔ ان کے علاوہ امیر المومنین کی اور بیٹیاں بھی تھیں جو دوسری ازدواج سے پیدا ہوئیں، ان کے نام یہ ہیں: اُم ہانی، میمونہ، زینب الصغریٰ، رملۃ الصغریٰ اور اُم کلثوم صغریٰ۔

محمد بن طلحہ شافی نے مطالب السئول میں بیان کیا ہے: حضرت امام علیؑ کی بیٹیوں کے اسماء یہ ہیں: زینبؑ کبریٰ، اُم کلثومؑ کبریٰ، اُم الحسن رملۃ الکبریٰ، اُم ہانی، میمونہ، زینب الصغریٰ، رملۃ الصغریٰ، اُم کلثوم صغریٰ، رقیہ، فاطمہ، امامہ، خدیجہ، اُم الکرام (اُم سلمیٰ) اُم جعفر، جمانہ، نفیسہ۔ ان کے علاوہ آپ کی ایک اور بیٹی بھی تھی جو بچپن میں فوت ہو گئی تھی۔ اس کا نام مؤرخین کو معلوم نہیں ہو سکا۔

Presented by Ziaraat.Com

مؤلف کہتا ہے: اُم کلثومؑ جو کربلا میں موجود تھیں وہ حضرت صدیقہ طاہرہ کے بطن سے نہ تھیں بلکہ حضرت امام علیؑ کی کسی اور بیوی کے بطن سے تھیں۔

خطبہ علی بن الحسینؑ

وفيه أيضا قال حذام بن ستير خرج زين العابدينؑ إلى النّاس وأومأ إليهم أن اسكتوا ، فسكتوا وهو قائم فحمد الله وأثنى عليه وصلّى عليه نبيّه ثُمّ قال:
أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي فَأَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الْمَذْبُوحِ بِشَطِّ الْفُرَاتِ، مِنْ غَيْرِ ذَحْلٍ وَلَا تِرَاتٍ ، أَنَا ابْنُ مَنْ هُتِكَ حَرِيمُهُ ، وَسُلِبَ نَعِيمُهُ ، وَانْتُهِبَ مَالُهُ ، وَسُبِيَ عِيَالُهُ ، أَنَا ابْنُ مَنْ قُتِلَ صَبْرًا وَكَفَى بِذٰلِكَ فَخْرًا ، أَيُّهَا النَّاسُ نَاشَدْتُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّكُمْ كَتَبْتُمْ إِلَى أَبِي وَخَدَعْتُمُوهُ ، وَأَعْطَيْتُمُوهُ مِنْ أَنْفُسِكُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ وَالْبَيْعَةَ وَقَتَلْتُمُوهُ (قَاتَلْتُمُوهُ خ)، فَتَبًّا لَكُمْ مَا قَدَّمْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَسَوْءَةً لِرَأْيِكُمْ بِأَيَّةِ عَيْنٍ تَنْظُرُونَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ إِذْ يَقُولُ لَكُمْ قَتَلْتُمْ عِتْرَتِي ، وَانْتَهَكْتُمْ حُرْمَتِي فَلَسْتُمْ مِنْ أُمَّتِي بالبكاء ويدعو بعضهم بعضًا هلكتم وما تعلمون:
رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً قَبِلَ نَصِيحَتِي وَحَفِظَ وَصِيَّتِي فِي اللّٰهِ وَفِي رَسُولِهِ وَفِي أَهْلِ بَيْتِهِ فَإِنَّ لَنَا فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ، فقالوا بأجمعهم: نحن كلّنا يا ابن رسول الله سامعون مطيعون ، حافظون لذمامك غير

Presented by Ziaraat.Com

راھدین فیك ، ولا راغبین عنك، فمرنا بأمرك رحمك اللّٰہ فانّا حرب لحربك، وسلم لسلمك، لنأخذن ترتك وترتنا، ممّن ظلمك وظلمنا فقال علی بن الحسین:

هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ اَیُّهَا الْغَدَرَةُ الْمَكَرَةُ حِیلَ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ شَهَوَاتِ اَنْفُسِكُمْ ، اَتُرِیدُوْنَ اَنْ تَأْتُوا اِلَیَّ كَمَا اَتَیْتُمْ اِلٰی آبَائِی مِنْ قَبْلُ ، كَلَّا وَرَبِّ الرَّاقِصَاتِ اِلٰی مِنٰی فَاِنَّ الْجُرْحَ لَمَّا یَنْدَمِلْ قُتِلَ اَبِی بِالْاَمْسِ وَاَهْلُ بَیْتِهٖ مَعَهٗ فَلَمْ یَنْسَنِی ثُكْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثُكْلُ اَبِی وَبَنِی اَبِی وَوَجْدُهٗ بَیْنَ "شَقَّ لَهَارِمی خ" لَهَاتِی ، وَمَرَارَتُهٗ بَیْنَ حَنَاجِرِی وَحَلْقِی، وَغُصَصُهٗ تَجْرِی فِی فِرَاشِ صَدْرِی، وَمَسْئَلَتِی اَنْ لَا تَكُوْنُوْا لَنَا وَلَا عَلَیْنَا، ثُمَّ قَال:

لاغرو أن قتل الحسین وشیخه قد كان خیراً من حسین وأكرما
فلا تفرحوا یا أهل كوفان بالّذی أُصیب حسین كان ذلك أعظما
قتیل بشطّ النّهر نفسی فداؤه جزاء الّذی أرداه نار جهنّما

"حذام بن ستیر کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدین علی بن الحسینؑ کھڑے ہوئے اور لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا: خاموش ہوجاؤ، پس ہر طرف سناٹا چھا گیا، آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور رسولؐ اللہ پر درود وسلام بھیجا اور فرمایا:

اے لوگو! جو مجھے پہچانتا ہے تو پہچانتا ہے جو نہیں پہچانتا تو وہ

Presented by Ziaraat.Com

پکارا نے: میں حسینؑ کا بیٹا علیؑ ہوں، میں اس کا بیٹا ہوں، جسے بے جرم و بے قصور کنارۂ فرات پر ذبح کیا گیا۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس کی ہتک وحرمت کی گئی۔ میں اس کا بیٹا ہوں، جس کا مال ومتاع لوٹ لیا گیا۔ میں اُس کا بیٹا ہوں، جس کے اہل بیتؑ کو قیدی بنایا گیا۔ میں اُس کا بیٹا ہوں، جس کو ظلم وجبر اور بے دردی سے قتل کیا گیا۔ ان کی شہادت کی سعادت میرے لیے فخر ومباہات ہے۔

اے لوگو! بخدا! تم لوگوں نے میرے والد گرامی کو خطوط لکھے، اپنی طرف دعوت دی۔ اس بات کو تم بخوبی جانتے ہو۔ (جب وہ تمہاری دعوت پر تشریف لائے) تو تم نے اُن سے غداری کی، اُن کو فریب دیا، حالانکہ تم اُن سے عہد وپیان کر چکے تھے۔ ان کی بیعت کر چکے تھے۔ تم نے اُن سے جنگ کی، اُن کے دشمن کو اُن پر مسلط کیا۔ پس تم پر لعنت اور پھٹکار ہو! تم نے جہنم کی راہ کو اختیار کیا، بدترین راستے کا انتخاب کیا۔

آخر وہ دن آئے گا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوبرو ہوں گے، وہ تم سے پوچھیں گے: اچھا تم نے میرے بعد میری عترت کو قتل کر دیا اور میری ہتک وحرمت کی تھی۔ کیا تم میری اُمت سے نہ تھے؟"

جب آپؑ کا خطاب اس مقام پر پہنچا تو چہار سُو صدائے گریہ بلند ہوئی۔ لوگ ایک دوسرے کو کہنے لگے: ارے یہ ہم نے کیا کر دیا۔ ہم تو مارے گئے اور برباد ہو کر رہ گئے۔ جب آہ وفغاں کے آوازے ذرا مدھم ہوئے تو حضرتؑ نے فرمایا:

Presented by Ziaraat.Com

"خدا اُس پر رحمت نازل فرمائے جو میری نصیحت کو قبول کرے
اور میری وصیّت کو خدا اور رسولؐ اور اُس کی اہلِ بیتؑ کا حق
جانتے ہوئے یاد رکھے۔ کیونکہ مجھے تبلیغ رسالت میں حضرت
رسولؐ اللہ کی پیروی لازمی ہے"۔

اس مقام پر پورے مجمع سے آوازیں اُٹھیں۔ اے فرزند رسولؐ اللہ! ہم نے آپؑ کا کلام سنا، ہم آپؑ کی اطاعت کریں گے۔ ہم آپؑ کی حرمت کو پہچانتے ہیں۔ جو کچھ آپ فرمائیں گے عمل کریں گے۔ جو آپ سے جنگ کرے گا اس سے جنگ کریں گے، جو آپ سے صلح کرے گا، ہم اس سے صلح کریں گے، اگر آپ کہیں جن لوگوں نے آپ پر ظلم کیا ہم اُن سے قصاص لیں۔

ان کوفیوں کے کلمات سن کر آپؑ نے فرمایا:

هیهات هیهات اے غدارو! اے مکارو! میرے ساتھ وہی سلوک کرو گے جو تم میرے بزرگوں کے ساتھ کر چکے ہو۔ تمہاری بے وفائی و مکاری کو زمانہ جانتا ہے۔ اب کون ہے جو تمہاری باتوں پر اعتماد کرے۔ متحرک آسمانوں[1] کے پروردگار کی قسم! اب اعتماد والی بات اُٹھ گئی ہے۔ ابھی میرے دل کے زخموں سے خون بہہ رہا ہے۔ کل ہی کی بات ہے تمہاری مکاری و فریب کاری سے میرے پدر بزرگوار و برادران و عزیز و اقارب قتل ہوئے۔ میں نہ تو ابھی رسولؐ اللہ کا غم بھولا ہوں اور نہ اپنے بزرگواروں اور عزیزوں کے غم بھولا ہوں۔ ابھی تک ان مصائب کی تلخیاں میرے حلق میں موجود ہیں۔ ان کے فراق کی آتش میرے سینے میں بھڑک رہی ہے۔

بعد ازیں آپ نے امام مظلومؑ پر مرثیہ پڑھا اور قاتلانِ امامؑ کے عذاب اور ان کی بدبختی کو بیان فرمایا۔

---

① مؤلف کہتا ہے (رالقصات) کا معنی مرحوم مجلسی نے جلاء العیون میں آسمان ہائے دوار کیا ہے۔ نفس المھموم والے نے اس کا ترجمہ شتران باشتاط حاجیان کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

کوفیوں نے اگر میرے بابا سید الشہداء امام حسینؑ کو قتل کیا۔ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس سے پہلے انھوں نے ان کے پدر عالی قدر کو شہید کیا تھا، یہ تمہارے جشن لمبے عرصے تک نہ چلیں گے۔ جلد آتش جہنم تمہارا ٹھکانہ بننے والا ہے۔

مسلم معمار کا قصہ ①

علامہ نراقی نے "محرق القلوب" علامہ یزدی نے مہیج الاحزان، ص ۲۷۰ میں مسلم معمار کی روایت درج کی ہے۔

مسلم کہتا ہے: میں دارالامارہ میں اس کی دیواروں کی سفیدی میں مصروف تھا۔ اچانک اطراف کوفہ سے صدائے نالہ وفریاد سنی۔ ایک خادم سے میں نے پوچھا: یہ کیسی آواز ہے؟ اس نے کہا: کسی نے یزید پر خروج کیا تھا۔ ابن زیاد کے لشکر نے اس کے ساتھ جنگ کی۔ آج اس کا سر اور اس کے اہل بیت کو کوفہ لایا جارہا ہے۔

میں نے پوچھا: وہ کون تھا؟ اس نے کہا: وہ حسینؑ بن علیؑ تھے۔ جب میں نے یہ سنا تو میرے قدموں تلے زمین نکل گئی لیکن اس کے خوف سے کچھ کہہ نہ سکا۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے اپنے منہ پر طمانچے مارنے شروع کیے اور اس قدر طمانچے مارے قریب تھا کہ میری آنکھیں نکل کر باہر آپڑیں۔ میں فوراً دارالامارہ سے باہر آیا۔ جب میں کوفہ سے باہر نکلا تو کوفہ کے باہر لوگوں کا ہجوم ہے جو سرہائے شہداء اور اسیروں کا انتظار کر رہے تھے۔ اس اثناء میں مَیں نے چالیس محمل دیکھے جس میں سید الشہداءؑ کے حرم محترم و فرزندانِ فاطمہ زہراؑ ان محملوں میں سوار تھے۔ پھر اچانک میری نگاہ امام زین العابدین علیہ السلام پر پڑی۔ آپ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور بے پالان اُونٹ پر سوار تھے۔ آپ بہت زیادہ نحیف ونزار اور علیل تھے۔ آپؑ کے

---

① تاریخ، ج ۳، ص ۵۲۔ نفس المہموم، ص ۳۹۹ و بحار، ج ۴۵، ص ۱۱۴، کربلا چہ گزشت، ص ۵۱۵، محرق القلوب، ص ۲۹۶ وجلاء العیون، ص ۵۹۷، ودمع السجون، ص ۳۳۱۔

Presented by Ziaraat.Com

مبارک بدن سے خون ٹپک رہا تھا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں دواں تھے۔ اپنے غم وحزن کا اظہار ان اشعار سے فرما رہے تھے:

یَا اُمَّةَ السُّوْ اَلَا سَقْیًا لِرَبْعِکُمْ
یَا اُمَّةَ لَمْ تَرَ اِعِیْ جَدَّنَا فِیْنَا

''اے بدترین اُمت! خداوند تعالیٰ ہر اچھائی تم سے دُور رکھے تم نے ہماری اُس قربت کا بھی خیال نہ کیا جو ہمیں رسولؐ اللہ سے حاصل ہے''۔

لَوْ اَنَّنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ یَجْمَعُنَا
یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَا

''کل قیامت کا دن ہوگا، بارگاہ رسالت میں تم نے بھی اور ہم نے بھی جمع ہونا ہے (جب وہ تم سے ہمارے بارے میں پوچھیں گے) تو تم کیا جواب دو گے؟''

تُسَیِّرُوْنَا عَلَی الْاَقْتَابِ عَارِیَةً
کَاَنَّنَا لَمْ نُشَیِّدْ فِیْکُمْ دِیْنَا

''تم نے ہمیں بے کجاوہ اُونٹوں پر سوار کیا ہے، اسیر بنا کر لیے چلتے ہو، جیسے ہم امورِ دین میں تمہارے ساتھ کبھی شریک ہی نہ رہے ہوں''۔

بَنِیْ اُمَیَّه مَا هٰذَا الْوُقُوْفُ عَلٰی
تلك الْمَصَائِبِ لَا تَلَبُّوْنَ کَارِهِیْنَا
تصفقون عَلَیْنَا کَفُّکُمْ فَرِحًا
وَاَنْتُمْ فُجَاجَ الْاَرْضِ تَسْبُوْنَا

Presented by Ziaraat.Com

"اے اُمویو! جو مظالم تم نے ہم پر ڈھائے ہیں جب ہماری طرف سے تم کو کوئی پوچھنے والا پوچھے گا تم نے ہم پر یہ ظلم کیوں کیے تو تم کیا جواب دو گے؟ اس دنیا کی تمام خوشیاں تم نے ہم سے چھین لیں، اب ہمیں اپنا قیدی بنا دیا ہے"۔

اَلَیْسَ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَیْلَکُمْ ۔
اَھْدَی الْبَرِیَّةَ مِنْ سُبُلِ الْمُضِلِّیْنَا

"تم پر ہزار بار افسوس کیا تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ کے رسول ہمارے جد بزرگوار ہیں جس نے لوگوں کو گمراہی سے نکال کر راہِ نجات دکھائی"۔

یَا وَقْعَةَ الطَّفِّ قَدْ اَوْرَثْتِنِیْ حُزْنًا
وَاللّٰهِ یَهْتِكُ اَسْتَارَ الْمُسِیْئِیْنَا

"اے کربلا! تو نے ہمیشہ حزن وغم کو میرا مقدر بنا دیا ہے، اب سکون نام کی چیز ہم سے بہت دُور چلی گئی ہے۔ اے خدا سے دعا ہے ان بدکاروں کی پردہ دری فرما"۔

علامہ نراقی نے محرق القلوب، ص ۲۹۶ میں ان کے علاوہ جلاء العیون، نفس المہموم، تاریخ اور دیگر کتب میں یہ روایت درج ہے۔ مسلم معمار راوی ہے: اس وقت میں نے دیکھا اہلِ کوفہ ازراہ ترحم اہلِ بیتؑ کے بچوں کو خرمے اور روٹیاں دینے لگے۔ حضرت اُم کلثومؑ نے اُنھیں منع کیا:

اے اہلِ کوفہ! ہم اہلِ بیت رسول اللہؐ ہیں، ہم پر صدقہ حرام ہے، آپؑ نے وہ روٹی خرمے بچوں کے ہاتھ سے لے کر پھینک دیے۔

جب اہلِ کوفہ نے اہلِ بیتؑ کے اس حال کو دیکھا تو چیخنے اور چلانے لگے۔

Presented by Ziaraat.Com

جب اُم کلثومؑ نے ان کی اس حالت کو دیکھا تو فرمایا: اے کوفیو! تمہارے مردوں نے ہمارے مردوں کو قتل کیا ہے، اب تمہاری عورتیں ہم پر گریہ کرتی ہیں۔ قیامت کے دن ہمارے تمہارے درمیان خداوند تعالیٰ فیصل ہوگا۔[1]

چوب محمل پر حضرت زینبؑ کا اپنی پیشانی مارنا[2]

مسلم کہتا ہے: اچانک میں نے دیکھا کہ سرہائے شہداء نیزوں پر ظاہر ہوئے اور ان سروں کے درمیان ایک سر تھا جو حُسن و جمال میں خورشید تاباں اور ماہِ درخشاں نظر آتا تھا۔ اور وہ سر جناب رسولؐ خدا سے بہت مشابہ تھا۔ ریش مبارک سے خضاب ظاہر تھا۔ ہوا ان کی ریش مبارک کو دائیں بائیں حرکت دے رہی تھی۔

اسلامی دنیا کا پہلا سر جو نوک سنان پر سوار کیا گیا

سبط ابن جوزی نے تذکرہ، ص ۲۳۹ میں لکھا ہے: زمانۂ اسلام میں جناب مسلمؑ اور جناب ہانیؒ کے سروں کے بعد امام حسینؑ کا وہ پہلا سر ہے جس کو نوک سنان پر سوار کیا گیا۔

نفس المہموم، ص ۲۰۴ عاصم کی روایت کے مطابق امام حسین علیہ السلام کا سر وہ پہلا سر ہے، جو نوک سنان پر بلند کیا گیا۔

تاریخ، ج ۳، ص ۵۴ پر بیان کیا ہے اور ان کے علاوہ دوسری کتب میں بھی ہے۔

جب نوک سنان پر حضرت امام حسینؑ کا سر بلند ہوا تو حضرت زینبؑ کی نگاہ اپنے بھائی

---

① اگر کوئی کہے کہ اہلِ کوفہ قیدیوں کا تماشا دیکھنے آئے تھے تو ان کے پاس نان و خرما کہاں سے آئے تھے؟ اس امر کا جواب یہ ہے وہ قیدیوں کے تماشا کے لیے آئے تھے۔ ان کے ساتھ چھوٹے بچے بھی ساتھ تھے۔ انہیں معلوم تھا اس تماشے کے لیے کتنا وقت انہیں ٹھہرنا پڑے گا۔ اس لیے وہ اپنے بچوں کے لیے نان و خرما اپنے ساتھ لائے تھے تاکہ بھوک کے وقت انہیں کھلائیں اور ان کے لذتِ تماشا میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

② تاریخ، ج ۳، ص ۵۴ و جلاء العیون، ص ۵۹۸، کربلا چہ گزشت، ص ۵۱۲، بحار، ج ۴۵، ص ۱۱۵، نفس المہموم، ص ۲۰۰ و طریحی، ص ۴۷۸

Presented by Ziaraat.Com

کے سر پر پڑی تو اپنی پیشانی کو محمل کی چوب پر دے مارا، جس سے آپ کی پیشانی شکستہ ہوئی اور خون جاری ہوا اور درد بھرے اشعار زبانِ مبارک پر جاری فرمائے۔

یَا ہِلَالًا لَمَّا اِسْتَتَمَّ کَمَالًا
غَالَہٗ خَسْفُہٗ فَاَبْدَا غُرُوْبَا

"اے فلکِ امامت کے ماہتاب! ابھی تو طلوع ہوا کائنات کو بقعۂ نور بنایا۔ ابھی بدرِ کامل کی منزل تک نہ پہنچا تھا کہ ظلم و ستم کی گرہن نے تجھے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور تو ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا"۔

مَا تَوَهَّمْتُ یَا شَقِیْقَ فُؤَادِیْ
کَانَ ھٰذَا مُقَدَّرًا مَکْتُوْبَا

"اے میرے پارہ دل! میں نے تو کبھی ایسا گمان ہی نہ کیا تھا۔ ہماری سرنوشت اس طرح کی ہوگی"۔

یَا اَخِیْ فَاطِمَۃَ الصَّغِیْرَۃَ کَلِّمْ
ھَا فَقَدْ کَادَ قَلْبُھَا اَنْ یَذُوْبَا

"اے فاطمہ صغیرہ کے برادر میرے ساتھ کچھ تو بولو! میری دلداری کرو قریب ہے کہ میرا دل پھٹ جائے"۔ (منتخب طریحی، ص ۴۷۸، یااخی فاطمہ الصغریٰ کلمہا

یَااَخِیْ قَلْبُکَ الشَّفِیْقُ عَلَیْنَا
مَالَہٗ قَدْ قَسٰی وَصَارَ صلیبا

"اے میرے بھائی! تو تو ہم پر بہت زیادہ مہربان تھا۔ اب کیا ہو گیا ہے میں تمہیں پکار رہی ہوں، کیوں جواب نہیں دیتے، اپنی

Presented by Ziaraat.Com

بہن پر ناراض ہو۔ بہن کو دیکھو بہن دشمن کی اسیر ہو چکی ہے۔ تم اپنا دل سخت نہ کرو کچھ تو بولو"۔

ان دو بیتوں میں تجاہل عارفانہ کو ادا کیا گیا ہے۔ علم بدیع کی معنوی خوبصورتیوں میں سے خوبصورت انداز ہے۔ حالانکہ عقیلہ قریش جانتی ہیں۔ ان کے بھائی کا ان کے ساتھ بات نہ کرنا از نظر بے مہری نہیں ہے۔ وہ تو شہید ہو چکے ہیں۔ گفتگو کا ایک خوبصورت انداز ہے جس طرح خداوند تعالیٰ نے جناب موسیٰ سے فرمایا:

مَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسٰى

"اے موسیٰ! تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟"

حالانکہ خداوند عالم وعلیم ہے۔

يَا اَخِيْ لَوْ تَرٰى عَلِيًّا لَدَى الْاَسْرِ
مَعَ الْيُتْمِ لَا يُطِيْقُ وُجُوْبَا

"اے میرے بھائی! کاش تم اپنے بیٹے علی زین العابدینؑ کو دیکھتے۔ وہ علیل ہیں، اسیر ہیں، یتیم ہیں۔ نہ ان میں اُٹھنے کی طاقت رہی ہے نہ بیٹھنے کی طاقت رہی ہے"۔

كُلَّمَا اَوْجَعُوْهُ بِالضَّرْبِ نَادَا
كَ بِذُلٍّ يَغِيْضُ دَمْعًا سَكُوْبَا

"جب دشمن اس کو مارتے ہیں تو وہ تیرے نام کی صدائیں دیتا ہے اے میرے بابا! اے میرے بابا! کی آوازیں لگاتا ہے اور رو رو کر تیرا نام لیتا ہے"۔

يَا اَخِيْ ضُمَّهُ اِلَيْكَ وَقَرِّبْهُ
وَسَكِّنْ فُؤَادَهُ الْمَرْعُوْبَا

Presented by Ziaraat.Com

"اے برادر! آنکھیں اپنے سینے سے لگا لو اور اُس کے حیران و
پریشان دل کو آرام و سکون دے دو"۔

مَا اَذَلَّ الْيَتِيْمَ حِيْنَ يُنَادِيْ
بِاَبِيْهِ وَلَا يَرَاهُ مُجِيْبًا

"ہائے اس یتیم کی بچی کہ وہ اپنے بابا کو پکارے اور اُسے جواب
نہ ملے"۔

کتاب کربلا چہ گزشت کے ص ۵۲۹ پر اسی مضمون کے فارسی کے کچھ اشعار
قارئین کرام کے نذر کیے جاتے ہیں:

اے برادرا دل پُر مہر و وفائے تو کجا است
از چہ بے مہر شد و کرد فراموش عیال
اے برادرا تو ندیدی کہ علی گشت اسیر
بے پدر بود و جوابی نتوانست و سوال
اے ذبیحا ز یتیمی کہ صبر آرد فریاد
اے پدر جان و جواب از پدرش ہست محال

"اے میرے بھائی! تیرے دل میں ہمارے لیے بے پناہ محبت
تھی۔ اب ہمارا یہ حال تیرے سامنے ہے۔ ہم تیرے قاتل کی
اسیری میں ہیں۔ ہم تجھے پکار رہی ہیں تو جواب نہیں دیتا۔ کیا تو
نے اپنوں کو بھلا دیا ہے۔

اے برادر جان! تیرا بیٹا علی زین العابدینؑ رسن بستہ ہے۔ علیل
ہے، یتیم ہے، وہ تجھے بلاتا ہے، تیری طرف سے جواب نہیں
آتا۔ ہائے اس یتیم کی یتیمی! وہ اپنے بابا کو بلائے اور اُسے

Presented by Ziaraat.Com

جواب نہ ملے"۔[1]

زبانِ حال زینبؑ با سرِ امامؑ از جوہری

تو اندر کربلا با جسم عریان   شدی گر پائمال سُم اسپان
مرا شمر لعین بر پشت و شانه   زند کعب سنان و تازیانه
تنو گر ساربان جور و جفا کرد   دو دست نازنینت را جدا کرد
ببین بازوی من اندر طنابست   بحال من دل دشمن کبابست
ترا ای سر محاسن غرقه خونست   مرا درد و غم و محنت فزونست
چرا درد و محن افزون نباشد   چرا گیسوی من پُرخون نباشد

"اے برادرِ من! تیرے مصائب بہت زیادہ ہیں اگر تیرا مبارک بدن صحرائے کربلا میں بے کفن ہے اور سُم اسپاں سے پائمال ہے۔ ادھر اپنی بہن کی طرف دیکھ، شمر ملعون کے تازیانے ہیں اور تیری زینبؑ کی پشت و شانے ہیں۔

① فنونِ ادبِ عربی میں مرثیہ گوئی بھی ایک فن ہے۔ دنیائے مرثیہ میں ایسا مرثیہ جو عقیلۂ قریش نے سیدالشہداؑ پر کہا اس کی مثال دنیا میں نہیں ہے۔ راوی کہتا ہے: ایسا انداز مرثیہ سوائے عقیلۂ قریش کے کہیں اور کسی سے نہیں سنا۔ ان اشعار پر نگاہ کریں آپ کو ہر ہر مقام پر بلاغت کے نکات ملیں گے۔ یاھلالاً لمّا کہہ کر آپؑ نے اپنے بھائی کے سر کو ہلال و ماہِ نو سے تشبیہ دی ہے۔ فنِ بلاغت کی ایک انوکھی مثال ہے۔ اس تعبیر میں بے پناہ اسرار صاحبانِ علم کے لیے موجود ہیں۔ جب پہلی کا چاند سامنے آتا ہے تو لوگ اس کو دیکھنے کے لیے ہجوم کرتے ہیں۔ جب دیکھ لیتے ہیں تو دوسروں کو بتانے یا دکھانے کے لیے ہلال کی طرف انگلیاں اٹھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ پہلی کا چاند افق پر تیز برابر بلند ہوتا ہے۔ آپؑ نے سیدالشہداؑ کے سر کو اسی انداز میں خطاب کیا۔ تو ہلال ہے پہلی کا چاند، لوگ تجھے دیکھنے کے لیے اکٹھے ہو چکے ہیں۔ جس طرح ہلال ماہِ نو ہے تو بھی وہ سر ہے، زمانۂ اسلام میں جس کو پہلی مرتبہ نیزے پر بلند کیا گیا۔ سیاستِ معاویہ سے عالمِ اسلام میں جو تاریکی چھا گئی تھی وہ تیری شہادت سے وہ تاریکی نور میں بدل گئی۔ حقیقتِ اسلام واضح ہو گئی۔

Presented by Ziaraat.Com

اے میرے بھائی! میدانِ کربلا میں جمال لعین نے تیرے ہاتھوں کو خنجر کے ساتھ کلائیوں سے جدا کیا تھا اور تیرے نازک ہاتھوں پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے تھے۔

ادھر اپنی بہن کے بازو کی طرف نگاہ فرما، میرے ہاتھ بھی رسیوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ اے حسینؑ جان! میرے مصائب تیرے مصائب سے بہت زیادہ ہیں۔

اے حسینؑ جان! تیری مبارک ریش تیرے خون سے اگر رنگین ہے لیکن تیرا غم بھی میرا غم ہے اور جو مصائب میرے حصے کے ہیں وہ اور ہیں۔ میرے درد و محن کیوں زیادہ نہ ہوں؟ ادھر میرے سر کی طرف دیکھو! میرا سر بھی شکستہ ہے اور خون آلود ہے"۔

کتاب ثمرات الحیاۃ کی آخری مجلس کے کچھ اشعار یہاں درج کیے جاتے ہیں:

اے ہلال مہ زینب بہ کجا بودی تو
دل شب از خواہر خود از چہ جدا بودی تو
پر غبار است چرا صورت اے آیہ نور
گوئیا منزل تو بودہ روئے خاک تنور
نگر آخر تو بہ زینب کہ جہان تار شدہ
از غم دوری تو زار و زمین گیر شدہ

"اے اپنی بہن زینب کے پہلی کے چاند تو کہاں ہے؟ آج رات تو اپنی خواہر سے کیوں دور چلا گیا ہے۔ تیرا چہرہ تو آیت نور کا مصداق ہے۔ جس سے کائنات منور تھی۔ اب تو وہ غبار آلود ہو چکا ہے۔ تو کہاں؟ تنور خولی کہاں؟ میں نے تو سنا ہے تو نے خولی کے تنور میں منزل کی ہے"۔

Presented by Ziaraat.Com

دربار ابن زیاد میں داخلہ اہلِ بیتؑ ①

ناسخ، ج۳، ص ۵۶ جب ابن زیاد کو معلوم ہوا کہ اہلِ بیتؑ کوفہ میں داخل ہو چکے ہیں تو اُس نے حکم دیا: تمام لوگ اس کے دربار میں جمع ہوں۔ اس طرح اس ملعون کا دربار اطراف واکناف اور اہلِ شہر سے کھچا کھچ بھر گیا۔ اس دوران اس نے حکم دیا: شہداء کے سروں کو حاضر کیا جائے۔ سب سے پہلے امام حسینؑ کے مبارک سر کو سونے کے طشت میں رکھ کر ابن زیاد کو پیش کیا گیا۔

وہ کون تھا جس نے امامؑ کا مبارک سر ابن زیاد کو پیش کیا؟

روضۃ الاحباب میں مرحوم مؤلف نقل کرتے ہیں: خولی اور بشیر بن مالک نے سرِ مبارک کو ابن زیاد کے سامنے پیش کیا۔ اس دوران بشیر نے یہ اشعار پڑھے:

اِمْلَا رِكَابِي فِضَّةً وَذَهَبًا   اِنِّيْ قَتَلْتُ الْمَلِكَ الْمُحَجَّبَا
وَمَنْ يُصَلِّيْ الْقِبْلَتَيْنِ فِي الصِّبَىٰ   قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ اُمًّا وَاَبًا
وَخَيْرَهُمْ اِذْ يَنْسِبُوْنَ النَّسَبَا

"میرے برتن کو سونے اور چاندی سے پُر کر دے، میں نے ایک بہت بڑے بادشاہ کو بے جرم و خطا قتل کیا ہے، میں نے اُس کو قتل کیا ہے، جس نے اپنے بچپن میں دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ میں نے اس کو قتل کیا ہے جو اپنے والدین کی نسبت سے

① ناسخ، ج۳، ص ۵۶۔ جلاء العیون، ص ۵۹۸۔ محرق القلوب نراقی، ص ۲۹۷۔ نفس المہموم، ص ۲۸۳۔ قمقام، ص ۵۲۶۔ تذکرہ سبط ابن جوزی، ص ۲۹۷۔ بحار، ج ۴۵، ص ۱۱۵۔ امالی صدوق، مجلس ۳۰، ص ۱۴۳

Presented by Ziaraat.Com

کائنات کا سب سے بہترین انسان تھا"۔

یہ سن کر ابن زیاد ملعون نے اُسے کہا: وائے ہو تو! جب تو جانتا تھا کہ حسینؑ کائنات کا سب سے بہترین انسان تھا، اپنے والدین کے اعتبار سے تو تو نے اُسے کیوں قتل کیا تھا؟ بخدا! تجھے مجھ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ میں تمہیں اس کے ساتھ ملحق کرتا ہوں۔ اس نے حکم دیا اور اس ملعون بشیر بن مالک کا سر تن سے جدا کر دیا گیا۔

فصول المہمہ میں ہے: سنان بن انس نے ابن زیاد کے دربار میں سید الشہداء کا سر پیش کیا۔ پھر یہ مذکورہ اشعار پڑھے اور ابن زیاد کے حکم سے قتل کیا گیا۔

صواعق محرقہ میں ابن حجر نے نقل کیا ہے: ابن زیاد نے حامل سر کو اور شاعر کو قتل کرا دیا تھا لیکن حامل سر اور شاعر کا نام بیان نہیں کیا گیا۔

مسعودی نے روایت کیا ہے: قبیلہ مذحج کے ایک آدمی نے سید الشہداء کا سر مبارک ابن زیاد کو پیش کیا اور مذکورہ اشعار پڑھے، ابن زیاد نے اس آدمی کو سر کے ساتھ یزید کی طرف روانہ کر دیا لیکن پہلا قول صحیح ہے۔

سید الشہداء کا سر ابن زیاد ملعون کے سامنے

جب سید الشہداء کا سر اس ملعون کے سامنے رکھا گیا تو بہت خوش ہوا، اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ اس ملعون نے وہ چھڑی آپؑ کے مبارک دندان پر ماری اور کہا: اے حسینؑ! تیرے دانت بہت خوبصورت ہیں۔

تذکرہ سبط ابن جوزی، ص ۲۷۰ میں یہ روایت موجود ہے۔ جب سر مبارک کو ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا تو اس ملعون نے حجام کو طلب کیا اور کہا: سید الشہداءؑ کے گلے کے ساتھ جو چمڑا اور گوشت لٹک رہا ہے اس کو قینچی کے ساتھ کاٹ دے۔ جب حجام نے اپنا کام کر لیا تو چمڑا اور گوشت کے ٹکڑے زمین پر پڑے تھے تو عمرو بن حریث

Presented by Ziaraat.Com

نے ابن زیاد سے کہا کہ یہ ٹکڑے مجھے بخش دے۔ اس نے پوچھا: کیا کرے گا۔ اس نے کہا: دفن کروں گا۔ ابن زیاد ملعون نے اجازت دی اس نے وہ ٹکڑے رومال میں اُٹھائے اور اپنے گھر لے آیا۔ وہاں غسل دیا، عطر لگایا، کفن دیا اور اپنے گھر دفن کر دیا۔ تو پھر یہ گھر "دار الخز عمرو بن حریث مخزومی" کے نام سے مشہور ہو گیا۔

حیاۃ الحسین، ج ۳، ص ۳۵۳ نے اس قصہ کو "مراۃ الزمان فی تواریخ الاعیان، ص ۹۷ اور "مراۃ الجنان" کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: جب اس امر کے لیے کہا گیا تو کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ ایسا کرے۔ طارق بن مبارک اُٹھا، اُس نے سر کو لیا، اس کا مُثلہ کیا اور بعض اجزا کو قطع کیا۔

بقول ناسخ، ج ۳، ص ۹۸ ایک حجام کو بلایا گیا اور اُس نے گلے کے اطراف سے چمڑا اور گوشت کے ٹکڑے تیغ کے ذریعے کاٹے۔

صاحب تذکرہ نے روایت کی ہے امام حسینؑ کی زوجہ جناب ربابؑ نے سر کو اُٹھایا اور اپنے دامن میں رکھا اور بوسے لیے اور فرمایا:

وَاحُسَيْنَا فَلَا نَسِيتُ حُسَيْنَا اَقْصَدَتْهُ اَسِنَّةُ الْاَعْدَاءِ
غَادَرُوهُ بِكَرْبَلَا صَرِيعًا لَا سَقَى اللّٰهُ جَانِبِي كَرْبَلَا

"ہائے میرے حسینؑ! میں اپنے حسینؑ کو کبھی بھول نہیں سکتی۔
دشمن کے نیزے ان کی طرف بڑھے، انھیں کربلا میں شہید کر دیا
گیا۔ خداوند تعالیٰ ان لوگوں کو کبھی اپنی رحمت سے سیراب نہ
کرے"۔

مقتل مقرم، ص ۵۳۰ نے یاقوت حموی کے حوالے سے بات کی ہے کہ یہ مرثیہ امام حسینؑ کی ایک اور زوجہ کا ہے، جن کا نام عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل ہے۔

نفس المہموم، ص ۴۰۳ میں ایک روایت "ازدی" سے مروی ہے۔ اُس نے کہا:

Presented by Ziaraat.Com

سلیمان بن راشد نے حمید بن مسلم سے سنا، اس نے کہا: کربلا کی جنگ کے خاتمہ پر عمر بن سعد نے مجھے بلایا اور کہا کہ وہ کوفہ جا کر اس کے گھر والوں کو اس کی فتح وسلامتی کی خبر دے"۔

جب میں کوفہ آیا اور دارالامارہ پہنچا۔ اس وقت ابن زیاد کی طرف سے اذن دخول کا اعلان ہو چکا تھا۔ میں نے دیکھا ابن زیاد کے سامنے امام حسینؑ کا سر رکھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ وہ ایک ساعت امام حسینؑ کے دندان مبارک پر مارتا رہا۔

زید بن ارقم اور ابن زیاد

جب زید بن ارقم نے اس منظر کو دیکھا تو برداشت نہ کر سکا اور ابن زیاد سے کہا: اپنی چھڑی ان دانتوں سے ہٹا لے۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے رسولؐ اللہ کو حسینؑ کے ان دانتوں کے بوسے لیتے خود ان آنکھوں سے دیکھا ہے، جن دانتوں کی تو اب بے ادبی کر رہا ہے۔ پھر صحابی زید بن ارقم زور زور سے رونے لگا۔

ابن زیاد نے کہا: خدا تجھے رُلائے تو بوڑھا ہو گیا ہے، تیری عقل چلی گئی ہے ورنہ میں تجھے قتل کر دیتا۔ راوی کہتا ہے: زید بن ارقم وہاں سے اُٹھ کر باہر چلا گیا۔ راوی کہتا ہے: میں بھی دارالامارہ سے باہر آیا۔ باہر کچھ لوگ کہہ رہے تھے: بخدا! زید بن ارقم نے ابن زیاد کے بارے میں جو یہاں باتیں کی ہیں اگر وہ سن لیتا تو اُسے قتل کر دیتا۔

راوی کہتا ہے میں نے ان لوگوں سے پوچھا: ابن ارقم نے کیا کہا؟ تو لوگوں نے کہا: اُس نے ابن زیاد کے بارے میں کہا: مَلَکَ عَبْدٌ عبیدًا فاتخذهم تلدا

"ایک غلام غلاموں کا آقا بن گیا ہے، اب وہ سب کو اپنا محکوم جانتا ہے"۔

مزید وضاحت یہ ہے: ابن ارقم نے کہا: اے عرب! آج تم غلام بن چکے ہو،

Presented by Ziaraat.Com

تم نے فاطمہ زہراؑ کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور مرجانہ کے بیٹے کو اپنا امیر بنایا ہے۔ اب وہ تمہارے نیک لوگوں کو قتل کرتا ہے اور بُرے لوگوں کو اپنا غلام بناتا ہے۔ اس ذلت سے موت بہتر ہے۔

تذکرہ سبط ابن جوزی، ص ۲۶۷ کی روایت کے مطابق زید بن ارقم اپنی جگہ پر کھڑا ہوا اور کہا: آج تم غلام بن چکے ہو، فاطمہ زہراؑ کے بیٹے کو قتل کر دیا اور مرجانہ کے بیٹے کو اپنا حاکم بنا دیا۔ بخدا! اب وہ تمہارے اچھے لوگوں کو قتل کرے گا اور بُرے لوگوں کو اپنا غلام بنائے گا، پس بہتر ہے کہ موت آجائے یا انسان اس ذلت وخواری کے ماحول سے دُور چلا جائے۔ پھر ابن زیاد کی طرف منہ کیا اور کہا: تجھے ایک حدیث سناؤں جو میری پہلی بات سے شدید تر ہے۔

میں نے رسولؐ اللہ کو دیکھا۔ آپ نے اپنی دائیں ران پر حسنؑ کو بٹھایا اور بائیں ران پر حسینؑ کو بٹھایا اور اُن کے سر پر ہاتھ رکھا اور دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُكَ اِیَّاهُمَا وَصَالِحَ الْمُؤْمِنِیْنَ

"اے میرے اللہ! میں ان کو صالح مومنین (علی بن ابی طالبؑ) کے ساتھ تیرے حوالے کرتا ہوں"۔

اے ابن زیاد! یہ شہزادہ حسینؑ رسولؐ اللہ کی امانت تھی تو نے رسولؐ کی امانت کے ساتھ یہ سلوک کیا۔ (مقتل، ص ۵۲۷۔ نفس المہموم، ص ۲۰۳۔ کامل بہائی، ج ۲، ص ۲۸۸۔ ناسخ، ج ۳، ص ۵۹۔ بحار، ج ۴۵، ص ۱۱۶)

اعتراض انس بن مالک

تذکرہ سبط ابن جوزی، ص ۲۶۷، ناسخ، ج ۳، ص ۵۸، دمع السجوم، ص ۲۲۳، کربلا چہ گزشت، ص ۵۲۲ اور نفس المہموم، ص ۲۰۲ کی روایات کے مطابق جب امام حسین علیہ السلام کا سر ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو اس ملعون نے سید الشہداءؑ

Presented by Ziaraat.Com

کے دندانِ مبارک پر چھڑی مارنا شروع کی اور کہا: حسینؑ تیرے دانت کتنے خوبصورت ہیں۔ انس بن مالک قریب بیٹھے تھے، یہ دیکھ کر گریہ کیا اور کہا: یہ تو وہ ہیں جو رسولؐ اللہ کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

آنحضرتؐ نے وسمہ لگایا ہوا تھا۔ ایک روایت ہے خضاب لگا رکھا تھا لیکن بعض روایات یہ ہیں محاسن کی یہ سیاہی خضاب کی وجہ سے نہ تھی بلکہ سورج کی تمازت سے رنگ میں فرق آ گیا تھا۔

ابن نما نے مثیر الاحزان، ص ۷۱ میں بیان کیا ہے: انس بن مالک کہتے ہیں: میں اس وقت حاضر تھا جب ابن زیاد نے اپنی چھڑی سید الشہداءؑ کے دندانِ مبارک پر ماری اور کہا: حسینؑ تیرے دانت کتنے خوبصورت ہیں۔ پس میں نے کہا: بخدا! تجھے یہ زیب نہیں دیتا، میں نے اسی مقام پر رسولؐ اللہ کو حسینؑ کے بوسے لیتے ہوئے دیکھا جس جگہ پر تو چھڑی مار رہا ہے۔

صاحب نفس المہموم، ص ۲۰۲ نے صواعق محرقہ ابن حجر سے نقل کیا ہے۔ جب امام حسینؑ کے مبارک سر کو ابن زیاد کے گھر لایا گیا تو اس کے گھر کی دیواروں سے خون جاری ہو گیا تھا۔

مشورہ کاہن

تاریخ، ج ۳، ص ۵۹، تذکرہ سبط ابن جوزی، ص ۲۶۷، نفس المہموم، ص ۲۰۵ و دمع السجوم، ص ۲۳۳ و کربلا چہ گزشتہ، ص ۵۲۳ ان تمام کتب میں روایت ہے: ہشام بن محمد نے بیان کیا: جب امام حسینؑ کا سر مبارک ابن زیاد کو پیش کیا گیا تو ایک کاہن جو اس کے ساتھ رہتا تھا وہ بیٹھا تھا، اُس نے ابن زیاد سے کہا: کھڑے ہو جاؤ اور اپنا پاؤں اپنے اس دشمن کے منہ پر مارو۔ ابن زیاد نے اُٹھ کر اپنا قدم سید الشہداءؑ کے چہرۂ مبارک پر دے مارا۔

Presented by Ziaraat.Com

صاحب کربلا چہ گزشت کہتے ہیں: عربی زبان میں "کاہن" اس کو کہا جاتا ہے جو "غیب سے خبریں دے" اور یہ کاہن ابن زیاد کے خواص میں سے تھا جو مذہب اسلام کا بدترین دشمن تھا اور دشمن اسلام کا جاسوس تھا۔ ان لوگوں کا کام مسلمانوں میں پھوٹ اور نفرت پیدا کرنا تھا اور اسلامی حکومت کو کمزور اور نابود کرنا ان کے فرائض میں شامل تھا۔ یہ لوگ موقع کی انتظار میں رہتے تھے۔ جونہی اُن کو موقع ملتا یہ اپنا کام کر جاتے تھے۔ یہ کاہن سرجون رومی کی قماش کا آدمی تھا۔ سرجون رومی کافر تھا، جو معاویہ اور یزید کا مشیر خاص تھا۔ اسی سرجون کی مشاورت سے ابن زیاد کو کوفہ کی حکومت دی گئی تھی۔ آل محمدؐ پر جو مظالم ڈھائے گئے ان کے پیچھے جو عوامل تھے ان عوامل میں ایک عامل سرجون بھی تھا۔ جس کے مشورہ سے زنازادہ ابن زیاد کو حکومت ملی اور اُس نے رسولؐ اللہ کے گھرانے کے جوانوں کو قتل کر دیا۔ بچوں اور مستورات کو قیدی بنا کر در بدر پھرایا۔

مہیار شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وَیُعَظِّمُوْنَ لَهُ اَعْوَادَ مِنْبَرِهِ

وَتَحْتَ اَرْجُلِهِمْ اَوْلَادُهُ وَضَعُوْا

"یہ کیسی اُمت کے لوگ ہیں، پیغمبر اکرمؐ کے اُس منبر کا تو بڑا احترام کرتے ہیں، جو لکڑی سے بنایا گیا ہے اور اُسی پیغمبرؐ کی اولاد جن کے اجسام میں اُسی پیغمبر کا خون دوڑ رہا ہے انھیں پاؤں میں بٹھاتے ہیں"۔

انتقام مختار ثقفیؒ

نفس المہموم، ص ۳۰۵ پر بیان کرتے ہیں: خداوند تعالیٰ امیر مختارؒ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ اُس نے ابن زیاد سے انتقام لیا جیسا کہ شیخ طوسی اور ابن نما نے روایت

Presented by Ziaraat.Com

کی ہے۔

مختار ثقفیؒ دارالامارہ میں تھے ابن زیاد ملعون کا نجس سر ان کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اس نے اسی خوشی میں سیر ہو کر کھانا کھایا اور خداوند تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور کہا: جب امام حسینؑ کا مقدس سر ابن زیاد کے پاس پہنچا تھا تو اس ملعون نے خوشی میں ہو کر کھانا کھایا تھا، اس لیے میں نے ابن زیاد کے قتل کی خوشی میں کھانا کھایا ہے۔ جب مختارؒ کھانے سے فارغ ہوا تو اپنا جوتا پاؤں سے اُتار کر ابن زیاد ملعون کے نجس منہ پر مارا۔ پھر اپنے غلام کو دیا کہ وہ اس جوتے کو پانی سے پاک کرے کیونکہ اس کافر کے سر سے لگ کر نجس ہو گیا ہے۔

سبط ابن جوزی نے تذکرہ، ص ۲۶۸ پر لکھا ہے: ابن زیاد نے اس گستاخی کے وقت زید بن ارقم کو اپنی طرف متوجہ دیکھا تو کہا: اس طرح کیوں دیکھ رہا ہے؟ اس نے کہا: اس لیے دیکھ رہا ہوں اس مقام پر میں نے رسول اللہؐ کو بوسے لیتے ہوئے دیکھا تھا جہاں تو نے اب اپنا قدم رکھا ہوا ہے۔

بعض روایات میں ہے: یہ واقعہ زید بن ارقم اور یزید کے درمیان واقع ہوا تھا لیکن ابن جریر کے بقول یزید اور ابو برزہ اسلمی کے درمیان یہ واقعہ ہوا تھا نہ کہ زید بن ارقم کے درمیان یہ واقع ہوا۔

قیس بن عباد کی شہادت

شعبی سے روایت ہے کہ قیس بن عباد، ابن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ابن زیاد نے پوچھا تو میرے اور حسینؑ کے بارے کیا رائے رکھتا ہے؟ اس نے کہا: قیامت کا دن ہوگا، اُس دن حسینؑ کے نانا اور اس کے والدؑ اور اُس کی والدہؑ اس کی شفاعت کریں گے اور تیرا نانا، تیرا باپ اور تیری ماں تیری شفاعت کریں گے۔ یہ سن کر ابن زیاد آگ بگولا ہوا اور قیس کو اپنی مجلس سے نکال دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

جابر اور ابن زیاد

مدائنی نے کہا ہے: جس وقت ابن زیاد نے سرِ سید الشہداءؑ سے اس طرح کی گستاخی کی تو اُس وقت قبیلہ بکر بن وائل کا ایک آدمی جس کا نام جابر یا بحیر تھا وہ ابن زیاد کی حرکت کو دیکھ رہا تھا، اُس نے اپنے دل میں نذر مانی۔ اگر کسی وقت دس مسلمان ابن زیاد کے خلاف خروج کے لیے اکٹھے ہو جائیں تو میں ان کی مدد کروں گا۔

حیاۃ الحسین، ج ۳، ص ۳۲۳ نے مراۃ الزمان فی تواریخ الاعیان کے حوالے سے لکھا ہے: اُس شخص نے کہا: بخدا! میں نے نذر مانی ہے اے ابن زیاد! اگر دس آدمی تیرے خلاف خروج کریں تو ان کا دسواں میں ہوں گا۔ جب مختارؒ نے خروج کیا اور دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو وہی جابر میدان میں آیا تو ابن زیاد کے سامنے یہ شعر پڑھا:

وَكُلُّ شَيْءٍ قَدْ اَرَاهُ فَاسِدًا
اِلَّا مَقَامَ الرُّمْحِ فِي ظِلِّ الْفَرَسِ

"میں نے ہر چیز کو اب بے کار پایا ہے سوائے اُس نیزہ کے جو گھوڑے کے سایہ میں اُٹھایا جائے"۔

ابن زیاد کے لشکر پر حملہ کر دیا اور ابن زیاد ملعون کے نام کی آواز بلند کی۔ اے ملعون! اے پسر ملعون! اے جانشین ملعون! لوگ اُس کے اس انداز سے خوفزدہ ہو کر ابن زیاد کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر ہو گئے۔ پھر اس جابر اور ابن زیاد کے درمیان نیزوں کا تبادلہ ہوا اور دونوں ایک دوسرے کے ہاتھوں مارے گئے۔ لیکن ایک دوسری روایت کے مطابق ابن زیاد کو ابراہیم بن مالک اشترؒ نے قتل کیا تھا۔ یہ واقعہ ناسخ، ج ۳، ص ۵۹، نفس المہموم، ص ۴۰۵ و تتمتام، ص ۵۲۸ اور دوسری کتب میں مذکور ہے۔

مرجانہ کے ہاتھوں ابن زیاد کی سرزنش

تذکرہ، ص ۲۶۹، ناسخ، ج ۳، ص ۲۷، طبقات ابن سعد راوی ہے۔ ابن زیاد

Presented by Ziaraat.Com

کی ماں مرجانہ نے ابن زیاد کی سرزنش کی اور کہا: اے خبیث تو نے فرزندِ رسولؐ کو قتل کیا تو جنت کو کبھی دیکھ نہیں پائے گا۔

ہر سیاہ دل چہ سود خواندن وعظ
نرود میخ آهنین بر سنگ

اس کے علاوہ اس کے بھائی عثمان بن زیاد نے بھی اس کی سرزنش کی۔ (حیاۃ الحسین، ج ۲، ص ۳۵۹ اور نفس المہموم، ص ۴۱۴)

عثمان بن زیاد کی ابن زیاد کو سرزنش

ناسخ، ج ۳، ص ۵۷ میں روایت ہے: عثمان بن زیاد برادر ابن زیاد نے ابن زیاد سے کہا: بخدا! قیامت تک زیاد کی سب اولاد خواتین ہوتیں اور ان کے ناک میں مہار ہوتی، اے کاش وہ حسینؑ کی قاتل نہ ہوتیں۔

معقل بن یسار نے بھی اس کی سخت سرزنش کی۔ ابن زیاد پر سب سے زیادہ تنقید کرنے والا یہی آدمی تھا اور پھر وہ اس سے دُور چلا گیا۔ (حیاۃ الحسین، ج ۳، ص ۳۵۹)

خون سر سید الشہداؑ بر ران ابن زیاد

ناسخ، ج ۳، ص ۵۹ اور منتخب، ص ۵۴۷ نے روضۃ الاحباب کی روایت بیان کی ہے کہ جن کا تعلق اہلِ سنت سے ہے، ابن زیاد نے سید الشہداؑ کے سر کی چھڑی کے ساتھ بے ادبی کرنے کے بعد اس مبارک سر کو اُٹھایا اور نظارہ کرنے کے لیے اپنے سامنے کیا۔ اچانک اس کے ہاتھوں میں لرزہ پیدا ہوا اور سر مبارک اس کے زانو پر آیا اور ایک قطرۂ خون اس کی ران پر گرا جو اس کی ران میں سوراخ کر کے دوسری طرف نکل گیا۔ اس ملعون نے اس زخم کا بہت علاج کیا لیکن وہ ٹھیک نہ ہوسکا اور پھر اُس زخم میں تعفن پیدا ہوگیا، اس بدبو کو دُور کرنے کے لیے اس میں مشک بھرتا تھا کہ اس کی بدبو

Presented by Ziaraat.Com

دوسرے لوگوں تک نہ پہنچے۔

کہنے والے کہتے ہیں: جب ابراہیم بن مالک اشترؒ نے تاریکی شب میں کسی کو قتل کیا تو دورانِ قتل مشک کی بو محسوس کی تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ابھی میں نے کسی کو قتل کیا ہے اس کے جسم سے مشک کی بو پھوٹ رہی تھی۔ جب اس مقتول کی تحقیق کی گئی تو وہ ابن زیاد ملعون تھا۔

عقیلہ قریش کی ابن زیاد سے گفتگو [1]

ناسخ، ج۳، ص۶۰ پر روایت کی گئی ہے۔ ابن زیاد نے حکم دیا: اسیرانِ اہل بیتؑ کو دربار میں پیش کیا جائے۔ ابن زیاد کے سپاہیوں نے اہل بیتؑ کو اس طرح دربار میں پیش کیا، جس طرح کفار کے اسیران کو پیش کیا جاتا تھا۔ عقیلہ قریش غیر معروف صورت میں دربار میں آئیں اور ایک طرف بیٹھ گئیں۔ کنیزوں نے انھیں اپنے گھیرے میں لے لیا۔

ابن زیاد نے کہا: وہ عورت کون ہے؟ کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر اس نے پوچھا لیکن اسے جواب نہ ملا۔ تیسری بار پوچھنے پر اس کے کسی غلام نے کہا: وہ زینب بنت علیؑ بن ابی طالب ہیں۔[2]

اس ملعون نے حضرت زینبؑ کی طرف رُخ کر کے کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَحَكُمْ وَقَتَلَكُمْ وَاَكْذَبَ اُحْدُوثَتَكُمْ

"سب تعریفیں اس اللہ کی ہیں، جس نے تمھیں رُسوا کیا اور تمھیں

---

① تذکرہ، ص۲۶۹۔ کامل بہائی، ج۲، ص۱۸۸۔ بحار، ج۴۵، ص۱۵۵۔ قمقام، ص۵۱۸۔ ابن نما، ص۹۰۔ لہوف، مترجم، ص۱۶۰۔ مقتل خوارزمی، ج۲، ص۴۲۔ امالی صدوق، ص۱۴۶

② قمقام میں ہے: کسی کنیز نے جواب دیا: نبی کی بیٹی فاطمہ زہراءؑ کی دختر زینبؑ ہیں۔ مقتل خوارزمی میں ہے: ابن زیاد کے کسی ساتھی نے کہا: یہ زینبؑ ہے۔

قتل کیا اور تمہارے جھوٹ کو واضح کیا"۔

یہ سن کر عقیلہ قریش نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَکْرَمَنَا بِنَبِیِّهٖ مُحَمَّدٍ وَطَهَّرَنَا مِنَ الرِّجْسِ تَطْهِیْرًا ، اِنَّمَا یَفْتَضِحُ الْفَاسِقُ وَیَکْذِبُ الْفَاجِرُ وَهُوَ غَیْرُنَا

"تمام تعریفیں اس معبود برحق کے لیے ہیں جس نے ہمیں اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب مکرم ومحترم بنایا اور ہمیں ہر قسم کے رجس وآلائش سے پاک و پاکیزہ بنایا۔ اُسی خدا نے فاسق وگناہ گار کو ذلیل ورُسوا کیا اور فاجر کو جھٹلایا ہے۔ وہ ہم نہیں ہیں بلکہ وہ ہمارا غیر ہے۔

ابن زیاد نے کہا:

کَیْفَ رَاَیْتِ صُنْعَ اللّٰهِ بِاَخِیْكِ؟

"اللہ نے تیرے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟"

عقیلہ قریش نے فرمایا:

مَا رَاَیْتُ اِلَّا جَمِیْلًا هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ کَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْقَتْلَ فَبَرَزُوْا اِلٰی مَضَاجِعِهِمْ وَسَیَجْمَعُ اللّٰهُ بَیْنَكَ وَبَیْنَهُمْ وَتَتَحَاجُّوْنَ وَتَتَخَاصَمُوْنَ عِنْدَهٗ وَ اِنَّ لَكَ یَا ابْنَ زِیَادٍ مَوْقِفًا ، فَاسْتَعِدَّ لَهٗ جَوَابًا وَ اَنّٰی لَكَ بِهٖ؟ فَانْظُرْ لِمَنِ الْفَلْجُ یَوْمَئِذٍ؟ ثَکِلَتْكَ اُمُّكَ یَا ابْنَ مَرْجَانَةَ

"میں نے نیکی کے سوا کچھ اور نہیں دیکھا۔ آلِ رسولؐ ایک جماعت تھی، خداوند تعالیٰ نے ان کے مقدر میں شہادت لکھ دی

Presented by Ziaraat.Com

تھی۔ اب وہ اپنی ابدی خواب گاہ کی طرف چلے گئے ہیں لیکن
بہت جلد خداوند تعالی تمہیں اور انہیں ایک جگہ جمع فرمائے گا۔
بارگاہ خداوندی میں وہ سب اور تم ایک دوسرے پر احتجاج کرو
گے۔
اے ابن زیاد! تمہیں اللہ کے حضور جواب دینا ہے۔ اب جواب
کی تیاری کر۔ ہاں! اب تیرے پاس جواب کہاں سے آئے گا؟
پھر اس دن دیکھنا کہ کامیابی و فلاح کس کو حاصل ہوتی ہے۔
تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے"۔

جب عقیلہ قریش کی گفتگو اس منزل تک پہنچی تو یہ ملعون غصے سے لال پیلا ہو گیا اور عقیلہ قریش کے قتل کا ارادہ کیا، اس کی مجلس میں عمرو بن حریث بیٹھا تھا، اس نے اپنی فراست سے اس مسئلہ کو حل کیا۔ اس نے کہا: اے ابن زیاد

اِنَّهَا اِمْرَاَةٌ لَا تُؤَاخِذُ بِشَیْءٍ مِنْ مَنْطِقِهَا

"وہ ایک خاتون ہیں کوئی شخص بھی عورت کی گفتار پر اس کا
مواخذہ نہیں کرتا"۔

ابن زیاد نے پھر اپنا رُخ عقیلہ قریش کی طرف کیا۔

ابن زیاد نے کہا:

شَفَانَا اللّٰهُ مِنْ طَاغِيَتِكَ الْحُسَيْنِ وَالْعُصَاةِ الْمَرَدَةِ مِنْ
اَهْلِ بَيْتِكَ

"خداوند تعالی نے میرے دل کو تیرے سرکش و عاصی بھائی کے
قتل سے ٹھنڈک پہنچائی ہے، وہ تیرے اہل بیتؑ میں سے اپنی
حدود سے تجاوز کرنے والا تھا"۔

Presented by Ziaraat.Com

عقیلۂ قریش نے سنا تو آپؑ نے رُو دیا اور فرمایا:

لَعَمْرِیْ لَقَدْ قَتَلْتَ کَهْلِیْ وَاَبَرْتَ اَهْلِیْ وَقَطَعْتَ فَرْعِیْ وَاجْتَثَثْتَ اَصْلِیْ، فَاِنْ کَانَ هٰذَا شِفَائُکَ فَقَدِ اشْتَفَیْتَ

"مجھے اپنی جان کی قسم! تو نے میرے بزرگوں کو قتل کر دیا اور میرے پردہ داروں کو بے پردہ کیا، میری شاخ و برگ و بار کو قطع کیا ہے۔ میری اصل کی بیخ کنی کر دی ہے۔ اگر ان اُمور سے تیرے دل کو ٹھنڈک ملی ہے تو پھر یہ سب کچھ تیرے دل کی ٹھنڈک کا سامان ہے"۔

ابن زیاد نے کہا:

هٰذِهٖ سَجَّاعَةٌ وَلَعَمْرِیْ لَقَدْ کَانَ اَبُوْكِ سَجَّاعًا شَاعِرًا

"یہ عورت سجاعہ ہے یعنی کہنہ سخن ہے۔ مسجع مقفیٰ گفتگو کرتی ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم! تیرا باپ بھی سجاع اور شاعر تھا"۔

عقیلۂ قریش نے فرمایا:

یَا ابْنَ زِیَادٍ اِنَّ لِیْ عَنِ السَّجَّاعَةِ لَشُغْلًا وَاِنِّیْ لَاَعْجَبُ مِمَّنْ یَشْتَفِیْ بِقَتْلِ اَئِمَّتِهٖ وَیَعْلَمُ اِنَّهُمْ مُنْتَقِمُوْنَ مِنْهُ فِیْ اٰخِرَتِهٖ

"اے ابن زیاد! مجھے قافیہ پردازی سے کیا کام، مصائب و آلام میں گھرا ہوا انسان کہاں اور قافیہ پردازی کہاں۔ میں تو اُس آدمی پر تعجب کر رہی ہوں جس نے اپنے امامؑ کو قتل کر کے دل کی ٹھنڈک کا سامان کیا ہے، حالانکہ اُسے اچھی طرح سے معلوم ہے کہ قیامت کے دن اُس سے اس قتل کا انتقام لیا جائے گا"۔

Presented by Ziaraat.Com

کلمات اُم کلثومؑ ابن زیاد سے

جلاء العیون، ص ۵۹۹ اور ناسخ، ج ۳، ص ۶۲ اس وقت جناب اُم کلثومؑ نے فرمایا:

یَا ابْنَ زِیَادٍ اِنْ کَانَ قُرَّتْ عَیْنُکَ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ فَقَدْ کَانَ عَیْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ تَقِرُّ بِرُؤْیَتِہٖ وَکَانَ یُقَبِّلُہٗ وَیَمُصُّ شَفَتَیْہِ وَیَحْمِلُ ھُوَ وَاَخُوْہُ عَلٰی ظَھْرِہٖ فَاسْتَعِدَّ غَدًا لِلْجَوَابِ

''اے ابن زیاد! اگر قتلِ حسینؑ سے تیری آنکھ روشن ہوئی ہے تو یہ امر عجیب ہے لیکن یہی حسینؑ تھے، جس کے دیدار سے رسولؐ اللہ کی مبارک آنکھیں منور ہوتی تھیں۔ اللہ کے رسولؐ ان کے بوسے لیتے تھے اور اُس کے ہونٹوں کو چوستے تھے۔ اُسے اور اُس کے بھائی کو اپنے شانوں پر بٹھاتے تھے۔ اب جواب کے لیے تیار ہو جا۔ (امالی صدوق، مجلس ۳۰، ص ۱۴۳)

ابن زیاد نے اپنا قاصد جناب اُم کلثومؑ کی طرف بھیجا اور کہا: اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے تمہارے مردوں کو قتل کیا۔ اب تیری کیا رائے ہے کہ اللہ نے تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا تو جناب اُم کلثومؑ نے جو جواب دیا وہ اُوپر ذکر ہو چکا ہے۔

حضرت سجادؑ کی ابن زیاد سے گفتگو

جلاء العیون، ص ۵۹۹ اور ناسخ، ج ۳، ص ۶۳ اس دوران ابن زیاد نے امام سجادؑ کی طرف منہ کیا اور کہا: یہ کس کا بیٹا ہے؟ کہا گیا: یہ علی بن الحسینؑ ہیں۔ اس نے کہا: کیا اللہ نے علی بن الحسینؑ کو قتل نہیں کیا؟ تو اس وقت آپؑ نے فرمایا: وہ میرا بھائی

Presented by Ziaraat.Com

تھا جس کو لوگوں نے قتل کر دیا۔

ابن زیاد نے کہا: نہیں بلکہ اُسے اللہ نے قتل کیا ہے۔ اس وقت آپؑ نے فرمایا:

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا (الزمر، آیہ ۴۲)

"خداوند تعالیٰ ان نفوس کو موت دیتا ہے جب ان پر موت آتی ہے"۔ (مثیر الاحزان ابن نما، ص ۹۱۔ کامل بہائی، ص ۲۹۰۔ جلاء العیون، ص ۵۹۹ اور ناسخ، ج ۳، ص ۸۳)

ابن زیاد کا امام سجادؑ کے قتل کا حکم دینا

ابن زیاد امام سجادؑ کی اس گفتگو پر غصے میں آ گیا اور کہا: تو نے میری بات کو رد کرنے میں اتنی جرأت کی ہے؟ حکم دیا اسے باہر لے جاؤ اور قتل کر دو۔

مقتل خوارزمی، ج ۲، ص ۴۳ میں ہے: ابن زیاد نے کہا:

اُنْظُرُوْا اِلَيْهِ هَلْ اَدْرَكَ؟ فَكَشَفَ عَنْهُ مَرْوَانُ بْنُ مَعَاذ الْاَحْمَرِيُّ قَالَ نعم قَالَ اُقْتُلْهُ ، فَقَالَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ: فَمَنْ يَتَوَكَّلُ بِهٰؤُلَاءِ النسوة؟

"اس کی طرف دیکھو کوئی ہے جو اس پر قابو پائے۔ مروان بن معاذ احمری کھڑا ہوا اور کہا: جی ہاں۔ اس نے کہا: اسے قتل کر دو۔ امام سجادؑ نے فرمایا: پھر ان مستورات کا کون سہارا آسرا ہوگا؟"

جناب ثانی زہراؑ نے یہ منظر دیکھا تو مضطرب و بے چین ہو گئیں۔ جلدی سے آئیں اور امامؑ سے لپٹ گئیں اور فرمایا: بخدا میں اس سے جدا نہیں ہوں گی، ہاں پہلے مجھے قتل کرو، پھر اُسے قتل کرنا۔

Presented by Ziaraat.Com

امام سجادؑ نے فرمایا: پھوپھی جان! مجھے چھوڑ دیجیے اور ابن زیاد سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: اے ابن زیاد! تو مجھے قتل کی دھمکی دیتا ہے؟ کیا تو یہ نہیں جانتا راہِ خدا میں قتل ہونا ہماری عادت ہے، دین خداوندی کی بلندی و سرفرازی کے لیے قتل ہونا ہمارے لیے ابدی کرامت وسعادت ہے۔

ناسخ نے ج۳، ص۶۳ میں بیان کیا: ثانیٔ زہراؑ بے چین ہو گئیں اور فرمایا:

یَابْنَ زِیَادٍ حَسْبُکَ مِنْ دِمَائِنَا وَاعْتَنَقَتْهُ وَقَالَت وَاللّٰهِ لَا اُفَارِقُهٗ ، فَاِنْ قَتَلْتَهٗ فَاقْتُلْنِیْ مَعَهٗ

"اے ابن زیاد! ابھی تک ہمارا اتنا خون گرایا جانا تیرے لیے کافی نہیں ہوا جو تو اب اس کی گردن مارنا چاہتا ہے۔ پھر آپؑ اپنے بھتیجے امام سجادؑ کے ساتھ لپٹ گئیں اور فرمایا: میں ان سے کبھی جدا نہیں ہوں گی، ہاں پہلے مجھے قتل کردو پھر انھیں قتل کرنا"۔

ابن زیاد نے عقیلۂ قریش کے ان محبت بھرے جذبات کو محسوس کیا تو کہا:

وَاعَجَبَا لِلرَّحِمِ؟ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَا اَظُنُّهَا تَوَدُّ اَنْ اَقْتُلَهَا دُوْنَهٗ دَعُوْهُ

"تعلق و علاقہ و رشتہ کتنا عجیب ہے۔ بخدا! میں نے دیکھا: زینبؑ اپنے بھتیجے علیؑ کی جگہ خود آپ قتل ہونے پر تیار ہو گئی ہے۔ بس چھوڑیں انھیں قتل نہ کریں"۔

حیاۃ الحسین، ج۳، ص۳۳۷ نے جاحظ کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے: "ابن زیاد نے کہا: میں اسے قتل کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ حسینؑ کی باقی ماندہ نسل ہے، میں اس شاخ کو جڑ سے اُکھیڑنا چاہتا ہوں۔ اس بیماری کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنا

Presented by Ziaraat.Com

چاہتا ہوں"۔ لیکن اس کے اصحاب نے روکا اور کہا: اس کا مرض اس کی جان لینے کے لیے کافی ہے۔

امام سجادؑ نے فرمایا: "اگر تیرے اور ان خواتین کے درمیان کوئی علاقہ ہے ازراہِ رحم و رشتہ تو پھر کسی کو ان کے ساتھ بھیج جو انھیں اپنی منزل تک پہنچا دے"۔ امام سجادؑ کی اس گفتگو نے اسے شرمسار کر دیا۔

اہلِ بیتؑ در زندان

ابن زیاد نے حکم دیا امام سجادؑ اور اہلِ بیتؑ کو مسجد کے پہلو میں جو زندان ہے اس میں قید کر دیں۔[1]

امالی صدوق، مجلس اوّل، ص ۱۴۶، ابن زیاد نے حکم دیا: امام زین العابدینؑ کو زنجیروں میں بند کر کے خواتین کے ساتھ زندان میں بند کر دو۔ ابن زیاد کا دربان کہتا ہے: جب میں ان اسیروں کو لے کر باہر آیا تو جس کوچہ و بازار میں پہنچا وہ عورتوں اور مردوں سے بھرا ہوا تھا۔ جب انھوں نے اہلِ بیتؑ کی یہ حالت دیکھی تو سب اپنے چہروں پر طمانچے مارنے لگے اور رونے لگے۔ آخرکار میں انھیں زندان میں لے آیا اور دروازۂ زندان ان پر بند کر دیا۔

حضرت زینبؑ نے فرمایا: میرے پاس اگر کوئی عورت بھیجو تو وہ عورت یا تو اُم ولد ہو، یعنی کنیز ہو کیونکہ انھوں نے اسیری دیکھی ہے۔ کوئی آزاد عورت نہ بھیجو۔

محرق القلوب نراقی، ص ۲۹۹ میں کہتے ہیں: جب امام زین العابدینؑ نے فرمایا: قتل ہونا ہماری عادت ہے تو ابن زیاد نے ایک لحظہ اپنا سر جھکایا، تامل کیا پھر کہا: مجھے اس قوم کی باتوں سے نجات دلائیے۔ انھیں زندان لے جائیے"۔

---

[1] ریاض القدس نے ج ۲، ص ۳۲۹ اور روضۃ الشہداء، ص ۳۹۳ سطر ۱۸ ذکر کیا ہے۔ ابن زیاد نے اپنے آدمیوں سے کہا: مجھے ان لوگوں کی گفتار سے نجات دلائیے۔ انھیں مسجد کے پہلو میں فلاں زندان میں بند کر دیجیے۔

Presented by Ziaraat.Com

پھر اس نے کہا: حسینؑ کا سر نیزہ پر اُٹھایئے اور بازار میں پھرایئے تاکہ لوگ دیکھیں۔ جب سر کو بازار لے جایا گیا تو غیب سے آواز بلند ہوئی جس کو تمام اہل کوفہ نے سنا۔

رَاْسُ ابْنِ بِنْتِ مُحَمَّدٍ وَوَصِیِّهٖ
لِلْمُسْلِمِیْنَ عَلٰی قَنَاۃٍ یُرْفَعُ①

"اے دنیا والو! کتنی حیرانی و پریشانی کی بات ہے۔ سیدالانبیاءؐ کی بیٹی کے بیٹے اور سیدالاوصیاءؑ کے بیٹے (حسینؑ) کا مبارک سر نوک سنان پر بلند ہے"۔

وَالْمُسْلِمُوْنَ بِمَنْظَرٍ وَبِمَسْمَعٍ
لَا جَازِعٌ مِنْهُمْ وَلَا مُتَوَجِّعٌ②

"یہ مسلمان کتنے سنگ دل ہیں (کہ ان کے رسولؐ کے نواسے کے ساتھ یہ سلوک ہوا) پھر بھی صرف تماشائیوں کی صورت میں نظارہ کررہے ہیں۔ اس امر سے نہ انھیں کوئی دُکھ ہوا ہے اور نہ حیرانی و پریشانی، اس لیے وہ پیغمبرؐ کی اتنی بڑی مصیبت پر خاموش ہیں"۔

نفس المہموم والے نے ان ابیات کو اضافے کے ساتھ پیش کیا ہے:

كَحَلَتْ بِمَنْظَرِكَ الْعُيُوْنَ عَمَايَةً
وَاَصَمَّ رُزْؤُكَ كُلَّ اُذُنٍ يَسْمَعُ

"اے حسینؑ جان! تیرے مصائب کو دیکھ کر میری آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں۔ تیری عزا کو سن کر ہر مصیبت ہیچ نظر آتی ہے"۔

① نفس المہموم، ص ۳۰۹۔ (النَّاظِرِیْنَ عَلٰی قَنَاۃٍ یُرْفَعُ)
② نفس المہموم، ص ۳۰۹۔ (لَا مُنْکِرٌ مِنْهُمْ وَلَا مُتَفَجِّعٌ)

Presented by Ziaraat.Com

أَيْقَظْتُ أَجْفَانًا وَكُنْتُ لَهَا كَرِیً
وَأَنَمْتُ عَيْنًا لَمْ تَكُنْ بِكَ تَهْجَعُ

"وہ آنکھیں جو تیرے دیدار سے سرور حاصل کرتی تھیں اور مزے کی نیند سوتی تھیں، اب تیرے مصائب کی وجہ سے کبھی نہ سوسکیں گی"۔

مَا رَوْضَةٌ إِلَّا تَمَنَّتْ أَنَّهَا
لَكَ حُفْرَةٌ وَلِخَطِّ قَبْرِكَ مَضْجَعُ

"ہر باغ وچمن کی آرزو یہ ہے کہ تیرا مدفن اس کے پاس ہو اور وہ تیری آرام گاہ ہے"۔

پذیرائی در کوفہ امام زین العابدینؑ

حیاۃ الحسین، ج ۳، ص ۳۵۶ نے روایت پیش کی ہے۔ ایک کوفی امام سجادؑ کو اپنے گھر لے آیا اور خدمت خاطر کرنے لگا۔ ہر وقت آپ کی تواضع میں معروف رہتا۔ جب آپ کے پاس آتا تو رونے لگتا۔ جب آپ سے جدا ہوتا تو گریہ کرتا اور بہت زیادہ اُلفت و محبت سے پیش آتا۔ امامؑ اس کے اس سلوک سے اتنے متاثر ہوئے اور کہنے لگے: یہ ایک اچھا انسان ہے لیکن ایک دن ابن زیاد کی طرف سے منادی ہوئی جو امام سجادؑ کی اطلاع دے گا اُسے تین سو دینار انعام دیا جائے گا۔ جب اس کوفی نے یہ منادی سنی تو امام سجادؑ کے پاس آیا، آپؑ کے دونوں ہاتھوں کو اور گردن کو رسّی سے باندھا اور ابن زیاد کی تحویل میں دے دیا اور تین سو درہم انعام حاصل کیا۔

اس واقعہ کو مرآۃ الزمان فی تواریخ الاعیان نے ص ۹۸ پر بیان کیا ہے۔ تذکرۃ الشہداء، ص ۴۰۳ میں یہ روایت تذکرہ سبط ابن جوزی سے نقل کیا گیا ہے۔

امام سجادؑ نے فرمایا: ان دنوں جب میں کوفہ میں اسیر تھا تو ایک آدمی مجھے اپنے

Presented by Ziaraat.Com

گھر لے گیا۔ وہ ہر وقت میری خدمت میں مصروف رہتا، جب وہ اپنے گھر آتا تو مجھے دیکھ کر رو دیتا۔ جب گھر سے باہر جاتا تو رو دیتا۔ میں نے خیال کیا اگر کوفہ میں سب سے بہترین آدمی ہے تو یہی آدمی ہے۔ ایک دن میں اُس کے گھر بیٹھا تھا تو ابن زیاد کی طرف سے منادی سنی جو شخص علی بن حسینؑ کو اس کے پاس لے آئے تو تین سو درہم انعام دیا جائے گا۔ پس وہی آدمی میرے پاس روتا ہوا آیا اور کہا: مجھے ابن زیاد سے ڈر لگتا ہے۔ اگر میں نے تمھیں اس کے حوالے نہ کیا تو وہ مجھے نقصان پہنچائے گا۔ پس اُس آدمی نے میرے ہاتھوں کو میری گردن کے ساتھ باندھا اور ابن زیاد کے پاس لے گیا اور انعام حاصل کیا۔

یہ روایت مخالفین کی طرف سے گھڑی گئی ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے حالانکہ آپؑ اپنے اہل بیتؑ کے ساتھ اسیر تھے اور آپؑ کو ان کے ساتھ شام روانہ کر دیا گیا تھا۔ (مترجم)

زندان میں خط کا پھینکا جانا

نفس المہموم، ص ۳۱۳، دمع السجوم، ص ۲۲۹، قمقام، ص ۵۳۳، حیاۃ الحسین، ج ۳، ص ۳۵۵، مقتل مقرم، ص ۲۱۵ و ص ۲۲۱، ان تمام اصحاب نے اس واقعہ کو اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

طبری نے ہشام سے اُس نے عوانہ بن حکم کلبی سے روایت کی ہے: جب امام حسین علیہ السلام شہید کر دیے گئے تو اہل بیتؑ کو اسیر کر کے کوفہ لایا گیا اور اُنھیں زندان میں بند کر دیا گیا۔ جب اہل بیتؑ زندان میں تھے تو زندان میں اچانک ایک پتھر گرا، اُس کے ساتھ ایک خط تھا۔ اُس خط کی تحریر تھی: ایک تیز رو قاصد یزید کی طرف بھیجا گیا ہے اور اُس خط میں تمہارے بارے لکھا گیا ہے۔ وہ قاصد فلاں دن روانہ ہوا ہے اور فلاں روز یزید کے پاس پہنچے گا اور پھر وہ فلاں روز کوفہ پہنچے گا۔ اگر تم صدائے

Presented by Ziaraat.Com

تکبیر سنو تو یقین کر لینا وہ قاصد تمہارے قتل کا حکم لایا ہے۔ اگر تکبیر کی آواز نہ سنائی دے تو پھر ان شاء اللہ امان اور سلامتی ہے۔[1] جب دو یا تین روز قاصد کی مراجعت سے قبل پھر ایک خط مذکورہ صورت میں زندان میں آیا، اس کی تحریر تھی: "وصیت کر لو قاصد فلاں روز پہنچنے والا ہے"۔ جب وہ قاصد واپس کوفہ آیا تو صدائے تکبیر نہ سنی گئی۔ خط جو یزید کی طرف سے آیا تھا اس کی تحریر تھی: "اسیران کو اس کی طرف بھیجا جائے"۔

کتاب کربلا چہ گزشت، ص ۵۳۳ میں آقای کمرہ ای نے لکھا ہے: روایت یہ جاتی ہے کہ یزیدی حکومت کے زندانوں کے حالات اتنے شدید تھے کہ پرندہ پر نہیں مار سکتا تھا۔ قیدیوں کو باہر کا علم نہیں ہوتا تھا اور باہر والوں کو قیدیوں کا علم نہیں ہوتا تھا۔ زندانوں کی سخت نگرانی کی جاتی تھی۔ تو بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے جب اہل بیتؑ زمانہ اسیری میں ان زندانوں میں مقید تھے تو ان پر کتنی سختی ہوئی ہوگی۔ یہی وجہ تھی کہ خط پتھر سے باندھ کر پھینکا گیا۔ ایک تو دیواریں بہت زیادہ بلند تھیں۔ دوسرے نگرانی بھی بہت سخت تھی۔ اس لیے کوئی شخص آدمی زندان تک رسائی نہیں رکھتا تھا۔

خطبہ ابن زیاد[2]

تاریخ، ج ۳، ص ۶۵، ابن زیاد نے امام علی بن الحسینؑ اور اہل بیتؑ کو زندان کی طرف بھیجا اور خود مسجد آ کر منبر پر آیا۔ خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَظْهَرَ الْحَقَّ وَنَصَرَ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَشْیَاعَهٗ وَقَتَلَ الْكَذَّابَ ابْنَ الْكَذَّابِ

---

① مرحوم شعرانی نے دمع السجوم، ص ۲۳۹ پر لکھا ہے: "یہ خط دوستان آل محمدؐ میں سے کسی نے پھینکا تھا جس کا ابن زیاد کے دربار سے قریبی تعلق تھا"۔

② لہوف مترجم، ص ۱۴۲۔ تاریخ، ج ۳، ص ۶۵۔ ارشاد مفید، ص ۲۴۳۔ مثیر الاحزان، ص ۹۲۔ بحار، ج ۴۵، ص ۱۱۹۔ نفس المہموم، ص ۲۱۰۔ حیاۃ الحسین، ج ۳، ص ۳۳۸۔ تذکرہ سبط ابن جوزی، ص ۲۳۹۔ جلاء العیون، ص ۶۰۰

Presented by Ziaraat.Com

"تمام حمد وثنا کے لائق اللہ تعالی کی ذات ہے اُس ذات نے حق کو غالب کیا اور امیر المومنین یزید بن معاویہ کی اور اُس کے حامیوں کی مدد کی۔ کذاب ابن کذاب (یعنی حسینؑ بن علی علیہما السلام کو قتل کیا)۔ (نقل کفر کفر نباشد)

صاحب مثیر الاحزان ابن نما، ص ۹۲ کا بیان ہے: ابن زیاد کے خطبہ کے الفاظ یہ تھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَظْهَرَ الْحَقَّ وَاَهْلَهٗ وَنَصَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَحِزْبَهٗ وقتل الکذاب بن الکذاب وشیعته (ارشاد: نصر امیر المومنین یزید وحزبه.....الخ)

عبداللہ بن عفیف کی شہادت

جلاء العیون، ص ۴۰۰ اور ناسخ، ج ۳، ص ۶۶ کی روایت کے مطابق جس وقت ابن زیاد نے خطبہ دیا اُس وقت مسجد میں عبداللہ بن عفیف ازدی عبادت میں مصروف تھے۔ ان کا شمار امیر المومنین امام علی علیہ السلام کے شیعوں میں ہوتا تھا۔ یہ اس وقت نابینا تھے کیونکہ ان کی ایک آنکھ جنگِ جمل میں اور دوسری آنکھ جنگِ صفین میں ضائع ہوگئی تھی۔[1] جب اُنھوں نے ابن زیاد کے یہ گستاخانہ الفاظ سنے تو کھڑے ہوگئے اور کہا: اے مرجانہ کے بیٹے! کذاب ہے تو اور وہ جس نے تجھے حاکم بنایا اور اُس کا باپ! اے دشمنِ خدا! تو نے پیغمبرؐ کے بیٹوں کو قتل کیا اور پھر مسلمانوں کے منبر پر جا کر ایسی بکواس کرتا ہے جو اسلام کے خلاف ہے۔ ابن زیاد یہ سن کر آگ بگولا ہوگیا اور کہنے لگا: یہ گفتگو کرنے والا کون ہے؟

---

① ناسخ کے مطابق اس کی بائیں طرف والی آنکھ جنگِ جمل میں ضائع ہوئی اور دائیں طرف والی جنگِ صفین میں ضائع ہوئی۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب عبداللہ بن عفیف نے فرمایا: اے اللہ کے دشمن! تو نے پیغمبر کی پاک و پاکیزہ اولاد کو قتل کردیا۔ یہ ذریت تو وہ تھی جسے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے رجس کو دور کردیا۔ اتنے بڑے جرم کے بعد اپنے آپ کو دین اسلام پر سمجھتا ہے؟ واغوثاہ!

مہاجرین و انصار کی اولاد کہاں ہیں جو اس طاغوت و سرکش لعین یزید پلید سے انتقام لے۔ رسولؐ خدا نے اس پر اور اس کے والد پر کئی مرتبہ لعنت فرمائی۔

حق و حقیقت کی پُرزور آواز نے ابن زیاد کو لرزا کر رکھ دیا، اس کی دنیا تیرہ و تاریک کردی۔ اس کی غیض و غضب کی آگ بھڑک اٹھی، اس کی گردن کی رگیں غصے سے پھول گئیں۔ اس نے اپنے سپاہیوں سے کہا: اسے گرفتار کر کے میرے پاس لے آؤ۔ اس کے سپاہی دوڑے آئے اور ابن عفیف کو پکڑ کر ابن زیاد کے پاس لے گئے۔[1]

جب قبیلہ ازد کو اطلاع ملی تو وہ سارے اکٹھے ہو گئے۔ ان کی تعداد سات سو تک جا پہنچی۔ قبائل یمن بھی ان سے آملے۔ جب ان کے لشکر کی اطلاع ابن زیاد کو ملی تو اس نے قبائل مضر کو جمع کیا اور محمد بن اشعث کی کمان میں جنگ کے لیے بھیجا۔ گھمسان کا رَن پڑا۔ اطراف سے بہت سے لوگ لقمۂ اجل بنے۔ ابن زیاد کے لشکر کو غلبہ حاصل ہوا اور اس کے سپاہی عبداللہ بن عفیف کے دروازے پر پہنچے اور دروازے کو توڑ ڈالا اور گھر میں داخل ہو گئے۔ عبداللہ بن عفیف بوڑھے بھی تھے، نابینا بھی تھے۔ ان کی ایک جوان بیٹی تھی اس نے اپنے والد کو اطلاع دی کہ ان کے دشمن گھر کے اندر داخل

---

① مقتل مقرم، ص ۲۲۷ کے مطابق ابن عفیف نے اپنے قبیلے کا نعرہ لگایا: یا مبرور! تو قبیلہ ازد کے لوگ دوڑ کر آئے اور سپاہیوں سے اُسے چھین کر گھر لے گئے۔ عبدالرحمن بن مخنف ازدی نے کہا: آپ نے یہ کیا کردیا اپنے قبیلہ کو ہلاکت میں ڈال دیا۔

ارشاد مفید، ص ۲۳۲ کے مطابق ابن زیاد نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ اس کے سپاہی اس کو گرفتار کرنے کے لیے دوڑے۔ عبداللہ نے "یا مبرور" اپنے قبیلے کا نعرہ لگایا تو سات سو ازدی جمع ہو گئے اور اُسے چھڑا لیا۔

Presented by Ziaraat.Com

ہو چکے ہیں۔ آپ نے کہا: کوئی بات نہیں میری تلوار مجھے دو۔ جب اس بوڑھے مجاہد کے ہاتھ میں تلوار آئی تو رجز خوانی کی:

انا ابن ذی الفضل العفیف الطاہر
عفیف شیخی و ابن اُم عامر

"میں اس کا بیٹا ہوں جو صاحب فضیلت تھا اور دامن کے اعتبار سے پاک و پاکیزہ تھا۔ میرے باپ کا نام عفیف ہے۔ اُم عامر کا بیٹا ہوں"۔

کم دارع من جمعکم وحاسر ①
وبطل جدلته مغاور ②

"میں نے کتنے بہادر جنگجو زرہ میں ملبوس اور بے زرہ کو اپنی شمشیر کی کاٹ سے زمین پر تڑپتا چھوڑا ہے"۔

جب یہ بوڑھا اور آنکھوں سے معذور مجاہد نصرت حسینی میں بڑھ بڑھ کر اپنی تلوار سے یزیدی سپاہیوں کی ہڈی پسلی ایک کر رہا تھا تو اس کی بہادر و غیور بیٹی اپنے بوڑھے اور معذور باپ کی جرأت و شجاعت کی داد بھی دے رہی تھی اور کہہ رہی تھی: کاش میں مرد ہوتی، میں ان فاسق و فاجر قاتلانِ عترت پیغمبرؐ سے جنگ کرتی"۔

---

① ابن نما نے اس سے زیادہ کا ذکر نہیں کیا۔

② لہوف، ص ۱۹۷ ان ابیات کا فارسی میں ترجمہ نظم میں کیا ہے:

فرزند فاضلم عفیف و طاہر — بابم عفیف و مامم اُم عامر
بس قہرمان چابک و دلاور — کافکندم از شما بخون شناور

کتاب کربلا چہ گزشت والے نے ان اشعار کو اس طرح نقل کیا ہے:

پسر صاحب فضلم کہ عفیف است بنام — باب او باشد و ام عامر خوشنام مام
از شما مرد زرہ پوش و قبا دوش دلیران — بدرم وکشتم و بر خاک ازدم مقام

Presented by Ziaraat.Com

اس دوران میں وہ اپنے باپ کی رہنمائی کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی: بابا جان اب دشمن دائیں طرف حملہ آور ہے، اب بائیں طرف ہے، اب سامنے ہے۔ یہ بوڑھا مجاہد اپنی بیٹی کی ہدایات پر اپنی تلوار سے ان یزیدیوں کو جہنم پہنچا رہا تھا۔

آخر ایک اکیلا بوڑھا اور معذور انسان کب تک لڑتا اُدھر ابن زیاد کے سپاہیوں کی تعداد بڑھ رہی تھی۔ آخر ابن عفیف کو گھیر لیا گیا۔ اس وقت اس کی بیٹی فریاد کر رہی تھی: وَاذُلّاہ۔ اے لوگو! دشمن نے میرے بابا کو گھیر لیا ہے۔ ہمارا کوئی ناصر نہیں ہے۔ کوئی ہوتا جو ان ظالموں سے میرے بابا کو نجات دلاتا۔ لیکن پھر بھی ابن عفیف اپنی تلوار چلا رہے تھے اور رجز پڑھ رہے تھے۔

اقسم لو یفسح لی عن بصری	ضاق علیکم موردی ومصدری
وکنت منکم قد شفیت علتی	ان لم یکن ذا الیوم قومی تخفری
اُمر کیف لی والاصبحی قداتی	بالجیش یکسر کل غضنفر
لو انصفونی واحداً فواحداً	افنیتم بموردی ومصدری
یاویحهم والسیف ابدا مشرفاً	لا ینبغی الا مقر الحنجر
ویح ابن مرجان الدعی وقداتی	ویزید اذ یؤتی بهم فی المحشر
والحکم فیه لا اللہ وخصمهم	خیر البریۃ احمد مع حیدر

"اگر میری آنکھیں ہوتیں تو میدانِ جنگ کو تم پر تنگ کر دیتا اور تمھیں خاک وخون میں ملا کر اپنے دل کو ٹھنڈک پہنچاتا۔ اگر میدانِ جنگ ہوتا اور بڑے بڑے بہادر میرے مقابلے میں ہوتے تو میں سب کو لقمۂ اجل بنا تا۔ اگر تم میں انصاف ہوتا تو ایک کے مقابلے میں ایک آتا تو میں باری باری ہر ایک کو اُس کے مرگھٹ تک پہنچاتا۔

Presented by Ziaraat.Com

ہائے افسوس! یہ تلوار شرر بار ہمیشہ تم پر چمکتی رہی ہے اور اُس کا ہدف تمہارے گلوں کے علاوہ کوئی اور مقام نہ ہوتا۔

اے ابن مرجانہ! تمہارے لیے بربادی ہے۔ اُس دن کو یاد رکھو جس دن تمہیں اور یزید کو میدانِ حشر میں لایا جائے گا۔ وہاں حاکم لا الٰہ الا اللہ ہوگا۔ پیغمبر اکرمؐ اور امام علیؑ تمہارے خلاف عدالت الٰہی میں دعویٰ دائر کر رہے ہوں گے"۔ (ناسخ، ج۳، ص ۶۸)

ناسخ کے بقول جناب عبداللہ بن عفیف نے پچاس سوار اور تیس پیادوں کو قتل کیا۔ آخرکار آپ کو گرفتار کرلیا گیا اور ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔ جب ابن زیاد کی ان پر نظر پڑی تو اپنی گفتگو کا آغاز کیا:

ابن زیاد: اللہ کی حمد ہے جس نے تجھے ذلیل و رسوا کیا۔

ابن عفیف: اے دشمن خدا! خداوند تعالیٰ نے مجھے کس وجہ سے ذلیل و رسوا کیا۔ بخدا! اگر میری آنکھیں روشن ہوتیں تو یہ زمین تجھ پر تیرہ و تاریک کر دیتا۔

ابن زیاد: اے اللہ کے دشمن! عثمان بن عفان کے بارے تیری کیا رائے ہے؟ اب یہ مکار و عیار اپنے مکر و حیلہ سے اس مجاہد کو قتل کرنا چاہتا تھا کیونکہ اُسے معلوم تھا عبداللہ امام علیؑ کا شیعہ ہے۔ وہ عثمان کے بارے کوئی ایسی بات کرے جو قابلِ گرفت ہو اور پھر ان کا قتل اُس پر آسان ہوجائے۔ پھر لعنت و ملامت کا اندیشہ باقی نہ رہے۔

ابن عفیف: اے مجوسیوں کے غلام بیٹے! (اس کلمہ کا مخاطب عبیداللہ کا باپ زیاد بن ابیہ تھا کیونکہ وہ حرام زادہ تھا اور عبید کے نطفہ سے تھا اور عبید غلام تھا تو اس اعتبار سے ابن زیاد بھی غلام تھا)۔

پھر آپ نے کہا: اے زانیہ عورت مرجانہ کے بیٹے! تجھے عثمان سے کیا نسبت؟

Presented by Ziaraat.Com

وہ جیسے تھے وہ اللہ کی مخلوق تھے۔ ان کے اور عثمان کے درمیان عدالتِ الٰہیہ فیصل ہوگی۔ تو مجھ سے اپنے بارے پوچھ اپنے باپ کے بارے پوچھ یزید کے بارے پوچھ اور اُس کے باپ کے بارے پوچھ۔

(جب ابن زیاد نے دیکھا کہ جو کچھ وہ چاہتا تھا اس کا حصول ممکن نہیں ہے کیونکہ مومن اللہ کی فراست سے دیکھتا ہے۔ جناب ابن عفیف اس کے ارادوں کو بھانپ چکے تھے اس لیے حضرت عثمان کے بارے میں احسن انداز سے گزر گئے۔)

ابن زیاد: اب میں تم سے کچھ نہیں پوچھوں گا میں تمہیں قتل کرتا ہوں۔①

ابن عفیف: ابھی تیری ماں نے تجھے جنا ہی نہیں تھا میں نے اس وقت اپنے اللہ سے شہادت کی آرزو کی تھی کہ میری شہادت اس کے ہاتھوں ہو جو خلقِ خدا میں بدترین مخلوق ہو۔ جب جنگ جمل وصفین میں میری آنکھیں ضائع ہوئی تھیں تو میں اپنی دعا کی قبولیت سے مایوس ہو چلا تھا۔ آج مجھے معلوم ہو رہا ہے میری پرانی آرزو منزل اجابت پر پہنچنے والی ہے۔ پھر آپ نے فصاحت و بلاغت سے بھرپور اشعار زبان پر جاری کیے:

صحوت و ودعت الصبا والغوانیا   وقلت لاصحابی اجیبوا المنادیا

وقولوا له اذ قام یدعو الی الهدی   وقتل العدی: لبیك لبیك داعیا

وقوموا له اذ شد للحرب ازره   فكل امرء یجزی بما كان ساعیا

وقودوا الی الاعداء كل مضمر   لحوق وقودوا السابحات النواجیا

وسیروا الی الاعداء بالبیض والقنا   وهزوا حراباً نحوهم والعوالیا

وابكوا لخیر الخلق جداً و والداً   حسین لاهل الارض مازال هادیا

وابكوا حسیناً معدن الجود والتقی   وكان لتضعیف المثوبة راجیاً

---

① بحار، ج ۴۵، ص ۱۲۰، اللہ کی قسم! اب میں تجھ سے مزید سوال نہ کروں گا تجھے قتل کروں گا۔ مثیر الاحزان میں: میں تجھ سے اب کوئی سوال نہیں کروں گا تجھے پیاسا قتل کروں گا۔

Presented by Ziaraat.Com

وابكوا حسيناً كلما ذر شارق | وعند غسوق الليل ابكوا اماميا
ويبكي حسيناً كل حاف وناعل | ومن راكب في الارض او كان ماشيا
لحى الله قوماً كاتبوه وغرروه | وما فيهم من كان للدين حاميا
ولا من وفي بالعهد اذ حمى الوغا | ولا زاجراً عنه المضلين ناهيا
ولا قائلا لا تقتلوه فتخسروا | ومن يقتل الزاكين يلق المخازيا
ولم يك الا ناكثًا أو معانداً | وذا فجرة يأتي اليه وعاديا
واضحى حسين للرماح دريئة | فغودر مسلوباً على الطف ثاويا
قتيلا كان لم يعرف الناس اصله | جزى الله قوماً قاتلوه المخازيا
فياليتني اذ ذاك كنت لحقته | وضاربت عنه الفاسقين الاعاديا
ودافعت عنه ما استطعت مجاهداً | واغمدت سيفي فيهم وسنانيا
ولكن عذرى واضح غير مختف | وكان قعودى ضلة من ضلاليا
وياليتني غودرت فيمن اجابه | وكنت له في مرضع القتل فاديا
وياليتني يوم الطفوف فديته | بأهلى واولادى جميعًا وماليا
تزلزلت الافاق من عظم فقده | واضحى له الحصن المحصن خاويا
وقد زالت الاطوار من عظم قتله | وأضحى له صم القنا خيب هاويا
وقد كشفت شمس الضحى لمصابه | وأضحت له الافاق جهراً بواكيا
فيا امة ضلت عن الحق والهدى | انيبوا فان الله في الحكم عاليا
وتوبوا الى التواب من سوء فعلكم | وان لم تتوبوا تدركوا المغازيا
وكونوا ضراباً بالسيوف وبالقنا | تفوزوا كما فاز الذى كان ساعياً
واخواننا كانوا اذ الليل جنهم | تلوا طوله القرآن ثم المثانيا
اصابهم اهل الشقاوة والغوى | فحتى متى لا يبعث الجيش عادياً
عليهم سلام الله ما هبت الصبا | وما لاح نجم او تحدر هاوياً

Presented by Ziaraat.Com

جس نے اپنی نیند و بستر آرام و سکون اور محل و ناداری کو ہمیشہ
کے لیے چھوڑ چھاڑ کر اپنے یاروں اور ہم سنوں سے کہا: اب
اس منادی کا جواب دو۔

تم سب ہم آواز ہو کر کہو: جب تو نے ہدایت کی طرف بلایا اور
اس کے قتل کی دعوت دی اسے ان امور کی طرف بلانے والے
میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔

جب آتشِ جنگ بھڑک رہی ہو تو فوراً اٹھئے اور اسی میں اپنے
آپ کو جھونک دیجیے۔ ہر شخص کو اس کی کوشش و سعی کے بعد اجر
دی جاتی ہے۔

میدانِ جنگ میں اپنے دشمن پر اپنی نگاہیں مرکوز کر کے اس کی
طرف بڑھیں اور اپنے تیز رفتار گھوڑوں کو ان پر ڈال دیجیے۔

تیروں اور تلواروں کے ساتھ طوفانوں کا زور پیدا کر کے دشمن کو
خس و خاشاک کی طرح اڑا دیجیے۔

وہ ذات جو اپنے نانا اور والد کی نسبت سے پوری کائنات سے
بہتر تھا اس کے مصائب پر آنسو بہاؤ۔ حسینؑ تو اللہ کی زمین پر
اللہ کی طرف سے رہبر و راہنما تھے۔

اس حسینؑ پر گریہ کرو جو تقویٰ و سعادت کے معدن تھے۔
اجر و ثواب کو بڑھانے سے بخشش و مغفرت کے دروازے کھل
جاتے ہیں۔

جب سورج طلوع کرے اور غروب کرے ہر وقت حسینؑ آقا پر
گریہ کرتے رہو اور میرے امامؑ پر گریہ کرتے رہو۔

Presented by Ziaraat.Com

پوری کائنات پر لازم ہے وہ حسینؑ پر آنسو بہائے چاہے وہ غلام ہے یا آقا، شاہ ہے یا گداہ، سوار ہے یا پیادہ آنسو بہائیں۔

خداوند تعالیٰ ان لوگوں کو تباہ و ویران کرے جنھوں نے میرے آقا کی طرف خط لکھے جب وہ تشریف لائے تو ان کا کوئی ایک مرد بھی ان کی حمایت کرنے والا نہ تھا۔

ان بے دینوں میں سے کسی نے وعدہ وفا نہ کیا۔ جب جنگ ہوئی تو ان لوگوں نے ان کی کوئی نصرت نہ کی۔

ان ظالموں میں ایسا کوئی بھی نہ تھا جس نے کہا ہو کہ انھیں قتل نہ کرو۔ بس جن لوگوں نے ان پاک و پاکیزہ ہستیوں کو قتل کیا ذلت و خواری کو اپنا مقدر بنایا۔

میدانِ کربلا میں وہ لوگ اکٹھے ہوئے جو عہد شکن تھے۔ بے دین و گمراہ، بے کار و بدکار تھے۔ اس لیے رسولؐ اللہ کی اہلِ بیتؑ کو قتل کر دیا۔

اے لوگو! امام حسینؑ کے سر مبارک کو نوکِ سناں پر بلند کیا گیا اور ان کے بدنِ نازنین کو صحرائے کربلا میں بے کفن و دفن چھوڑ دیا گیا۔

انھیں تو اس بے دردی و ظلم و سنگدلی کے ساتھ قتل کیا جیسے یہ لوگ ان کے نسب سے واقف ہی نہ ہوں۔ خداوند تعالیٰ ان کے قاتلوں کو ذلت و رسوائی کا لباس پہنائے۔

اے کاش! میں کربلا میں ان کے ساتھ ہوتا تو پوری فداکاری کے ساتھ ان قاتلوں کو ان سے دور کرتا۔

Presented by Ziaraat.Com

میں اپنی پوری توانائی صرف کر دیتا اور اس کا دفاع کرتا، اپنے نیزہ و شمشیر سے ان کی حفاظت کرتا۔

لیکن میرا عذر زمانہ جانتا ہے۔ وہ کسی پر مخفی نہیں۔

اے کاش! جب اس نے نصرت طلب کی تھی میں لبیک کہتا اور ان کی جگہ میں قتل ہو جاتا۔

ہائے کاش میں کربلا میں ہوتا تو اپنی اولاد، اپنے اموال، اپنی جان سب کچھ قربان کر دیتا۔

ان کی شہادت سے اُفق و آفاق سب گر چکے ہیں۔ کائنات متزلزل ہے، محکم و مضبوط قلعے زمین بوس ہو گئے ہیں۔

ان کے قتل سے کوہ گراں گرد و غبار میں بدل گئے ہیں۔ پہاڑوں کی بلند و بالا چوٹیاں ٹوٹ کر زمین پر آ رہی ہیں۔

ان کے مصائب پر دو روز تک سورج گرہن میں رہا۔ اُفق و آفاق اس پر خون کے آنسو بہاتے رہے۔

اے اُمت اسلام! اپنے اس گناہ سے توبہ کرو تم حق و ہدایت کو چھوڑ چکے ہو۔ خداوند تعالیٰ کا حکم بالاتر ہے۔

توبہ قبول کرنے والے خدا کے حضور توبہ کرو، ان بدکرداروں کو چھوڑ دو ورنہ ذلت و رسوائی تیرا مقدر بن جائے گی۔

اُٹھو! شمشیر و نیزہ ہاتھوں میں لے لو اور ان کو جہنم پہنچاؤ تب جا کر تمہاری نجات ممکن ہے۔ ہمیشہ کوشش کرنے والے ہی نجات پاتے ہیں۔

اے میرے بھائیو! جب رات کی تاریکی ہر طرف چھا جائے تو

Presented by Ziaraat.Com

اُٹھئے ساری رات قرآن اور سبع مثانی کی تلاوت کیجیے۔
ان گمراہوں اور بدبختوں نے انھیں گھیر کر شہید کر دیا۔ وہ دیکھتے رہ گئے۔ ان کی نصرت کے لیے کہیں سے کوئی لشکر نہ آیا۔
خداوند متعال کے ان ہستیوں پر لاکھوں سلام ہوں۔ جب تک بادِ صبا چلتی رہے اور ستارے دمکتے رہیں اور کائنات باقی رہے"۔

ناسخ نے کہا: ان اشعار میں پوری داستانِ کربلا دہرائی گئی۔ کربلا کے مقدمات کربلا کے واقعات اور انجام سب کچھ بلیغ انداز میں پیش کر دیے گئے۔ اس مجاہد و مبارز کے اس کلام کے مرکزی نکات پانچ ہیں:

۱ سید الشہداءؑ کے مصائب کی کوہ گرانی تمام اہلِ ارض کے مصائب ایک طرف سید الشہداءؑ کے مصائب ایک طرف۔
۲ اہلِ کوفہ کی بے وفائی اور غداری
۳ اظہار تاسف کہ وہ سید الشہداءؑ کے ہم رکاب ہو کر منزلِ شہادت پر کیوں نہیں پہنچے۔
۴ قاتلینِ امام حسینؑ کی ہجو اور پھر ان کی موجودگی میں۔
۵ سید الشہداءؑ اور ان کے اصحاب کی تمجید و تقدیس اور اُن پر درود و سلام۔

ریاض القدس، ج ۲، ص ۲۲۳ جب ابنِ عفیف مسجد میں ابنِ زیاد کے سامنے گرفتار ہو کر آئے تو ان کی بیٹی بھی چیختی چلاتی ہوئی ان کے پیچھے چلی آئی تھی۔ بیٹی کی دردناک آوازوں نے باپ کو لرزا کر رکھ دیا (خدا جانے اس وقت ابنِ عفیف کے کیا جذبات ہوں گے ان کی کیا کیفیات ہوں گی ایک قیامت ہوگی جو ان پر گزر گئی ہوگی)

Presented by Ziaraat.Com

(یہ وہ دوسرا منظر ہے جو کوفہ کی مسجد میں دہرایا جا رہا ہے۔ پہلے یہ منظر چشم فلک کربلا میں وقتِ عصر دیکھ چکا تھا۔ جب دین و دنیا کا بادشاہ بدترین دشمنوں کے گھیرے میں تھا۔ ادھر شہزادی سکینہؑ اپنے بابا کو ذبح ہوتے دیکھ رہی تھی۔ وہاں شہزادی سکینہ بھی فریادیں بلند کر رہی تھی، کوئی سننے والا نہ تھا لیکن مارا جانے والا باپ بیٹی کی کرب ناک آوازوں کو سن رہا تھا۔ خدا جانے نواسۂ رسولؐ کے قلب پر کیا گزر رہی ہوگی۔ مترجم)

عبداللہ بن عفیف کی غیرت برداشت نہ کر سکی کہ نامحرموں کے ہجوم میں اس کی بیٹی فریادیں بلند کر رہی ہو۔ تو فرمایا:

یَابْنَ مَرْجَانَۃَ! اِعْجَلْ بِقَتْلِیْ

"اے ابن مرجانہ! جلدی کر مجھے قتل کر۔ میں نہیں برداشت کر سکتا کہ میں زندہ رہوں اور اپنی بیٹی کو نامحرموں میں چیختا چلاتا دیکھوں"۔

ابن زیاد ملعون کے حکم سے اس عظیم الشان مجاہد اور پروانۂ حسینیؑ کو ہمیشہ کے لیے سُلا دیا گیا۔ اس عابد و زاہد مجاہد و مبارز شب زندہ دار کی سفید خوبصورت ریش سے پکڑ کر ان کی گردن جدا کر کے ان کے بدنِ مبارک کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ جب رات نے پوری کائنات کو اپنے رنگ میں لپیٹ لیا تو اس عالم و مجاہد کے قبیلے کے لوگ اس کے لاشے کے قریب جمع ہوئے۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے: یہ ہمارے لیے ذلت و خواری و ننگ و عیب ہے۔ ہمارا سردار سُولی پر لٹکا رہے اور ہم اپنے گھروں میں میٹھی نیند کے مزے لیں۔ انھوں نے اس مظلوم کو سُولی سے اُتارا، تجہیز و تکفین کی، نماز پڑھی اور دفن کر دیا۔

(ہم کہہ سکتے ہیں اے قبیلہ ازد کے سردار! اے شب زندہ دار! اے بزرگوار! اے ابن عفیف تو کتنا خوش قسمت ہے شہادت کے بعد تیرے قبیلے والے تیرے پاس

Presented by Ziaraat.Com

آئے، تجھے کفن دیا، تجھ پر نماز پڑھی، تجھے احترام و اکرام کے ساتھ دفن کر دیا۔ اُدھر عزیز زہراؑ کے لاشے کو دیکھو تین دن ہو گئے صحرائے کربلا میں، گرم زمین پر بے کفن و بے دفن پڑے ہوئے ہیں۔ صرف اسی پر بھی اکتفا نہ کیا گیا۔ دشمن کے گھوڑے تھے اور نواسۂ رسولؐ کے لاشے کو پامال کیا جا رہا تھا۔ بیٹیاں اور بہنیں سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا اَبَا عَبْدِاللّٰہِ ۔عرض مترجم)

قصر ابن زیاد میں آگ کے شعلے

ناسخ، ج ۳، ص ۲۷ نے منتخب طریحی، ص ۴۸۰، سطر ۹ سے روایت لی ہے: ابن زیاد کے قصر میں آگ بھڑک اُٹھی۔ ہر طرف شعلے ہی شعلے اُٹھنے لگے۔ ابن زیاد نے جب یہ دیکھا تو قصر کو چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ کسی کے گھر جا کر پناہ لی۔ جب آگ خاموش ہوئی تو واپس آیا۔

ریاض القدس، ج ۲، ص ۲۴۰: ابن زیاد نے سید الشہداءؑ کے دندان مبارک کی چھڑی کے ساتھ بے حرمتی کی تو یہ آگ والا واقعہ اُسی وقت ہوا۔ آگ کو دیکھ کر ابن زیاد ملعون بھاگ کھڑا ہوا۔ اس دوران سر مقدس سے آواز آئی: اَیْنَ تَهْرُبُ یَا عَدُوَّ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ "اے دشمن خدا! اللہ کی آگ سے اب فرار کرتا ہے، پھر فرار کر کے کہاں جائے گا"۔

جندب بن عبداللہ ازدی اور ابن زیاد

ناسخ، ج ۳، ص ۲۷، مثیر الاحزان، ابن نما، ص ۹۴ اور بحار، ج ۴۵، ص ۱۲۱: جب عبداللہ بن عفیف شہید کر دیے گئے تو ابن زیاد نے جندب بن عبداللہ ازدی کو طلب کیا۔ یہ قبیلہ ازد کے بزرگوار تھے، بہت بوڑھے تھے، شیعیان علیؑ میں سے تھے۔ جب آپ دربار میں آئے تو ابن زیاد نے کہا: اے دشمن خدا! کیا تو علیؑ کے شیعوں میں

Presented by Ziaraat.Com

سے نہیں ہے؟①

انھوں نے کہا: جی ہاں! میں علیؑ بن ابی طالبؑ کا شیعہ ہوں۔

ابن زیاد نے کہا: میرا دل چاہتا ہے تیری گردن مار کر قرب خدا حاصل کروں۔

انھوں نے کہا: یہ بات تجھے خدا کے قریب نہیں بلکہ دُور کردے گی۔

ان کے اس جواب پر ابن زیاد نے اپنی گردن تھوڑی دیر کے لیے جھکائی اور برابر ہو کر کہا: جندب بہت بوڑھا ہو چکا ہے اس لیے اس کی عقل چلی گئی ہے، اسے جانے دیں۔

مختار ثقفیؒ کا زندان سے باہر آنا

مقتل مقرم، ص ۳۲۹: جب اسیرانِ آلِ محمدؐ ابن زیاد کے دربار میں تھے تو اُسی وقت مختار کو زندان سے نکال کر ابن زیاد کے دربار میں لایا گیا۔ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت کے بعد مختار کو گرفتار کر لیا گیا تھا اور زندان بھیج دیا گیا تھا۔ جب مختار نے اسیران اہلِ بیتؑ کو اس ملعون کے دربار میں دیکھا تو نالہ وفریاد بلند کی۔ جس کو ابن زیاد نے سُن لیا اور مختار اور ابن زیاد کے درمیان گفتگو کا تبادلہ ہوا۔ جب اس مکالمہ نے شدت اختیار کی تو ابن زیاد نے حکم دیا کہ انھیں واپس زندان میں لے جاؤ۔ الخ

---

① حیات الحسین، ص ۳۲۹: جندب بن عبداللہ، عبداللہ بن عفیف کی قبیلی کا آدمی تھا اور امام علیؑ کے مشہور ترین اصحاب میں سے تھا۔

حیات الحسین و مقتل مقرم، ص ۳۲۹: جب ابن زیاد نے کہا: تو کیا ابوتراب کے دوستوں میں سے نہیں ہے؟ اس نے کہا: ہاں میں ان کے دوستوں میں سے ہوں اور ان کی دوستی میرے لیے فخر ہے۔ تجھے اور تیرے باپ کو دشمن سمجھتا ہوں کیونکہ اب یہ دشمنی اور بڑھ گئی ہے کہ تو نے فرزندِ رسولؐ اور ان کی اہلِ بیتؑ کو قتل کر دیا ہے۔ کیا تجھے خدا کا خوف بھی نہ آیا اور رسولؐ اللہ کے گھرانے کو اُجاڑ دیا۔ ابن زیاد نے کہا: تو جلا ہوا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن زیاد کا عمر بن سعد سے خط کا مطالبہ

ناسخ، ج ۳، ص ۵۰۷ و نفس المہموم، ص ۳۱۴ و جلاء العیون، ص ۱۰۰: سید احمد بن ابی طالب اور دوسرے احباب نے روایت کی ہے۔ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو دربار میں طلب کیا اور کہا: جو خط میں نے تیرے نام لکھ کر تیری طرف بھیجا تھا جس میں "قتلِ حسینؑ" کا حکم تھا وہ خط مجھے واپس کر۔① عمر بن سعد نے کہا: وہ خط گم ہو گیا ہے۔ ابن زیاد نے کہا: مجھے وہ خط چاہیے اور بس۔ اور تو اس خط کو اپنے پاس اس لیے رکھنا چاہتا ہے کہ اُس کے ذریعے تو اپنا دفاع کر سکے اور لوگوں کی لعنت سے بچ سکے۔

عمر بن سعد نے کہا: میں نے تو تجھے بھی مشورہ دیا تھا کہ حسینؑ کو قتل نہ کر۔ لیکن تو نے تو میری ایک نہ سنی تھی۔ اور اپنی منوا کر دم لیا۔

بقول ناسخ ابن زیاد نے کہا: تو نے وہ خط قریش کی بوڑھیوں کی طرف بھیج دیا ہے تا کہ وہ خط کی تحریر کو پڑھیں تا کہ تو قتلِ حسینؑ کے الزام سے بچ جائے؟

نفس المہموم نے کامل ابن اثیر کی روایت نقل کی ہے۔ ابن زیاد نے عمر سعد سے کہا: وہ خط جو میں نے تیری طرف قتلِ حسینؑ کا لکھا تھا واپس کر۔ عمر سعد نے کہا: تو نے مجھے حکم دیا تھا وہ میں نے پورا کر دیا۔ وہ خط اب گم ہو چکا ہے۔

ابن زیاد نے کہا: وہ خط مجھے ہر صورت چاہیے لیکن عمر سعد کا ایک ہی جواب رہا لیکن ابن زیاد مصر رہا۔

عمر سعد نے جواب دیا: وہ خط میں نے قریش کی بوڑھیوں کی طرف بھیج دیا ہے تا کہ وہ خط کو پڑھ کر حقیقت تک پہنچ جائیں اور مجھے لعنت ملامت نہ کریں۔②

---

① ناسخ نے اس امر کی توضیح کی کہ ابن زیاد قتلِ حسینؑ سے جان چھڑانا چاہتا تھا کہ اس امر میں اس کے حوالے سے تمام نشانات مٹ جائیں۔ اس کے دامن پر قتلِ حسینؑ کا دھبہ نہ آئے اس لیے عمر سعد سے خط طلب کیا۔ ناسخ۔

② حیات الحسین، ج ۳، ص ۲۸۷: عمر سعد نے کہا: قسم بخدا! وہ خط میں نے قریش کی بوڑھیوں کی طرف بھیج دیا ہے تا کہ وہ اس خط کو پڑھیں اور وہ مجھے ملامت نہ کریں۔

Presented by Ziaraat.Com

اور میں نے تو تمہیں نصیحت کی تھی کہ حسینؑ کے معاملے میں معترض نہ ہو۔ اگر میں اپنے باپ کو نصیحت کرتا تو ایسے تھا جیسے میں نے اپنے باپ کا حق ادا کر دیا ہے لیکن تو نے میری نہ سنی تھی۔

ابن زیاد کا بھائی عثمان بن زیاد بھی اس مجلس میں موجود تھا۔ اُس نے کہا: اے کاش! اولادِ زیاد تا قیامت نسب عورتیں ہوتیں اور ان کے ناک میں مہار ہوتی یہ سب کچھ قبول تھا حسینؑ ان کے ہاتھوں قتل نہ ہوتے۔ یہ سن کر ابن زیاد خاموش رہا۔ اس کی بات کو رد نہ کیا۔

عمر سعد کی حیرانی و پشیمانی

نفس المہموم، ص ۳۱۴ از تذکرہ سبط ابن جوزی، ص ۲۶۹، سطر ۱۷ روایت پیش کی ہے: جب یہ مجلس ختم ہوئی تو ابن سعد اُٹھا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ چلتے ہوئے اپنے آپ سے کہا: "آج تک کوئی شخص اس حال میں گھر واپس نہیں ہوا جس طرح میں واپس ہو رہا ہوں۔ میں نے زیاد کے فاسق و فاجر بیٹے کی اطاعت کی اور حاکم مطلق کی نافرمانی کی، اپنے رحم کو قطع کیا"۔

کہا گیا ہے: واقعہ کربلا کے بعد لوگ عمر سعد سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ جب وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتا لوگ اپنا رُخ اس سے پھیر لیتے۔ جب وہ مسجد میں آتا لوگ اس کو دیکھ کر مسجد سے باہر چلے جاتے۔ جس کی نگاہ اس پر پڑتی اسے گالیاں دیتا۔ آخرکار یہ گھر کا ہو کر رہ گیا۔ گوشہ نشین ہو گیا۔ آخرکار اللہ کا دشمن اپنے گھر میں ہی قتل ہوا۔

دمع السجوم، ص ۱۴۰ میں علامہ شعرانی نے ذکر کیا ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے عمر بن سعد کو حکومت رَے نہ مل سکی۔ یہ بھی ممکن ہے ابن زیاد نے ریاست رَے کا عمر بن سعد کو دھوکا دیا ہو۔ حالانکہ وہ صرف "قتل حسینؑ" کا کام لینا چاہتا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

ریاست رَے کا صرف لالچ دلاتا تھا۔ ابن زیاد ایک صیاد تھا۔ عمر بن سعد اُس کا شکار تھا، ملک رَے جال تھا، آخرکار شکاری نے اپنے شکار کو پا ہی لیا۔ شکار کو تو صرف پھنسنا ہوتا ہے اور زندگی سے ہاتھ دھونا ہوتا ہے۔

نفس المہموم، ص ۳۱۴ اور ناسخ، ج ۳، ص ۷۶ روایت کرتے ہیں: ابوحنیفہ دینوری کا بیان ہے جس کے راوی حمید بن مسلم ہیں۔ حمید بن مسلم نے کہا: عمر بن سعد میرا دوست تھا۔ واقعۂ کربلا کے بعد میں نے اُس سے پوچھا: اب کیا حال ہے؟ اُس نے جواب دیا: میرا حال کیا پوچھتے ہو؟ آج تک کوئی مسافر اس بدحالی و ذلت کے ساتھ گھر نہیں لوٹا جیسے میں گھر لوٹا ہوں۔ اپنے رشتہ داروں کو قتل کیا، بدترین کام کیا جس کی کوئی مثال نہیں۔

ابن زیاد کا خط ابن سعد کے نام

وہ قتل نامہ جو ابن زیاد نے عمر بن سعد کے نام لکھا کہ ہر صورت میں حسینؑ ابن علیؑ کو قتل کر دو۔ وہی خط ابن سعد نے مدینہ بھیج دیا تھا تاکہ قتلِ حسینؑ کا الزام اُس پر نہ آئے۔ قتلِ حسینؑ ابن زیاد کے کھاتے میں رہے۔ (یہ خط اپنے پورے متن کے ساتھ اسی کتاب کی پہلی جلد، ص ۳۶۶ پر موجود ہے۔ اُدھر رجوع فرمائیں)۔

اہلیانِ کوفہ کی پشیمانی

حیات الحسین، ج ۳، ص ۳۶۱ واقعہ ہائلہ کربلا کے بعد اہلِ کوفہ کو سخت ندامت و پشیمانی ہوئی کہ انھوں نے ایک بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ جن لوگوں نے اپنی ندامت کا اظہار کیا ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱) براء بن عازب: بہت پریشان و پشیمان ہوا کہ اُس نے سیدالشہداءؑ کی نصرت کیوں نہیں کی حالانکہ جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اپنی زندگی میں فرمایا

Presented by Ziaraat.Com

تھا: "اے ابن عازب! امام حسینؑ قتل کیے جا رہے ہوں اور تو بھی زندہ ہو، پھر ان کی نصرت نہ کرے؟" براء بن عازب نے جواب دیا تھا: یا امیر المومنینؑ! ایسا نہیں ہوگا۔

جب امام حسینؑ کی شہادت ہوگئی تو برا جناب امیر علیہ السلام کا فرمان زبان پر جاری کرتا اور افسوس کرتا اور کہتا: کتنی عظیم حسرت و اندوہ کی بات ہے۔ میں نہ تو امام حسینؑ کے حضور حاضر ہوسکا اور نہ ان کے ہم رکاب ہوکر شہید ہوا۔

۲ مسیب بن نجبہ: یہ بھی پوری زندگی حسرت و افسوس کرتا رہا کہ اس نے نصرت حسینؑ سے اپنے آپ کو کیوں دور رکھا اور ان کے ہم رکاب ہوکر ان کے دشمنوں سے کیوں جنگ نہ کی اور کیوں شہید نہ ہوا۔ اس نے توابین کے سامنے اپنی اس پشیمانی کا اظہار ان الفاظ میں کیا: "میں تو اپنے آپ کو اچھے اور سچے لوگوں میں شمار کرتا تھا حالانکہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک میرا شمار برے اور جھوٹے لوگوں میں کردیا گیا ہے۔ امام حسینؑ نے میری طرف اپنے قاصد اور خطوط روانہ فرمائے تھے۔ ان خطوط کے بعد میرے پاس کوئی عذر باقی نہ رہا تھا۔ امامؑ نے مجھے اپنی نصرت کی دعوت دی تھی لیکن میں نے اپنی جان کو بچاتے ہوئے ان کی نصرت نہ کی اور وہ میرے پہلو میں شہید ہوگئے۔ میں نے کسی اعتبار سے ان کی مدد نہ کی۔ نہ جان سے، نہ مال سے۔ نہ اپنے قبیلہ کی طرف سے ان کی مدد کی۔ اب خداوند تعالیٰ اور اس کے پیغمبرؐ کے نزدیک میں کیا عذر پیش کروں گا۔ بخدا! میرے پاس کوئی عذر نہیں۔ ہاں صرف اس صورت میں، میں ان کے قاتلوں سے جنگ کروں، انھیں قتل کروں یا خود قتل ہوجاؤں۔ شاید اس صورت میں خداوند تعالیٰ مجھ پر راضی ہوجائے ورنہ خدا کے حساب و عذاب سے کسی صورت میں نہیں بچ سکتا۔

۳ سلیمان بن صرد خزاعی: سلیمان توابین کی جماعت کے امراء میں سے تھے۔ جب توابین ایک مقام پر اکٹھے تھے تو انھوں نے ان سے خطاب کیا: ہم سب وہ ہیں

Presented by Ziaraat.Com

جنھوں نے اپنی توجہات کا مرکز اہلِ بیت رسولؐ اللہ کو بنایا اور انھیں دعوت دی۔ ان سے نصرت کا عہد کیا۔ جب وہ تشریف لائے تو ہم نے سستی کا مظاہرہ کیا اور خود کو کمزور خیال کیا۔ ابھی ہم سوچ بچار میں تھے کہ فرزندِ رسولؐ ہمارے قرب میں بے دردی کے ساتھ شہید کردیے گئے۔ حالانکہ انھوں نے بار بار اپنا موقف دہرایا تھا۔ انھوں نے لوگوں کو عدل وانصاف کی دعوت دی لیکن ظالموں نے عدل وانصاف کو ایک طرف رکھ کر انھیں تیروں، تلواروں اور نیزوں کا نشانہ بنایا اور انھیں شہید کرڈالا۔ ان کا مال ومتاع لوٹ لیا۔

۴ عبیداللہ ابن حر جعفی: ان کے حالات پہلی جلد، ص ۳۲۰ پر موجود ہیں اُدھر مراجعت فرمائیں۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن زیاد کے خطوط یزید اور گورنر مدینہ کے نام[1]

بقول جلاء العیون، ابن زیاد نے اپنی فتح کے خطوط اطراف و اکناف ارسال کیے۔ یزید پلید کو حقیقتِ حال سے آگاہ کیا اور یہ بھی لکھا: اسیرانِ اہل بیتؑ کے بارے میں آپ کے خط کا انتظار کروں گا۔ ان کے بارے تمہاری کیا رائے ہے؟ ایک خط گورنر مدینہ عمرو بن سعید کے نام بھی جاری کیا۔ جب اس ملعون کو خط ملا تو مدینہ میں منادی کرائی گئی کہ حسینؑ مارے گئے ہیں۔ جب یہ منحوس آواز بنوہاشم نے سنی تو ان کے گھروں سے صدائے نالہ وشیون بلند ہوئی اور ایسی ماتمی آوازیں کبھی نہ سنی گئی تھیں۔

ناسخ نے شیخ مفیدؒ[2] کے حوالے سے بات کی ہے: جب ابن زیاد نے گورنر مدینہ کی طرف خط روانہ کیا تو اس خط کے ساتھ عبدالملک بن ابی الحارث (الحریث) سلمٰی کو بھیجا اور تاکید کی جتنا جلدی ہو یہ خط عمرو بن سعید تک پہنچنا چاہیے اور اُسے قتلِ حسینؑ کی خوشخبری دے۔[3] عبدالملک نے ایک تیز رفتار اُونٹ لیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا بیان ہے راستے میں میری ملاقات ایک قریشی سے ہوئی۔ اُس نے کہا: کوئی نئی تازہ خبر ہے؟ میں نے جواب دیا: خبر ہے لیکن صرف امیر کے لیے۔ آخر تم بھی وہ سن لو گے۔ اُس قریشی مرد نے کہا: اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ، بخدا حسینؑ شہید ہو گئے ہیں۔

---

① ناسخ، ج ۳، ص ۹۷، و تتمۃ، ص ۵۳۹ و بحار، ج ۴۵، ص ۱۲۱ و نفس المھموم، ص ۴۱۳ و ۴۱۵، ریاض القدس، ج ۲، ص ۲۲۳، مقتل مقرم، ص ۴۳۶، جلاء العیون، ص ۶۰۲۔ ان تمام اصحاب نے اس خط کا ذکر کیا ہے۔

② ارشاد مفید، ص ۲۴۷۔

③ نفس المھموم نے طبری سے روایت کی ہے۔ عبدالملک نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس خط کے ساتھ مدینہ جائے۔ اُس نے بہانہ تراشا تو ابن زیاد نے چیخ کر کہا: ابن زیاد وہ دلاور ہے کہ جس کے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا۔ فوراً مدینے جاؤ تم سے پہلے یہ خبر مدینہ نہ جائے۔ کچھ دینار دیے اور کہا: بہانے مت بناؤ اگر تمہارا اُونٹ کمزور ہے، کوئی اچھا سا اُونٹ لے لو اور مدینہ جاؤ۔

Presented by Ziaraat.Com

آگاہی عمرو بن سعید از شہادتِ حسینؑ

جب عبدالملک مدینہ پہنچا تو سب سے پہلے مدینہ کے گورنر عمرو بن سعید کے پاس آیا۔ عمرو نے کہا: کیا خبر ہے؟ اس نے کہا: مبارک ہو حسینؑ قتل ہو گئے ہیں۔ عمرو نے اسے کہا: باہر جاؤ اور مدینہ کے گلی کوچوں میں ندا دو اور لوگوں کو قتلِ حسینؑ کے بارے آگاہی دو۔

یہ دربار سے نکلا اور باہر آیا اور قَدْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ کی آواز بلند کی۔ جب بنوہاشم نے یہ آواز سنی تو ان کے نالہ وفریاد کی آوازیں بلند ہوئیں۔ پھر پورا مدینہ صدائے گریہ وزاری سے لرز رہا تھا۔

عبدالملک کہتا ہے: جب میں واپس عمرو کے پاس پہنچا تو اس کی نگاہ مجھ پر اُٹھی تو تبسم کیا اور عمرو بن معدی کرب کا شعر پڑھا:

عَجَّتْ نِسَاءُ بَنِيْ زِيَادٍ عَجَّةً
كَعَجِ نِسْوَتِنَا غَدَاةَ الْأَرْنَبِ

''بنی زیاد کی عورتیں آج اس طرح چیخ وچلا رہی ہیں جس طرح کل جنگ ارنب میں ہماری عورتیں چیخی اور چلائی تھیں''۔

صاحب نفس المہموم نے لکھا ہے: ارنب ایک جنگ تھی جس میں بنوزُبید کو بنوزیاد پر غلبہ حاصل ہوا تھا۔ پھر عمرو بن سعید نے کہا: هٰذِهٖ وَاعِيَةٌ بِوَاعِيَةِ عثمان بن عفان ''یہ گریہ وشیوہ اس گریہ وشیون کا عوض ہے جو عثمان بن عفان کے انتقال کے وقت بلند ہوا تھا''۔

خطبہ عمرو بن سعید در مدینہ[1]

ناسخ نے روایت کیا ہے: عمرو بن سعید مسجد میں آیا اور لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر

Presented by Ziaraat.Com

جا کر خطبہ دیا۔ اس کے خطبے کے کلمات درج ذیل ہیں:

اِنَّهَا لَدَمَةٌ بَلَدَمَةٍ وَصَدَمَةٌ بِصَدَمَةٍ، كَمْ خُطْبَةٍ بَعْدَ خُطْبَةٍ وَمَوْعِظَةٌ بَعْدَ مَوْعِظَةٍ، حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ تُغْنِي النُّذُرَ، وَاللّٰهُ لَوَدِدْتُ اِنَّ رَاْسَهٗ فِي بَدَنِهٖ وَرُوْحَهٗ فِي جَسَدِهٖ اَحْيَانًا كَانَ يَسُبُّنَا وَنَمْدَحُهٗ وَيَقْطَعُنَا وَنَصِلُهٗ كَعَادَتِنَا وَعَادَتُهٗ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ اَمْرِهٖ مَا كَانَ، وَلٰكِنْ كَيْفَ نَصْنَعُ بِمَنْ سَلَّ سَيْفَهٗ يُرِيْدُ قَتْلَنَا اِلَّا اَنْ نَدْفَعَهٗ مِنْ اَنْفُسِنَا؟

"یہ آہ و فریاد اُس آہ و فریاد کا عوض ہے (جو قتل عثمان کے وقت اموی گھروں سے بلند ہوئی تھیں) یہ صدمہ اس صدمہ کا عوض ہے۔ کتنے خطابات ہوتے ہیں لیکن ان میں کوئی ایک آدھ خطبہ مؤثر ہوتا ہے۔ وعظ و نصائح لاتعداد ہیں۔ ان میں کوئی ایک پردہ سماعت سے ٹکرا کر دل و دماغ کو متاثر کرتی ہے۔ یہ سب کچھ خداوند تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ سے ممکن ہے۔

بخدا! میں تو یہ چاہتا تھا کہ اس کا سر اس کے بدن پر رہے۔ اُس کی رُوح اس کے جسم میں رہے۔ وہ ہمیں گالیاں دیتا، ہم اس کی مدح و تعریف کرتے، وہ قطع رحمی کرتا، ہم صلۂ رحمی کرتے۔ یہ اُن کی عادت تھی اور یہ ہماری عادت ہے۔ اگر وہ ہماری بات مانتا یہ سب کچھ نہ ہوتا۔ جب اُس نے ہم پر تلوار کھینچ لی تو پھر ہم کیا کرتے۔ وہ ہمارے قتل کے درپے ہوگیا تھا تو اس کے قتل کے سوا ہمارے پاس کوئی اور راستہ نہ تھا"۔

① ریاض الاحزان، ص ۱۷۷۔ لمقام، ص ۵۴۰۔ بحار، ج ۴۵، ص ۱۲۳۔ تاریخ، ج ۳، ص ۸۱۔ مقتل مقرم، ص ۴۳۳۔ جلاء العیون، ص ۲۰۲

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ بن سائب کا اعتراض

جلاء العیون میں ہے: عمرو بن سعید کے خطبے کے بعد عبداللہ بن سائب کھڑے ہوئے اور کہا: اگر حضرت فاطمہ زہراؑ زندہ ہوتیں اور حسینؑ کے سر کو دیکھتیں تو ان کا کیا حال ہوتا اور وہ کیا فرماتیں؟

ناسخ کی روایت کے مطابق اس مجلس میں عبداللہ بن سائب موجود تھے، وہ اُٹھے اور کہا:

لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ حَيَّةً فَرَأَتْ رَأْسَ الْحُسَيْنِ لَبَكَتْ عَيْنُهَا وَحَرَّتْ كَبِدُهَا

"اگر حضرت فاطمہ زہراؑ زندہ ہوتیں اور اپنے فرزند حسینؑ کا کٹا ہوا سر دیکھتیں تو آہ و فریاد بلند کرتیں، ان کا جگر کباب ہو جاتا"۔

عمرو بن سعید نے کہا: ہم تجھ سے فاطمہ زہراؑ کے زیادہ قریب ہیں۔ ان کا والد میرا چچا ہے، ان کا شوہر میرا بھائی ہے۔ اس کا بیٹا میرا بیٹا ہے۔ اگر فاطمہ زہراؑ زندہ ہوتیں وہ ضرور آنسو بہاتیں لیکن اُن کے قاتل کو ملامت نہ کرتیں۔ [1]

جناب عبداللہ بن جعفر اور خبر شہادت سید الشہداؑ

بقول ناسخ جب جناب عبداللہ بن جعفر طیارؑ کو ان کے بیٹوں محمدؑ، عونؑ، عبیداللہؑ

---

① عرضِ مترجم: اُموی بڑے عیار و مکار تھے۔ انھوں نے رسولِ اسلام کو پوری زندگی ایک لمحہ آرام و سکون کا نہ لینے دیا۔ ان کی پوری زندگی مصائب و آلام سے بھری۔ مجبوری۔ رنج کر کے اسلام قبول کیا۔ اس کے علاوہ ان کے پاس سوائے قتل کے کوئی اور راستہ نہ تھا۔ پھر زیرِ زمین سازشوں کا جال بچھایا۔ رسولِ اسلام کے انتقال کے بعد انتقام پر اتر آئے۔ گورنر عمرو بن سعید کا خطبہ صاف صاف کہہ رہا ہے قتلِ حسینؑ کی خبر پا کے ی خوشی ہوئی وہ اپنی دلی مسرت کا اظہار کر رہا تھا۔ حضرت زہراؑ سے ان کا کیا واسطہ جب کہ ان کے والد گرامی نے ابوسفیان پر اور اس کی اولاد پر کر لعنت فرمائی تھی۔

② بحار، ج ۴۵، ص ۱۲۲۔ ناسخ، ج ۳، ص ۸۲۔ قمقام، ص ۵۴۰۔ نفس المہموم، ص ۳۲۱۔ منتہی الآمال، ص ۴۷۸۔ مقتل مقرم، ص ۳۲۰۔ جلاء العیون، ص ۲۰۱۔ ارشاد مفید، ص ۲۴۷۔

Presented by Ziaraat.Com

کی شہادت کی خبر دی گئی تو آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کی تلاوت کی۔ ان کا ایک غلام تھا، جس کی کنیت ابوالسلاسل تھی۔ جب اُسے اپنے آقا کے بیٹوں کی شہادت کی خبر ہوئی تو کہا: یہ مصیبت ہم پر حسینؑ کی وجہ سے نازل ہوئی ہے۔

نفس المہموم اور ارشاد مفید میں اس مضمون سے ملتا جلتا مفہوم ہے۔ یہ سن کر جناب عبداللہ نے اپنا جوتا اُتارا اور اس کے سر پر دے مارا اور فرمایا:

یَابْنَ اللخناءِ لِلْحُسَیْنِ تَقُوْلُ ھٰذَا

''اے بدبودار کنیز کے بیٹے! (اے پسرِ زانیہ) تیری کیا جرأت جو تو امام حسینؑ کے بارے میں یہ کلمات کہے''۔

میری دلی خواہش تھی کہ میں ان کے قدموں میں شہادت کی ابدی سعادت حاصل کرتا۔ یہ میرے لیے خوشی و مسرت کی بات ہے۔ اگر میری جان ان کے کام نہ آسکی اور شہادت کو حاصل نہ کرسکا، الحمدللہ میرے فرزندان ان کے ہم رکاب تھے اور ان کی نصرت میں شہادت کی سعادت کو پالیا، یہ میرے لیے ایک عظیم الشان اعزاز ہے۔ ناسخ نے آپ کے یہ کلمات روایت کیے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ، عزّ عَلَیّ مَصْرعَ الْحُسَیْنِ ، اِنْ لَمْ اَکُنْ اَسَیْتُ حُسَیْنًا بِیَدِی فَقَدْ اَسَاہُ وَلَدَایَ

''خداوند تعالیٰ کی ذات کو تمام حمد و ثنا زیبا ہیں۔ شہادتِ حسینؑ میرے لیے ایک ناقابلِ برداشت امر ہے۔ اگرچہ میں ان کی مدد نہ کرسکا لیکن یہ خدا کا شکر ہے میری جگہ میرے بیٹوں نے ان کی نصرت کی اور شہادت کی سعادت حاصل کرلی''۔

آگاہی اُم لقمان دختر عقیل از شہادت حسینؑ

حضرت عقیل بن ابی طالبؑ کی ایک بیٹی جن کا نام اُم لقمان کتابوں میں آیا

Presented by Ziaraat.Com

ہے (یہ کنیت ہے یا نام یہاں مزید وضاحت کی گنجائش نہیں ہے)۔ جب آپ کو سید الشہداؑ کی شہادت کا علم ہوا تو اپنی بہنوں کے ساتھ محلّہ بنی ہاشم میں بے سروپا اکٹھی ہوئیں اور شہدائے کربلا پر آہ و فریاد، نالہ و شیون بلند کیے۔ اُس وقت اُم لقمان نے یہ اشعار پڑھے:

مَاذَا تَقُولُونَ اِذْ قَالَ النَّبِيّ لَكُمْ مَاذَا فَعَلْتُمْ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ؟
بِعِتْرَتِي وَبِاَهْلِي بَعْدَ مُفْتَقَدِيْ مِنْهُمْ اُسَارٰی وَقَتْلٰی ضُرِّجُوا بِدَمِ

''میدانِ محشر برپا ہوگا تم سب حاضر ہوں گے، پیغمبر اکرمؐ تمہارے پاس تشریف لائیں گے اور فرمائیں گے: تم نے میری اہلِ بیتؑ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا، حالانکہ تم آخری اُمت تھے۔ میرے کچھ عزیزوں کو تم نے قیدی بنایا تھا اور ظلم و جبر سے کچھ کا خون بہا دیا تھا''۔

شعر ہاتف در مدینہ[1]

جب دن اپنے اختتام پر پہنچا اور رات نے اپنے ڈیرے ڈالے تو اہلِ مدینہ نے ایک پُر درد غیبی آواز سنی وہ سید الشہداؑ کا مرثیہ بیان کر رہا تھا:

اَيُّهَا الْقَاتِلُونَ جَهْلًا حُسَيْنًا اِبْشِرُوْا بِالْعَذَابِ وَالتَّنْكِيْلِ
كُلُّ اَهْلِ السَّمَاءِ يَدْعُو عَلَيْكُمْ مِنْ نَبِيٍّ وَمُرْسَلٍ وَقَبِيْلِ
قَدْ لُعِنْتُمْ عَلٰى لِسَانِ ابْنِ دَاوُدَ وَمُوسٰى وَصَاحِبِ الْاِنْجِيْلِ

''اے وہ لوگو! جنھوں نے اپنی درندگی و جہالت سے حسینؑ کو بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا۔ تمھیں دردناک عذاب اور ذلت و رسوائی کی بشارت ہو!

---

[1] ارشادِ مفید، ص ۲۴۸۔ کامل الزیارات، ص ۹۷۔ مثیر الاحزان، ص ۱۰۸۔ بحار، ج ۴۵، ص ۱۲۳۔ تاریخ، ج ۳، ص ۸۳۔ تمام، ص ۵۲۱۔ مہیج الاحزان ص ۲۴۸

Presented by Ziaraat.Com

اے ظالمو! سن لو تمام اہلِ آسمان تمام انبیاءؑ اور تمام شہداءؑ سب تم پر لعنت و نفرین کر رہے ہیں۔

اپنے آپ کو پہچانو! تم تو وہ ہو جن پر جناب سلیمانؑ بن داؤدؑ، جناب موسیٰؑ اور جناب عیسیٰؑ نے لعنت کی تھی"۔

بقول ناسخ علامہ مجلسی نے کہا: غیبی آواز کے اشعار یہ تھے:①

یَامَنْ یَقُوْلُ بِفَضْلِ آلِ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ بَلِّغْ رِسَالَتَنَا بِغَيْرِ تَوَانِ
قَتَلَتْ شِرَارُ بَنِي أُمَيَّةَ سَيِّدًا ۔۔۔ خَيْرَ الْبَرِيَّةِ مَاجِدًا ذَا شَانِ
اِبْنَ الْمُفَضَّلِ فِي السَّمَاءِ وَأَرْضِهَا ۔۔۔ سِبْطَ النَّبِيِّ وَهَادِمَ الْأَوْثَانِ
بَكَتِ الْمَشَارِقُ وَالْمَغَارِبُ بَعْدَمَا ۔۔۔ بَكَتِ الْأُمَمُ لَهُ بِكُلِّ لِسَانِ

"اے وہ جو کائنات میں آلِ محمدؐ کے فضائل و اکرام کا عقیدہ رکھتا ہے، تمام لوگوں تک میرا یہ پیغام پہنچا دے۔ اموی شیاطین نے عالمین کے سید و سردار کو خداوند تعالیٰ کی بہترین مخلوق کو بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا ہے۔ اس کو شہید کیا ہے، جس کے والد بزرگوار زمینوں اور آسمانوں میں اور ان کے اندر تمام مخلوق پر فضیلت رکھتے ہیں۔ ان ظالموں نے فرزندِ رسولؐ اور فرزندِ بت شکن کو خاک و خون میں غلطاں کر دیا۔ مشرق و مغرب اور عالمین نے ان پر گریہ کیا۔ اللہ کی تمام موجودات نے اپنی اپنی زبان میں اور اپنے اپنے انداز سے ان پر گریہ کیا۔

---

① بحار، ج ۴۵، ص ۲۲۷ کی روایت ہے صاحب خصائص نے یہ روایت الحدید سے لی ہے۔ اس نے ابو قبیل سے سنا۔ اس نے کہا: میرے لیے یہ کہا گیا۔ مدینہ کی فضا میں کہنے والا یہ کہہ رہا تھا: یامن یقول بفضل آلِ محمدؐ۔ الخ۔

Presented by Ziaraat.Com

مدینہ میں غیبی کلمات

ناسک، ج ۳، ص ۸۴، بحار ج ۴۵، ص ۱۷۲، کامل زیارات، ص ۳۳۶ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو مدینہ میں ہمارے خاندان کے لوگوں نے غیبی کلمات سنے:

اَلْیَوْمَ نَزَلَ الْبَلَاءُ عَلٰی هٰذِهِ الْاُمَّةِ، فَلَا یَرَوْنَ فَرَحاً حَتّٰی یَقُوْمَ قَائِمُکُمْ ، فَیَشْفِیْ صُدُوْرَکُمْ وَیَقْتُلُ عَدُوَّکُمْ وَیَنَالَ بِالْوِتْرِ اَوْ تَارًا

”آج کے دن اس اُمت پر ایک بہت بڑی مصیبت نازل ہو گئی ہے جب تک قائم آلِ محمدؑ نہیں آئیں گے یہ اُمت کوئی خوشی نہ پاسکے گی۔ جب وہ آئیں گے تو اس اُمت کو خوشیاں ملیں گی اور قاتلانِ امام حسینؑ کو قتل کریں گے اور شہداء کے خون کا بدلہ لیں گے“۔

فَفَزِعُوْا مِنْهُ وَقَالُوْا اِنَّ لِهٰذَا الْقَوْلِ لَحَادِثاً قَدْ حَدَثَ مَالَا نَعْرِفُهٗ فَاَتَاهُمْ خَبَرُ الْحُسَیْنِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَسِبُوْا ذٰلِكَ فَاِذَا هِیَ تِلْكَ اللَّیْلَةُ الَّتِیْ تَکَلَّمَ فِیْهَا الْمُتَکَلِّمُ

”یہ آواز سن کر اہلِ مدینہ خوف زدہ ہوئے اور کہنے لگے: کوئی عظیم حادثہ ہو گیا ہے، جس کا ہمیں علم نہیں۔ جب سید الشہداءؑ کی شہادت کی خبر مدینہ آئی تو اہلِ مدینہ نے حساب لگایا تو معلوم ہوا جس دن کربلا میں امام حسینؑ شہید ہوئے آنے والے دن کی رات کو انھوں نے یہ غیبی کلمات سنے تھے“۔

حلبی نے کہا:

Presented by Ziaraat.Com

جَعَلْتُ فِدَاكَ إِلٰى مَتٰى أَنْتُمْ وَنَحْنُ فِي هٰذَا الْقَتْلِ وَالْخَوْفِ وَالشِّدَّةِ فَقَالَ: حَتّٰى مَاتَ سَبْعُون فَرْخًا أَجْوَابٍ[1] وَيَدْخُلَ وَقْتَ السَّبْعِينِ أَقْبَلَتِ الْآيَاتُ تَتْرًا كَأَنَّهَا نِظَامٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ قَرَّتْ عَيْنُه[2]

"میں نے کہا: قربان جاؤں تم اور ہم کب تک ان مصائب میں رہیں گے؟ آپؑ نے فرمایا: یہ مصائب و آلام اُس وقت ختم ہوں گے جب وہ خاص آیات ظاہر ہوں گی۔ امام زمانؑ کے ظہور کا وقت آئے گا۔ ایسا انسان خوش قسمت ہوگا جس نے وہ زمانہ پالیا کیونکہ اپنا ہر مقصود پائے گا"۔

خبر غراب در مدینہ

ناسخ نے ج ۳، ص ۸۵ از بحار، ج ۴۵، ص ۱۷۱، اس روایت کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے: امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس روایت کے راوی امام سجاد علیہ السلام ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو محلہ بنو ہاشم میں ایک کوا آیا، جس کے پر و بال خون آلود تھے اور وہ اس گھر کی دیوار پر جا بیٹھا جس گھر میں حضرت فاطمہؑ صغریٰ موجود تھیں۔ جب انھوں نے کوے کو اس حال میں دیکھا تو اُسے فال بد سے تعبیر کیا اور رونا شروع کر دیا اور یہ شعر پڑھا:

نَعَبَ الْغُرَابُ فَقُلْتُ مَنْ - تَنْعَاهُ وَيْلَكَ يَا غُرَابُ؟

قَالَ: اَلْإِمَامُ،

فَقُلْتُ: مَنْ؟

---

① (کامل زیارات، ص ۳۳۶: فقال حتی یاتی سبعون فرجا اجواب ویدخل وقت السبعین، فاذا دخل وقت السبعین اقبلت الرایات (الآیات) فمن ادرک لک الوقت قرت عینہ)

② یہ کلمات دوسری جلد، صفحہ ۳۲۸ پر موجود ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

قَالَ: اَلْمُوَفَّقُ لِلصَّوَابِ
اِنَّ الْحُسَیْنَ بِکَرْبَلَا بَیْنَ الْاَسِنَّةِ وَالضِّرَابِ
فَابْکِی الْحُسَیْنَ بِعَبْرَةٍ تَرْجِی الْاِلٰهَ مَعَ الثَّوَابِ
قُلْتُ: اَلْحُسَیْنُ : فَقَالَ : لِی حَقًّا لَقَدْ سَکَنَ التُّرَابَ
ثُمَّ اسْتَقَلَّ بِهِ الْجُنَاحَ فَلَمْ یُطِقْ رَدَّ الْجَوَابِ
فَبَکَتْ مِمَّا حَلَّ بِیْ بَعْدَ الرِّضَا الْمُسْتَجَابِ

"جب کوا موت کی خبر لایا میں نے پوچھا: کس کی خبر لائے ہو؟
اُس نے کہا: امام کی۔ میں نے کہا: کون امام؟ اُس نے کہا:
حسینؑ میدانِ کربلا میں تیروں، تلواروں کا نشانہ بن گئے ہیں۔
ان پر گریہ کرو اور اللہ سے ثواب کی اُمید رکھو۔ پھر وہ چلا گیا اور
کچھ نہ کہا۔ تو پھر میں نے رونا شروع کیا۔ (ناسخ)

حضرت فاطمہ صغریٰ نے ان سوالات سے معلوم کرلیا کہ ان کے والد گرامی شہید ہو گئے ہیں۔

ایک روایت کے مطابق اس کوے سے قبل شہادت حسینؑ کی خبر مدینہ نہیں آئی تھی۔①

اشعاری مناسب مقام از جوھری

ای صبا یکدم از راه یاری — سوی کرب و بلا کن گذاری
گو به باهم بصد آه و زاری — ای پدر جان امان از جدائی
گو که صغری تو بی پناه هست — روز و شب همدم اشک و آه هست

① عرضِ مترجم: حضرت فاطمہ صغریٰ کے خطبات کا تذکرہ کتب میں موجود ہے۔ اس بی بی نے کوفہ میں خطبے دیے اور آپ کے شام کے حوالے سے بھی کتب میں کلام موجود ہے۔ صاحبِ بحار نے آپ کی موجودگی کوفہ و شام میں بھی دکھائی ہے اور پھر مدینہ میں رہ جانے کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ راجح امر یہ ہے کہ بی بی سفرِ کربلا و کوفہ و شام میں موجود رہی ہیں۔ واللہ اعلم!

Presented by Ziaraat.Com

گو بہ اکبر مہ سرو قامت تا بہ کی در غریبی اقامت
وعدۂ ما و تو در قیامت ای پدر جان امان از جدائی
آرزو دارم ای ماہ انور تابیائی وطن بار دیگر
چون ترا ذاکر از چاکران است بہر تو ای پدر نوحہ خوان است
ہمچو من روز و شب در فغان است ای پدر جان امان از جدائی

"اے بادِ صبا! تجھے تو اٹھکیلیاں سوجھی ہیں جب تیرا گزر کربلا سے ہو رہا ہو، میرا پیغام میرے والد بزرگوار کو دے دینا۔ تیری بچی حیرانی و پریشانی کے عالم میں تیرے لیے دعائیں کر رہی تھی۔ تم عافیت کے ساتھ واپس آ جاؤ۔ اس فراق و جدائی سے چھٹکارا مل جائے۔ میرے بابا کے حضور یہ کہنا تیری صغریٰ اکیلی ہے، وہ شبانہ روز تم سب کے غم میں جدائی میں آنسو بہاتی رہتی ہے۔

میرے برادر علی اکبرؑ کو سلام دینا اور میرا پیغام دینا۔ میرے مسافر بھائی میرا سلام! اب اس جدائی کے بعد وصال دوستان ہے یا نہیں۔ اگر میں تمہارے غم میں مر جاؤں تو پھر قیامت کے دن ملاقات ہوگی۔

اے میرے برادر! میری تو آرزو ہے ایک دفعہ آ جاؤ میں تیرے دیدار کو ترس گئی ہوں، اپنا دیدار تو کرا دو۔

اے بابا جان! تیرا ذاکر تیرے ذکر میں مصروف ہے۔ ہر انسان تمہارے مصائب کا نوحہ خوان ہے۔ اس طرح تیری شہزادی بھی ہر لحہ فرقت کی گھڑیوں میں آہ و فریاد بلند کر رہی ہے۔ اے بابا جان! خداوند تعالیٰ مجھے اس جدائی اور فرقت سے نجات دے۔

Presented by Ziaraat.Com

جوہری

ای صبار و بسوی کربلا کن گذری
از من زار ببر خدمت بابم خبری
گو که صغرای تو می گفت و چو مرغ سحری
داد از درد جدائی و غم بی پدری
من از آن دم که بهجر تو گرفتار شدم
بخدا در نظر اهل جهان خوار شدم
تاکه دور از بر تو ای شه ابرار شدم
ز غم دوری تو خسته و بیمار شدم
من بیمار نه غم خوار و نه یاور دارم
نه خبر از تو نه از حال برادر دارم
چشم در ره پی وعدهٔ اکبر دارم
انتظار تو و عباس دلاور دارم
روز و شب نیست بجز آه و فغان حاصل من
بسر راه فراق تو بود منزل من
زد آتش غم هجر تو به آب و گل من
صبر تاکی کنم از هجر تو خون شد دل من
خواب دیدم علی اکبر بوطن آمده است
از ره مهر به غم خواری من آمده است
مژده ام داد که اصغر، به سخن آمده است
فارغ از رنج و غم و درد محن آمده است

Presented by Ziaraat.Com

نه تو می آیی و نه اکبر نیکو سیرم
بلکه کرده است فلک خاک یتمی بسرم
گو به عباسؑ عموی من و تاج سر من
خوب داری خبر از حال دل مضطر من
به سکینه بگو ای نور دو چشم تر من
خواهرا جان تو و جان علی اصغر من

"اے بادِ صبا! جب تیرا گزر ہو کربلا سے تو میرے بابا کو میرا پیغام دے دینا۔ جب وقت سحر ہوتا ہے اور مرغ اپنی بولی بولتے ہیں اور تمہارے ہجر وفراق کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور میں تمہاری یاد میں زار و قطار رونے لگتی ہوں۔ تمہارے ہجر و فراق کی آگ ہے جو میرے دل میں شعلہ ور ہے اور میں حیران و پریشان ہوں۔ تم سب مجھ سے دُور بہت دُور چلے گئے ہو، میں اپنے گھر میں اکیلی رہ گئی ہوں۔ تمہاری یاد ستاتی ہے۔ اب تو نحیف و نزار، بیمار و کمزور ہو چکی ہوں، میں بیمار ہوں، میرا کوئی پرسان ہے اور نہ غم خوار، تمہارے حال واحوال سے بے خبر ہوں۔ آپ پر کیا گزر رہی ہے؟ آپ کس حال میں ہیں؟ میرے برادر کس حال میں ہیں؟ میری نگاہیں تم پر لگی ہوئی ہیں۔ میرے اکبرؑ نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ مجھے تمہاری اور اپنے چچا حضرت عباسؑ کی انتظار ہے۔ تمہارے جانے کے بعد ہر آنے والا لمحہ مجھ پر بھاری ہے۔ میں ہر وقت تمہاری یاد میں آہ وزاری کرتی رہتی ہوں۔ اب میری منزل ہجر و فراق کے درد سے بھر گئی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

میری روح کی کائنات ہجر کے ہاتھوں خاکستر ہو چکی ہے۔ مجھ سے اب صبر نہیں ہو سکتا۔ میرا دل خون ہو چکا ہے۔

اے بابا جان! میں نے خواب دیکھا ہے میرے بھائی علی اکبرؑ وطن واپس آ گئے ہیں۔ میرے غم غلط کرنے کے لیے میرے پاس آ گئے ہیں۔ انھوں نے مجھے بتایا ہے میرے چھوٹے بھائی علی اصغرؑ نے بولنا شروع کر دیا ہے۔ ان کی بولیاں کتنی میٹھی اور پیاری ہوں گی۔

بابا! وہ تو صرف ایک خواب تھا لیکن نہ تم آئے اور نہ میرے اکبرؑ آئے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے اب میں یتیم ہو چکی ہوں۔ اے ہوا! اے بادِ صبا! میرے چچا عباسؑ کو میرا سلام کہنا اور میرا پیغام دینا۔ صغریٰ کہہ رہی تھی: اے میرے چچا! تم میری کائنات ہو، تم میری روح ہو، تم میری حیات ہو۔ لیکن مجھے تو آپ سے اتنا پیار ہے آپ نے کبھی بھی ادھر مدینہ کی طرف دیکھا ہے۔ تمہاری صغریٰ بیمار کا کیا حال ہے؟

اے بادِ صبا! میری بہن سکینہؑ کو میرا سلام کہنا اور پیغام دینا۔ تیری صغریٰ کہہ رہی تھی: اے سکینہؑ! اے علی اصغرؑ! تمہاری صغریٰ تمہاری جدائی میں روتی رہتی ہے"۔

سوال و جواب آن مظلومہ با مرغ خون آلود از جوہری

گفت ای مرغ چرا حال پریشان داری

از غم کیست چنین نالہ و افغان داری

اشک خونین بچہ از چشم ترت می ریزد

Presented by Ziaraat.Com

گو به من خون که از بال و پرت می ریزد
من ماتم زده آخر پدرم در سفر است
ز غم دوری او خون دلم در بصر است
نه خبر از پدر و نه ز برادر دارم
روز و شب آرزوی دیدن اکبر دارم
تو مگر هدهدی و سوی سبا آمده
یا مگر قاصدی از کربلا آمده
بیقین آمده نزد من از سوی حسین
ورنه از چیست ز تو میشنوم بوی حسین
من به آن وعده که داده است پدر منتظرم
خبری تازه اگر هست بکن باخبرم
گفت ای فاطمه پاشور و نوا آمده ام
قاصد مرگم و از کربلا آمده ام
کربلا یکسره صحرای منا بود امروز
روز قربانی شاه شهدا بود امروز
نوجوانان همه در خون خود آغشته شدند
قصه کوته همه در راه خدا گشته شدند
بهر یك قطرهٔ آب از دم شمشیر جفا
دست عباس علمدار ز تن گشت جدا
پدرت بیکس و بی مونس و بی یاور بود
تن تنها به سر نعش علی اکبر بود

Presented by Ziaraat.Com

فاش گویم پدرت از ستمِ شمر و سنان
کشتہ شد بالب عطشان بلب آب روان
نیمی از آل نبی کشتہ شمشیر شدند
نیم دیگر زجفا بستہ زنجیر شدند
زینب غم زدہ از ظلم فلک مضطر شد
بسوی شام روان بلسر بی معجر شد

"انھوں نے پوچھا: اے پرندے! تجھے کیا ہے تو اتنا پریشان و حیران کیوں ہے؟ تجھے کون سے غم پہنچے ہیں جن کی وجہ سے تو گریہ وزاری کر رہا ہے۔ تیری آنکھوں سے یہ خون کے آنسو کیوں برس رہے ہیں۔ تیرے پَر و بال کیوں خون میں رنگین ہیں؟ مجھے بتا! میرا دل ڈوب رہا ہے۔ میرے تو سارے سفر پر ہیں۔ میں تو ان کے ہجر و فراق میں پہلے سے بیمار ہوں، میرے بابا کی خیر ہو وہ تو سفر پر ہیں۔

مجھے نہ تو اپنے بابا کی خبر ہے اور نہ اپنے پیارے چاند سے بھائیوں کی خبر ہے۔ میرے روز و شب علی اکبرؑ کے انتظار میں گزر رہے ہیں۔ کیا تو ہُد ہُد ہے جو ملکِ سبا سے آیا ہے، یا تو قاصدِ کربلا ہے۔ میرا دل کہتا ہے تو میرے بابا کی طرف سے آ رہا ہے۔ کیوں اس لیے کہ تجھ سے مجھے اپنے بابا کی خوشبو آ رہی ہے۔ میں تو اپنے بابا کے انتظار میں ہوں۔ اگر تیرے پاس کوئی تازہ خبر ہے تو مجھے بتا"۔

پرندے کا جواب: "اے فاطمہؑ! میں اُدھر سے آ رہا ہوں جہاں

Presented by Ziaraat.Com

آہ و فغان کی صدائیں کائنات کو لرزا رہی ہیں۔ میں موت کا
قاصد ہوں، کربلا سے آرہا ہوں۔ کربلا میدان منیٰ بنا ہوا ہے۔
آج وہ دن ہے جس دن شاہ شہیداں نے اپنی قربانی دی ہے۔
تیرے گھرانے کے سارے نوجوان شہید ہو چکے ہیں۔ قصہ مختصر
کوئی نہیں بچا سب خداوند تعالیٰ کے راستے میں قربانی دے چکے
ہیں۔ تیرے چچا عباسؑ پانی لانے کے لیے دریا پر گئے تو وہاں
دشمنوں نے ان کے ہاتھ ان کے جسم سے قطع کردیے۔ تیرا بابا
بیکا و تنہا، بے یار و مددگار علی اکبرؑ جوان کے لاشے پر آیا لیکن ہر
طرف دشمن تھے، پر اس کی مدد کو کوئی نہ آیا۔
اے بی بی! تیرے والد گرامی ظلم و ستم کا نشانہ بنے اور شمر کے
ہاتھوں دریا کنارے پیاسے شہید ہو گئے۔ بس آخر میں یہی کچھ
کہوں، اہل بیت رسولؐ آدھے تو اللہ کے راستے میں مارے گئے
ہیں اور آدھے کوفہ و شام کے قیدی بن گئے۔ عقیلہ قریش ثانی
زہراؑ ان ظالموں اور درندوں کے ہاتھوں مظلوم ہو گئی اور شہدا کے
سروں کے ساتھ ملک شام کی طرف قیدی بن کر روانہ ہو گئی ہیں"۔

ماتمی پرندے

بحار، ج ۴۵، ص ۱۹۱، محسن الابرار، ج ۲، ص ۱۱۹ اور ناسخ، ج ۳، ص ۲۵۱ از
طریق اہل بیتؑ روایت ہے۔ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔ آپؑ صحرائے
کربلا میں خاک و خون میں غلطاں تھے اور آپؑ کے مبارک بدن سے خون جاری تھا۔
اچانک آپؑ کے مقدس لاشے پر سفید رنگ کے پرندے آئے اور انھوں نے اپنے
پروں کو آپؑ کے ملکوتی خون سے رنگین کیا اور اڑ گئے۔ جب انھوں نے فضا میں پرواز

Presented by Ziaraat.Com

کی تو ان کے پَر و بال سے خون کے قطرات فضا میں بکھرتے چلے گئے۔ آخر اس مقام پر آئے جہاں دوسرے پرندے باغات و جنگلات میں درختوں کے زیر سایہ اپنی خوراک تلاش کرنے میں مصروف تھے اور کچھ پرندے اپنی اپنی بولیاں بول رہے تھے۔ یہ سفید پرندے جو خونِ حسینؑ میں رنگین تھے اور اپنے انداز میں سید الشہداؑ کا غم منا رہے تھے۔ انھیں آواز دی: تم پر افسوس ہے کیا تمہارے لیے یہ جائز ہے کہ تم درختوں یا ان کے زیر سایہ خوشی کے نغمے الاپ رہے ہو، اپنے پیٹ کو خوراک سے بھر رہے ہو، اُدھر رسولؐ اللہ کے فرزند حسینؑ کربلا کی گرم زمین پر تمازتِ آفتاب میں خاک و خون میں غلطاں ہیں۔ انھیں تشنہ لب شہید کیا گیا، ان کے مبارک جسم سے خون جاری ہے۔

جب اس سرزمین کے پرندوں کو خبر ہوئی تو انھوں نے فوراً اپنے یہ نغمے و نوا چھوڑے اور کربلا کی طرف اُڑان شروع کی، جب یہ پرندے سرزمینِ کربلا پر پہنچے تو دیکھا سید الشہداؑ کا سرتن سے جدا ہے۔ ان کا مبارک جسم گرم زمین پر بے غسل و کفن پڑا ہے۔ ہوائیں اُن پر ریگ و خاک ڈال رہی ہیں۔ ان کے لاشے کو پامال کر دیا گیا ہے۔ جنگل کے حیوانات ان پر نوحہ کر رہے ہیں۔ آپ کی یہ حالت جب ان پرندوں نے دیکھی تو ان کی چیخیں نکل گئیں اور گریہ و زاری شروع کر دی اور اپنے انداز میں صدائے نالہ و شیون بلند کیا۔ پھر اپنے آپ کو آپ کے بدنِ اقدس پر گرانا شروع کیا اور اس طرح ان کے پَر و بال خون سے رنگین ہو گئے۔ پھر یہ پرندے اپنے وطن و دیار کی طرف لوٹ گئے۔ پھر اپنے وطن کے پرندوں کو سید الشہداؑ کے قتل کی خبر دی۔ اس طرح تقدیر الٰہی ایک پرندے کو مدینہ لے آئی اور وہ پرندہ اسی حالت میں روضۂ رسولؐ پر آیا اور اپنے آپ کو روضۂ رسولؐ پر گرا دیا۔ اس کے پروں کا خون مرقدِ رسولؐ اللہ پر لگا اور الاقتل الحسین بکربلا، الا ذُبح الحسین بکربلا کی آواز بلند کی۔ پھر تمام اطراف کے پرندے وہاں روضہ رسولؐ اللہ پر جمع ہو گئے اور اس پرندہ کی طرح

Presented by Ziaraat.Com

نوحہ و گریہ کرنے لگے۔ جب اہلِ مدینہ نے ان پرندوں کی یہ حالت دیکھی تو انہیں معلوم نہ ہو سکا کہ یہ راز کیا ہے۔ بعد میں جب سید الشہداءؑ کی خبر مدینہ آئی تو اہلِ مدینہ کو معلوم ہوا کہ وہ پرندے اُس دن شہادتِ حسینؑ کی خبر دینے آئے تھے۔

امام حسینؑ کے خون کی برکت سے دخترِ یہودی کو شفا ملی

روایت ہے جس دن یہ پرندے مدینہ آئے وہاں مدینہ میں ایک یہودی رہتا تھا جس کی ایک بیٹی تھی اور وہ عرصہ دراز سے بیمار تھی اور صحت سے مایوس ہو چکی تھی۔ مرضِ جذام میں گرفتار تھی۔ اس کو فالج بھی تھا، آنکھوں سے نابینا بھی تھی۔ اس بیماری کو بیماریوں نے ہر طرف سے گھیر رکھا تھا۔

تقدیر کے کام دیکھئے، یہودی اپنی بیٹی کو خوش کرنے کے لیے مدینہ سے باہر اپنے ایک باغ میں لے آیا، اُسے باغ میں چھوڑا اور خود واپس مدینہ لوٹ گیا۔ ان خون آلود ماتمی پرندوں میں سے ایک پرندہ اس باغ میں آیا اور ایک درخت کی شاخ پر بیٹھ کر سید الشہداءؑ کے غم میں مغموم ہو کر نوحہ زاری کرنے لگا۔ اس رات یہودی اپنی بیٹی کے پاس واپس نہ آ سکا حالانکہ وہ ہمیشہ اپنی بیٹی کے ساتھ رہتا اور رات کو اُس کی تسلی و تشفی کے لیے باتیں کرتا۔ وہ علیل بچی باپ کی شفقت بھری گفتگو سن کر پُرسکون ہو کر سو جاتی، وہ رات اس بچی کی پریشانی میں اور اضافہ کر گئی۔ وہ اکیلی بستر پر درد سے کراہتی رہی اور ساری رات بیدار رہی۔ اس اثنا میں وقتِ سحر اُس نے قریب کے ایک درخت سے پرندے کی دردناک آوازیں سنیں تو وہ ان آوازوں کی طرف متوجہ ہوئی اور اپنے آپ کو زمین پر ڈالا۔ گھسٹ گھسٹ کر اس درخت کے نیچے پہنچی۔ اس آواز کی طرف اپنی توجہ مرکوز کی اور اپنا منہ اُوپر کیا۔ وہ پرندہ برابر اب بھی نالہ و فریاد کر رہا تھا۔ اس کا گریہ سُن کر اس بچی نے بھی رونا شروع کیا۔ اچانک اس پرندہ کے پَروں سے ایک قطرۂ خون گرا اور اس بچی کی ایک آنکھ میں آ ٹپکا۔ اسی وقت اس پاکیزہ خون کی

Presented by Ziaraat.Com

برکت سے اس کی وہ آنکھ روشن ہوگئی۔ پھر دوسرا قطرہ اس کی دوسری آنکھ میں گرا۔ پھر وہ بھی روشن ہوگئی۔ اسی اثنا میں دو اور قطرے اس کے باقی جسم پر گرے۔ اس کا جسم تندرست ہوگیا۔ پھر اور قطرات گرے تو یہ بچی ان قطرات کو اپنے جسم پر ملنے لگی، آناً فاناً خونِ حسینؑ کی برکت سے اس کی تمام بیماریاں ختم ہوگئیں۔ پلک جھپکتے ہی ایک بیمار و علیل نے ایک خوبصورت دوشیزہ کا روپ دھار لیا۔ جب دن ہوا وہ یہودی اپنے باغ میں آیا تو اُسے اپنی وہ بیمار و اپاہج بچی نظر نہ آئی لیکن سامنے ایک نوجوان دوشیزہ کو دیکھا جو باغ میں ٹہل رہی تھی۔ اس سے پوچھا کہ اس باغ میں میری ایک بچی تھی جو بیمار و معذور تھی، تمہیں اس کا علم ہے؟ اس بچی نے مسکرا کہا: اے بابا جان! خدا! میں وہی تو ہوں جس کو تم معذور و مجبور چھوڑ گئے تھے۔

جب یہودی نے یہ بات سنی تو بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا اور اپنی بیٹی سے سارا ماجرا سنا اپنی جگہ سے اُٹھا اور اُسی درخت کے نیچے آیا اور اُسی خون آلود پرندہ کو دیکھا جو برابر آہ و زاری کر رہا تھا۔

یہودی نے کہا: اے پرندے! میں تو تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں، جس نے تجھے پیدا کیا؟ باقدرتِ خدا میری بات کا جواب دے۔ وہ پرندہ اپنی آنکھوں سے آنسو جاری کرتے ہوئے قدرتِ خدا سے گویا ہوا:

میں اپنے ہم جولیوں کے ساتھ کھانے پینے اور چہچہانے میں مصروف تھا کہ ایک پرندہ فضا سے ہمارے نزدیک آیا اور اُس نے کہا: اے پرندگان تم تو اپنی مستی میں مست ہو، کھا پی رہے ہو، چہچہا رہے ہو، بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے ہو۔ لذت و عیش و عشرت سے زندگی بسر کر رہے ہو حالانکہ امام حسین علیہ السلام کربلا میں بے دردی و ظلم و جفا کے ساتھ قتل کر دیئے گئے ہیں۔ وہ تشنہ لب تھے، شہید کر دیئے گئے۔ ان کے گلوئے مبارک سے خون جاری ہے۔ ان کے سر کو قطع کر کے نوکِ سنان پر بلند کر دیا

Presented by Ziaraat.Com

گیا ہے، ان کی خواتین کو بے مقنعہ و چادر اسیر کر دیا گیا ہے۔ جب میں نے یہ سنا تو وہاں سے پرواز کی اور زمین کربلا پہنچا تو دیکھا، بیابان میں، وہ مظلوم شہید ہو چکے تھے۔ وہ بے غسل و کفن گرم زمین پر خاک و خون میں غلطاں تھے۔ ان کا غسل ان کا خون تھا، ان کا کفن بیابان کی ریت تھی۔ اُن کے جسم نازنین پر اِدھر کی ہوا اُدھر اور اُدھر کی ہوا اِدھر چل رہی تھی۔ پس ہم سب نے اپنے آپ کو اس مظلوم کے جسم پر گرا دیا۔ ہم نے مل کر ان پر نوحہ وزاری کی اور اپنے پَر و بال کو ان کے بدن شریف کے خون سے رنگین کیا۔ پھر ہم میں سب پرندے اپنے اپنے مقامات کی طرف اُڑے اور میں سفر کی منازل کو طے کر کے یہاں آ پہنچا ہوں۔

جب یہودی نے یہ دردناک داستان سنی تو حیرت کے سمندر میں غوطے کھانے لگا اور اپنے آپ سے کہا: اگر حسینؑ کی قدر و منزلت نزدِ پروردگار نہ ہوتی تو اس کے خون سے مریضہ کو شفا نہ ملتی۔ پس وہ یہودی اپنی دختر اور قوم قبیلے کے پانچ سو آدمیوں سمیت مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

حضرت اُمِ سلمہؓ اور خبر شہادت سید الشہدا

تاریخ ج ۳، ص ۸۶ روایت کرتے ہیں: جب سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر حضرت اُمِ سلمہؓ زوجہ رسولؐ اللہ تک پہنچی تو بقول احمد بن حنبل آپ نے اہلِ عراق پر لعنت کی۔ احمد بن حنبل نے مسند میں یہ کلمات درج کیے ہیں:

جنابِ اُمِ سلمہؓ نے فرمایا: اچھا ان لوگوں نے حسینؑ کو قتل کر دیا؟ خداوند ان (عراقیوں) کو قتل کرے۔ ان لوگوں نے انھیں فریب دیا اور ذلیل کیا۔ ان (ظالموں) پر خدا کی لعنت ہو۔

اسی وقت آپؓ نے فرمایا: مجھے وہ وقت بھی یاد ہے، جب رسولؐ اللہ حضرت [illegible] کے گھر تشریف لائے، شام کا وقت تھا۔ حضرت فاطمہ زہراؑ نے دلیہ اور روغن

Presented by Ziaraat.Com

سے غذا تیار فرمائی اور اُسے برتن میں ڈالا اور حضرت رسولؐ اللہ کے حضور لے آئیں۔
آنحضرتؐ نے فرمایا: میرے ابنِ عم علیؑ کو اور حسن و حسینؑ کو میرے پاس بلاؤ۔
حضرت فاطمہ زہراؑ حسنؑ و حسینؑ کے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے حضرت رسولؐ کے پاس آئیں۔ حضرت علیؑ ان کے پیچھے تشریف لائے۔ جب سب اکٹھے ہو گئے تو حضرت علیؑ رسولؐ اللہ کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ حضرت زہراؑ بائیں طرف بیٹھ گئیں اور حسنین شریفینؑ بھی ساتھ بیٹھ گئے تو وہ چادر جس پر میں بیٹھی تھی۔ آپؐ نے چادر لی اور ان سب پر ڈال دی اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِي فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا

"اے میرے اللہ! یہ میرے اہلِ بیتؑ ہیں، ان کو معصوم رکھ اور ان سے ہر رجس و آلائش کو دُور فرما اور پاک و پاکیزہ رکھ"۔

حضرت اُمِ سلمہؓ فرماتی ہیں: جب آپؐ نے یہ دعا اپنے اہلِ بیتؑ کے حق میں فرمائی تو میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! میں آپؐ کی اہل بیتؑ میں سے نہیں ہوں؟
آپؐ نے فرمایا: جی ہاں۔

جب جناب اُمِ سلمہؓ کو شہادتِ حسینؑ کا علم ہوا تو آپؓ نے فرمایا: اے پروردگار! جو کام ان لوگوں نے کیا ہے، اس کے عوض ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے، ان کی قبروں کو بھی آگ سے بھر دے۔ پھر آپؓ نے گریہ کیا حتیٰ کہ بے ہوش ہو گئیں۔ (مثیر الاحزان، ص ۹۵ و نفس المہموم، ص ۳۴۹)

شہادتِ امام حسینؑ پر حسن بصری کے تاثرات

جب حسن بصری کو شہادت سید الشہداؑ کا علم ہوا تو اتنا گریہ کیا، اس کی کنپٹیاں درد سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں اور کہا: اس اُمت نے اپنے لیے کتنی بڑی ذلت و رسوائی کا سامان کیا، رسولؐ اللہ کی شہزادی کے بیٹے کو زنا کی پیداوار نے قتل کر دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

بخدا! حسینؑ کا سر مبارک اس کے جسم مبارک کی طرف واپس جائے گا۔ اس کے نانا بزرگوار رسولؐ اللہ اور اس کے والد بزرگوار علی مرتضیٰؑ ان کے قتل کا پسر مرجانہ سے انتقام لیں گے۔

قمقام، ص ۵۴۲ حسن بصری کے تاثرات جو بیان کیے وہ یہ ہیں:

حسن بصری نے کہا: معاویہ نے دو بدترین چیزوں کو عرب میں داخل کیا: ایک زیاد بن ابیہ زنازادہ کو اپنا بھائی بنایا اور دوسرا قتلِ حسینؑ کے اسباب پیدا کرنا۔ دونوں کام معاویہ کے ہیں اور دونوں بدترین ہیں۔ (ناسخ، ج ۳، ص ۸۷۔ قمقام، ص ۵۴۲۔ حیاۃ الحسین، ج ۳، ص ۳۶۰)

خواجہ ربیع بن خثیم[1] کے تاثرات

بقول ناسخ جب انھیں امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر ملی تو خوب گریہ کیا اور کہا: ان ظالموں نے اس گروہ کو شہید کیا ہے۔ جب ان کی ملاقات رسولؐ اللہ کے ساتھ ہوتی تو رسولؐ اللہ انھیں اپنے مبارک ہاتھوں سے کھانا کھلاتے تھے اور اپنے زانو پر بٹھاتے تھے۔

نفس المہموم، ص ۴۱۹، ابن ابی الحدید سے روایت کی ہے: شہادتِ حسینؑ کے بعد خواجہ ربیع نے بیس سال تک کوئی گفتگو نہ کی، صرف یہ کہا: اَوْ قِدْ فَعَلُوْهَا جو کام انھوں نے کیا ہے، اس کے عوض ان ظالموں کو اس دنیا اور آخرت میں آگ میں جلا۔ پھر کہا: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ مِمَّا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ" اے اللہ! اے زمین و آسمان کے بنانے والے! اے غیب و حاضر کے جاننے والے! اپنے ان بندوں کے درمیان تو ہی فیصلہ فرما

---

① اپنے زمانہ کے ایک بہت بڑے زاہد تھے، جن کی قبر ایران میں مشہد کے قریب ہے اور خواجہ ربیع کے نام سے معروف ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں"۔ پھر خاموش رہے آخر اس دنیا سے چلے گئے۔
(ناسخ، ج ۳، ص ۸۸ و تتمۃ، ص ۵۴۲)

عمر بن عبدالعزیز کے تاثرات

تتمۃ، ص ۵۴۳ ابن خلکان سے روایت کی ہے: عمر بن عبدالعزیز جو اُموی حکمران تھے، نے کہا: اگر میں قاتلانِ حسینؑ میں سے ہوتا اور خداوند تعالیٰ میرا یہ گناہ معاف بھی کر دیتا اور فرماتا: اب جنت میں داخل ہو جاؤ تو میں جنت میں داخل نہ ہوتا اس لیے کہ شرم و حیا سے پیغمبر گرامیؐ سے کیسے آنکھیں چار کرتا، اس لیے جنت میں جانے سے انکار کر دیتا۔

ایک صحرائی عرب کے تاثرات

تتمۃ، ص ۵۴۲، ربیع الابرار میں ہے: جب ابن زیاد نے امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا تو صحرائی عرب نے کہا: ذرا غور کیجیے کس طرح زنا کی اولاد نے نبیؐ کی بیٹی کے بیٹے کو ذبح کر دیا۔

دختر جناب عقیلؑ کے تاثرات

ناسخ، ج ۳، ص ۸۸ از مجالس مفید و مقتل مقرم، ص ۴۳۸ از امالی ابن الشیخ طوسی ونفس المہموم، ص ۲۱۷، شیخ طوسی راوی ہیں۔ جب مدینہ میں شہادت امام حسینؑ کی خبر آئی اور حضرت اسماء بنت عقیلؑ کو علم ہوا تو آپ بنوہاشم کی مستوراتِ کے ساتھ روضہ رسولؐ اللہ پر آئیں اور اپنے آپ کو قبر رسولؐ اللہ پر گرا دیا اور پھر مہاجرین و انصار کو خطاب فرمایا:

مَاذَا تَقُوْلُوْنَ اِذْ قَالَ النَّبِیُّ لَکُمْ
وَیَوْمَ الْحِسَابِ وَصِدْقُ الْقَوْلِ مَسْمُوْعُ

Presented by Ziaraat.Com

خَذَلْتُمُوا عِتْرَتِی اَوْ کُنْتُمْ غَیْباً
وَالْحَقُّ عِنْدَ وَلِیِّ الْاَمْرِ مَجْمُوعٌ
اَسْلَمْتُمُوهُمْ بِاَیْدِی الظَّالِمِیْنَ فَمَا
مِنْكُمْ لَهُ الْیَوْمَ عِنْدَ اللّٰهِ مَشْفُوعٌ
مَا کَانَ عِنْدَ غَدَاةِ الطَّفِّ اِذْ حَضَرُوا
تِلْكَ الْمَنَایَا وَلَا عَنْهُنَّ مَدْفُوعٌ

''اے لوگو! جب میدانِ حشر میں پیغمبر گرامیؐ تم سے پوچھیں گے کہ تم نے میری عترت کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ اس دن سوائے سچ کے کوئی بات قبول نہ ہوگی۔ تم نے میری عترت کو چھوڑ دیا تھا۔ ان پر مظالم ڈھائے تھے۔ صاحب امر کی عدالت میں عدل ہوگا۔

اے لوگو! تم نے اُنھیں ظالموں کے حوالے کر دیا تھا۔ آج تمہارا کوئی شافع نہیں ہے۔ تمہارے کیے کی تمھیں سزا ملے گی، جب روزِ کربلا ان پر مصائب آئے تو تم میں سے کسی نے ان کا دفاع نہ کیا''۔

زینب بنت عقیلؑ بن ابی طالبؑ کے تاثرات

تذکرہ سبط ابن جوزی، ص ۲۶۷ واقدی سے روایت کرتے ہیں: جب سر مبارک مدینہ آیا تو اس بی بی نے جب شہادت کی خبر سنی تو ننگے پاؤں بے مقنعہ و چادر کھلے بال قبر رسولؐ اللہ پر آئیں، نالہ و فریاد بلند کی اور پھر یہ اشعار پڑھے:

مَاذَا تَقُولُونَ اِذْ قَالَ النَّبِیُّ لَكُمْ.....الخ (ان اشعار کا ترجمہ سابقہ صفحے پر ہو چکا ہے)

Presented by Ziaraat.Com

مروان بن حکم کے گستاخانہ الفاظ

تاریخ، ج ۳، ص ۸۹، کتاب عوالم و تاریخ بلاذری، یزید نے حکم دیا: امام حسین علیہ السلام کے سر کو مدینہ لے جاؤ۔ جب سید الشہداؑ کا سر مدینہ آیا تو مروان کی خوشی کی انتہا نہ رہی، اس ملعون نے جو اشعار کہے درج کرنے کے قابل ہی نہیں۔ نمونہ کے لیے ایک شعر درج کیا جاتا ہے:

ضَرَبَتْ رؤوس فیهم ضربۃٌ

اَثْبَتَتْ اَوْ تَادُ مُلْكٍ فَاسْتَقَرّ

"بنو ہاشم کے سرداروں کے سر اُتار لیے گئے ہیں۔ اب اموی حکومت ہمیشہ کے لیے مضبوط کر دی گئی ہے"۔

ابن نما، ص ۹۵ مروان نے سر مبارک کو اپنے نجس ہاتھ میں لیا اور جو چھڑی اُس کے ہاتھ میں تھی اس کے ساتھ سر کی طرف اشارہ کیا اور کہا:

يَاحَبَّذَا بِرَدُكَ فِي الْيَدَيْنِ   وَلَوْنُكَ الْاَحْمَرُ فِي الْخَدَّيْنِ

كَاَنَّهُ بَاتَ بِمُجَسَّدَيْنِ   شَفَيْتُ مِنْكَ يَاحُسَيْنَ

"ان دو ہاتھوں کی طاقت کتنی عظیم اور قابلِ تعریف ہے جنھوں نے تجھے اس حال میں پلٹایا، تیرے خوبصورت رخساروں کا رنگ کتنا سرخ ہے، معلوم ہوتا ہے وہ دو زعفرانی لباس میں سوتا رہا ہے، اے حسینؑ! تیرے قتل سے میرے دل کو ٹھنڈک ملی ہے"۔

محسن الابرار، ج ۲، ص ۶۵، مروان نے کہا: اے حسینؑ! میرے سینہ با کینہ کو تیرے قتل سے ٹھنڈک ملی ہے اور تیرے سر پر چھڑی مار کر سکون ملا ہے۔

اِشکالات: یہاں دو اشکال پیدا ہوتے ہیں:

پہلا اشکال تو یہ ہے کہ ان دنوں مدینہ کا گورنر عمرو بن سعید تھا۔ مروان گورنر نہیں

Presented by Ziaraat.Com

تھا۔ دوسرا اشکال یہ ہے کہ سیدالشہداؑ کا سر مبارک مدینہ نہیں آیا تھا۔

جواب: حیاۃ الحسین، ج ۳، ص ۳۷۱: اکثر مؤرخین نے لکھا ہے: یزید ملعون نے سیدالشہداؑ کا مبارک سر مدینہ بھیجا تھا تا کہ اہلِ مدینہ پر ان کی ہیبت قائم ہو۔ دوبارہ کسی کو اس کے خلاف قیام کی جرأت نہ ہو۔ جب حسینؑ جیسی شخصیت کو معاف نہیں کیا گیا تو پھر کسی اور کی کیا گنجائش باقی رہتی ہے۔

سرِ مبارک حاکمِ مدینہ کے دربار میں لایا گیا تو اس نے کہا: بخدا! امیر المومنین (یزید) کا میری طرف سرمبارک کا بھیجا مجھے پسند نہیں۔

اس کے دربار میں اس وقت وزغ بن وزغ یعنی مروان بیٹھا تھا، چیخ اُٹھا اور کہنے لگا: اس خوشی کے موقع پر ایسے الفاظ نہیں ہونے چاہییں۔ سر مجھے دے۔ اس نے سر اپنے ہاتھ میں لیا۔ سرمبارک کے ساتھ بے ادبی و استہزا کرنے لگا، اور پھر از راہ مسرت یہ اشعار زبان پر جاری کیے۔

یَاحَبَّذَا بَرْدُكَ فِی الْیَدَیْنِ وَلَوْنُكَ الْاَحْمَرُ فِی الْخَدَّیْنِ

ان ملاعین نے سرمبارک کو مسجد نبوی پر نصب کر دیا۔ جب ہاشمیات کے نالہ و شیون کی آوازیں بلند ہوئیں تو مروان نے کہا:

عجت نساء بنی ہاشم عجۃ کعجیج نسوتنا غداۃ الارنب

پھر اس نے روضہ رسولؐ اللہ کی طرف منہ کر کے کہا: "اے محمدؐ! آج ہم نے روزِ بدر کا انتقام لے لیا ہے"۔

مروان کے ان کلمات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دینِ اسلام پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔ وہ اپنے پرانے عقیدۂ جاہلیت پر قائم تھا۔ اور وہ اس دن کے انتظار میں تھا کہ کب رسولؐ اللہ سے انتقام لے۔

ان دو اشکال کا جواب آپ کے سامنے ہے۔ ہاں یہ بات درست ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مروان ان دنوں مدینہ کا حاکم نہ تھا لیکن گورنر مدینہ کی مجلس میں موجود تھا اور سید الشہداؑ کے مبارک سر کے ساتھ بے ادبی کی تھی۔

دوسرا اشکال کہ سر مبارک مدینہ کیوں بھیجا گیا تھا؟

جب اہل شمرہ نے اس بارے کہہ دیا ہے اور اکثر مورخین نے بھی لکھا ہے تو یہ اشکال اپنی جگہ ختم ہو جاتا ہے۔

عبداللہ بن زبیر کے تاثرات

ابن جوزی نے تذکرہ میں بیان کیا ہے: جب مکہ میں شہادت امام حسینؑ کی خبر پہنچی تو مکہ میں انتشار پیدا ہوا۔ عبداللہ بن زبیر (جو خلافت و امارت کا خواہش مند تھا دلی طور پر خوش ہوا کیونکہ امام حسین علیہ السلام کی زندگی میں اس کی کوئی قیمت نہ تھی) نے سمجھ لیا۔ اب حسینؑ مارے گئے ہیں تو فوراً مسجد میں آیا اور منبر پر گیا اور لوگوں کو خطبہ دیا:

"اے لوگو! تمہیں معلوم ہے اہل عراق بے وفا، عہد شکن لوگ ہیں۔ اہل کوفہ تو ان کے رہبر ہیں۔ ان لوگوں نے امام حسینؑ کو اپنی طرف دعوت دی اور انھیں اپنا امیر بنایا تا کہ وہ ان کی رہنمائی کرے اور ان کے اندر معالم اسلام نافذ کرے۔

جب امام حسین علیہ السلام نے ان کی دعوت قبول فرمائی اور اُن کے وطن کے قریب ہوئے تو ان کے خلاف کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: ابن زیاد کی بیعت کرو اور اس کا حکم تسلیم کرو۔ جب نوبت بانجا رسید تو آپؑ نے شہادت کو قبول کیا اور ذلت کی زندگی کو ٹھکرا دیا۔ خداوند تعالیٰ حسینؑ پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور ان کے قاتلوں کو ذلیل و خوار کرے اور جنھوں نے اس قتل کو پسند کیا ان کو بھی ذلت عطا کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

اب جو سلوک سید الشہدا کے ساتھ کیا گیا ہے اس کے بعد ان لوگوں پر کوئی اعتبار کرے گا؟ اہل کوفہ عہد و پیمان کو توڑنے والے ہیں اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے والے ہیں۔ ان کی زبان پر اب کون اعتماد کرے؟

امام حسین علیہ السلام تو وہ تھے جو دن کو روزہ سے ہوتے اور ان کی راتیں اللہ کی عبادت میں گزرتیں۔ وہ پیغمبر اکرمؐ سے سب سے زیادہ قرب رکھتے تھے۔ اس زنازادہ ابن زیاد کا پیغمبرؐ سے کتنا واسطہ تھا۔

امام حسین علیہ السلام کی زندگی قرآن کی تلاوت سے ہمکنار تھی۔ وہ خوف خدا سے ہر وقت گریہ کرتے رہتے تھے۔ شراب وغیرہ، مال و زر سے وہ بہت دور رہتے تھے۔ وہ تو اللہ کی بندگی و عبادت میں دن رات مصروف رہتے تھے۔ سیر و شکار بندر بازی کے مقابلے میں مجالس ذکر و فکر کو قائم رکھتے تھے۔ خداوند تعالیٰ ان ظالموں پر لعنت کرے"۔ یہ خطبہ دے کر منبر سے اُتر آیا"۔

ناسخ، ج ۳، ص ۹۱، خطبہ دینے کے بعد اپنے گھر لوٹ آیا۔ جناب عبداللہ بن عباس سے ملاقات کی اور انھیں کہا: اے ابن عباس! تو میری نسبت رسولؐ اللہ کے زیادہ قریب ہے، تم میرے باپ زبیر کو اچھی طرح سے جانتے ہو، ان کی خدمات اسلام سے واقف ہو۔ معاویہ و یزید کو بھی بخوبی جانتے ہو، اب ان کے اس فعل کے بعد تم میری بیعت کرو شاید خلافت اس طریقے سے اپنے حقیقی مرکز کی طرف لوٹ آئے۔

ابن عباس نے جواب دیا: اے ابن زبیر! مجھے چھوڑیئے۔ حالات فتنہ انگیز اور خون ریز ہیں۔ میری نگاہ تیری اس تحریک پر برابر رہے گی۔ اگر تو اپنے مقاصد میں

Presented by Ziaraat.Com

کامیابی حاصل کر رہا ہوگا، تو میرا تعاون تیرے شاملِ حال ہوگا۔

جناب ابن عباس کی طرف یزید کا خط

جب جناب ابن عباس اور عبداللہ بن زبیر کی ملاقات کا یزید کو علم ہوا کہ ابن عباس نے عبداللہ بن زبیر کو انکار کیا ہے تو بہت خوش ہوا اور ابن عباس کے نام خط جاری کیا۔

اما بعد! تم پر سلام! مجھے معلوم ہوا کہ اس ملحد (کافر) نے تمھیں اپنی بیعت کی دعوت دی اور آپ نے انکار کیا اور ہمارے ساتھ وفاداری کی، اب تم ہر طرف نگاہ رکھو، اہلِ بیتؑ کا فرد ہو یا کوئی اور ہو جو آپ کے پاس آئے انھیں بتاؤ کہ میں کیسا آدمی ہوں اور ابن زبیر کیسا آدمی ہے۔ ابن زبیر تمھیں اپنی بیعت کی دعوت دیتا ہے وہ اپنے امور باطلہ میں تم سے مدد حاصل کرنا چاہتا ہے اور اپنے گناہ میں شریک کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے تو ہماری بیعت کی ہے اور ہماری اطاعت کو قبول کیا ہے۔ آپ نے ہمارے حقوق کو پہچانا ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور وہ بہترین جزائے خیر جو ایک صلہ رحم کرنے والے کو ملتی ہے میں نے آپ کو نہیں بھلایا اور نہ آپ کے کام کو بھولا ہوں، میری طرف سے میری نوازشات جاری رہیں گی۔

پس ہر طرف اور ہر انسان پر نگاہ رکھو اور انھیں میرا خوف دلاؤ تاکہ ابن زبیر کے دھوکے میں نہ آئیں۔ اس کی چرب زبانی سے متاثر نہ ہونے پائیں۔ لوگ آپ کی سنتے ہیں اور آپ کی اطاعت کو بہتر جانتے ہیں"۔ (ناسخ، ج ۳، ص ۹۲ و تذکرۃ

Presented by Ziaraat.Com

ابن جوزی، ص ۲۸۵)

ابن عباسؓ کا جواب

جب یہ خط ابن عباسؓ نے پڑھا تو اس کا جواب لکھا:

"تیرا خط مجھے ملا۔ تیرا یہ خیال ہے کہ میں نے ابن زبیر کی بیعت کو تیری وجہ سے قبول نہیں کیا۔ مجھے اپنی جان کی قسم! تیرا کیا خیال ہے کہ میں تمہیں اچھا انسان سمجھتا ہوں۔ کیا میں شہادت حسینؑ کو بھول چکا ہوں۔ عبدالمطلب کے جوانوں کے قتل کو بھول چکا ہوں۔ تو نے ان سب کو قتل کر دیا اور ان کی لاشوں کو لوٹ لیا۔ انھیں برہنہ بیابان میں چھوڑ دیا تا کہ درندے ان پر عبور کریں اور ہوا ان کی بُو اِدھر اُدھر لے جائے۔

تو تو یہی کچھ چاہتا تھا۔ یہ تو میرے خدا کا کام ہے اُس نے اپنے بندوں کو بھیجا، انھوں نے ان شہدا کو دفن کر دیا۔ میں تجھے قطعاً نہیں بھلا سکتا تو نے امام حسین علیہ السلام کو حرمِ خدا اور حرمِ نبیؐ سے دُور کیا اور مرجانہ کے بیٹے کو خط لکھا کہ حسینؑ کو قتل کر دے۔

مجھے خداوند تعالیٰ سے اُمید ہے وہ ذات تجھے جلد کیفرِ کردار تک پہنچائے گی، تیرے ساتھ اس طرح سلوک کرے گا جس طرح کا تو نے عترتِ پیغمبرؐ کے ساتھ سلوک کیا تو انھیں قتل کر کے خوش ہوا۔

تو نے میری طرف لکھا کہ میں تیرے احسان کو نہیں بھول سکتا: میری درخواست ہے، اپنے احسانات و نوازشات کو مجھ سے دُور رکھ، مجھے تجھ سے کوئی سروکار نہیں، اپنے دماغ سے یہ بات نکال دے کہ تیری محبت میں مَیں نے ابن زبیر کی بیعت نہیں کی اور

Presented by Ziaraat.Com

پھر میں لوگوں کو ترغیب دوں وہ تیرے ساتھ محبت رکھیں:

لا مرحبا ولا کرامۃ لا "تو ہے کیا جو میں یہ کروں، تم میں کوئی اچھائی ہے اور نہ تجھ سے اچھائی کی توقع کی جا سکتی ہے"۔

کیا تو مجھ سے تعاون اور دوستی کی درخواست کرتا ہے؟ (یہ امر کتنا عجیب ہے) کل تو تو نے میرے ابن عم اور اہلِ بیت رسولؐ، چراغ ہائے ہدایت، گمراہی و ضلالت کا قلع قمع کرنے والوں کو قتل کر دیا۔ تیرے لشکر نے تیرے حکم سے انھیں فریب دیا اور قتل کر دیا اور خاک و خون میں غلطاں کر دیا۔ کیا تم اس بات کو بھول گئے ہو، جب تو نے اپنے آدمیوں کو بیت اللہ بھیجا جس طرح بن پڑے حسینؑ کو قتل کرو؟ تو نے انھیں ڈرایا۔ وہ عراق کی طرف روانہ ہوئے، تجھے اللہ سے بھی عداوت ہے۔ اس کے رسولؐ اور اس کے اہلِ بیتؑ سے بھی عداوت ہے۔ حالانکہ خداوند تعالیٰ نے ان سے ہر قسم کے رجس و آلائش کو دور کر دیا ہے۔ پس ہم تو وہ لوگ ہیں جن کو خداوند تعالیٰ نے پاک و پاکیزہ بنایا، تم ظالم و جفاکار، کافر اور اولادِ زنا ہو، فاسق اور احمق ہو۔ خدا اور اس کے رسولؐ کے دشمن ہو، تم نے اور تیرے آباؤ اجداد نے رسولؐ اللہ کے ساتھ ساری زندگی جنگ و جدال میں گزاری۔ تیرا دادا اور تیرا باپ تو وہ ہیں جنھوں نے اللہ کے رسولؐ پر خروج کیا۔

اگر خداوند تعالیٰ نے مجھے مہلت دی تو اپنے خون کا تجھ سے انتقام لوں گا اور یہ بھی ممکن ہے تو مجھ پر سبقت کر کے مجھے قتل

Presented by Ziaraat.Com

کر ڈالے۔ مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کیونکہ مجھ سے پہلے بہت سے انبیا بھی قتل ہوئے ہیں۔ بس خدا ہی ہے جو ناصر و مددگار ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ ایک مجرم اپنے جرائم کے عوض کیا کچھ دیکھے گا۔

تو مجھ سے دوستی کی بات کرتا ہے کہ میں تمھیں دوست رکھوں حالانکہ تو اس امر کو اچھی طرح سے جانتا ہے جب میں نے تیری بیعت کی، میرے والد اور چچا کی اولاد میرے سامنے تھی۔ وہ تجھ سے اور تیرے باپ سے زیادہ بیعت کے حق دار تھے۔ لیکن تم لوگوں نے حدود سے تجاوز کیا اور خلافت کا دعویٰ کر دیا اور اُس چیز کو چھین لیا جو تمہاری نہیں تھی۔ صاحبانِ حق پر مظالم ڈھا کر ان سے ان کا حق چھین لیا۔ مجھے خداوند تعالیٰ کی ذات پر یقین ہے وہ ضرور بالضرور اور بہت جلد تم پر قومِ عاد و ثمود و قومِ لوط اور اصحابِ مدین جیسا عذاب نازل فرمائے گا۔

اے یزید! تو نے اہلِ بیت رسولؐ اللہ کی کتنی توہین کی ہے۔ تو نے انھیں عراق سے ملک شام بلایا اور تو نے انھیں اپنا اسیر بنایا، ان کے مال و متاع کو لوٹ لیا۔ یہ سب کچھ تو نے اس لیے کیا کہ لوگوں میں تیرا رعب و ہیبت پیدا ہو، لوگ یہ سمجھیں کہ تو ہم پر غالب آ گیا ہے، آلِ رسولؐ کو مغلوب کر دیا ہے۔

تو نے یہ کہا کہ میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ کیا یہ اہلِ بیت رسولؐ جن کو تو نے قتل کیا ہے وہ کافر اور فاسق و فاجر تھے؟ تو نے اپنے دل کی بات کی، جس کو تو آج تک چھپائے ہوئے تھا اور

Presented by Ziaraat.Com

جو تیرے دل میں کینہ تھا اس کی بنا پر آلِ رسولؐ سے انتقام لیا۔ تو نے اور تیرے باپ نے خونِ عثمانؓ کا بہانہ کیا تھا، افسوس کہ تمہیں روزِ جزا کے حاکم کا خوف نہ رہا۔

بخدا! اگر یہ زخم جو میرے بازوؤں کو تیری طرف سے پہنچے ہیں یہ بھر جائیں گے لیکن جو زبان کے زخم لگے ہیں، وہ بھرنے والے نہیں ہیں۔

آج تو مغرور و مست مت رہو! اگر آج ہم مغلوب ہیں اور تجھ پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتے لیکن یہ خیال رکھ کل روزِ قیامت نصرت خداوندی ہمارے ساتھ ہوگی۔ وہ ذات عادل ہے، اس کا حکم انصاف پر مبنی ہوگا، بہت جلد تجھے پکڑے گا اور تجھے ذلت و رسوائیوں کے ساتھ اس دنیا سے خارج کرے گا۔ جو چاہتا ہے کر لے، اے بے پدر! تو اپنی عیاشی میں جتنا اضافہ کرے گا اتنا تیرے گناہوں میں اضافہ ہوگا۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ (تذکرہ ابن جوزی، ص ۲۸۵۔ ناسخ، ج ۳، ص ۹۲)

سبط ابن جوزی نے تذکرہ میں روایت کی ہے، واقدی نے کہا: جب یزید نے خط پڑھا تو کہا: میں تو عزت دینا چاہتا تھا لیکن اُس نے ذلت کا انتخاب کیا۔ اِدھر یزید نے ابن عباسؓ کے قتل کا ارادہ کیا اُدھر ابن زبیر نے اس کے خلاف خروج کر دیا۔ پھر یزید ابن زبیر کے معاملے میں مصروف ہو گیا اور کچھ عرصہ کے بعد وہ ملعون اس دنیا سے بھی چل بسا اور جہنم پہنچ گیا۔ (تذکرہ ابن جوزی، ص ۲۸۵۔ ناسخ، ج ۳، ص ۹۲)

نامہ یزید بنام ابن زیاد

بقول ناسخ، ج ۳، ص ۹۸، ابن زیاد نے اپنے خط کے ذریعے یزید کو شہادت

Presented by Ziaraat.Com

امام حسین علیہ السلام کی اطلاع دی۔ ابن نما کی روایت کے مطابق یزید نے محرب بن حریث بن مسعود کلبی جس کا تعلق بنی عدی قبیلہ سے تھا اُسے شام کے ایک فاضل آدمی کے ساتھ مدینہ بھیجا تاکہ قتل حسینؑ کا مژدہ حاکم مدینہ تک پہنچائیں اور اس ہولناک واقعہ کی خبر دیں حالانکہ ابن زیاد حاکم مدینہ کو اطلاع کر چکا تھا لیکن یزید چاہتا تھا اس امر کی تجدید ہو جائے اور اہل بیت رسولؐ کے حزن میں بھی تجدید ہو جائے۔ اس کے قہر وغلبہ کی یاد تازہ ہو جائے۔

ابن زیاد کی طرف لکھا: جلد سے جلد اہل بیت رسولؐ کے قیدیوں اور ان کے مقتولین کے سروں کو ان کی طرف بھیج دے۔ اس کے علاوہ ان کا کوئی مال وغیرہ ہے تو وہ بھی بھیجے۔ جب یہ خط ابن زیاد کو ملا اُس نے فوراً اُسرا اہل بیتؑ کو شہدا کے سروں سمیت شام کی طرف تیار کیا۔ اس دوران ابن زیاد ملعون نے حجام کو بلایا تاکہ سید الشہداؑ کی گردن مبارک کے اردگرد لٹکے ہوئے گوشت کو کاٹ ڈالے۔ یہ واقعہ گزشتہ اوراق میں گزر چکا ہے۔ (ابن نما، درمثیر الاحزان، ص ۹۵، ابن نما، بحار، ج ۴۵، ص ۱۲۴، محرز بن حریث)

Presented by Ziaraat.Com

سرہائے مبارک اور اہلِ بیتؑ کی شام روانگی[1]

نفس المہموم، ص ۲۱۵ میں محدث قمی فرماتے ہیں: جب اہلِ بیتؑ کو شام کی طرف روانہ کیا گیا تو اس سفر کے منازل کی ترتیب کی کوئی صحیح ترین رپورٹ کتب معتبرہ میں درج نہیں ہے۔ اس سفر میں جو واقعات سامنے آئے ان کی روشنی میں ان منازل کی طرف اشارے موجود ہیں۔

بقول ریاض القدس، ج ۲، ص ۲۹۶، ستون ۲، اہلِ بیتؑ کو شام کے سفر کے لیے جو عوامی شاہراہیں تھیں ان سے ہٹ کر ان راستوں پر سفر کرایا گیا، جو غیر معروف راستے تھے۔ یزیدی لشکر کو خوف تھا کہ کہیں محبانِ اہلِ بیتؑ سے آمنا سامنا نہ ہو جائے۔ لہٰذا اس سفر کی ترتیب اربابِ مقاتل نے اپنی کتب میں درج نہیں کی۔ سوائے واقعات کی روشنی میں جو منازل سامنے آگئیں ان کو درج کیا، الخ۔

بقول ناسخ، انھوں نے یہ روایت سید ابن طاؤس سے لی ہے۔ ابن زیاد نے مخضر بن ثعلبہ بن عایذی[2] کو طلب کیا اور شہدا کے سر اس کے حوالے کیے۔ (ارشاد، ص ۲۳۵، بحار، ج ۴۵، ص ۱۲۴، نفس المہموم، ص ۴۱۹)

شیخ مفید فرماتے ہیں: سید الشہداؑ کا سر مبارک زحر بن قیس[3] کے حوالے کیا گیا۔

---

① لہوف، ص ۱۷۱۔ ابن نما، ص ۹۷۔ بحار، ج ۴۵، ص ۱۲۴، (مخضر بن ثعلبہ)

② روضة الشہدا، ص ۳۹۳۔ زحر بن قیس، حصین بن ثعلبہ و شمر بن ذی الجوشن کو پانچ ہزار سواروں کے ساتھ بھیجا گیا۔

③ دمع السجوم، ص ۲۲۳۔ مرحوم شعرانی کے بقول زحر بن قیس زا کے فتحہ کے ساتھ اور حا کے سکون کے ساتھ۔ کتاب اصابہ کے مطابق "زجر" ج کے ساتھ ہے ح کے ساتھ نہیں۔ کتابت کی غلطی سے ایسا ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

ابو برزہ بن عوف ازدی اور طارق بن ابی ظبیان کو پچاس سوار دیے گئے تا کہ وہ سر مبارک کی حفاظت کریں۔ ابن زیاد کے حکم سے امام سجاد علیہ السلام کو زنجیروں میں جکڑ کر سوار کیا گیا۔

اہل بیت رسولؐ کو بے مقنعہ و چادر اور کجاووں کے بغیر اُونٹوں پر اور بغیر زین کے گھوڑوں پر سوار کیا گیا۔ یہ قافلہ شمر بن ذی الجوشن کی کمان میں سفر پر روانہ ہوا۔ اس کو تاکید کی گئی تھی کہ ہر صورت میں بہت جلد زحر بن قیس تک پہنچنا ہے۔ شمر نے بڑی سرعت کے ساتھ سفر طے کر کے زحر بن قیس کو راستے میں جا لیا۔

نفس المہموم، ص ۴۲۰ محدث قمی روایت کرتے ہیں: محدث قمی فرماتے ہیں: میں حق رکھتا ہوں کہ اپنے گریہ کو طولانی کروں اور حضرت امیر المومنینؑ کے کلمات زبان پر جاری کروں۔ آپ نے فرمایا:

أَيْنَ الَّذِيْنَ تَعَاقَدُوا عَلَى الْمَنِيَّةِ وَأُبْرِدَ بِرُؤُوسِهِمْ إِلَى الْفَجَرَةِ

"وہ لوگ کہاں ہیں، جنھوں نے موت سے عہد باندھا ہے اور ان کے سر قاصد کے ساتھ فاجروں کی طرف بھیجے جائیں گے"۔

بقول شاعر:

بِنَفْسِي رُؤُوسٌ مُعْلَنَاتٌ عَلَى الْقَنَاةِ إِلَى الشَّامِ تُهْدَى بَارِقَاتِ الْأَسِنَّةِ
بِنَفْسِي خُدُودٌ فِي التُّرَابِ تُعَفَّرَتْ بِنَفْسِي جُسُومٌ بِالْعَرَاءِ تَعَرَّتْ
رَبِيعَ الْيَتَامَى وَالْأَرَامِلِ فَابْكِهَا مَدَارِسَ لِلْقُرْآنِ فِي كُلِّ سَحْرَةٍ
وَأَعْلَامَ دِيْنِ الْمُصْطَفَى وَوُلَاتِهِ وَأَصْحَابَ قُرْبَانٍ وَحَجٍّ وَعُمْرَةٍ

"میری جان قربان ہو، ان سروں پر جو لوگ سنان پر سوار کیے گئے، وہ نیزوں کی چمکتی ہوئی انیوں پر شام کی طرف بھیجے گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

میری جان قربان ہو ان حسین وجمیل رخساروں پر جو گرد وغبار میں ڈھندلا گئے تھے۔ میری جان قربان ہو ان پاکیزہ مبارک اجسام پر جو دشت میں بے کفن خاک وخون میں غلطاں پڑے ہوئے تھے۔ (کاش کربلا ہوتے) تمہاری نگاہ جدھر اٹھتی تو یتیموں اور بیواؤں پر پڑتی، جتنا ممکن ہو، ان پر آنسو بہاؤ۔ یہ تو وہ تھے جو ہر سحر قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔ یہ تو پیغمبر مصطفیٰ کے دین کے علما تھے، یہ سب قربانیاں دینے والے حج وعمرہ کرنے والے احباب تھے"۔

دمع السجوم، ص۲۳۲ نے بھی اس کی روایت کی ہے۔

کربلا چہ گذشت، ص۵۴۱ نے یہ اشعار درج کیے ہیں:

بقربان سرها که بر نیزه شد سوی شام سوغات آورده شد
بقربان آن گونه های عزیز که باخاک و خون آغشته شد
بقربان تنهای عریان به دشت که بهر خدا خوب سرهشته شد
به ایتام آلِ محمدؐ نهال که قران از آنها پراکنده شد
سر آن دیانت ولات هدی که قربانی و حج از آنها بجا

"ہم قربان جائیں ان سروں پر، جو نیزوں پر سوار کیے گئے اور جن کو شام کے درباروں بازاروں میں پھرائے جانے کے لیے بھیجا گیا۔ ہم قربان جائیں ان رخساروں پر، جو خاک وخون میں ڈھندلا گئے تھے۔

• ہماری جانیں قربان ان بے کفن پاکیزہ اجسام پر جو صحرا میں پڑے ہوئے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

اے لوگو! آلِ محمدؐ کے شہیدوں پر نالہ و فریاد بلند کرو کہ جن پر مظالم ڈھا کر قرآن کی بے حرمتی کی گئی ہے۔ ان سروں پر قربان جو ہدایتِ ربانی کے پاسبان تھے۔ وہ سب حج، عمرہ اور قربانی کرنے والے تھے"۔

اسیران اور اہلِ کوفہ کا وداع

حیات الحسین نے ج ۳، ص ۳۶۸، مرآۃ الزمان فی تواریخ الاعیان، ص ۹۹ کی روایت بیان کی ہے۔ جب اہلِ بیتِ رسولؐ کو شام کے لیے روانہ کیا جا رہا تھا تو کوفہ کے تمام طبقات کے لوگ انھیں وداع کرنے کے لیے شہر سے باہر آئے۔ کچھ لوگ نوحہ سرائی کر رہے تھے اور کچھ لوگ گریہ کر رہے تھے۔ کوفہ کے تمام راستے ہجوم سے بھر چکے تھے۔ لوگ تمام رات گریہ و آہ و زاری میں مصروف رہے۔ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے قافلے کا چلنا مشکل ہو گیا تھا۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے ازراہِ تعجب فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں، جنھوں نے ہمیں قتل کیا اور اب وہی ہیں جو ہم پر رو رہے ہیں؟

حدائق الوردیہ، ج ۱، ص ۱۲۹ نے نقل کیا ہے: ہمدان کی عورتیں چیخ چیخ کر نالہ و فریاد بلند کر رہی تھیں۔

انساب الاشراف کی روایت ہے: شمر بن ذی الجوشن نے حکم دیا کہ امام زین العابدین علیہ السلام کو زنجیر پہنائے جائیں، آپؑ کو زنجیروں میں بند کیا گیا۔ اسی صورت میں یہ قافلہ حاملین سرہائے شہدا سے جا ملا۔

تحفۃ الانام فی مختصر تاریخ الاسلام، ص ۳۶۷ میں روایت موجود ہے: ان ملاعین نے اہلِ بیتِ رسولؐ کو شام کی طرف اس کیفیت میں روانہ کیا، جس کو دیکھ کر انسان تو انسان حیوانات بھی لرز رہے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

منزلِ اوّل

جب شام کے سفر کی روانگی کی پہلی منزل[1] آئی تو ان ظالموں نے اہلِ بیتؑ کو سواریوں سے اُتارا اور خود بھی سواریوں سے اُترے۔ اہلِ بیتؑ کو اپنی نگرانی میں رکھا۔ شہدا کے سروں کو صندوقوں میں بند کر دیا۔ مجلسِ شراب برپا کی، خوب شراب پی۔ ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو مست ہو گئے اور عقل بھی کھو بیٹھے اور بے ہوش ہو گئے۔

ان سپاہیوں میں ایک سپاہی نے شراب نوشی نہ کی، اس لیے وہ جاگ رہا تھا۔ اچانک اس کی نگاہ آسمان کی طرف اٹھی اور گرج دار آواز سنی، چمکتے ہوئے بادل کو دیکھا۔ جب اُس نے غور سے دیکھا آسمان کے دروازے کھل گئے اور حضرت آدمؑ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان سے زمین پر اُترے، حضرت جبرئیلؑ ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ رسولؐ اللہ کے ہمراہ تھے۔ یہ تمام انبیاءؑ، حضرت جبرئیلؑ اور ملائکہ ان صندوقوں کے پاس تشریف لائے جن میں شہدا کے سر تھے۔ حضرت جبرئیلؑ نے سید الشہداؑ کے سرِ مبارک کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور بوسے دیئے اور اپنے سینہ سے لگایا۔ حضرت جبرئیلؑ کی طرح ہر پیغمبر نے ایسا ہی کیا۔ ان تمام پیغمبروں نے رسولؐ اللہ کو تعزیت پیش کی اور گریہ فرمایا: رسولؐ اللہ نے سب سے زیادہ گریہ فرمایا۔ اس وقت جناب جبرئیلؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپؐ کے تابع بنایا ہے۔ اگر آپ حکم فرمائیں تو اس زمین کو آپ کی اس اُمت نافرمان پر اُلٹ دوں، اس طرح جس طرح قومِ لوطؑ پر زمین اُلٹ دی تھی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: نہیں میرا احساب و کتاب میرے اللہ کے پاس ہے۔

---

[1] منزلِ اوّل کون سی تھی معلوم نہیں ہے۔ ریاض القدس، ج ۲، ص ۲۶۸، ستون اوّل، سطرے میں "قادسیہ" کی منزلِ اوّل نقل کیا ہے۔۔۔۔۔الخ۔

Presented by Ziaraat.Com

اس وقت جبرئیلؑ کے ہمراہ جو ملائکہ تھے انھوں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان پچاس آدمیوں کی ہلاکت کے لیے بھیجا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: اپنا کام کرو۔

ان فرشتوں نے ان تمام کو اپنے حربوں سے زخم لگایا۔ جب فرشتے اس کے پاس آئے جو بیدار تھا تو اس نے فریاد بلند کی:

یا رسول اللہ الامان الامان

آنحضرتؐ نے فرمایا: دُور رہو، خدا تجھے معاف نہ کرے۔ فرشتوں نے اُسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو سوائے ایک کے سب خاکستر ہو چکے تھے۔ (لہوف، ص ۱۷۲۔ اس قصہ کو ابن لصیعہ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ مثیر الاحزان، ص ۹۶ میں یہ روایت سلیمان بن مہران اعمش سے لی گئی ہے)

بیت اللہ میں مناجات کرنے والا

بحار، ج ۴۵، ص ۱۲۵، محسن الابرار، ج ۲، ص ۶۷، تقتام، ص ۵۳۶ اور عوالم، ج ۱۷، ص ۳۲۵، ان تمام احباب یہ واقعہ اس طرح لکھا ہے:

راوی کہتا ہے: میں بیت اللہ کے طواف میں مصروف تھا، میں نے اس دوران ایک آدمی کو دیکھا جو ان الفاظ میں مناجات کر رہا تھا:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی وَمَا اَرَاکَ فَاعِلًا

"اے میرے خدا! مجھے معاف کر دے لیکن میں جانتا ہوں تو مجھے معاف نہیں کرے گا"۔

میں نے یہ سن کر کہا: اے بندۂ خدا! خدا سے ڈر ایسی بات نہ کر۔ اگر تیرے گناہ بارش کے قطرات کے برابر ہوں اور درختوں کے پتوں کے برابر ہوں۔ اگر خدا چاہے اور تو توبہ کرے تو وہ تیرے تمام گناہ معاف کر دے گا کیونکہ وہ غفور بھی ہے اور

Presented by Ziaraat.Com

رحم بھی ہے۔

اس آدمی نے کہا: تو میرے پاس آ، میں تجھے اپنے واقعہ سناؤں۔

جب میں اس کے پاس گیا تو اس نے کہا: اے بندۂ خدا! میرا تعلق ان پچاس آدمیوں① سے ہے جو سید الشہداؑ کے سر پر نگران مقرر کیے گئے تھے۔ ہم شام کی طرف جا رہے تھے۔ اس راستے میں جب ہم نے منزل کی تو سر مبارک کو صندوق میں رکھا اور شراب کی محفل گرم کی۔ میرے تمام دوست شراب پینے میں مصروف ہو گئے لیکن میں ان کی اس محفل سے دور رہا اور شراب نوشی نہ کی۔ وہ سب شراب کی وجہ سے بے ہوش و مدہوش ہو گئے۔

جب رات کا کچھ حصہ گزرا، میں نے آسمان کی طرف سے بادل کے گرجنے اور بجلی کے چمکنے کی خوفناک آواز سنی، جب میں نے غور سے دیکھا تو کچھ لوگ ہیں جو آسمان سے زمین کی طرف آ رہے تھے، مجھے پتہ چلا وہ اترنے والے حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ اور ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ حضرت جبرئیلؑ ملائکہ کی ایک بہت بڑی تعداد کے ساتھ ان کی خدمت میں موجود تھے۔ میں نے دیکھا: حضرت جبرئیلؑ اس صندوق کے پاس آئے جس میں سر مبارک تھا، سرِ انور کو صندوق سے باہر کیا، اپنے سینہ سے لگایا اور بوسے دیے۔ پھر تمام پیغمبروںؑ نے ایسا ہی کیا، آخر میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر کو لیا، اس کے بوسے دیے اور گریہ فرمایا۔ تمام پیغمبروںؑ نے انہیںؐ تسلیت و تعزیت پیش کی۔

جناب جبرئیلؑ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپؐ کی اطاعت کے لیے بھیجا ہے، آپؐ جو حکم فرمائیں میں حاضر ہوں۔ اگر آپؐ

① صاحب مثیر الاحزان کہتے ہیں: راوی کہتا ہے: ہم چالیس نفر تھے جنھوں نے سید الشہداؑ کے سر کو شام لے جانا تھا لیکن لہوف اور نفس المہموم ص ۲۲۴ پچاس نفر نقل کیے ہیں۔ بحار اور قمقام کی روایت بھی یہی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

چاہیں تو میں اس زمین کو متزلزل کر دوں اور آناً فاناً اُلٹ پلٹ کر رکھ دوں، ایسا کر دوں جیسا قوم لوط کے ساتھ کیا تھا؟

رسول اللہؐ نے فرمایا: اے جبرئیلؑ! میں یہ نہیں چاہتا میں نے بارگاہِ پروردگار میں اپنا مقدمہ درج کرا رکھا ہے، قیامت کے دن انصاف ہوگا۔

پس ان تمام پیغمبرانِ گرامیؑ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نماز جنازہ پڑھی اور سب نے مل کر سید الشہداؑ پر درود وسلام بھیجا۔ پھر ان ملائکہ میں سے کچھ ملائکہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہؐ! خداوند تعالیٰ نے ہمیں ان پچاس آدمیوں کو سزا دینے کے لیے بھیجا ہے جو حاملینِ سرِ انور ہیں۔ آپؐ اجازت دیں تاکہ ہم اپنی کارروائی کریں۔

آپؐ نے فرمایا: تمھیں جو حکم ملا ہے اس کو بجالاؤ۔

راوی کہتا ہے: جب ان ملائکہ کو اجازت ملی تو انھوں نے ہم میں سے ہر ایک کو حربہ مارنا شروع کیا۔ جب وہ حربہ لگتا تو اس آدمی کو آگ لگ جاتی اور وہ خاکستر ہو جاتا۔ جب وہ تمام جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئے تو فرشتے میری طرف بڑھے تو خوف و ہراس سے میری چیخیں نکل گئیں اور میں نے آواز لگائی:

الامان الامان یارسولؐ اللہ

آپؐ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو خدا اسے معاف نہ کرے۔

جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا: یارانِ من سب جل چکے تھے۔

صاحبِ مناقب فرماتے ہیں: سید الشہداؑ کے قتل میں جس جس نے حصّہ لیا اُس کے ہاتھ خشک ہو گئے۔

اسی راوی کے بقول میں نے بجلی کے کڑکنے کی وہ آواز سنی جو کبھی نہ سنی تھی۔ پھر میں نے آواز سنی: رسول اللہؐ تشریف لائے ہیں۔ پھر میرے کانوں میں گھوڑوں کے

Presented by Ziaraat.Com

ناپوں کی آوازیں آئیں، دیکھا تو ان پر مسلح جوان سوار تھے۔ مجھے معلوم ہوا کہ بارگاہ خداوندی سے حضرت جبرئیلؑ ملائکہ کے ساتھ زمین پر تشریف لائے ہیں۔ حضرت رسولؐ خدا نے پیغمبران گرامیؑ، حضرت جبرئیلؑ اور ملائکہ سے کہا: دیکھو! میری اُمت نے میرے فرزند اور میرے نورِ دیدہ کے ساتھ یہ سلوک کیا۔ پھر ہر پیغمبرؑ اور ملائکہ نے سرِ انور کو بوسے دیئے اور اپنے اپنے سینوں سے لگایا۔

دست وقلم

بحار، ج ۴۵، محسن الابرار، ج ۲، ص ۶۷، لہوف مترجم، ص ۱۷۴، عوالم، ج ۱۷، ص ۴۲۵، مقتل مقرم، ص ۴۴۳، مقتل ابن نما، ص ۹۶ نقل کرتے ہیں: جب حسینؑ بن علیؑ شہید ہوئے اور آپ کا سرِ انور یزید کو بھیجا گیا تو اس سفر میں جب انھوں نے پہلی منزل کی تو سرِ مبارک کو صندوق سے باہر نکال کر شراب کی محفل برپا کی اور خوب شراب پی اور سرِ انور کی بے ادبی شروع کی، ان کا ایک شرابی شراب کی مستی میں سر کو اٹھاتا، دوسرے کو دیتا، دوسرا تیسرے کو دیتا۔ اس طرح یہ ملاعین بے ادبی کرتے رہے (لہوف)۔ اچانک دیوار سے ایک ہاتھ برآمد ہوا جو لوہے کا قلم تھامے ہوئے تھا۔ اس نے دیوار پر خون کے ساتھ یہ شعر رقم کیا:

أَتَرْجُو أُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا
شَفَاعَةَ جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ

"جن لوگوں نے حسینؑ کو شہید کیا، یہ لوگ قیامت کے دن
اُسی کے نانا کی شفاعت کی اُمید بھی رکھتے ہیں؟"

منتخب طریحی، ص ۴۸۰ میں ایک اور شعر کا ذکر بھی ہے:

فَلَا وَاللّٰهِ لَيْسَ لَهُمْ شَفِيْعٌ
وَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الْعَذَابِ

Presented by Ziaraat.Com

"خدایا! ان کی بات ہی ختم ہو گئی ہے، یہ حق شفاعت کھو بیٹھے ہیں، قیامت کے دن ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عذاب میں ہوں گے"۔

صاحب لہوف نے لکھا ہے: جب ان لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

صاحب ریاض القدس نے ج ۲، ص ۱۷۶ پر اس واقعہ کو کچھ اس طرح بیان کیا ہے: قطب راوندی نے ابوالفرج سے سنا، اس نے سعید بن ابی رجا سے سنا، اس نے سلیمان ابن اعمش سے سنا، اس نے کہا: میں بیت اللہ کے طواف میں مصروف تھا۔ میں نے ایک آدمی کو مناجات کرتے ہوئے پایا۔ وہ کہہ رہا تھا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی وَاَنَا اَعْلَمُ اِنَّكَ لَا تَغْفِرُ

"خداوندا! مجھے معاف فرما، حالانکہ مجھے معلوم ہے تو مجھے معاف نہیں کرے گا"۔

اس کے ان کلمات نے مجھے تڑپا دیا، میں اس کے پاس گیا اور کہا: اے احمق! یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ یہ حرم خدا و رسولؐ ہے اور ماہ حرام ہے اور ایام بھی محترم ہیں۔ تجھے کیا ہے جو تو اللہ کی رحمت و مغفرت سے مایوس ہے؟

اس نے کہا: سکون کرو۔ میرا گناہ عظیم سے عظیم تر ہے۔

میں نے کہا: تیرا گناہ بھاری ہے یا یہ وسیع و عریض بھاری پہاڑ!

اس نے کہا: میرے گناہ ان سے بہت زیادہ بھاری ہیں۔ پھر اس نے کہا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں اپنا قصہ سناؤں۔ میں نے کہا: ہاں سناؤ۔ تو اس نے مجھ سے کہا: آؤ حرم سے باہر چلتے ہیں۔ جب ہم حرم سے باہر آ گئے تو ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ تو اس نے اپنا قصہ سنانا شروع کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

اس نے کہا: اے برادر سن! میں اس بدبخت لشکر کا سپاہی ہوں، جس کی کمان ابن سعد کے ہاتھ میں تھی۔ علاوہ ازیں میرا شمار ان چالیس آدمیوں میں ہوتا ہے جن کو مامور کیا گیا تھا کہ وہ سید الشہداؑ کے سر کو یزید کے پاس لے جائیں۔ ہم نے اس راستے میں ایک نصرانی کے معبد کے قریب منزل کی، امامؑ کے سر مقدس کو نوک سنان پر نصب کر کے اس کے قریب دسترخوان لگا کر کھانا کھانا شروع کیا، اس دوران ہم نے ایک ہاتھ کو دیکھا جو برآمد ہوا اور معبد کی دیوار پر لکھا:

أَتَرْجُو أُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْناً ...... الخ

ہم نے جب یہ دیکھا تو خوف زدہ ہو گئے۔ ہم میں سے ایک آدمی نے ہاتھ کو پکڑنا چاہا لیکن ہاتھ غائب ہو گیا، پھر ہم اپنی خوراک کھانے میں مصروف ہو گئے۔ پھر ہم نے دیکھا وہ ہاتھ برآمد ہوا اور اس نے دوسرا شعر لکھا:

فَلَا وَاللّٰهِ لَيْسَ لَهُمْ شَفِيْعٌ ...... الخ

ہمارا خوف پہلے سے بھی زیادہ ہو گیا، ہم نے چاہا کہ اس ہاتھ کو پکڑیں لیکن پھر وہ غائب ہو گیا، ہم پھر اپنے کھانے میں مصروف ہو گئے اور ہاتھ ظاہر ہوا اور اس نے دیوار پر یہ تیسرا شعر لکھ دیا:

وَقَدْ قَتَلُوا الْحُسَيْنَ بِحُكْمِ جَوْرٍ
وَخَالَفَ حُكْمُهُمْ حُكْمَ الْكِتَابِ

"انھوں نے ظلم و جور سے حسینؑ کو شہید کر ڈالا، انھوں نے اللہ کی کتاب کے حکم کی خلاف ورزی کی"۔

جب تیسری بار ایسا منظر دیکھا تو ہمارے ہاتھ کھانے سے رک گئے۔ یہ سب کھانے کی لذت ہمارے لیے مارگزیدہ کے درد و کرب میں بدل گئی۔ اسی دوران وہ راہب جو اپنے معبد میں تھا، معبد کی چھت پر آیا تو اس کی نگاہ سید الشہداؑ کے سر مبارک

Presented by Ziaraat.Com

پڑی تو اس نے دیکھا سرانور سے ایک نور ساطع ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ چودھویں کا چاند ہو۔ وہ اپنے معبد سے اتر کر ہمارے پاس آیا اور ہم سے پوچھا: تمہارا یہ لشکر کہاں سے آرہا ہے اور سرانور کس کا ہے کہ جس کے نور سے کائنات منور ہے۔ جس کی خوشبو نے چہار اکناف کو معطر کر دیا ہے۔

ہم نے کہا: ہم عراقی ہیں اور یہ سر حسینؑ بن علی ابن ابی طالبؑ کا سرانور ہے۔

اس راہب نے کہا: وہ حسینؑ جو فاطمہ زہراؑ کا بیٹا ہے اور پیغمبرؐ کے ابن عم کا بیٹا ہے؟

ہم نے کہا: ہاں وہی حسینؑ۔ راہب نے کہا: لعنت و نفرین ہو تم پر بخدا! اگر جناب عیسیٰؑ کا بیٹا ہوتا تو ہم اسے اپنی آنکھوں پر بٹھاتے۔ اے بے مروت لشکر! تم نے اپنے نبیؐ کے بیٹے کو قتل کیا پھر قتل کے بعد خوشی و مسرت کا اظہار کر رہے ہو؟ تم سے میرا ایک کام ہے؟

ہم نے کہا: کیا کام ہے۔ اس نے کہا: یہ دس ہزار درہم جو مجھے اپنے آباء سے ورثے میں ملے تھے یہ لے لو اور جس وقت تک تم یہاں ہو یہ سر میرے حوالے کر دو اور میں تمہیں اپنا مہمان بھی بنا لیتا ہوں۔

ہم نے وہ درہم قبول کر لیے، وہ راہب دو تھیلیاں ہمارے پاس لایا، ہر تھیلی میں پانچ ہزار پانچ صد درہم تھے۔

باقی یہ واقعہ ورود اہل بیت بہ دیر راہب کے عنوان سے بیان ہوگا۔

پتھر پر ایک تاریخی تحریر

سبط ابن جوزی نے تذکرہ ص ۱۴۲، سطر ۱۹ پر ابن سیرین کے حوالے سے روایت کی ہے۔ پیغمبر گرامی کی بعثت سے پانچ سو سال قبل ایک پتھر برآمد ہوا، جس پر سریانی زبان میں کچھ کلمات تحریر تھے۔ ان کا عربی ترجمہ یہ ہے:

Presented by Ziaraat.Com

أَتَرجُو أُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا
شَفَاعَةَ جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ

صاحب مثیر الاحزان، ص ۹۷ اور صاحب بحار، ج ۴۴، ص ۲۲۵ نے روایت نقل کی ہے: ایک نصرانی کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ ایک دفعہ میں نے روم کے ایک شہر میں ایک جگہ کو کھودا اور یہ واقعہ بعثت پیغمبرؐ سے تین سو سال قبل کا ہے، ایک پتھر نکلا جس پر یہ شعر لکھا ہوا تھا:

أَتَرجُو عُصبَةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا
شَفَاعَةَ جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ

صاحب بحار نے ج ۴۴، ص ۲۲۴ بنو سلیم کے کسی بزرگ سے روایت کی ہے۔ ایک دفعہ ہم ملک روم میں کسی جنگ کی غرض سے گئے۔ وہاں ایک چرچ میں داخل ہوئے۔ وہاں دیوار پر یہ شعر لکھا تھا:

أَتَرجُو مَعشَرٌ قَتَلُوا حُسَيْنًا
شَفَاعَةَ جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ

میں نے پوچھا: یہ کب کا واقعہ ہے۔ تمہارا بزرگ کب وہاں (روم) گیا تھا؟

اس نے کہا: بعثت پیغمبرؐ سے تین سو سال پہلے کا واقعہ ہے۔ صاحب ثمرات الحیات، ص ۱۰۷ نے مجلس نمبر ۱۶ میں ثعالبی کی روایت پیش کی ہے۔ اس نے اکلیل المصائب سے روایت کیا اور اکلیل المصائب والے نے مفاتیح النجات سے روایت کی۔ صاحب مفاتیح نے انس بن مالک سے روایت حاصل کی۔

انس بن مالک نے کہا: اہل نجران کے آدمی نے خندق کھودی تو اس میں سے سونے کی ایک تختی نکلی جس پر یہ تحریر تھی:

Presented by Ziaraat.Com

أترجو أمة قتلت حسينا

شفاعة جده يوم الحساب ①

(کتبہ ابراہیم خلیل اللہ) اس کو ابراہیم خلیل اللہ نے تحریر کیا۔

پس وہ آدمی پیغمبر گرامیؐ کے پاس آیا اور وہ لوح پیش کی۔ جب آپ نے ملاحظہ فرمایا تو خوب گریہ کیا اور فرمایا: جس نے میری اولاد کو ستایا وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا۔

سبط ابن جوزی نے تذکرہ، ص ۱۶۴، سطر ۲۰ پر لکھا ہے: سلیمان بن یسار نے کہا: ایک سنگ ملا جس پر یہ تحریر تھی: ②

لابد أن ترد القيامة فاطمة — وقميصها بدم الحسين ملطخ

ويل لمن شفعاؤه خصماؤه — والصور في يوم القيامة ينفخ

''قیامت کا دن ہوگا حضرت فاطمہ زہراؑ تشریف لائیں گی، اُن کے ہاتھ میں امام حسینؑ کا خون آلود پیراہن ہوگا''۔

ادھر اسرافیل صور پھونک چکا ہوگا، قیامت برپا ہو چکی ہوگی۔ ظالم و مظلوم حاضر ہوں گے، شفیعانِ محشر ظالم کے دشمن ہوں گے اور مظلوم کے ساتھی ہوں گے''۔

سبط ابن جوزی نے تذکرہ، ص ۱۶۵ میں روایت کی ہے: ابن ابی نعیم راوی ہیں: ایک دفعہ ایک آدمی عبداللہ بن عمر کے پاس آیا، میں وہاں تھا، اُس نے سوال کیا:

---

① قمقام ص ۵۶۵ میں جو روایت ہے اس میں یہ کلمات ہیں:

فقد قدموا عليه بحكم جور — فخالف حكمهم حكم الكتاب

ستلقى يا يزيد غداً عذاباً — من الرحمن يا لك من عذاب

''انھوں نے ظلم و بربریت کا فیصلہ کیا اور اللہ کی کتاب کی مخالفت کی۔ اے یزید! بہت جلد تو اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوگا۔ رحمٰن نے تیرے مقدر میں ہمیشہ کا عذاب لکھ دیا ہے''۔

② صاحب قمقام نے بھی اس روایت کا ذکر کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مچھر کا خون لباس کو لگ جائے، کیا لباس پاک ہوگا یا نجس ہو جائے گا؟

عبداللہ بن عمر نے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟

اس نے کہا: عراق سے آیا ہوں۔

ابن عمر نے میری طرف دیکھا اور کہا: ادھر دیکھئے یہ آدمی مجھ سے مچھر کے خون کے بارے سوال کرتا ہے حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں، جنھوں نے فرزند رسولؐ کو قتل کر دیا۔ میں نے رسولؐ اللہ سے سنا، آپؐ نے فرمایا: یہ دونوں (امام حسنؑ و امام حسینؑ) میری دنیا کی خوشبو ہیں۔

منزل قادسیہ

صاحب ناسخ نے ج ۳، ص ۱۰۱ پر روایت کی ہے۔

یزید بن معاویہ نے حکم جاری کیا تھا کہ سرہائے شہدا اور اہل بیت رسولؐ کو شہر بہ شہر، قریہ بہ قریہ پھرایا جائے، تا کہ شیعیان علیؑ کے لیے درس عبرت ہو اور وہ خلافت آل علیؑ سے مایوس ہو جائیں اور یزید کی اطاعت کو دل سے قبول کر لیں۔ اس ملعون کے حکم کی تعمیل میں اس کی فوج نے ایسا ہی کیا، مکمل ذلت و خواری کے ساتھ ان ملاعین نے سفر شام میں اہل بیتؑ کے ساتھ سلوک کیا، مختصر راستوں کو چھوڑ کر طویل راستوں کو جان بوجھ کر اختیار کیا۔ سرہائے شہدا نیزوں پر سوار تھے، مستورات اور بچے ان سروں کو دیکھتے اور روتے رہتے تھے، اسی صورت میں سفر شام ہوتا رہا، جب قادسیہ یہ قافلہ پہنچا تو حضرت اُم کلثومؑ نے یہ اشعار پڑھے:

ماتت رجالی وافنی الدهر سادتی   وزادنی حسرات بعد لوعاتی

صالوا اللئام علینا بعد ما علموا   انا بنات رسول بالهدی یاتی

یسیرونا علی الاقتاب عاریة   کاننا بینهم بعض القسیبات

من علیك رسول الله ما صنعوا   باهل بیتك یانور البریات

کفرتم برسول الله ویلکم   ایدیکم من سلوك فی الضلالات

Presented by Ziaraat.Com

"ہمارے جوانوں کو قتل کر دیا گیا۔ ہمارے بزرگوار اس دنیا سے چلے گئے، نالہ و فریاد سے ہماری حسرتوں اور ماتموں میں مزید اضافہ ہوا۔ پست فطرت لوگوں نے ہم پر ہجوم کر دیا۔ حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ہم پیغمبرؐ کی بیٹیاں ہیں اور وہ پیغمبرؐ جو پوری کائنات کے لیے سامانِ ہدایت لایا تھا۔ ہمیں اسیروں کی طرح بے پالان و بے کجاوہ اُونٹوں پر سوار کیا گیا، ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہم ان کے ہاتھوں مالِ غنیمت ہیں، جو میدانِ جنگ سے انھیں ملا ہے۔ اے اللہ کے رسول! جو کچھ ان لوگوں نے تیرے اہلِ بیتؑ کے ساتھ کیا ہے تجھ پر بہت زیادہ بھاری ہے۔ اے نورِ الٰہی! اے ظالمو! تم نے اپنے رسول کا انکار کر دیا اور کفر کو اختیار کیا۔ اے گمراہو! تم ہمیشہ کے لیے برباد ہو گئے ہو"۔

منزلِ تکریت

صاحبِ ناسخ نے ج ۳، ص ۱۰۳، ابی مخنف کے حوالے سے روایت کی ہے:

اسیرانِ اہلِ بیتؑ کو حصاصہ① کے مشرقی طرف سے گزار کر تکریت میں منزل کرنا چاہتے تھے تو انھوں نے حاکمِ تکریت کو لکھا، زادِ راہ اور جانوروں کے لیے گھاس وغیرہ کا انتظام کرو اور ہمارا استقبال بھی کرو (خارجیوں کے سروں کو ہم لا رہے ہیں: ابو مخنف) حاکمِ تکریت نے حکم دیا: تمام لوگ استقبال کے لیے اکٹھے ہوں، بازاروں کو سجایا گیا، جھنڈے لہرائے گئے، ایک بہت بڑا ہجوم اُمڈ پڑا۔ لوگ جب پوچھتے تھے یہ سر کن لوگوں کے ہیں تو یہ ملاعین کہتے تھے: ایک خارجی نے یزید پر خروج کیا تھا۔ ابن زیاد نے اُسے قتل کر ڈالا۔ یہ سر اس کا ہے اور وہ اس کے اصحاب کے سر ہیں۔ اب وہ ان سروں کو

① حصاصہ: دیہات کا نام ہے۔ قصر ابن ہبیرہ کے قریب ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

یزید کے پاس لے جا رہے ہیں۔ اس علاقہ میں ایک نصرانی بھی تھا۔ جب اس نے ان سروں کو دیکھا تو لوگوں سے کہا: اے لوگو! یہ سر خارجی کا نہیں ہے بلکہ یہ سر حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ کا سر ہے۔ جب لوگوں نے یہ سنا تو ان سے روگردانی کر لی اور سب اکٹھے ہو گئے کہ اس کوفی لشکر کو بھگا دیں۔ ایک نصاریٰ کی جماعت بھی ان کے ساتھ آ ملی۔ انھوں نے اپنے ناقوس بجائے اور کہا: تم لوگوں نے اپنے نبیؐ کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کیا۔ ہم تمھیں یہاں ایک لمحہ کے لیے بھی برداشت نہیں کریں گے۔ استراحت و سکون کی تو بات ہی اور ہے۔ جب اس لشکر نے لوگوں کے تیور دیکھے تو وہاں سے فوراً کوچ کیا۔

وادی نخلہ

تکریت کے لوگوں کے غصے کو دیکھ کر انھوں نے بیابان کا راستہ اختیار کیا اور دیرِ عروہ پہنچے۔ پھر وہاں سے صلیتا نامی جگہ سے گزر کر وادی نخلہ میں منزل کی۔ ایک دن اور رات وہاں بسر کیا۔ اسی مقام پر انھوں نے "جنوں" کا حسینؑ پر نوحہ سنا:

نساء الجن اسعدن نساء الهاشميات   بنات المصطفیٰ احمد يبكين شجيات

ويالطمن ويندبن بحدوب الفاطميات   ويلبسن ثياب السود لبساً للمصيبات

ويلطمن خدوداً كالدنانير نقيات   ويندبن حسيناً عظمت تلك الرزيات

ويبكين ويندبن مصاب الاحمديات

قومِ جنوں نے ہاشمیات کی نصرت کی، جب احمد مصطفیٰؐ کی بیٹیوں نے نالہ و فریاد بلند کیا تو وہ بھی ان کے ساتھ ان کے نالوں میں شریک تھیں۔ انھوں نے آلِ محمدؐ کے مصائب میں ماتمی سیاہ لباس پہن کر فاطمیات و ہاشمیات کے اردگرد حلقہ بنا کر آہ و زاری کی تھی۔ انھوں نے اپنے دینار جیسی صاف و شفاف

Presented by Ziaraat.Com

چہروں پر طمانچے مارے اور شہید مظلوم حسینؑ پر گریہ کیا۔ انہوں
نے امر مصطفیٰ کی طرف سے کہاں عظیم مصائب پر گریہ کیا۔"

(ناسخ، ج [illegible] ص [illegible]؛ [illegible] ص [illegible]؛ مقتل ص [illegible]؛ ریاض القدس ج ۲، ص ۳۴۳)

صاحب ریاض القدس نے ج ۲ ص ۳۴۳ پر زعفر جن کی ملاقات بیان کی ہے اور یہ معروف روایت ہے۔ سید الشہداءؑ کی شہادت کے بعد یہ حضرت امام سجادؑ کے پاس آئے اور عرض کیا: میں قربان جاؤں میں تو آپؑ کے والد بزرگوار کی نصرت کے لیے آیا تھا لیکن انہوں نے مجھے اجازت نہ دی تھی۔ اب آپ اجازت فرمائیں تاکہ اس لشکر سے دو دو ہاتھ ہو جائیں۔ لیکن امامؑ نے اجازت نہ دی تو زعفر نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں اب آپؑ امر کریں میں آپؑ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: اس سفر شام میں ہمارے ساتھ رہو ہماری مخدرات اور بچوں کی قافلہ داری و پہرہ داری کرو تاکہ لوگوں کی نظریں ان کے سروں اور چہروں پر نہ پڑیں۔

اسی وادی نخلہ میں جنوں کے مرثیہ اور نوحہ کی آواز سنی گئی۔ وہی ابیات سنے گئے جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

شیخ طریحی نے منتخب ص ۱۹۱ پر روایت نقل کی ہے: جب یہ قافلہ وادی نخلہ پہنچا تو جنوں کا گریہ سنا گیا اور وہ ان الفاظ میں نوحہ کر رہے تھے اور اپنے چہروں پر طمانچے مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے:

مَسَحَ النَّبِيُّ جَبِينَهُ فَلَهُ بريق في الخدود
أَبَوَاهُ مِنْ عُلْيَا قُرَيْشٍ جَدُّهُ خَيْرُ الْجُدُودِ

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی پیشانی کو بوسے

Presented by Ziaraat.Com

دیے اور اس کے رخساروں کو اپنے نبوت کے لعل ہونٹوں سے
چوما۔ ان کے والد گرامی تمام قریش کے سردار ہیں اور ان کے
نانا بزرگواری میں پوری کائنات پر بھاری ہیں"۔

ایک اور جن کی گفتگو تھی:

أَلَا يَا عَيْنُ جُودِي فَوْقَ خَدِّي — فَمَنْ يَبْكِي عَلَى الشُّهَدَا بَعْدِي
عَلَى رَهْطٍ تَقُودُهُمُ الْمَنَايَا — إِلَى مُتَجَبِّرٍ فِي الْمُلْكِ عَبْدٍ

"اے میری آنکھ جتنا ہو سکے میرے رخساروں پر آنسو بہا۔
میرے بعد ان مظلوم شہیدوں پر کون روئے گا؟؟ اس قبیلے پر
آنسو بہا جن کو موت کھینچ کر لے جا رہی ہے۔ اس ظالم مغرور و
متکبر کی طرف حالانکہ وہ ایک غلام اور غلام زادہ ہے"۔

منزل لبا یا مرشاد

بحوالہ ناسخ ج ۲، ص ۲۰۱ و ترجمہ مقتل ابی مخنف، ص ۱۴۷، یہ قافلہ اُسرائے اہل بیتؑ وادی نخلہ سے روانگی کے بعد آرمینا کے راستے سے گزر کر لبا[1] میں منزل کی۔ وہاں ایک شہر آباد نامی بھی ہے تو اس شہر کے تمام زن و مرد بوڑھے جوان سب اپنے شہر سے باہر نکلے۔ جب ان کی نگاہ سید الشہداؑ کے سر انور پر پڑی تو سب نے آپ کو سلام کیا۔ پھر آپ کے جد نامدار اور آپ کے والد حیدر کرارؑ پر درود بھیجا اور پھر ان لوگوں کو آواز دی: اے پیغمبر گرامی کی اولاد کو قتل کرنے والو! ہماری سرزمین سے نکل جاؤ۔ پھر ان لشکر والوں پر خوب لعنت و نفرین کی۔ جب لشکر کے امیروں نے سنا تو

---

① لبا موصل کے قرب و جوار کے علاقے کا نام ہے (المراصد)۔ مقتل ابی مخنف، ص ۱۴۷ و تذکرۃ الشہداء، ص ۲۷۰ نے "لینا" کی وضاحت کی ہے۔ ریاض القدس نے لبا کی وضاحت کی ہے۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے: اس شہر کے [illegible] شہر کا نام [illegible] ہے۔ تاریخ "لبا" کی وضاحت کی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

غضبناک ہوئے اور اس شہر کے لوگوں کے قتل کا حکم دیا۔ ان ظالمین نے اس شہر اور شہر والوں کی تخریب کر کے آگے روانہ ہو گئے۔

منزل کحیلہ ①

ریاض القدس ج ۲، ص ۳۴۳ کے مطابق ابی مخنف نے یہ روایت منزل موصل کے عنوان سے کی ہے۔ کحیلہ کا واقعہ بھی اسی طرح ہے آگے تذکرہ ہوگا۔

منزل جہینہ ②

بقول ریاض القدس ج ۲، ص ۳۴۳، ساربانِ سرہائے شہدا نے جہینہ کے عامل کو اطلاع دی کہ وہ حسینؑ بن علیؑ کے سر کے ساتھ ادھر آ رہے ہیں۔ ان کے زادِ راہ اور جانوروں کے گھاس چارے کا انتظام کرے۔ اس کے علاوہ ان کا استقبال بھی کرے۔ حاکم شہر نے ان کے استقبال کے لیے لوگوں کو اکٹھا کیا، پرچم بلند کیے گئے، بازاروں کو سجایا گیا لیکن جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ لشکر امام حسینؑ کے سر کو لیے ہوئے ہے تو ۳۰ ہزار کے ہجوم نے شورش برپا کر دی، قریب تھا کہ جنگ ہو جائے، یہ لوگ ان ظالموں سے سرہائے شہدا اور اسیرانِ اہل بیتؑ چھیننا چاہتے تھے، جب انھوں نے حالات کو اپنے خلاف پایا تو وہاں سے فرار ہو گئے۔

منزل موصل ③

تاریخ، ج ۳، ص ۱۰۳ و ص ۱۰۵ و ترجمہ ابی مخنف، ص ۱۶۷ و نفس المہموم ص ۴۲۹ و قمقام ص ۵۴۸ و روضۃ الشہداء ص ۳۹۳۔ ان تمام مقاتل نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

---

① کحیل: دریائے دجلہ کے غربی کنارے موصل کے بائیں جانب ایک گاؤں ہے۔ (المراصد)

② جہینہ: موصل کے نواح میں ایک گاؤں ہے۔ (المراصد)

③ روضۃ الشہداء کے بقول شمر نے نامہ لکھا کہ شہر کو سجایا جائے۔ ہمارے استقبال کے لیے شہر سے باہر چلے آئیں۔ چاندی و سونے کے سکے وغیرہ تیار رکھیں ہم پر نچھاور کرنا، ہماری آمد پر فخر و مباہات کرنا، ہماری تعریف کرنا کیونکہ ہم حسینؑ کا سر اور اس کے اہل بیت کو اسیر بنا کر آ رہے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

صاحب روضۃ الاحباب بیان کرتے ہیں کہ ناسخ اہلِ سنت والجماعت کے ثقہ لوگوں میں سے ہیں، ان کے بقول جب اہلِ بیتؑ موصل کے قریب پہنچے تو شمر نے حاکم موصل عماد الدولہ کی طرف خط بھیجا کہ ہم یزید کے دشمنوں کے سر یزید کی طرف لے جا رہے ہیں، اس لیے تو لوگوں کو حکم دے تاکہ لوگ شہر کو سجائیں، آراستہ و پیراستہ کریں اور تو شہر کے امرا کے ساتھ ہمارا استقبال کر اور ضیافت کا اہتمام کر۔

حاکم موصل نے شہر کے اشراف کو اکٹھا کیا اور ان کے سامنے شمر کا خط پڑھا اور کہا: شمر کے نامہ کے مطابق اگر میں اپنی رضا کا اظہار کروں تو تم انکار کر دینا اور سرکشی پر اتر آنا۔

حاکم موصل نے شمر کو جوابی خط لکھا، اس شہر کے اکثر لوگ علی مرتضیٰؑ کے شیعہ ہیں اور اہلِ بیتؑ کے دوست ہیں۔ اگر تم اس شہر میں آئے تو ممکن ہے لوگ تمہارے خلاف قیام کریں، ایک مصیبت کھڑی ہو جائے گی۔ بہتر یہ ہے شہر سے دُور تھوڑا سا آرام کرلو اور پھر چلے جاؤ۔ تمہاری خوراک اور سواریوں کی خوراک کا انتظام کر رہا ہوں، وہ تمہیں مل جائے گا۔ حاکم نے ان کا علف و آذوقہ بھیج دیا۔

مشہد النقطہ

شمر کو جب خط ملا تو اُس نے موصل سے ایک فرسخ کے فاصلے پر منزل کی اور سر انور کو نیزے سے اُتار کر ایک پتھر پر رکھ دیا۔ روایت کے مطابق سر مبارک سے ایک قطرہ خون نکلا اور اس پتھر میں سرایت کر گیا۔ ہر سال روزِ عاشورا وہ خون تازہ ہو کر جوش مارتا ہے، لوگ وہاں زیارت کے لیے جاتے ہیں اور عزاداری کرتے ہیں۔ یہ راز قدرت عرصۂ دراز سے جاری و ساری ہے۔ ایک زمانہ آیا اس پتھر کو اس جگہ سے اُٹھا کر موجودہ جگہ پر لایا گیا جہاں اب یہ تاریخی پتھر موجود ہے، جہاں یہ پتھر ہے اس جگہ کو مشہد نقطہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک روایت ہے کہ مروان کے زمانے میں اس آیت عظمیٰ کو غائب کر دیا گیا تھا۔ (الناسخ)

صاحب نفس المہموم ص ۴۲۶ و صاحب روضۃ الشہداء ص ۲۹۴ نے روایت کی ہے۔ یہ پتھر عبدالملک بن مروان کے زمانے تک موجود رہا۔ اس ملعون کے حکم پر پتھر کو غائب کر دیا گیا تھا تا کہ آثار مٹ جائیں لیکن قبہ اور گنبد اس مقام پر موجود ہے۔ اس جگہ کو مشہد النقطہ کہا جاتا ہے۔

ورود اہل بیت موصل از ناسخ وابی مخنف

ناسخ، ج ۳، ص ۱۰۵، اس لشکر نے حاکم موصل کو خط لکھا کہ ہم امام حسینؑ کے سر اور اہل بیتؑ کے ساتھ موصل آنے والے ہیں، ہمارا استقبال کرو۔ جب حاکم موصل نے خط پڑھا تو حکم دیا شہر کو آراستہ و پیراستہ کیا جائے اور شہر کے اشراف کو بلایا۔ جب وہ لوگ آئے تو انھوں نے پوچھا: کیا خبر ہے؟

حاکم نے کہا: ایک آدمی جو خارجی تھا اس کو عبیداللہ بن زیاد نے قتل کیا۔ اب ان کے سروں کو یزید کی طرف روانہ کیا جا رہا ہے۔ ان تمام اشراف شہر نے شہر موصل سے چھے میل کے فاصلے پر اس لشکر کا استقبال کیا۔[1]

اس شہر کا ایک آدمی اس حقیقت سے آگاہ تھا، اس نے اہل شہر کو حقیقت بتائی، یہ سر جوان کے پاس ہے وہ حسینؑ بن علیؑ کا سر ہے۔ تو اس وقت قبیلہ اوس و خزرج کے چار ہزار سوار تیار ہو گئے، انھوں نے دوسرے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لیا۔ ان سب نے یہ طے کیا کہ ابن زیاد کے لشکر سے جنگ کر کے شہدا کے سروں کو حاصل کر کے دفن کر دیں، ان کے لیے یہ اعزاز اور فخر قیامت تک باقی رہے گا۔

---

[1] مجمع البحرین کے مطابق ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے۔ ابی مخنف نے ص ۱۴۸ پر کہا ہے۔ اس لشکر کا استقبال چھے فرسخ کے فاصلے پر کیا گیا تھا درست نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

بقول تذکرۃ الشہداء، ص ۴۰۷، تیس ہزار شمشیر بکف کا لشکر تیار ہوا تاکہ ابن زیاد کے لشکر سے جنگ کریں اور سرہائے شہدا حاصل کریں اور موصل میں دفن کریں لیکن جب یہ باہر نکلے تو وہ ان کی حدود سے آگے نکل گئے تھے۔

منزلِ نصیبین ①

بروایت ناسخ، ج ۳، ص ۱۰۶، جب ابن زیاد کے لشکر کو حالات کا علم ہوا تو وہ بڑی جلدی کے ساتھ تل اعفر اور کوہ سنجار کے راستے نصیبین پہنچے۔ اس مقام پر جب عقیلہ قریش نے اپنے بھائی کے سر پر نگاہ کی تو فرمایا:

أَتَشْهَرُونَا فِي الْبَرِيَّةِ عُنْوَةً   وَوَالِدُنَا أَوْحَى إِلَيْهِ جَلِيْلُ
كَفَرْتُمْ بِرَبِّ الْعَرْشِ ثُمَّ نَبِيِّهٖ   كَأَنْ لَمْ يَجِئْكُمْ فِي الزَّمَانِ رَسُوْلُ
لَحَاكُمْ إِلٰهُ الْعَرْشِ يَا شَرَّ أُمَّةٍ   لَكُمْ فِي لَظَى يَوْمَ الْمَعَادِ عَوِيْلُ

> "اے ظالمو! از راہِ قہر و غلبہ اللہ کی بھری کائنات میں ہماری تشہیر کر رہے ہو، حالانکہ ربِ جلیل نے ہمارے پدرِ بزرگوار (حضرت محمدؐ) کی طرف وحی بھیجی تھی۔ تم تو وہ بدترین لوگ ہو، جنہوں نے سب سے پہلے پروردگارِ عرش کا انکار کیا، پھر اس کے رسول کا انکار کیا۔ تم نے تو مظالم کی انتہا کر دی ایسے جیسے تمہارے زمانے میں رسول و نبی آیا ہی نہ ہو، اُمت کے بدترین لوگ تم ہو، پروردگارِ عرش نے تم پر لعنت کی ہے اور روزِ قیامت جہنم میں تمہاری چیخ و پکار بلند ہوگی اور تمہاری سننے والا کوئی نہ ہوگا"۔

روضۃ الشہداء، ص ۲۹۴ کی روایت کے مطابق ابن زیاد کا لشکر نصیبین پہنچا۔

① نصیبین: موصل سے آگے شام کے راستے پر واقع ہے اور اس کا شمار دیارِ جزیرہ میں ہوتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس شہر کا حاکم منصور بن الیاس تھا۔ جب اسے خبر ملی تو اس نے شہر کو سجایا اور ہر طرح سے آئینہ بندی کی۔ جب یہ لشکر شہر کے قریب آیا تو اُس وقت ایک بادل نمودار ہوا۔ وہ گرجا۔ اس سے بجلی نکلی، جس نے آدھے شہر کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ لوگ خوف و ہراس سے بھاگ نکلے۔ لوگوں نے اس لشکر کو شہر میں نہ آنے دیا تو پھر یہ لوگ قریب کے شہر میں آئے جہاں کا حاکم سلمان بن یوسف تھا۔ اسی سلیمان کے دو بھائی تھے۔ اس کا ایک بھائی جنگ صفین میں حضرت امیر علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہو گیا تھا اور دوسرا بھائی اس کے ساتھ اس شہر کی حکومت میں برابر کا حاکم تھا۔ اس شہر کے ایک دروازے کا نام اُسی کے نام پر رکھا گیا تھا۔ اس نے اس لشکر سے کہہ دیا تھا کہ شہدا کے سروں کو اُسی کے نام والے دروازے سے گزارا جائے لیکن سلیمان نے ایک دوسرے دروازے سے گزرنے کا فرمان جاری کیا۔ آخرکار ان دونوں بھائیوں کے درمیان جنگ ہو گئی۔ سلیمان مارا گیا اور ہر طرف سے فتنہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ شمر کا لشکر سراسیمگی کی حالت میں وہاں سے نکل کھڑا ہوا۔

کامل بہائی، ص ۲۹۲ نے روایت کی ہے: جب شمر کا لشکر نصیبین پہنچا۔ منصور بن الیاس نے چاہا کہ سید الشہداؑ کے سر کو نیزہ پر بلند کر کے گھڑ سواروں کے ساتھ شہر کا گشت کرے لیکن اس کے اس حکم کی تعمیل نہ ہو سکی۔ سید الشہداؑ کا سر مبارک نیزے سے زمین پر آ رہا۔ ابراہیم موصلی اُس وقت وہاں تھے۔ جب اُس نے غور سے سر انور کو دیکھا تو کہا: یہ سر تو امام حسینؑ کا ہے۔ لوگوں کو لعنت ملامت کی۔ شامیوں نے اُسے شہید کر ڈالا۔

صاحب نفس المہموم، ص ۴۲۶ نے کہا ہے: ممکن ہے جہاں سر مقدس زمین پر آیا تھا وہاں کوئی زیارت گاہ بن گئی ہو۔

منزل دعوات

بقول ناسخ: شمر کا لشکر مقامی فوج کی معاونت سے نصیبین سے نکلا اور "عین الوردۃ"

Presented by Ziaraat.Com

کی سرزمین کو طے کرتے ہوئے "دعوات" کا رُخ کیا۔ جب "دعوات" کے قریب پہنچے تو حاکم دعوات کو خط لکھا کہ لشکر کا آذوقہ وعلوفہ تیار رکھو اور اشراف شہر کو کہو وہ ان کا استقبال کریں۔ حاکم نے ان کے استقبال کو حتمی شکل دی۔ ڈھول وطبل شادیانے بجائے گئے، اشراف شہر نے ان کا استقبال کیا۔ ابن زیاد کے سپاہی شہدا کے سروں اور اہل بیتؑ کو لے کر "اربعین نامی" دروازے سے شہر میں داخل ہوئے۔ سیدالشہداؑ کے مبارک سر کو شہر کے درمیان نیزے پر نصب کیا گیا۔

راوی کہتا ہے: وقت چاشت سے لے کر نماز عصر تک شہر میں منادی ندا دیتا رہا، یہ خارجی کا سر ہے جس نے یزید پر خروج کیا تھا۔

شہر کے کچھ لوگ اس منظر کو دیکھ کر رو رہے تھے اور کچھ لوگ ہنس رہے تھے۔ شمر اور اس کے ساتھی ساری رات رقص و سرود کی محفل میں شراب کے جام پہ جام چڑھاتے رہے۔ جب صبح ہوئی اور اُونٹوں پر سامان لادا جا رہا تھا تو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام رُو رُو کر فرما رہے تھے:

لَيْتَ شِعْرِى أَكَاقِلَ فِى الدَّيَاجِى بَاتَ مِنْ فَجْعَةِ الزَّمَانِ يُنَاجِى
أَنَا نجلُ الْإِمَامِ مَا بَالَ حَقِّى صَنَائِعٌ بَيْنَ خُضْبَةِ الْأَعْلَاجِ

"ہائے کاش! میں یہ جان لیتا کیا کوئی عقل مند تاریکیوں میں بیٹھا ہو اور مصائب زمانہ پر آہستگی سے گفتگو کر رہا ہو؟ میں تو امامؑ کا فرزند ہوں، میرے حقوق ان کافروں کے پاؤں تلے کس طرح روندے جا رہے ہیں"۔ (ناسخ)

ایک روایت میں آیا ہے کہ جس میدان میں سر سیدالشہداؑ والا نیزہ نصب کیا گیا تھا، قیامت تک جتنے حاجت مند وہاں آتے رہیں گے، اپنی حوائج کی قبولیت پاتے رہیں گے۔ (ناسخ، ج ۳، ص ۱۰۶، قمقام، ص ۵۴۹، ترجمہ ابی مخنف، ص ۱۶۹)

Presented by Ziaraat.Com

منزل قنسرین ①

تاریخ، ج ۳، ص ۱۰۷، تذکرۃ الشہداء، ص ۳۴۷، ابی مخنف، ص ۱۲۹، قمقام ص ۵۴۹، ان تمام مقاتل میں یہ واقعہ موجود ہے۔ بعض مقاتل میں قنسرین سے پہلے حلب کا ذکر آیا ہے۔

جب شمر اور اس کے ساتھی قنسرین پہنچے تو اس شہر کے لوگوں نے ان پر شہر کے دروازے بند کر دیئے کیونکہ اس شہر کے تمام لوگ جناب امیر علیہ السلام کے شیعہ تھے۔ ان لوگوں کو لعن و نفرین کیا اور ان کو پتھروں کا نشانہ بنایا اور کہا: اے قاتلانِ اولادِ پیغمبرؐ! خدا! ہم سب مارے جائیں قبول ہے لیکن تمہیں اس شہر میں آنے کا راستہ نہیں ملے گا۔

جناب اُم کلثومؑ نے رو کر یہ اشعار پڑھے:

کم تنصبون لنا الاقتاب عاریة   کاننا من بنات الروم فی البلد
الیس جدی رسول الله ویلکم   هو الذی دلکم قصداً الی الرشد
یاُمة السوء لا سقیاً لربعکم   الا عذاباً کما اخنی علی لبد

"اے ظالمو! تمہیں کچھ بھی حیا نہ آئی، ہمیں اُونٹوں کی ننگی پشت پر تم نے اس طرح سوار کیا جیسے ہم اہلِ روم کی بیٹیاں ہیں۔ تم پر افسوس ہے ہم تو رسولؐ اللہ کی بیٹیاں ہیں، اللہ کے رسولؐ ہمارے جد بزرگوار ہیں، ہمارے نانا تو وہ ہیں جنہوں نے تمہیں راہِ ہدایت دکھایا۔ اے بدترین اُمت! بہارستان تمہیں سیراب نہ کرے۔ خداوند تعالیٰ کا عذاب تمہاری جمعیت کو نابود کر دے"۔

(ابی مخنف)

---

① قنسرین: حلب اور قنسرین کے درمیان ایک مرحلہ کا فاصلہ ہے سوائے ایک کاروان سرائے سے زیادہ کوئی چیز نہیں ہے۔ (المراصد)

Presented by Ziaraat.Com

منزل حلب[1]

تذکرۃ الشہداء، ص ۴۲۰، جب یہ شامی لشکر حلب کے نزدیک پہنچا تو وہاں کے حاکم کو اپنی آمد کی اطلاع دی تو وہ بہت زیادہ خوش ہوا، اس نے اشراف شہر سمیت پرچم بلند کر کے شہر سے باہر تین میل کے فاصلے پر شمر اور اس کے ساتھیوں کا استقبال کیا اور اکرام و احترام سے ان کو شہر میں لے آیا اور تین دن تک ضیافت کرتا رہا...... الخ۔

صاحب قمقام، ص ۵۴۹ نے کہا ہے: معجم البلدان میں آیا ہے حلب کے مغرب میں جوشن نامی پہاڑ ہے، جہاں تانبے کی کانیں تھیں، جب اس پہاڑ سے اہل بیتؑ عصمت و طہارت کا گزر ہوا تو اس دوران امام علیہ السلام کی ایک زوجہ جو حاملہ تھیں ان کا حمل ساقط ہوا تو وہاں کے کان کنوں سے نان و آب مانگا تو ان سنگ دلوں نے اپنی سنگ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشنام دیے تو ان مخدرات نے ان پر نفرین کی تو وہ تمام کان تباہ ہو گئی۔ پھر اس واقعہ کے بعد اس پہاڑ سے آج تک کسی کو کوئی فائدہ نہ دیا۔ اس پہاڑ کے سامنے ایک مزار ہے جو مشہد السقط و مشہد الدکہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس سقط کا نام "محسن بن حسین" تھا۔

واقعہ غریبہ و عجیبہ

صاحب ریاض القدس نے ج ۲، ص ۲۶۷ میں روضۃ الشہداء کے حوالے سے ایک واقعہ لکھا ہے:

---

[1] ملک شام کا ایک مشہور شہر ہے ایک بہت بڑا شہر ہے وہاں کی آب و ہوا صحت بخش ہے۔ ایک روایت ہے حلب کا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے یہاں زندگی کا کچھ حصہ بسر کیا۔ آپ ہر جمعہ کے دن اپنے گوسفندوں کا دودھ دوہتے تھے اور فقرا کو صدقہ کرتے تھے۔ اس سبب اس شہر کا نام حلب مشہور ہو گیا (دودھ)۔ ایک اور روایت کے مطابق: حلب، حمص، بردعہ تین بھائی تھے۔ ان سب نے اپنے اپنے نام کے شہر بنائے۔ حضرت ابراہیمؑ نے حلب میں [illegible]۔ حلب اور قنسرین کے درمیان ایک دن کی مسافت کا راستہ ہے۔ (المراصد)

جب شمر ملعون اسیرانِ اہل بیتؑ کو شام کی طرف لے جا رہا تھا۔ ابھی وہ حلب کے راستے پر تھا۔ اس علاقے میں ایک بلند وبالا اور وسیع پہاڑ تھا، اس پہاڑ کے اُوپر لوگ آباد تھے۔ وہاں ایک گاؤں تھا، جس کا نام معمورہ تھا، اس علاقے کا بادشاہ ایک یہودی تھا، اس کی تمام رعایا بھی یہودی تھی۔ اس کا نام عزیز بن ہارون تھا۔ وہاں ـ لوگ خالص ریشمی لباس پہنتے تھے۔ ان کا لباس حجاز و عراق و شام میں معروف تھا۔ جب ابن زیاد کا یہ لشکر اس جگہ پر آیا تو دامن پہاڑ کو سرسبز و شاداب پایا۔ وہاں پانی اور گھاس کثرت کے ساتھ تھا۔ اسیرانِ اہل بیتؑ کو ایک جگہ پر بٹھایا۔ سرہائے شہدا کو صندوق میں بند کیا۔

واقعہ شیریں در راہِ شام

صاحب روضۃ الشہداء نے روایت کیا ہے: جناب شہربانو کی ایک کنیز تھی جس کا نام شیریں تھا۔ وہ لطافت میں بھی شیریں تھی اور ملاحت میں لیلیٰ دوران تھی۔ اسلامی جنگوں میں جب جناب شہربانو اسیر ہو کر مدینہ آئیں تو ان کے ہمراہ ایک سو کنیزیں بھی قید ہو کر آئی تھیں۔ جب آپؑ کا عقد حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ہوا تو آپؑ نے اسی وقت اپنی پچاس کنیزوں کو آزاد کر دیا اور جس شب حضرت امام زین العابدینؑ ان سے متولد ہوئے تو آپؑ نے دوسری چالیس کنیزوں کو اللہ کے راستے میں آزاد کر دیا۔ اب ان کے پاس صرف دس کنیزیں باقی رہ گئی تھیں۔ ایک دن شہربانو حضرت امام حسینؑ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں کہ شیریں کنیز ان کے پاس آئی تو امامؑ نے از راہِ مزاح شہربانو سے فرمایا: شیریں کس قدر قبول صورت ہے؟

شہربانو نے خیال کیا کہ حضرت، شیریں کی طرف میلان رکھتے ہیں تو کہا: قربان جاؤں۔ شیریں بھی تمہارا اپنا مال ہے۔ [redacted] نے آپ کو یہ بخش دی ہے۔ آپ کو معلوم ہو گیا کہ شہربانو کے دل کی بات کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ نے فرمایا: میں نے شیریں کو اللہ کی راہ میں آزاد کیا ہے۔ شہربانو جلدی سے اُٹھیں، ایک صندوق کھولی اور ایک خوبصورت قیمتی اور نفیس ترین لباس نکالا اور شیریں کو پہنایا۔

آپؑ نے فرمایا: اے شہربانو! تم نے بہت سی کنیزوں کو راہِ خدا میں آزاد کیا لیکن جس طرح شیریں کو لباس پہنایا کسی اور کنیز کو آزاد کرتے وقت ایسا لباس نہیں پہنایا؟

شہربانو نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں ان تمام کنیزوں کو تو میں نے آزاد کیا تھا۔ شیریں تو وہ کنیز ہے جس کو حسینؑ آقا نے آزاد کیا ہے۔ آپؑ کے آزاد کرنے میں اور میرے آزاد کرنے میں یہی تو فرق ہے۔ آپؑ نے شہربانو کے حق میں تحسین وآفرین کے کلمات ادا کیے۔

حاصل کلام شیریں برابر حضرت شہربانو کی خدمت میں رہیں۔ آخرکار سفرِ عراق سامنے آ گیا۔ یہ اپنی شہزادی کی خدمت میں برابر رہی۔ عاشورہ کے صدمات برداشت کیے۔ بھوک و پیاس سب کو برداشت کیا لیکن کنیزی سے ہاتھ نہ کھینچا۔ آخر تقدیر اُسے حلب کے اس پہاڑ کے دامن میں لے آئی جس کی حالت کو دیکھ کر پہاڑ اور اُس کے پتھر پانی ہو رہے تھے۔

شیریں نے جب اپنی ملکہ کی یہ حالت دیکھی تو اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور حضرت شہربانو کے پاس بیٹھ کر ان کی دلداری کی اور عرض کیا: آپ مجھے اجازت دیں میرے پاس تھوڑے سے زیور ہیں جن کو میں نے چھپا کر رکھا تھا۔ میں اس گاؤں میں جاؤں، ان کو بیچوں اور آپ کے لیے چادریں خریدوں۔

جناب شہربانو نے فرمایا: تمھیں اختیار ہے۔ جب اُسے اجازت ملی تو وہاں سے اُٹھ کر تاریکیٔ شب میں اس گاؤں کی دیوار کے پاس آئی۔ پھر دروازے کی طرف آئی

Presented by Ziaraat.Com

تو دروازے کو بند پایا کیونکہ رات کا ایک حصہ گزر چکا تھا۔ لوگ سو چکے تھے لیکن اس نے آہستہ آہستہ اس قلعہ کے دروازہ پر دستک دینا شروع کر دی۔ ابھی اس نے دستک دی، دروازے کے پیچھے سے عزیز بن ہارون نے کہا: دروازے پر کون دستک دے رہا ہے؟ کیا دستک دینے والی شیریں ہو ہے؟ شیریں نے تعجب کیا اور کہا: جی ہاں میں شیریں ہوں۔ ابھی دروازہ نہیں کھلا تھا عزیز نے سلام کیا، شیریں نے سلام کا جواب دیا۔

پھر شیریں نے پوچھا: اے بندۂ خدا! تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں شیریں ہوں؟

عزیز نے کہا: تو بیٹھ میں تمھیں اپنا واقعہ سناؤں، آج رات جب میں اپنے بستر پر لیٹا جب مجھے نیند آئی تو خواب میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو دیکھا۔ ان کے سر دستار تھی اور نہ پاؤں میں جوتے، نالہ کناں تھے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات تھی، آثار تعزیت ان کی طبیعت سے ہویدا تھے۔ میں نے ان کے حضور عرض کیا: اے بنو اسرائیل کے سردارو! اے رب جلیل کے برگزیدہ نبیو! یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے؟ یہ آہ و نالہ کس لیے ہے؟

انھوں نے فرمایا: اے عزیز! کیا تجھے معلوم نہیں ہے؟ پیغمبرؐ خاتم کے سبط کو قتل کر دیا گیا ہے، حبیبؐ خدا کے نورِ چشم کو خاک و خون میں غلطاں کر دیا گیا ہے۔ اب ان کے سر کو اور ان کے اہل بیتؑ کو شام لے جایا جا رہا ہے۔ تھوڑی دیر تک اسی پہاڑ کے دامن میں اترنے والے ہیں۔

اس وقت میں نے عرض کیا: اے کلیم اللہ! کیا محمدؐ اور اس کا دین سچا ہے؟

آپ نے فرمایا: ان کا دین کیسے سچا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ہم سے عہد لیا تھا اور ہم ان کی ذات پر ایمان لائے ہیں، اور جو ان پر ایمان نہیں لائے گا اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ میں نے ان کے حضور عرض کیا: میرے لیے کوئی علامت مقرر کر دو تا کہ میرے ایمان میں اضافہ ہو۔ انھوں نے فرمایا: ابھی اٹھو اور جاؤ اپنے قلعہ

Presented by Ziaraat.Com

کے دروازہ پر ایک کنیز کھڑی ہے، جس کا نام شیریں ہے۔ وہ امام حسینؑ شہید کی آزاد کردہ ہے، تمہارے قلعہ کے دروازہ پر دستک دے رہی ہے۔ دروازہ کھول جو کچھ وہ چاہے وہ عطا کر، وہ تیری زوجہ بننے والی ہے اور اسلام قبول کر۔ اسیرانِ اہلِ بیتؑ کی خدمت میں حاضری دے، ان اسیروں میں ایک اسیر ہیں جو لنگرِ زمین و آسمان ہیں۔ نقطۂ دائرہ امکان ہیں، فرزندِ حسینؑ ابن علیؑ ہیں اور امام زمانؑ ہیں، جا اور ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر اور شریعت سیکھ اور اس سید بزرگوار کے حضور میرے سلام پہنچا۔ پھر یہ الفاظ زبان پر جاری کر:

اَلسَّلَامُ عَلَى الرَّأْسِ الْمَذْبُوحِ الْمَقْطُوْعِ

جب تم یہ سلام پیش کرو گے وہ شہید تمہیں جواب دیں گے۔ حالانکہ ان کا سر نوکِ سناں پر ہے اور ان کی شریانوں سے خون جوش مار رہا ہوگا۔

یہ کہا اور پھر وہ غائب ہو گئے۔ میرا خواب ختم ہوا تو میں حیران و پریشان اپنے قلعہ میں آیا اور تیری دستک کو سنا اور دروازہ کھولا۔ وہی کچھ پیش آیا جوان بزرگواروں نے فرمایا: کیا تم میرے ازدواج میں آنا پسند کرو گی؟ شیریں نے کہا: صرف ایک شرط پر کہ تو مسلمان ہو جا، اور میری آقازادی کی اجازت بھی ضروری ہے اور امامِ زمان زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں چل اور اسلام قبول کر اور ملکہ عجم میری بانو سے اجازت بھی لے۔

عزیز نے کہا: ایسا کرنے پر تیار ہوں۔ شیریں نے کہا: میں ابھی قلعہ کے اندر نہیں جا سکتی، میں واپس جاتی ہوں اور اپنی بانو کو آگاہ کرتی ہوں۔ پھر تو آ اور جو کچھ دیکھا ہے اس کے مطابق عمل کر۔

عزیز نے کہا: جب صبح ہو گی میں حاضر ہوں گا۔ شیریں جب واپس آئی تو اس نے حضرت شہربانو کو تمام واقعہ سنایا اور جناب شہربانو نے تمام واقعہ جناب امام

Presented by Ziaraat.Com

زین العابدینؑ کو اور باقی تمام خواتین کو سنایا۔

آخر رات ختم ہوئی، سپیدۂ سحر نمودار ہوا۔ تھوڑی دیر بعد پہاڑ کی چوٹی سورج کی شعاعوں سے منور ہوئی، عزیز اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک ہزار دینار کے ساتھ ابن زیاد کے سپاہیوں کے پاس آیا اور وہ دینار بطور رشوت پیش کیے اور انھیں کہا: یہ مال اپنے پاس رکھو، اس کے عوض میں اہلِ بیتؑ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔

جب اُسے اجازت ملی تو اُس نے مخدراتِ عصمت و طہارت کی خدمت میں قیمتی لباس بطور ہدیہ بھیجے۔ پھر امامؑ کی خدمت میں حاضری دی۔ انھیں سلام کیا اور اسلام کا اقرار کیا اور ایک ہزار دینار امامؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ پھر اذن لے کر سیدالشہداؑ کے مبارک سر کے قریب گیا اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے سلام پہنچائے۔

پھر ان سپاہیوں کی اجازت سے سرِ انور کو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس لے آیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ابھی انھیں شہید کیا گیا ہو۔ تازہ خون گلوئے مبارک سے ٹپک رہا تھا۔ عزیز اس مقدس سر کے مقابل کھڑا ہوا اور نہایت ادب سے سلام کیا اور کہا: جناب موسیٰؑ اور ہارونؑ سلام کر رہے تھے۔ اچانک یہ لب گہربار مثلِ غنچہ گل کھلے اور فرمایا:

سَلَامُ اللّٰهِ وَسَلَامِی عَلٰی مُوسٰی وَهَارُونَ اِنَّهُمَا مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ

"میرے اللہ کا سلام ہو اور میرا سلام ہو موسیٰؑ اور ہارونؑ پر، دونوں محسنین میں سے ہیں"۔

عزیز نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں، آپ نے میری طرف رجوع

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا ہے۔ اس طرح خداوند تعالیٰ کی رضا میرے لیے ظاہر ہوتی ہے۔ پر مبارک ہے آواز آئی:

"جو کچھ تیرے لیے ضروری تھا۔ تو نے وہ کر دیا ہے۔ تو نے اسلام قبول کیا۔ تو خدا اور اس کا رسول تجھ پر خوش ہو گئے۔ تو نے میرے اہل بیتؑ پر احسان کیا ہے۔ میرے نانا، میرے بابا اور والدہ ماجدہ اور برادر تجھ پر راضی ہوئے ہیں۔ تو نے ہم شیرونؑ کے سلام مجھ تک پہنچائے ہیں۔ تو اس طریقے سے میری رضا تجھ کو حاصل ہوئی ہے اور قیامت کے دن تم ہم اہل بیتؑ کے ساتھ محشور ہو گے"۔

جب کار با ایں جا رسید

حضرت شہربانو نے شیریں سے کہا: اگر تم مجھے خوش کرنا چاہتی ہو تو عزیز سے شادی کر لو۔ شیریں نے یہ سن کر رونا شروع کر دیا اور کہا: شیریں آپ کی کنیزی سے کیسے رہ سکتی ہے؟ کیا یہ انصاف ہے؟ زمانہ عیش و عشرت میں آپ کے ساتھ رہوں، جب آپ پر مصائب کا زمانہ آئے تو آپ کو چھوڑ دوں، نہیں ایسا نہیں ہو سکتا جہاں آپ ہوں گی، وہاں شیریں ہو گی۔

جناب شہربانو نے فرمایا: میں نہیں چاہتی کہ گلیں یزید میں تم ہمیں ذلت و خواری کے ساتھ دیکھو۔

جب عالم خواب میں موسیٰؑ و ہارونؑ نے تیرا عقد عزیز سے باندھ دیا ہے، اس بات پر راضی ہوں۔ آخرکار شیریں راضی ہو گئی اور امامؑ نے شیریں کا عقد عزیز سے کر دیا۔ پس تمام مصر والے مسلمان ہو گئے۔[1] (ریاض القدس)

---

[1] ایک گھڑی ہوئی داستان ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ (مترجم)

Presented by Ziaraat.Com

منزل معرۃ النعمان

ناسخ، ج ۳، ص ۱۰۸، ابی مخنف، حرجم، ص ۷۰، قمقام، ص ۵۴۹، شمر اپنے لشکر کے ہمراہ قنسرین سے معرۃ النعمان آیا۔ یہاں کے لوگوں نے ان کی خدمت خاطر خوب کی۔ ان کے جانوروں کی خوراک کا انتظام بھی کیا۔ انھوں نے رات بڑی آسودگی کے ساتھ گزاری۔ صاحب تذکرۃ الشہداء ص ۴۲۸ نے کہا: ان لوگوں کے لیے گوسفند ذبح کیے گئے۔

منزل شیرز

ناسخ، ج ۳، ص ۱۰۸، مقتل ابی مخنف، حرجم، ص ۷۰، تذکرۃ الشہداء، ص ۴۲۷ اور قمقام، ص ۵۴۹، ان تمام احباب نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ مرحوم سپہر کے بقول: جب صبح ہوئی تو انھوں نے کوچ کیا اور راستے میں شیرز (بروزن جعفر) میں پڑاؤ ڈالا۔ اس شہر میں ایک نہایت ہی سال خوردہ بزرگ تھے۔ اسی نے لوگوں کو بلایا اور کہا: اے لوگو! یہ سر فرزند رسولؐ اور فرزند علی مرتضیٰؑ کا سر ہے اور حضرت فاطمہ زہراؑ کے جگر کا سر ہے۔ ان لوگوں کی مذمت کرو، ان کو اپنے شہر میں نہ رہنے دو، آل محمدؐ کی متابعت میں سعادت ابدی حاصل کرو۔ لوگوں نے انھیں اپنے شہر سے بھگا دیا۔

تذکرۃ الشہداء ص ۴۲۷ کی روایت کے مطابق اہل شہر نے اپنی تلواریں نکالیں اور ان ظالمین پر حملہ کر دیا۔ ان کے چھیاسی افراد قتل کر ڈالے۔ شیرز کے پانچ آدمی شہید ہو گئے۔

حضرت ام کلثومؑ نے پوچھا: اس شہر کا نام کیا ہے۔ بتایا گیا: شیرز۔ آپؑ نے فرمایا: خداوند اس شہر کے پانی کو شیریں بنا دے اور اس شہر کے بھاؤ ارزاں فرما دے اور ظالموں سے محفوظ کر دے۔

Presented by Ziaraat.Com

منزل کفر طاب ①

جب ان ملاعین کو شیرز والوں نے بھگا دیا تو وہاں سے نکل کر کفر طاب کے قلعہ پر آئے۔ یہ قلعہ اگرچہ چھوٹا تھا لیکن مضبوط تھا۔ یہاں کے لوگوں نے قلعہ کے دروازے ان پر بند کر دیے اور دیواروں پر چڑھ کر احتجاج کرنے لگے۔ خولی بن یزید آگے قلعہ کی دیوار کے قریب آیا اور آواز لگائی: کیا تم یزید کی حکومت کے تحت نہیں ہو؟ قلعہ کے دروازوں کو کھولو اور ہمیں پانی پلاؤ۔

ان لوگوں نے جواب دیا: خدا کی قسم ہم تمہیں پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں دیں گے۔ کیا تم وہی لوگ نہیں ہو، جنہوں نے حسینؑ بن علیؑ کو پیاسا شہید کیا تھا؟

بقول تذکرۃ الشہداء، ص ۳۷۴، ان لوگوں نے کہا: خدا کی قسم ہم تمام قتل ہو جائیں گے یہ قبول ہے لیکن تمہیں ایک گھونٹ پانی کا نہیں دیں گے حالانکہ تم وہی لوگ ہو جنہوں نے حسینؑ اور ان کے اصحاب پر پانی بند کر دیا تھا اور انہیں تشنہ لب شہید کیا۔

منزل سیبور ②

تاریخ، ج ۳، ص ۱۰۸، قمقام، ص ۵۵۰، مقتل ابی مخنف، ص ۱۷۰ اور ریاض القدس، ج ۲، ص ۱۷۹۔ جب کفر طاب میں ان کو جگہ نہ ملی تو یہ سیبور کی طرف آئے اور یہاں آ کر پڑاؤ ڈالا۔ یہاں جناب امام سجادؑ نے یہ اشعار پڑھے:

سار العلوج فما ترضی بذا العرب — وصار یقدم رأس الامة الذنب

یا للرجال لما یاتی الزمان به — من العجیب الذی ما مثله عجب

آل الرسول علی الاقتاب عاریة — وآل مروان یسری تحتهم نجب (النجب)

---

① کفر طاب: معرہ اور حلب کے درمیان شہر کا نام ہے۔ ریاض القدس کے مطابق: کفر طاب کا "ک" "ف" ساکن یعنی گاؤں طاب کو مستی گاؤں۔

② معجم البلدان میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

"وہ لوگ جن کو میراث نے پست و فرومایہ بنا دیا تھا۔ آج وہ
سینہ زور آقا بنے ہوئے ہیں لیکن قریش عرب اس امر کی شفا
سفارش نہیں کرتے اور جو عرب کے سردار تھے انہیں ذلیل و رسوا
کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ کائنات کے سردار تھے آج ہر خوشی
ان سے چھین لی گئی ہے۔ پیغمبر کی اہل بیتؑ اونٹوں کی ننگی پشت
پر سوار ہیں۔ ادھر آل مروان کے پاس بڑے خوبصورت طاقتور
سواریاں ہیں جن پر وہ سوار ہیں"۔

اس کو دیکھ کر اہل سیبور جمع ہو گئے۔ ان کے نوجوان بڑے ان کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ ان لوگوں میں ایک بوڑھا اٹھا جو عثمان بن عفان کی صحبت میں رہ چکا تھا۔ وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: خداوند تعالیٰ نے فتنہ پروری کو پسند نہیں کیا۔ تم امام کے ساتھ رہو اور فتنہ کو ہوا نہ دو۔ یہ لوگ سفر کر کے آ رہے ہیں۔ یہاں ان کے ساتھ کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔ ان سے تعرض نہ کرو۔ ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو لیکن نوجوانوں نے کہا: واللہ! ہم اس پلید قوم کو یہاں سے نہ گزرنے دیں گے اور وہ ہمارے شہر میں اپنی آلائش نہ ڈالیں۔ پھر یہ لوگ وہاں سے آگے نکلے، پل کو توڑ ڈالا اور مسلح ہو کر ان کے سامنے آ گئے۔ ان کے درمیان جنگ ہوئی۔ ابن زیاد کے لشکر کے چھ سو آدمی مارے گئے اور سیبور کے جوان بھی شہید ہوئے۔

حضرت ام کلثومؑ نے اس شہر کا نام پوچھا تو کہا گیا: سیبور۔ آپؑ نے دعا دی۔ فرمایا: اے پروردگار! یہاں کے پانی کو شیریں بنا دے، یہاں کے نرخوں کو ارزاں کر دے اور ان کو ظالموں سے محفوظ فرما۔"①

---

① مقتل ابی مخنف ص ۱۸۱۔ ان جوانوں میں سے پانچ افراد شہید ہوئے۔ ریاض القدس ج ۲ ص ۱۴۰ کے بقول ۲۰ افراد کفار کے قتل ہوئے اور صرف اہل شہر سے شہید ہوئے۔ یہی قول ٹھیک ہے۔

منزلِ حماۃ[1] [2]

بقول مقتل ابی مخنف، ص ۱۷۲، یہ لوگ سیبور سے حماۃ پہنچے۔ اہلِ حماۃ نے بھی ان ظالموں کو اپنے شہر میں نہ آنے دیا۔ ان کے جوان گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور کہا: بخدا! تم اس وقت ہمارے شہر میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ہمارا ایک نفر باقی ہے۔

تذکرۃ الشہداء، ص ۴۰۷ نے بھی یہی کچھ لکھا ہے۔ اہلِ حماۃ نے اس لشکر کو اپنے شہر نہ آنے دیا۔

جناب اُمِ کلثومؑ نے پوچھا: اس شہر کا نام کیا ہے؟ کہا گیا: حماۃ۔

آپؑ نے دعا دی: خداوند تعالیٰ اس شہر کو ہر ظالم سے محفوظ رکھے۔

صاحب نفس المہموم محدث جلیل علامہ قمی نے فرمایا ہے: حماۃ میں زیارت گاہ ہے جس کا ذکر بعض کتب میں آیا ہے۔[3] اور انھوں نے اربابِ مقاتل سے نقل کیا۔ راوی کہتا ہے: جب میں سفرِ حج پر گیا، حماۃ پہنچا وہاں میں نے ایک مسجد دیکھی جس کا نام مسجد الحسین ہے۔

راوی کہتا ہے: میں مسجد میں داخل ہوا۔ اس مسجد کی ایک عمارت کے اندر دیوار پر پردہ لٹکا ہوا تھا۔ جب میں نے پردہ اُٹھایا تو ایک پتھر دیکھا جو دیوار میں نصب تھا۔

---

① حماۃ: ملک شام کا ایک بہت بڑا شہر ہے۔ حمص اور حماۃ کا درمیانی فاصلہ ایک دن کا ہے۔

② مقتل ابی مخنف، ص ۱۷۲، وناسخ، ج ۳، ص ۳۴۳ و ریاض القدس، ج ۲، ص ۲۹۰۔

③ محدث قمی نے اپنے حاشیہ میں لکھا ہے: بعض کتب سے مراد علامہ قزوینی کی کتاب ریاض الاحزان، ص ۸۳، طبع ہجری ۱۳۰۵ھ۔

④ مقتل مقرم، ص ۳۴۳، حماۃ کے قریب ایک باغ میں مسجد ہے جس کو "مسجد الحسینؑ" کہا جاتا ہے۔ لوگ بیان کرتے ہیں: وہاں ایک پتھر ہے جس پر خون کا نشان ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جس پر سید الشہداؑ کا سر رکھا گیا تھا۔ محدث قمی نے نفس المہموم میں فرمایا ہے: جب میں سفرِ حج کے لیے نکلا تو اس پتھر کی زیارت کی تھی......الخ۔

جناب محدث قمی نے قول نقل کیا ہے خود انھوں نے اس زیارت کا مشاہدہ نہیں کیا۔ متن عبارت بھی جاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس پتھر پر کٹے ہوئے گلے کا واضح نشان تھا، شریانوں کے نشان بھی تھے۔ پتھر پر خون جم چکا تھا۔ میں نے مسجد کے خدام سے پوچھا: یہ پتھر کیسا ہے؟ اس پر یہ خون کے آثار کیسے ہیں؟ اس نے کہا: یہ اُس زمانے کی بات ہے جس زمانے میں ابن زیاد کے فوجی اسیران اہلِ بیتؑ اور شہدا کے سروں کو یزید کے پاس شام لے جا رہے تھے تو وہ اس شہر میں وارد ہوئے اور خیرالبشرؐ کے فرزند کے مبارک سر کو اس پتھر پر رکھا تو اس پتھر پر گردن اور گردن کی رگوں اور خون کے نشان ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گئے جس کا مشاہدہ آپ کر رہے ہیں۔

میں کئی سالوں سے اس مسجد میں خدمت کر رہا ہوں۔ اس مسجد میں ہمیشہ بغیر کسی توقف و ناغہ کے قرآن کی آواز سن رہا ہوں حالانکہ قرآن کی تلاوت کرنے والا سامنے نہیں آتا۔ ہر سال جب عاشور کی رات آتی ہے تو اس پتھر سے نور ساطع ہوتا ہے۔ مسجد روشن ہو جاتی ہے، لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور اس پتھر کے اردگرد گریہ کرتے ہیں اور عاشورا کی آخری ساعت تازہ خون نمودار ہوتا ہے، پھر خشک ہو جاتا ہے لیکن کسی کو خون کے مَس کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔

اُس خادم نے کہا: مجھ سے قبل ایک خادم تھا۔ اُس نے بھی ایک لمبے عرصے اس مسجد کی خدمت کی۔ یہ تمام کرامات اُس زمانے کی اب بھی چلی آرہی ہیں۔ خون کا خشک ہونا، قرآن کی تلاوت، عاشور کی نصف شب میں نور کا ساطع ہونا۔ آج بھی ویسے ہے جیسے پہلے تھا۔ پھر میں مسجد سے باہر آیا اور لوگوں سے استفسار کیا۔ لوگوں نے بھی وہی بات کی جو خادم نے کہی تھی۔

منزل حمص [1] [2]

ریاض القدس، ج۲، ص ۱۸۰ ابن زیاد کا لشکر جب حمص کے قریب آیا تو انھوں نے شہر کے حاکم کی طرف قاصد بھیجا کہ ہم امیرالمومنین یزید کے آدمی ہیں۔ کوفہ سے

Presented by Ziaraat.Com

شام کی طرف روانہ ہیں۔ ہمارے پاس حسینؑ بن علیؑ کا سر اور اس کے اہلِ بیتؑ کے افراد ہیں۔ ہمارا استقبال کرو، لشکر کی ضروریات مہیا کرو، شہر کی آئینہ بندی کرو۔ اس وقت اس شہر کا امیر خالد بن نشیط کا بھائی [3] تھا۔ یہی خالد جہینہ کا امیر تھا۔ یہ دونوں بھائی حاکم تھے۔ ایک جہینہ کا اور دوسرا حمص کا حاکم تھا۔ خط کو پڑھ کر حکم دیا شہر کو سجایا جائے۔ سرخ و زرد رنگ کے پرچم لہرائے جائیں۔ شہر کے تمام لوگ تماشا کے لیے نکلے اور شہر سے باہر تین میل کے فاصلے پر لشکر ابن زیاد کا استقبال کیا۔ ان کافروں نے شہدا کے سروں کو صندوقوں سے نکالا اور نیزوں پر بلند کیا اور مخدرات عصمت و طہارت کو با کمال ذلت شہر لے آئے۔ جب اہلِ حمص کو معلوم ہوا کہ یہ اسیر امام علیؑ اور پیغمبر گرامی کی اولاد و اہلِ بیتؑ ہیں، تو ان کی غیرت بیدار ہوئی تو نالہ و شیون کی آوازیں بلند کیں۔ اسی آہ و زاری کی صورت میں اہلِ بیتؑ کو شہر کے دروازہ سے گزارا۔

جب شہر حمص کی خواتین نے اہلِ بیتؑ پیغمبر کو اس حال میں دیکھا تو ان کی چیخیں نکل گئیں، انھوں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ اہلِ شہر کوئی زیادہ طاقت نہیں رکھتے تھے۔ انھوں نے ان سپاہیوں پر سنگ باری شروع کی۔ اسی طرح کوفہ و شام کے چھ نفر جہنم واصل ہوئے۔ (تذکرۃ الشہدا، ص ۴۰۸)

پھر دروازوں کو بند کر دیا اور کہا: اے لوگو! ہم ایمان کے بعد کفر اختیار کریں۔ ہم ہرگز ان لوگوں کو یہاں سے آگے نہیں جانے دیں گے۔ ہم خولی بن یزید کو قتل کریں گے اور امامؑ کا سر حاصل کریں گے تاکہ ہمارا یہ کام ہمارے لیے روز قیامت تک

---

① حمص: ملک شام کا ایک مشہور شہر ہے اور بہت پرانا شہر ہے۔ دمشق اور حلب کے درمیان واقع ہے۔ اس کو حمص بن مہر بن جان بن مکنف نے آباد کیا تھا۔ (معجم البلدان، ج ۲، ص ۳۰۲)

② تاریخ، ج ۳، ص ۱۱۰، ابی مخنف، ص ۱۷۱، قمقام، ص ۵۵۰، ریاض القدس، ج ۲، ص ۱۹۰، تذکرۃ الشہداء، ص ۴۰۷

③ مقتل ابی مخنف: اس شہر کا نام گورنر خالد بن نشیط تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

اعزاز و افتخار بن جائے۔ ان تمام لوگوں نے قسم اٹھائی۔ اہل حمص نے خالد بن نشیط کے پہلو میں ایک محلہ میں اجتماع کیا اور جنگ کے لیے باہر نکلے تو یہ کافر دوسرے دروازے سے فرار کر گئے۔[1]

منزل خندق الطعام یا سوق الطعام

تذکرۃ الشہداء ص ۴۰۸، یہ لوگ حمص سے نکل کر خندق الطعام آئے۔ بعض ارباب مقاتل نے سوق الطعام ضبط کیا ہے۔ یہاں کے لوگوں نے ان پر شہر کے دروازے بند کر دیے۔ پھر یہ لوگ جوسیہ آئے اور بعض نے حوسیہ نقل کیا ہے۔ بتایا جاتا ہے اس شہر کے امیر نے چار ہزار سواروں کا لشکر تیار کیا کہ اس لشکر کا مقابلہ کیا جائے۔ خولی اور شمر کو قتل کر دیا جائے۔ شہدا کے سر چھین لیے جائیں اور اسیران اہل بیتؑ کو رہائی دلائی جائے لیکن انھیں اس امر کا علم ہو گیا۔ بحیرہ کے راستے بعلبک کی طرف روانہ ہو گئے۔

منزل بعلبک[2] [3]

بروایت مقتل ابی مخنف، انھوں نے شہر کے امیر کی طرف خط بھیجا۔ ہم امام حسینؑ کے سر کے ساتھ تمہارے پاس آ رہے ہیں۔ کنیزوں کو حکم دو وہ ساز و دف بجائیں اور پرچم لہرائے جائیں۔ ڈھول و طبل خوشی کے شادیانے بجائے جائیں۔

---

① ایک روایت میں آیا ہے کہ لشکر ابن زیاد نے دروازہ حمص سے گزرنا چاہا تو اس دروازے پر اتنا ہجوم ہوا کہ چھبیس آدمی مر گئے۔ جب دیکھا اس دروازے سے گزرنا مشکل ہے۔ دوسرے دروازے پر آئے۔ لوگوں نے وہ دروازہ ان پر بند کر دیا اور کہا: ہم ایمان لانے کے بعد کفر نہیں کر سکتے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ نبیؐ کی بیٹی کے بیٹے کے سر کے ساتھ اس شہر میں آئیں۔ پھر یہ لوگ ایک اور دروازے سے شہر میں داخل ہوئے۔

② بعلبک: اس شہر بعلبک اور دمشق کے درمیان تین دن کا فاصلہ ہے۔ (المراصد)

③ ریاض القدس، ج ۲، ص ۱۸۱، تذکرۃ الشہداء، ص ۴۰۸، ناسخ، ج ۳، ص ۴۰

Presented by Ziaraat.Com

جب رات ہوئی تو ان کافروں نے شراب نوشی کی، حلقہ لگائے ساری رات عیش و عشرت میں گزاری۔

کامل بہائی، ج ۲، ص ۲۹۱، فرماتے ہیں: جب یہ ملاعین کوفہ سے نکلے تھے تو ان پر قبائل عرب کا خوف سوار تھا کہ راستے میں ان پر کیا گزرتی ہے اس لیے جب کسی آبادی کے قریب جاتے تو کہتے کہ یہ خارجی کا سر ہے اور یزید کی طرف لے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں سے سفر کی ضروریات طلب کرتے اور غیر معروف راستوں سے سفر کرتے۔ اس طریقے سے یہ حلب تک پہنچے۔ ان دنوں وہاں کا حاکم قاسم بن ربیع تھا۔ اُس نے شہر کی آئینہ بندی کی، کئی ہزار دف و نائی و چنگ و طبل کے ساتھ سید الشہداءؑ کے سر کو شہر میں لائے۔ (تذکرۃ الشہداء، ص ۴۰۸)

جب لوگوں کو حقیقت حال کا علم ہوا ہے تو شہر کی نصف آبادی نے ان کے خلاف خروج کر دیا۔ ایک زوردار فتنہ کھڑا ہوا تو یہاں سے بھی یہ کافر غیر معروف راستے سے نکل گئے۔

بقول ناسخ، ج ۳، ص ۱۱۱، عوالم، ج ۱۷، ص ۴۲۷، بحار، ج ۴۵، ص ۱۲۹، ریاض القدس، ج ۲، ص ۱۸۱۔ حضرت اُم کلثومؑ نے پوچھا: اس شہر کا کیا نام ہے؟ کہا گیا: حلب۔

آپؑ نے بددعا فرمائی: خداوند تعالیٰ یہاں کے ہر قسم کے اناج، سبزیوں، کھجوروں کو تباہ کر دے، یہاں کے پانی کو کڑوا کر دے، ان پر ظالموں کا ظلم ہمیشہ جاری و ساری رہے۔ اگر دنیا عدل و انصاف سے بھر جائے پھر بھی ہمارے لیے ان کی طرف سے سوائے ظلم و جور کے اور کچھ نہ ہوگا۔

عوالم، ج ۱۷، ص ۴۲۷، حضرت اُم کلثومؑ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ تمہاری کثرت کو ہلاک کرے اور ان حکمرانوں کو مسلط کرے، جو تمہیں قتل کریں۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ سن کر حضرت امام زین العابدینؑ نے رو دیا اور فرمایا:

هُوَ الزَّمَانُ فَمَا تَفْنِي عَجَائِبُهُ

مِنَ الْكِرَامِ وَمَا تَهْدِيْ مَصَائِبُهُ

"یہ وہ زمانہ ہے، جس کے نت نئے روز نئے نئے عجائب ہیں۔ کائنات کے شرفاء پست و دنی صفت لوگوں کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہیں"۔

منزل دیر راہب①

صاحب ریاض القدس، ج ۲، ص ۲۸۲ کی روایت کے مطابق یہ لوگ بعلبک سے روانہ ہوئے اور راہب کے گرجا میں پہنچے۔ وہاں امام سجادؑ نے زمانے کے حالات اور وہ سلوک جو ان کے ساتھ کیا جا رہا تھا، اپنی زبان مبارک پر جاری فرمایا:

هذا الزمان فما تفنى عجائبه — عن الكرام وما يهدى مصائبه

فليت شعرى الى كم ذا بجاذبنا؟ — صروفه والى كم ذا نجاذبه

يسرونا على الاقتاب عارية — وسائق العيس يحمى عنه غالبه

كاننا من بنات الروم بينهم — او كلما قاله المختار كاذبه

كفرتم برسول الله ويحكم — يا أُمة السوء لاحلت مذاهبه

"زمانے کے عجائبات ختم ہونے والے نہیں ہیں۔ روزانہ نئی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ اِدھر دیکھو کائنات کے شرفا ان

---

① راہب: عیسائی عابد۔ ریاض القدس، ج ۲، ص ۲۸۲، تذکرۃ الشہداء، ص ۴۰۸، وابی مخنف، ص ۱۷۳، تاریخ، ج ۲، ص ۱۱۱، روضۃ الشہداء، ص ۲۹۷، نفس المہموم، ص ۳۲۲، قمقام، ص ۵۴۵، ۵۵۰، تذکرۃ ابن جوزی، ص ۱۲۷، مقتل مقرم، ص ۲۳۶، محرق القلوب نراقی، ص ۳۰۲، عوالم، ج ۱۷، ص ۳۹۹۔ ان تمام ارباب نے اس واقعہ کو اپنے اپنے مقاتل میں نقل کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

پست لوگوں کے ہاتھوں اسیر ہیں۔ کاش مجھے معلوم ہو جائے گردش روزگار نے ہمیں کس قدر اپنی طرف کھینچ رکھا ہے؟ اور کس قدر ہم نے اس کو قبول کیا ہوا ہے؟ ہمیں بے کجاوہ و بے پالان اُونٹوں پر سوار کیا جاتا ہے۔ کمینے و پست لوگ کس قدر عیش و عشرت میں ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہم ملک روم کے اسیر ہیں اور ہمارا اسلام کے ساتھ کوئی رابطہ ہی نہیں ہے حالانکہ ہم تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں۔ یا جو کچھ احمد مختار نے فرمایا۔ ان کے نزدیک اُن کے فرمان کی کوئی حیثیت نہیں۔ اے اُمت بد! تم پر افسوس ہے تم نے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کا انکار کر دیا ہے اور اس کے تمام راستوں کو تنگ و تاریک کر دیا ہے"۔

جب لشکر ابن زیاد راہب کے معبد پر پہنچا تو وہاں پڑاؤ ڈال دیا۔ سرہائے شہدا کو معبد کی طرف رکھ دیا اور اسیرانِ اہلِ بیتؑ کو اپنے لشکر کے ایک طرف جگہ دی اور خود عشرت و سرور کی محفل میں مشغول ہو گئے۔ اِدھر اہلِ بیت رسولؐ آہ و زاری میں مصروف ہو گئے۔

لم انس فاطم وهی تبکی من اسی	بسکینة والقلب منها موجع
فی السبیی حاسرة وتستر وجهها	خجلا بفاضل ردتها وتبرقع
صرخت الا یاعمتاه یقضی ابی	فی علته والبیض منه تقنع
یاعمتاه یمسی ابی فوق الثری	وعلیه تختلف الریاح الاربع
من ذا یغسله وفی الاکفان یدرجه	وللنعش الشریف یشیع
امن یواری جسمه وعلیه	فی رفق جبل ترابه ویودع

Presented by Ziaraat.Com

"امام حسینؑ کی یتیم بیٹیاں دشمن کی قید و بند میں ایک بہت بڑی مصیبت میں تھیں لیکن وہ اپنے تن و من کو بھول چکی تھیں۔ اُنھیں اپنی مصیبت ہیچ معلوم ہوتی تھی۔ ان کے سامنے صرف اور صرف ان کے پدر مظلوم کے مصائب تھے۔ وہ اپنے مظلوم باباؑ کو یاد کر کے روتی رہتی تھیں۔ ان کی زبانوں پر یہ بات تھی۔ ہائے ان کے بابا کا لاشہ دشت و کربلا میں پارہ پارہ ہو چکا تھا۔ خاک و خون میں غلطان تھا، بے کفن و بے دفن تھا۔ امامؑ کی بیٹی فاطمہ اپنی پھوپھی سے پوچھتی تھیں: اے پھوپھی جان! میرے بابا کا لاشہ کربلا کی گرم زمین پر بے کفن پڑا تھا۔ ہوائیں گرد و غبار اُڑا کر ڈال رہی تھیں۔ سورج کی گرم شعاعیں اُن پر پڑ رہی تھیں۔ وہ اپنی پھوپھی سے سوال کرتی: اے پھوپھی جان! آیا کسی نے میرے بابا کو غسل دیا ہوگا؟ میرے بابا کو کفن پہنایا ہوگا؟ کیا کسی نے میرے بابا کو دفن کیا ہوگا؟ کیا کسی نے تشییع جنازہ کیا ہوگا؟ یا جس طرح ہم نے اپنے بابا کو دیکھا تھا ہمارا بابا اُسی حال میں ہوگا؟"

احوال دَیرِ راہب

جب رات نے اپنے ڈیرے جما لیے اور ہر طرف اُس کی تاریکی چھا گئی اور پورے ماحول پر سناٹے کی حکمرانی قائم ہو چکی تھی۔ راہب نے اپنے عبادت خانے میں تسبیح و تقدیس کی خوبصورت آواز سنی۔ ایک نور پیدا ہوا، جس نے پورے عالم کو روشن کر دیا اور اس کے پرتو سے اس کا معبد منور ہو گیا، راہب نے سرِ اطہر کو اپنے معبد سے باہر دیکھا جو نیزہ کی نوک پر سوار تھا، وہ نور اس سرِ مبارک سے عمودی شکل میں آسمان کی

Presented by Ziaraat.Com

طرف سفر کر رہا تھا۔ جب راہب نے آسمان کی طرف دیکھا تو آسمان کے دریچے کھل گئے، فرشتے ہیں جن کو شمار کرنا مشکل ہے۔ وہ زمین کی طرف چلے آرہے ہیں۔ جب وہ اس سر مبارک کے قریب آئے تو کہا: السلام علیك یابن رسول اللّٰه، السلام علیك یا أبا عبداللّٰه۔

راہب نے جب یہ پُر ہیبت منظر دیکھا تو اُس کے جسم میں لرزا پیدا ہو گیا اور گریہ و نالہ شروع کر دیا۔ پھر اُسے یقین ہو گیا یہ سر کوئی غیر معمولی سر ہے بلکہ زمین و آسمان کا حاکم ہے۔ پھر وہ اپنے عبادت خانہ سے نیچے اُترا اور ان لوگوں سے پوچھا: تمہارا امیر کون ہے؟ اس سر مبارک کا موکل کون ہے؟ خولی بن یزید کا نام لیا گیا۔

راہب نے خولی کی طرف دیکھا اور پوچھا: یہ سر کس بزرگوار کا ہے؟

خولی نے کہا: حسینؑ بن علیؑ کا سر ہے، ان کی ماں کا نام فاطمہ زہراؑ ہے جو محمد مصطفیٰؐ پیغمبر کی بیٹی تھیں۔

راہب نے کہا: تمہارے لیے ہلاکت و بربادی ہے تم نے اپنے نبیؐ کے بیٹے کو قتل کر دیا اور بدترین آدمی کی اطاعت کر لی ہے۔ ہماری کتب اور ہمارے علما نے تم لوگوں کے کردار کے بارے میں خبر دی ہے۔ انھوں نے کہا: جب وہ لوگ اُس بزرگوار کو قتل کریں گے تو آسمان سے خاک و خون کی بارش ہو گی۔ پچھلے دنوں میں نے آسمان سے خون کی بارش دیکھی۔ اس بارے میں حیران تھا کہ راز کیا ہے؟ آج معلوم ہوا ہے کہ اُس دن وصی پیغمبرؐ کو قتل کیا گیا تھا کیونکہ ایسی علامات صرف اسی امر کے لیے ہوتی ہیں۔ اب میری درخواست ہے یہ سر مبارک میرے حوالے کر دو، جب یہاں سے جانا تو لے لینا۔

خولی ملعون نے کہا: ایسا نہیں ہو سکتا، میں یہ سر یزید کے پاس لے جا رہا ہوں۔ اُس سے انعام حاصل کروں گا۔

Presented by Ziaraat.Com

راہب نے کہا: تم یزید سے کیا لو گے؟ اس نے کہا: دو ہزار مثقال۔

راہب نے کہا: یہ سیم و زر لے لو اور سر میرے حوالے کرو۔ راہب نے خولی کا مطالبہ پورا کیا اور خولی نے سر مبارک راہب کے حوالے کیا، اس وقت سر مبارک نوک سناں پر تھا۔ راہب نے اس سر کو اپنے ہاتھوں میں نہایت ادب و احترام کے ساتھ لیا۔ اس کے بوسے لیے اور خوب گریہ کیا اور عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! بخدا! مجھ پر یہ امر بھاری ہے کہ میں نے آپ کے ہم رکاب ہو کر اپنی جان آپؑ پر قربان نہ کر سکا، لیکن اے ابا عبداللہ! جب اپنے نانا بزرگوار سے ملاقات کرنا تو میرے خلوص و محبت سے انھیں آگاہ فرمانا، اور میری گواہی دینا، میں آپؑ کے سامنے کلمۂ شہادت پڑھ رہا ہوں: اشهد ان لا اِلٰه الا الله واحده لاشريك وان محمداً صلى الله عليه وآله رسول الله وان علياً ولى الله وانك الامام۔

پھر راہب نے چشم گریاں سر ان ملاعین کے حوالے کیا اور اپنے معبد کی طرف لوٹ گیا۔

ان ملاعین نے وہ مال آپس میں تقسیم کر لیے، جب وہ ان کے ہاتھ پر آئے تو ٹھیکری میں بدل گیا اور اس ٹھیکری پر لکھا تھا:

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ [1]

روضۃ الشہداء اور دیر راہب

صاحب روضۃ الشہداء نے اپنی سند کے ساتھ ابوسعید دمشقی کی روایت نقل کی ہے۔ (روضۃ الشہداء، ص ۲۹۷)

---

[1] تاریخ، ج ۳، ص ۱۱۵، ایک طرف کی تحریر تھی: لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ، اور دوسری طرف لکھا ہوا تھا: وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا ...... الخ۔ خولی ملعون نے کہا: انا لله وانا اليه ... حسر الدنيا والاخرة۔ ایک دوسرے سے کہا: اس کو راز رکھنا۔

Presented by Ziaraat.Com

راوی کہتا ہے: میں حاملین سر سید الشہداء کے ہمراہ تھا۔ ہم سب شام جا رہے تھے۔ جب ہم دمشق کے قریب پہنچے تو ہمیں خبر ملی۔ مسیب بن قعقاع خزاعی نے ایک لشکر جمع کر لیا ہے۔ وہ شب خون مارنے کا ارادہ رکھتا ہے اور ان سروں کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ لشکر کے امرا نے بڑی احتیاط کے ساتھ راستہ طے کیا اور رات کو دیر راہب کو محفوظ جگہ خیال کرتے ہوئے پڑاؤ ڈالا۔

راوی کہتا ہے: شمر اس دیر کے قریب آیا اور آواز دی تو ایک بوڑھا دیر کی چھت پر آیا تو اُس نے لشکر کو ملاحظہ کیا، اس کے دیر کے ہر طرف سوار و پیادہ لوگ کھڑے ہیں اور ان کے درمیان شمر آواز بلند کیے ہوئے ہے۔

راہب نے پوچھا: یہ کیسا لشکر ہے اور تم کون ہو؟

شمر نے کہا: ہم ابن زیاد کے ملازم ہیں، دمشق جا رہے ہیں۔

اس بوڑھے نے کہا: تم کس غرض سے دمشق جا رہے ہو؟

انھوں نے کہا: عراق میں ایک شخص نے یزید کے خلاف بغاوت کی۔ ہم نے اس کے ساتھ جنگ کی اور اُسے قتل کر دیا اور یہ اُن کے سر ہیں جن کو ہم نے نیزوں پر نصب کر رکھا ہے۔ اور اُس کی اہلِ بیت کو قیدی بنا لیا ہے اور یزید کی طرف جا رہے ہیں۔

اُس بوڑھے نے ان سروں کو دیکھا اور کہا: ان کا امیر کون تھا؟

انھوں نے امام حسینؑ کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ بوڑھے نے سید الشہداء کے سر سے اپنے جسم میں ایک ہیبت محسوس کی، بوڑھے نے پوچھا: تم ادھر کیوں آئے ہو؟

شمر نے کہا: ہم نے سنا ہے، کچھ لوگ ہم پر شب خون مارنا چاہتے ہیں۔ ان کے خوف سے یہاں آئے ہیں اور وہ ان سروں کو ہم سے چھیننا چاہتے ہیں اس لیے ہم اِدھر آئے ہیں۔

بوڑھے نے کہا: میرا یہ دیر بہت چھوٹا ہے تمہارا لشکر بہت بڑا ہے، ہاں البتہ

Presented by Ziaraat.Com

ان سروں کو اوران خواتین کو میرے ڈیرے کے اندر بھیج دو اور تم ڈیرے کے باہر پڑاؤ ڈالو۔ یہ ملاعین ساری رات ہوشیار و بیدار رہے۔

شمر کے کہنے پر ان لوگوں نے سر مبارک کو ایک مضبوط صندوق میں بند کیا، اُسے قفل لگایا اور ایک حجرہ میں رکھ دیا اور اُس کے دروازہ کو باہر سے مقفل کر دیا۔ پھر یہ لوگ ڈیرے سے باہر چلے گئے۔

امام زین العابدینؑ اپنے اہلِ بیتؑ کے ساتھ ڈیرے کے اندر تشریف لائے۔ اس بزرگ نے انھیں رات بسر کرنے کے لیے اچھی جگہ دی۔ جس حجرہ میں وہ صندوق رکھی گئی تھی، جس میں سر مبارک تھا، اس بزرگ نے اس کے اردگرد چکر لگانے شروع کیے۔ اچانک اس نے دیکھا وہ حجرہ جس میں صندوق رکھا ہوا تھا بغیر شمع و چراغ کے روشن ہوگیا۔ وہ بزرگ حیران ہوا، یہ روشنی کہاں سے آگئی ہے۔ اس حجرہ کے پہلو میں ایک اور حجرہ تھا۔ ان کی درمیانی دیوار میں روزن تھے۔ بزرگ اس حجرہ میں آیا اور اس سوراخ سے دیکھا تو روشنی پہلے سے بھی زیادہ تھی۔ اور یہ روشنی لحہ بہ لحہ بڑھ رہی تھی۔ آخر نوبت بہ ایں جا رسید کہ اسے اس نور کے مشاہدہ کی تاب نہ رہی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اس حجرے کی چھت میں شگاف پڑ گیا اور ایک نورانی عماری اُتری۔ اس عماری سے ایک خوبصورت خاتون باہر آئی، جس کے ساتھ بہت سی کنیزیں تھیں۔ وہ آواز دے رہی تھیں: راستہ دو! راستہ دو! پوری کائنات کی اماں حضرت حواؑ تشریف لا رہی ہیں۔ اس طرح حضرت اسحاقؑ کی ماں جنابِ سارہؑ اور جنابِ اسماعیلؑ کی ماں جنابِ ہاجرہؑ تشریف لائیں۔ اس طرح جنابِ یوسفؑ کی ماں راحیل، جنابِ شعیبؑ کی بیٹی صفورا، جنابِ موسیٰؑ کی خواہر جنابِ کلثومؑ، جنابِ آسیہ زنِ فرعون، جنابِ مریمؑ مادر جنابِ عیسیٰؑ یہ بھی تشریف لے آئیں۔

اچانک ایک دوسری عماری اُتری، جس میں حضرت خدیجہ کبریٰؑ اور پیغمبر اکرمؐ

Presented by Ziaraat.Com

کی کچھ ازدواج تشریف فرما تھیں، وہ بھی اس صندوق کے پاس آئیں اور سر مبارک کی زیارت کی۔ اچانک نالہ وزاری اور آہ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں۔

ایک اور عماری نور اتری اور اس بزرگ نے آواز سنی، اب اس سوراخ سے مت دیکھنا۔ خاتون قیامت تشریف لاتی ہیں۔ یہ بزرگ غائب حیرت کی وجہ سے بے خود ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو اس نے اپنے سامنے ایک پردہ دیکھا لیکن پردے کے پیچھے سے رونے کی آوازیں اس کے کانوں میں آرہی تھیں۔ اس نے سنا ان خواتین میں سے ایک خاتون صندوق کے قریب آئی اور کہا: السلام علیک، اے ماں کے مظلوم بیٹے! اے شہید مہموم، اے غریب مغموم، اے نور دیدہ سن! اے فرزند پسندیدہ سن! پریشان مت ہو، میں تیرے دشمنوں سے انتقام لوں گی۔

ان باتوں کو سن کر یہ بزرگ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو پہلے والا منظر غائب تھا۔ وہ خواتین تھیں اور نہ عماریاں اور نہ رونے کی آوازیں۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا، اُس حجرہ سے باہر آیا۔ اس حجرہ کے دروازے پر آیا جہاں صندوق رکھی تھی۔ اس کا تالہ توڑا، اندر آیا صندوق کا قفل توڑا۔ صندوق کو کھولا۔ پھر اس صندوق کے سامنے اس نے اپنے آپ کو خاک پر گرا دیا۔ خاک میں اپنے آپ کو غلطان کیا اور پھوٹ پھوٹ کر روتا رہا۔ پھر سر مبارک کو باہر کیا اور اُسے مشک و گلاب سے غسل دیا اور سجادہ پر رکھ دیا اور دو شمع روشن کیں۔ نہایت ادب کے ساتھ دو زانو ہو کر سر کے سامنے بیٹھ گیا۔ سر مبارک کو دیکھتا بھی تھا اور روتا بھی تھا۔ روتے ہوئے عرض کیا: اے سر! سرورانِ عالم! اے بہتران بنی آدم! میرا یقین ہے تو ان لوگوں میں سے ہے جن کے اوصاف میں نے تورات میں دیکھے ہیں، انجیل میں دیکھے ہیں، میں تمہیں اس ذات کا واسطہ دیتا ہوں، جس نے تجھے یہ مقام و منزلت عطا کیا ہے۔ عصمت و طہارت کی مالکہ خواتین تیری زیارت کے لیے تشریف لائیں، مجھے بتا! تو کون ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

اذن پروردگار سے سید الشہداء کے سر نے اپنی گفتگو کا آغاز کیا: اے میرے بزرگ!

اَنَا الْمَظْلُومُ ..... میں ستم رسیدہ ہوں۔

اَنَا الْمَهْمُومُ ..... میں غم دیدہ و محنت کشیدہ ہوں۔

اَنَا الْمَقْتُولُ ..... میں دشمنوں کی تلواروں کا کشتہ ہوں۔

اَنَا الْغَرِيْبُ ..... میں عالم سفر میں ذبح کیا گیا ہوں۔

ستم خستہ بے دلی ناتوانی   نہ یاری نہ کاری نہ خانی نہ مانی

اسیری غریبی شہیدی حزینی   نہ ہمراہ یاری نہ از کس امانی

اس بوڑھے نے کہا: بیّنی ..... وضاحت فرمائیں۔

تو سید الشہداء کے سر انور سے آواز آئی: اے بوڑھے! کیا تو میرا حسب و نسب پوچھنا چاہتا ہے؟ یا میرا سوز تشنگی و گشنگی کے بارے پوچھنا چاہتا ہے؟ اگر میرے نسب کے بارے پوچھنا چاہتا ہے: (اَنَا ابنُ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى) "میں حضرت محمد مصطفیٰ پیغمبر خدا کا بیٹا ہوں"۔

اَنَا ابْنُ الْوَلِيِّ الْمُرْتَضٰى "میں علی ولی مرتضیٰ کا بیٹا ہوں"۔

من نور دو چشم مصطفایم   فرزند علی مرتضایم

سر دفتر خاندان خویشم   بگزیدہ حضرت خدایم

نی نی کہ غریب و مستمندم   مظلوم شہید کربلایم

"میں حضرت محمد مصطفیٰ کی آنکھوں کا نور ہوں، میں حضرت علی مرتضیٰ کا فرزند ہوں، میں اپنے خاندان کا سید و سردار ہوں، خداوند تعالیٰ نے مجھے یہ عظمت بخشی ہے۔ اب میں مظلوم و مسافر ہوں اور کربلا کا شہید ہوں"۔

Presented by Ziaraat.Com

جب اس دیر کے بزرگ نے یہ کلام سنا تو اس نے اپنے تمام مریدوں کو بلایا جن کی تعداد بہتر تھی۔ اور انھیں صورت احوال سے آگاہی دی۔ جب انھوں نے سنا تو انھوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ نالہ وشیون بلند کیے پھر سب مل کر امام زین العابدینؑ کے حضور تشریف لائے تو انھوں نے اپنے گلے میں لگی صلیبوں کو توڑ ڈالا اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا اور امامؑ کے ہاتھوں اور پاؤں کے بوسے لینے شروع کیے۔

پھر عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! آپ اجازت دیں تا کہ ان ملاعین پر شب خون ماریں اور انھیں قتل کریں۔

آپؑ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ یہ لوگ آہستہ آہستہ اپنے انجام تک پہنچ جائیں گے۔

صاحب مقتل ابی مخنف نے تھوڑے سے تفاوت کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا ہے۔

صاحب محرق القلوب ص ۲۰۱ نے نقل کیا ہے۔ جب راہب سے ان لوگوں نے سر طلب کیا۔ تو راہب نے ان لوگوں سے کہا: تمھارے امیر سے میرا ایک کام ہے جب شمر قریب آیا تو راہب نے کہا: میں تجھے اللہ اور اس سر کے جد امجد کی قسم دیتا ہوں اس سر کو صندوق میں رکھ۔ اس کی توہین نہ کر کیونکہ صاحب سر خداوند تعالیٰ کے مقربان میں سے ایک ہے۔ شمر نے بزرگ کی بات کی حامی بھری ۔۔۔۔ الخ۔

تذکرۃ الشہداء، ص ۴۰۹ میں روایت ہے: اس راہب نے اس واقعہ کے رونما ہونے سے قبل خواب میں حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا۔ انھوں نے فرمایا: کل تیرے پاس ایک گمراہ و فاسق لشکر آئے گا۔ ان کی تحویل میں کچھ قیدی ہوں گے وہ قیدی ذات احدیت کی بارگاہ میں ایک بہت بڑی عزت وعظمت رکھتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

علامت یہ ہوگی، وہ ایک کنیز کو تیرے پاس بھیجیں گے۔ اس کا نام شیریں ہے۔ جب وہ خواب سے بیدار ہوا تو اُس نے اپنے دیر کے دروازہ پر دستک سنی۔ جب پوچھا تو کون ہے؟ تو اُس نے کہا: میں شیریں ہوں۔ راہب نے فوراً دروازہ کھولا، پوچھا: کیا کام ہے؟ اُس نے کہا: امام سجادؑ فرماتے ہیں جو کچھ تجھے جناب عیسیٰؑ نے فرمایا اس فرمان پر عمل کر، پس راہب انواع واقسام کے لباس اور کھانے لایا اور امامؑ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ پس امامؑ نے شیریں کا عقد اس کے ساتھ کر دیا۔ (تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ شیریں کے واقعہ کی کوئی سند نہیں ہے۔ مترجم)

واقعہ در راہِ شام

صاحب بحار نے ج ۴۵، ص ۱۷۲، کتاب مناقب قدیم سے ایک واقعہ نقل کیا ہے: جب ابن زیاد کے سپاہی سرہائے شہدا کو شام لے جا رہے تھے۔ انھوں نے راستے میں ایک یہودی کے گھر کے قریب منزل کی۔ جب رات ہوئی تو انھوں نے خوب شراب پی اور پھر اپنے آپ میں نہ رہے۔ جب یہودی ان کے پاس آیا تو انھوں نے کہا: ہمارے پاس حسینؑ کا سر ہے۔ یہودی نے کہا: وہ کہاں ہے؟ انھوں نے صندوق کی طرف اشارہ کیا۔ سر مبارک صندوق کے اندر تھا۔ نور کی شعاعیں اس صندوق سے پھوٹ رہی تھیں اور آسمان سے ٹکرا رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر یہودی حیران ہوا، ان سے سر کو بطور امانت حاصل کیا اور سر مبارک کے حضور عرض کیا:

اے صاحب سر! اپنے جد بزرگوار کے حضور میری بخشش کی سفارش کر۔ باذن خدا سر مبارک نے فرمایا: ہماری شفاعت ان لوگوں کے لیے ہے جو حضرت محمدؐ پر ایمان لانے والے ہیں اور تو ان پر ایمان لانے والا نہیں ہے۔ پس اُس یہودی نے اپنے گھر والوں کو جمع کیا اور سر مبارک کو اُٹھایا، ایک طشت میں رکھا۔ گلاب وکافور ومشک وعنبر سے غسل دیا۔ اپنے گھر والوں سے کہا: یہ سر مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

Presented by Ziaraat.Com

بیٹی کے بیٹے کا ہے۔ پھر سر مبارک سے مخاطب ہو کر کہا: اے کاش! میں تمہارے نانا کو نہ پاسکا ورنہ ان کے ہاتھ پر اسلام لاتا۔

اے کاش میں آپ کو آپ کی زندگی میں نہ پاسکا ورنہ آپ کے ہاتھ پر اسلام لاتا اور آپ کے ہم رکاب ہو کر جہاد کرتا؟

اگر اس وقت میں مسلمان ہو جاؤں کیا میری شفاعت کریں گے؟

باذنِ خدا سر مبارک گویا ہوا اور بازبان فصیح فرمایا: اگر تو مسلمان ہو جائے تو میں تیری شفاعت کروں گا۔ یہ کلمات تین مرتبہ ادا فرمائے پھر ساکت ہو گئے۔ پس یہودی اور اُس کے تمام اقربا مسلمان ہو گئے۔

علامہ مجلسی فرماتے ہیں: شاید یہ وہی قنسرین والا یہودی ہے جو سر مقدس کی وجہ سے مسلمان ہوا تھا۔ جوہری جرجانی نے اس کے اشعار کا ذکر کیا ہے جو اُس نے امام حسینؑ پر بطور مرثیہ کہے تھے۔

منزل حرانؑ ①

روضۃ الشہداء، ص ۲۹۳ اور ریاض القدس، ج ۲، ص ۲۷۷ نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے: صاحب ناسخ، ج ۳، ص ۱۱۵ نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ صاحب روضۃ الاحباب جو علمائے اہلِ سنت کے ثقہ عالم ہیں، انھوں نے بھی اپنی کتاب میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ یہاں ایک یحیٰ حرانی نامی یہودی رہتا تھا، اس کا گھر حران کے بالکل قریب ایک ٹیلے پر تھا۔ جس دن اسیرانِ اہلِ بیتؑ دیر راہب سے حران کی طرف روانہ تھے۔ اسے معلوم ہوا کہ آج کچھ قیدی اور شہدا کے سر حران لائے جانے والے ہیں۔ یحیٰ اپنے گھر سے باہر نکلا اور ٹیلے سے نیچے اُتر آیا اور ان کے انتظار میں بیٹھ گیا۔

① حران وہ شہر ہے جس میں حضرت ابراہیمؑ نے آتشِ نمرود کے بعد اس شہر میں قیام فرمایا تھا۔ طوفان نوحؑ کے بعد سب سے پہلا شہر جو بنا وہ حران ہے۔ (المراصد)

Presented by Ziaraat.Com

اچانک اس کی ابن زیاد کے لشکر پر نگاہ پڑی، اس نے دیکھا: کٹے ہوئے سر ہیں، جو نیزوں پر بلند ہیں۔ کچھ قیدی ہیں، جن میں مستورات اور چھوٹے بچے ہیں۔ ان لوگوں نے ان کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا ہوا ہے، جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ان سروں کے درمیان یحییٰ کی نگاہ سر ہمایوں فرزند مصطفیؐ پر پڑی، جس کے حُسن و جمال کی درخشندگی سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں۔ یحییٰ نے ایسا حُسن و جمال زندگی بھر نہیں دیکھا تھا۔ اس نے غور سے دیکھا تو ان کے لب ہائے مبارک میں حرکت ہے۔ نزدیک ہوا اپنے کان کو ان لبوں کے قریب کیا تو سنا، آواز آ رہی تھی: وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔

جب یحییٰ نے یہ منظر دیکھا اور آیت کریمہ سنی تو بحر حیرت میں ڈوب کر رہ گیا۔ پھر بے ساختہ اُٹھا اور کسی سپاہی سے پوچھا۔ یہ سر کس کا ہے؟ اُس نے کہا: یہ حسینؑ بن علیؑ مرتضیٰؑ کا سر ہے!

اس نے کہا: ان کی والدہ کا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا: حضرت فاطمہؑ جو حضرت محمد مصطفیٰؐ کی بیٹی تھیں۔ پھر اُس نے پوچھا: یہ قیدی کون لوگ ہیں؟ اُس نے کہا: یہ حسینؑ کی اہل بیتؑ ہیں۔ یحییٰ نے ہائے ہائے کرنا شروع کیا، پھوٹ پھوٹ کر رویا اور کہا: خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا جس نے اپنی حقیقت مجھ پر ظاہر کر دی، شریعت محمدیؐ کے علاوہ تمام راستے گمراہی کی طرف جاتے ہیں اور ہمیشہ کے لیے جہنم ہے۔ اتنے بڑے مصائب و آلام سوائے انبیاءؑ کے خانوادوں کے کہیں اور نہیں دیکھے جا سکتے۔ اس خانوادہ پر مصائب کی کوہ گرانیاں اس امر کی دلیل ہے کہ حق و حقیقت ان کا طواف کر رہی ہے۔ ان کے علاوہ سب جھوٹ و فریب ہے۔ پس اس نے کلمہ شہادتین پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔[1]

---

① روضۃ الشہداء ص ۲۹۳ کے بقول: اس نے اپنا عمامہ سر سے اُتارا، اس کے ٹکڑے کیے اور خواتین اہل بیتؑ کی خدمت میں پیش کیے۔ یحییٰ خز کا جامہ پہنے ہوئے تھے۔ وہ اُتارا، ایک ہزار درہم امام زین العابدینؑ کو پیش کیے۔ سپاہیوں نے اسے منع کر دیا اور کہا: یہاں سے چلا جا ورنہ قتل ہو جائے گا۔ اس نے اپنے خادم

Presented by Ziaraat.Com

پھر اپنے گھر سے سامانِ خوراک اور لباس چادریں لے آیا لیکن بہانوں نے منع کر دیا اور اُسے یزید کے قہر وغلبہ سے ڈرایا لیکن اسے حسینؑ سے عشق ہو چکا تھا جب کسی کو کسی سے عشق ہو جاتا ہے تو عاشق اپنے سود و زیاں کی پرواہ نہیں کرتا۔ اس نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور ان ملاعین پر حملہ کر دیا، خوب جنگ کی۔ آخرکار شربت شہادت پی کر ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لی۔ انھیں حمان کے دروازے پر دفن کر دیا گیا۔ آپ یحییٰ شہید کے نام سے مشہور ہوئے۔①

منزل عسقلان

بروایت روضۃ الشہداء، ص ۴۰۰، یہ لشکر مختلف منازل و مراحل طے کرتا ہوا شہر عسقلان پہنچا۔ یعقوب عسقلانی شام کے امیروں میں سے تھا۔ میدانِ کربلا میں بھی موجود تھا۔ اُس کا اس شہر کی حکومت کے ساتھ ایک تعلق تھا۔ ابن زیاد کے اس لشکر کے ہمراہ تھا۔ اس نے حکم دیا کہ شہر کی آئینہ بندی کی جائے۔ اُس کے حکم پر رقص و سرود کی محفلیں سجائی گئیں۔ شراب کی محفل برپا کی گئی۔ پورے شہر میں عید کا سماں نظر تھا۔ اہلِ بیتؑ کے اسیروں کو شہدا کے سروں کے ساتھ شہر میں پھرایا جا رہا تھا۔

راوی کہتا ہے: اُس دن زریر خزاعی نامی جوان عسقلان کے بازار میں آیا ہوا تھا۔ اُس نے کسی سے پوچھا: آج یہ خوشی و مسرت کی محفلیں برپا ہیں، شہر کو آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

اُس شخص نے کہا: تو مسافر لگتا ہے؟ زریر نے کہا: ہاں میں مسافر ہوں، کل یہاں آیا آج یہ حالت دیکھی ہے، مجھے کچھ معلوم نہیں کہ واقعہ کیا ہے؟

کو کہا: تلوار لے آئے۔ جب تلوار آئی تو نعرۂ تکبیر بلند کر کے ان پر حملہ کر دیا اور ان کے پانچ نفر قتل کر دیے۔ خود بھی درجہ شہادت پر جا پہنچا۔

① یحییٰ کی قبر پر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ (روضۃ الشہداء، ص ۳۹۳)

Presented by Ziaraat.Com

اُس شخص نے جواب دیا: کچھ لوگوں نے یزید کی مخالفت کی اور یزید کی اطاعت سے انکار کیا تو امرائے شام اور کوفہ نے انھیں قتل کر دیا۔ یہ سر انھی لوگوں کے ہیں۔ یہ اسیر انھی کے اہلِ بیتؑ ہیں۔

ذریر نے پوچھا: یہ لوگ مسلمان تھے یا مشرک؟

اُس نے کہا: وہ مسلمان تھے لیکن اُنھوں نے خلیفۂ وقت کے خلاف بغاوت کی تھی۔

اس نے پوچھا: یزید کے خلاف کیوں بغاوت کی؟

اُنھوں نے جواب دیا: ان کا امیر کہتا تھا: خلافت کا اہل وہ ہے یزید نہیں ہے کیونکہ میرے والد اور بھائی بھی امامؑ تھے۔

ذریر نے کہا: ان کے امیر کے والد کا نام کیا تھا؟

جواب دیا گیا: انھیں ابوتراب کہا جاتا ہے، ان کا نام علی بن ابی طالبؑ ہے۔ ان کے بھائی کا نام حسنؑ ہے، جس نے یزید کے باپ کے ساتھ صلح کر لی تھی۔

پھر پوچھا: ان دونوں بھائیوں کی والدہ کا کیا نام ہے؟

جواب دیا گیا: وہ ہمارے پیغمبرؐ کی بیٹی تھیں، جن کا نام فاطمہ زہراؑ ہے۔

جب ذریر نے یہ سنا تو اُس کے تن من میں آگ لگ گئی، ان اُونٹوں کی طرف روانہ ہوا جن پر اسیر سوار تھے۔ باچشم گریاں حضرت امام زین العابدینؑ پر نگاہ کی تو آپؑ نے پوچھا: اے جوان تو کون ہے؟ ذریر نے کہا: میں مسافر ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: تمام لوگ خندان و فرحان اپنی مستی میں مست ہیں تو کیوں حیران و پریشان ہے اور آنسو بہا رہا ہے۔

ذریر بولا: اے کاش! میں اس شہر میں آیا ہی نہ ہوتا اور نہ آپؑ لوگوں کا تعارف ہوتا۔ جو کچھ آپؑ لوگوں پر گزر رہی ہے افسوس میرا قبیلہ دُور رہتا ہے اور میں یہاں

Presented by Ziaraat.Com

مسافر ہوں ورنہ آپؑ کی مدد کرتا۔ آپؑ کے دشمنوں سے پوچھ لیتا اور ان کو اپنی اوقات کا پتہ چل جاتا۔ میری قربانی کی داستان ہمیشہ یاد رکھی جاتی۔

امامؑ نے فرمایا: اے جوان! اس سپاہی کے پاس جا، جس کے ہاتھ میں میرے والد گرامی کے سر مبارک کا نیزہ ہے۔ وہ اس سر کو ان اُونٹوں سے دُور لے جائے تا کہ لوگ اُدھر متوجہ ہو جائیں اور ہماری خواتین کا پردہ بچ جائے۔

ذُریر نے اس آدمی کو پچاس دینار دیئے کہ وہ سر مقدس کو دوسری طرف لے جائے۔ ذُریر واپس آیا اور امامؑ کے حضور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کوئی اور خدمت ہو تو بجا لاؤں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر تیرے پاس چادریں ہیں تو لے آ اور ہماری خواتین کو پیش کر۔

ذُریر ہر بی بی کے لیے دو دو چادریں لے آیا اور پیش کر دیں اور حضرت امام سجادؑ کے لیے جبہ اور عمامہ لے آیا۔ اس دوران ذُریر کی نگاہ شمر ملعون پر پڑی جو اپنی سواری پر سوار تھا اور مغرورانہ انداز میں حکم چلا رہا تھا۔ ذُریر کے دل میں غیرت دین اور حمیت اسلام نے جوش مارا اور دوڑ کر شمر کی طرف گیا اور اس کی سواری کی لگام کو پکڑ کر جھٹکا دیا اور کہا: اے لعین! بتا یہ سر کس کا ہے؟ جس کو تم نے نوکِ سنان پر رکھا ہوا ہے؟ یہ اہلِ بیتؑ کس کے ہیں، جن کو اپنا قیدی بنا رکھا ہے؟ تمہارے ہاتھ ٹوٹ پڑیں، تمہاری آنکھیں تاریک ہو جائیں، بربادی و ویرانی تمہارا مقدر ہو، تمہارے دل کی کائنات پریشان و پراگندہ ہو جائے۔

شمر لعین نے اپنے سپاہیوں کو آواز دی: ارے اس بے ادب کی خبر لو۔ ذُریر کو گھیر لیا گیا اور اس پر تیغ و خنجر سے حملہ کر دیا گیا۔

جب لوگوں نے یہ حال دیکھا تو انھوں نے بھی ان سپاہیوں کی معاونت میں ذُریر پر پتھراؤ شروع کر دیا۔ ذُریر کو کاری زخم آئے۔ لوگوں نے سمجھا وہ مر گیا ہے اُسے

Presented by Ziaraat.Com

چھوڑ کر چلے گئے۔ جب آدھی رات ہوئی، ذریر کو ہوش آیا إدھر اُدھر دیکھا۔ اُسے کوئی نظر نہ آیا، وہاں سے اُٹھا اور چل پڑا۔ عسقلان میں ایک زیارت گاہ تھی جس کو حضرت سلیمانؑ نے بنایا تھا۔ اسی زیارت گاہ میں بہت سے پیغمبروںؑ اور ان کی اولادیں دفن ہیں۔ ذریر نے اس زخمی حالت میں اس مشہد کی راہ لی۔ جب وہ یہاں آیا تو وہاں اُس نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو سر اور پاؤں سے ننگے تھے اپنے لباس کو چاک چاک کیا ہوا تھا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور ان کے سینے خراشیدہ تھے۔

ذریر نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ حالانکہ شہر کے تمام لوگ جشن منا رہے ہیں اور داد عیش دے رہے ہیں۔ ایک تم ہو جنھوں نے اپنی یہ حالت بنا رکھی ہے۔ وہ سب تہنیت میں ہیں اور تم تعزیت کی حالت میں ہو۔

انھوں نے جواب دیا: اے عزیز! یہ لوگ جو عید منا رہے ہیں یہ سب خارجی ہیں۔ ہمارا تعلق محبانِ اہلِ بیت رسولؐ اللہ کے ساتھ ہے۔ اگر تو دشمن ہے تو یہاں سے چلا جا اگر دوست ہے تو بیٹھ اور ہمارے ساتھ نالہ و زاری کر۔

ای شمع! بیا تا من و تو زار بگریم
کاحوال دل سوختہ ہم سوختہ داند

ذریر نے کہا: خداوند مجھے ان دشمنوں سے بچائے میں تو ابھی قاتلانِ امام حسینؑ کے ہاتھوں زخمی ہوا اور وہاں سے بچ کر نکلا ہوں اور ان کے خوف سے یہاں آیا ہوں، اپنا سارا مال دیا، اپنے زخم بھی دکھائے۔ پھر آلِ محمدؐ کی مصیبت میں رونے لگے اور افسوس کرنے لگے: کہنے لگے: کاش وہ کربلا میں ہوتے اور اپنی جانیں نثار کرتے یا قاتلانِ امامؑ سے انتقام لیتے۔

ذریر بولا: اب بھی ہم ان ظالموں سے انتقام لے سکتے ہیں۔ ذریر نے گھوڑے اور اسلحہ خریدا، ایک سو دس آدمیوں نے ان کی بیعت کی، ان لوگوں نے جمعہ کے دن

Presented by Ziaraat.Com

خروج کیا، خلیب کو قتل کیا اور ایک فوجی افسر کو گرفتار کرلیا۔ (ان کے مکمل احوال دوسری کتب میں ملاحظہ فرمائیں)

منزل مرزین

کامل بہائی، ج ۲، ص ۲۹۲ کے مطابق: منزل مرزین پہلی منزل ہے جو ملک شام کی حدود میں تھی۔ وہاں کا حاکم نصر بن عقبہ تھا۔ اس نے فتح کا جشن منایا۔ اپنے شہر کی آئینہ بندی کی اور ساری رات رقص و سرود کی محفل برپا کی۔ اچانک شہر کے اوپر بادل آیا، اس سے بجلی نکلی اور اس کی تمام آئینہ بندی کو جلا ڈالا۔

منزل میارفارقین[1]

کامل بہائی، ج ۲، ص ۲۹۲، عمر سعد اور شمر نے کہا: یہاں کے لوگ (اہل مرزین) شوم ہیں پھر وہاں سے میا فارقین چلے آئے۔ اس شہر کے امراء کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا۔ اُن میں سے ہر ایک چاہتا تھا سر ہائے شہدا اور اسیر اس کے دروازے سے داخل ہوں کیونکہ ان تمام لوگوں نے شہر کو سجا رکھا تھا۔ آخرکار ان کے درمیان جنگ ہوئی اور کئی ہزار آدمی مارے گئے۔ کوفہ کے یہ کتے دس دن اس شہر میں قیام پذیر رہے۔

منزل ھبذیر

کامل بہائی، ج ۲، ص ۲۹۲ کے مطابق: یہ کوفی لشکر شہر نصیبین سے شہر ھبذیر کی طرف چلا۔ یہاں کے لوگوں نے عہد کیا: ان کوفیوں کو خوراک اور سواریوں کے لیے چارہ وغیرہ نہیں دیں گے۔ ان کا کوئی احترام نہیں کریں گے۔ اگر ضرورت پڑی تو قتال کریں گے۔ کوفیوں کو جب پتہ چلا تو وہاں سے آگے نکل گئے۔

---

① ریاض القدس، ج ۲، ص ۲۶۶۔ میا: م مفتوح "یا" دشدد عورت کا نام ہے۔ فارقین شہر کا نام ہے۔ اس عورت نے اس کی بنیاد ڈالی۔ (قاموس)

Presented by Ziaraat.Com

منزل جوسیہ (حوسیہ)

بقول تذکرۃ الشہداء، ج ۲، ص ۲۸۸، خندق الطعام سے جوسیہ (شام کا دیہی علاقہ) آئے۔ حوسیہ کی روایت ہے جب وہاں کے حاکم کو علم ہوا تو اس نے چار ہزار کا لشکر تیار کیا اور حکم دیا کہ اس لشکر کا مقابلہ کیا جائے۔ ان سے سرہائے شہدا چھین لیے جائیں اور اسیران کو رہائی دلائی جائے۔ خولی اور شمر کو قتل کر دیا جائے۔ ان کو لعینوں کو معلوم ہوا تو وہاں سے بحیرہ کے راستے بعلبک روانہ ہو گئے۔

ورود اہلِ بیت بہ شام

سوال پیدا ہوتا ہے اہلِ بیتؑ کس دن شام میں میں وارد ہوئے؟ مؤرخین کے درمیان اختلاف ہے۔ ان کے درمیان کوئی حتمی فیصلہ نہ ہو سکا۔

بقول نفس المہموم، ص ۴۲۹: کفعمی و شیخ بہائی نے اور محدث کاشانی نے کہا ہے: صفر کی پہلی تاریخ تھی کہ سرِ مبارک دمشق داخل ہوا۔ بنو امیہ نے سرکاری سطح پر عید کا اعلان کیا، جشنِ فتح منایا گیا۔ اہلِ ایمان کے غم و حزن کی تجدید ہوئی۔

بروایت کامل بہائی، ج ۲، ص ۲۹۳ بروز منگل ۱۶ ربیع الاوّل ورودِ دمشق ہوا۔

صاحبِ ریاض القدس، ج ۲، ص ۲۹۰ نے نقل کیا ہے: یزید نے حکم دیا: اسیرانِ اہلِ بیتؑ کو شہر دمشق سے چار فرسخ کے فاصلے پر روک دیا جائے۔ ۱۶ ربیع الاول بروز منگل اہلِ بیتؑ کو دمشق میں وارد کیا گیا۔ اس طرح شہادتِ امام حسینؑ اور ورودِ دمشق کی درمیانی مدت دو ماہ چھ دن بنتی ہے۔

بروایت لہوف، مترجم ص ۱۷۴، لشکرِ کوفہ جب اہلِ بیتؑ کو لے کر دمشق کے نزدیک پہنچا تو حضرت اُمِ کلثومؑ شمر کے قریب ہوئیں اور فرمایا: مجھے تم سے ایک کام ہے۔ اس ملعون نے کہا: کیا کام ہے؟ حضرت اُمِ کلثومؑ نے فرمایا: ہمیں اس دروازہ

Presented by Ziaraat.Com

سے لے جاتا یہاں تماشائیوں کی تعداد کم ہو اور اس کے علاوہ شہدا کے سروں کو ہماری سواریوں سے کافی فاصلے پر رکھو کیونکہ جب سر ہمارے قریب ہوتے ہیں تو لوگ ہماری طرف دیکھتے ہیں۔ اس سے ہماری پریشانی میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ (مثیر الاحزان، ص ۹۷، تاریخ، ج ۳، ص ۱۱۷، نفس المہموم، ص ۴۳۹، مقتل مقرم، ص ۴۴۷، تمام، ص ۵۵۴)

شمر ملعون نے بی بی کی خواہش کے برعکس عمل کیا اور اپنے کفر و عناد کا پورا پورا ثبوت دیا۔ وہ نیزے جن پر شہدا کے سر تھے ان کو ان سواریوں کے بالکل قریب کر دیا، جن پر اہل بیت رسولؐ سوار تھے اور اس دروازے سے گزارا، جہاں تماشائیوں کا ہجوم سب سے زیادہ تھا اور جامع مسجد کے قریب لے آیا جہاں لوگوں کی کثرت تھی۔

بروایت مثیر الاحزان ابن نما، ص ۹۷: بی بیؑ نے ان اشعار سے درد دل بیان کیا:

فَوَا اَسَفَا بَعْدِی الْحُسَیْنِ وَرَهْطِهٖ
وَیَسْبِی بِطَوَافِ الْبِلَادِ حَرِیْمَهٗ
اَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّ النَّبِیَّ لِفَقْدِهٖ
لَهٗ هَذَبُ جُفْنٍ مَا یُغِبُّ سُجُوْمَهٗ
وَفِی قَلْبِهٖ نَارٌ یَغُبُّ ضِرَامَهَا
وَآفَاتُهٗ وَجْدٌ لَیْسَ تَرسِی كُلُوْمَهٗ

"ہائے افسوس ان ظالموں نے حسینؑ اور اس کے قبیلے سے جنگ کی۔ اب ان کے اہل بیتؑ کو قیدی بنا کر در بدر پھرایا جا رہا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ کے نبی پر کیا بیتی ہے؟ ان کا سارا گھر ویران کر دیا گیا ہے۔ وہ ان کے فراق میں گریہ کناں

Presented by Ziaraat.Com

ہیں، ان کی آنکھیں ہیں، جو آنسوؤں سے خشک نہیں ہوتیں،
ان کے قلب مبارک سے آگ کے شعلے اٹھ رہے ہیں"۔

بوڑھا شامی

بروایت ناسخ، ج ۳، ص ۱۱۸، نفس المہموم، ص ۴۲۳، امالی صدوق، مجلس ۳۱، ۱۴۶ اور لہوف مترجم، ص ۱۷۶، ایک بوڑھا شامی اسیروں کے قریب آیا، جب ان کی حالت دیکھی تو کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَتَلَکُمْ وَاَهْلَکَکُمْ وَقَطَعَ قَرْنَ الْفِتْنَةِ

"سپاس و حمد ہے اس خداوند تعالیٰ کے لیے جس نے تمھیں قتل کیا
اور فتنہ کی شاخ کو اکھاڑ پھینکا"۔

پھر دشنام دینے لگا۔ جب خاموش ہوا تو حضرت امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:
اے بزرگوار! کیا خداوند تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتا رہتا ہے؟ اس نے کہا:
ہاں تلاوت کرتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اس آیت کو تو نے پڑھا ہے؟

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی

(الشوریٰ، آیہ ۲۳)

اس نے جواب دیا: ہاں پڑھی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا یہ آیت بھی پڑھی ہے؟

وَ اٰتِ ذَاالْقُرْبٰی (بنی اسرائیل، آیہ ۲۶)

اس نے کہا: ہاں یہ بھی پڑھی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا اس آیت کو بھی پڑھا ہے؟

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ

Presented by Ziaraat.Com

وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا○ (احزاب، آیہ ۳۳)

اُس نے کہا: جی ہاں یہ بھی پڑھی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے بزرگوار! یہ تمام آیات ہمارے حق میں نازل ہوئیں، ہم ہی ذی القربیٰ ہیں، ہم ہی اہلِ بیتؑ ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ نے ہر آلائش کو دُور کردیا ہے۔ (امالی شیخ صدوق، ص ۱۴۷)

جب اس بوڑھے شامی کو حقیقتِ حال کا پتہ چلا تو آسمان کی طرف اپنے ہاتھ بلند کیے اور کہا:

اَللّٰهُمَّ اَتُوْبُ اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَءُ اِلَيْكَ مِنْ عَدُوِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَمَنْ قَتَلَهُ اَهْلُ بَيْتِ مُحَمَّدٍ

"اے اللہ! میری توبہ ہے میں آلِ محمدؐ کے قاتلوں سے بیزار ہوں"۔ یہ دعا تین دفعہ دہرائی۔

پھر کہا: ان آیات کو تو پڑھتا تھا لیکن مجھے ان کلمات کے معانی کا علم نہ تھا۔ پھر امام سجاد علیہ السلام کی طرف نگاہ کی اور عرض کیا: یابن رسولؐ اللہ! کیا میری توبہ قبول ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: اگر تو نے توبہ کرلی ہے تو اللہ تیری توبہ قبول کرے گا اور تو ہمارے ساتھ ہوگا۔ اُس نے کہا: میں نے توبہ کرلی ہے۔

جب یزید کو اس واقعہ کا علم ہوا تو اس نے اس بوڑھے شامی کو قتل کروادیا۔

قصہ سہل ساعدی

بقول ناسخ، ج ۳، ص ۱۱۹ اور نفس المہموم، ص ۴۲۰، صاحب مناقب نے اپنی اسناد کے ساتھ سہل بن سعد ساعدی کی روایت نقل کی ہے۔

سہل کہتے ہیں: میں ایک کام کے سلسلے میں بیت المقدس گیا ہوا تھا، جب میرا

Presented by Ziaraat.Com

کام ختم ہوا تو وہاں سے شام آ گیا۔ جب شہر میں آیا تو میں حیران ہو کر رہ گیا۔ شہر کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا، تمام بازاروں اور کوچوں میں ابریشم کے پردے لٹکے ہوئے تھے۔ ہر طرف پرچم لہرا رہے تھے۔ لوگ زرق برق لباس میں ملبوس تھے۔ ہر طرف رقص و سُرود کی محفلیں برپا تھیں، رقاصائیں اپنے فن کا مظاہرہ کر رہی تھیں، گانے والی عورتیں سُر و ساز میں مصروف تھیں۔ شادیانے بج رہے تھے۔ تماشائی ٹولیوں کی صورت میں بازاروں میں گھوم رہے تھے۔ ہر طرف خوش حالی کے سامان نظر آتے تھے۔ ان مناظر نے مجھے حیران و پریشان کر دیا تھا اور دل میں سوچ رہا تھا کیا اس شہر والے اپنی کوئی خاص عید رکھتے ہیں یا کوئی اور تہوار جس کی یاد منانے میں مصروف ہیں۔ آخر ایک شامی سے میں نے پوچھ ہی لیا۔ کیا کوئی آج عید ہے، جس کا مجھے علم نہیں ہے یا کوئی اور بات ہے؟

اُس نے کہا: اے شیخ! تو مسافر معلوم ہوتا ہے؟ دُور سے آئے ہو؟

میں نے کہا: بخدا! میں سہل ساعدی صحابی رسولؐ اللہ ہوں۔

جب انھوں نے یہ سنا کہ میں صحابی رسولؐ اللہ ہوں تو کہنے لگے: اے سہل! جن مناظر سے تو حیران ہو رہا ہے یہ حیرانی کی بات نہیں ہے۔ حیرانی کی بات تو یہ ہے کہ آسمان خون کی بارش کیوں نہیں برساتا اور یہ زمین اپنے مقام پر کیوں باقی ہے، یہ اپنے باسیوں سمیت اُلٹ پلٹ کیوں نہیں گئی؟

میں نے کہا: آخر بات کیا ہے؟ انھوں نے کہا: آج حسین بن ابی طالبؑ کا سر عراق سے بطور ہدیہ دربار یزید میں لایا جا رہا ہے۔ جب میں نے سنا تو میری چیخ نکل گئی: واعجبا؟ حسینؑ کا سر اور یزید پلید کے لیے بطور ہدیہ اور پھر شامی اسی خوشی میں عید کی محافل برپا کیے ہوں؟

میں نے پوچھا: انھیں کس دروازہ سے لایا جا رہا ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

انھوں نے کہا: انھیں دروازہ ساعات[1] سے لایا جا رہا ہے۔ ابھی ہماری گفتگو جاری تھی، پرچم نمودار ہوئے۔ ان کے پیچھے شہدا کے سر نوکِ سناں پر بلند تھے۔ سرِ امام حسینؑ جن کی مبارک صورت رسولؐ اللہ سے مشابہت رکھتی تھی، ایک لمبے نیزے پر نصب تھا۔ اور اس نیزے کے پیچھے ان کی چھوٹی بیٹی بے کجاوہ اونٹ پر سوار تھی۔ میں جلدی کے ساتھ اس کے قریب گیا اور پوچھا: تو کون ہے؟

اس نے فرمایا: میں سکینہ امام حسینؑ کی بیٹی ہوں۔

میں نے عرض کیا: میں سہل ساعدی ہوں اور تمہارے نانا کا صحابی ہوں۔ مجھے حکم دو تاکہ میں تمہاری کوئی خدمت کر سکوں۔

آپؑ نے فرمایا: اگر ہو سکے تو اس حاملِ سر کو کہو اس سر کو ہم سے دور لے جائے، لوگ سر کے دیکھنے میں مشغول ہوں اور حرمِ رسولؐ کے پردے بچ جائیں۔

جناب سہل فرماتے ہیں: میں اس حاملِ سر کے پاس آیا اور اسے کہا: کیا یہ ممکن ہے میں تمھیں چالیس دینار سرخ دوں اور تو میرا کام کرے۔ اس نے کہا: کام کیا ہے؟

---

[1] جناب شعرانی نے نفس المہموم کے ترجمے میں ص ۱۴۱ پر افادہ کیا ہے۔ موجودہ گھڑی انگریزوں نے ہمارے اس دور میں ایجاد کی ہے تو پھر کیسے تسلیم کیا جائے کہ دمشق کے دروازے پر گھڑی نصب تھی جس کی وجہ سے اس دروازہ کا نام "باب الساعات" مشہور تھا لیکن ایسا ہو سکتا ہے۔ اس زمانے میں گھڑی ایجاد ہو چکی تھی لیکن اصلی موجد کا نام معلوم نہیں۔ انگریزوں نے اس میں جدت پیدا کی۔ پرانے زمانے کی گھڑیوں میں چونکہ فلکیات قطعہ انگریزوں نے چونکہ کا ابتمام بحث کیا۔ ابو علی بن علی بن قطب جماری فخر حقی کا بیان ہے کہ اس کے والد نے القاہرہ کے مشہور مستنصریہ میں گھڑیاں بنائیں۔ دمشق اور قاہرہ میں ساعات ان ساعاتی موجود ہے۔ رستم بن بیروز اور اس کے فرزند گھڑی بنانے میں شہرت رکھتے تھے۔ جرجی زیدان نے کتاب آداب اللغۃ میں لکھا ہے: رضوان بن محمد نے علم ساعات میں ایک کتاب لکھی اور اس کی شکلیں بیان کیں۔ دمشق کے دروازے پر گھڑی موجود تھی۔ صاحب تذکرۃ الشہدا کا کلام درست نہیں ہے۔ اس نے لکھا: اس دروازے کا نام باب حلب تھا۔ چونکہ اہل بیتؑ کو اس دروازہ پر تین گھنٹے کھڑا کیا گیا اس لیے اس دروازہ کا نام باب الساعات مشہور ہو گیا۔ ان کی یہ رائے قابل قبول نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

میں نے کہا: اس سرِ مبارک کو ان خواتین سے قدرے دُور لے جا۔ اس نے رقم لی اور سر کو لے کر آگے کو چل گیا۔

سہل حریر کہتے ہیں: اس وقت میں ان لوگوں کے ساتھ چل رہا تھا۔ سرہائے شہدا کو بازار میں پھرایا جا رہا تھا۔ میری اچانک نگاہ ان پانچ عورتوں پر جا پڑی جو اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر سروں کو دیکھ رہی تھیں۔ انہی میں سے ایک بوڑھی کافر عورت کمر خمیدہ بھی تھی۔ وہ بھی سروں کا تماشا دیکھنے میں مصروف تھی۔ جب امام حسینؑ کا سرِ مبارک ان کے قریب ہوا تو اس بڑھیا نے سرِ مبارک پر پتھر رسید کیا اور وہ پتھر سید الشہدا کے دندانِ مبارک پر آ لگا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے اس ملعونہ کے لیے بددعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور کہا: اے میرے اللہ! اس کو اور اس کے ہمراہ ان تمام عورتوں کو بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ ہلاک فرما۔ ابھی میری دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ جس چھت پر وہ کھڑی تھیں وہ گری اور سب ہمیشہ کے لیے ہلاک ہو (کر جہنم پہنچ) گئیں۔

لیکن تذکرۃ الشہدا ص ۱۹۱ میں یہ روایت کچھ اس طرح نقل ہوئی ہے: اس ملعونہ بڑھیا نے پتھر اس شدت سے مارا کہ سرِ مبارک نیزے سے گر کر زمین پر آ رہا۔ جب اہلِ بیتؑ کی خواتین اور بچوں نے دیکھا تو صدائے نالہ بلند کی اور حضرت اُم کلثومؑ نے فرمایا: اے اللہ! ان عورتوں کو جو بالائی سے ہمارا نظارہ کر رہی ہیں، بہت جلد ہلاک فرما۔ ابھی اس بی بی کی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ چھت گری اور سب ہلاک ہو گئیں۔ حضرت زینبؑ نے ازراہِ تعجب نعرۂ تکبیر جاری فرمایا اور فرمایا: کتنی جلدی یہ نفرین قبول ہوئی۔

کامل بہائی، ج۲، ص ۲۹۲ نے جو روایت پیش کی ہے، وہ یہ ہے: ان لوگوں نے اہلِ بیتؑ کو تین دن تک دمشق سے باہر روکے رکھا۔ اس دوران شہر کو آراستہ و پیراستہ کرنے کے لیے حکومتی سطح پر رات دن کام ہوتا رہا۔ شہر کی ہر طرح سے آئینہ بندی

Presented by Ziaraat.Com

کی گئی۔ ان کے پاس جتنے زیورات تھے، جتنے پردے تھے اور جتنے سامان آرائش و زینت تھے۔ ان کے ساتھ شہر کو (دلہن بنانے) کی بھرپور کوشش کی گئی۔ شہر کو اتنا حسین و جمیل بنایا کہ آج تک کسی آنکھ نے اس شہر کو اس صورت میں نہ دیکھا۔ بازاروں، کوچوں، محلوں اور چوکوں میں پانچ صد مرد و زن ڈھول و دف بجا بجا کر رقص کناں تھے۔ گلوکارائیں اپنے فن کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔ اس شہر کے تمام لوگوں نے اپنے ہاتھوں پاؤں کو مہندی سے رنگین کر رکھا تھا۔ ہر آدمی زرق و برق لباس میں ملبوس تھا۔ آنکھوں میں سُرمے لگے ہوئے تھے۔ بروز منگل ۱۶ ربیع الاوّل اہلِ بیتؑ کو شہر میں داخل کیا گیا۔ ہر طرف لوگوں کا اژدہام تھا۔ کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ جب سورج نے طلوع کیا، شہدا کے سروں کو دروازے سے گزارا گیا۔ پھر ان مظلوموں کو لوگوں کے تماشے کے لیے بازاروں میں پھرایا گیا۔ بوقتِ زوال یہ جلوس یزید کے محل میں داخل ہوا۔ یزید ملعون مرصّع تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا گھر اور ایوان آراستہ کیے گئے تھے۔ زریں و سیمیں کرسیاں اس کے تخت کے دائیں بائیں بچھا دی گئی تھیں۔ ہر طرف پردے لٹکے ہوئے تھے۔ حاملین سر سروں سمیت یزید کے پاس آئے اور سر پیش کیے۔ اس ملعون نے ان سے احوال پوچھے۔ ان ملاعین نے کہا: ہم نے اپنے امیر کی حکومت کے ذریعے خاندان ابوتراب سے انتقام لے لیا ہے۔

اس طرح شہدا کے سر یزید کے دربار میں رکھ دیے گئے۔ اس طرح اہلِ بیت رسولؐ چھیاسٹھ روز ان کافروں کی تحویل میں رہے۔ اس دوران کسی نے ان پر سلام نہ کیا......الخ۔

ایک خوشامدی دربار یزید میں

بروایت مقتل ابی مخنف، ص ۱۷۶: راوی کہتا ہے میں اُس دن دمشق میں تھا، بازار بند تھے، تمام شامی مقتل و جوش سے دور دراز اپنی بدمستی میں مست (اور مست

Presented by Ziaraat.Com

اونٹ کی طرح اپنے منہ سے جھاگ نکال رہے تھے) کوفہ کا لشکر بھی دمشق میں پہنچ چکا تھا۔ میں نے دیکھا: ایک شامی یزید کے قریب آیا اور کہا: خداوند تعالیٰ خلیفہ کی آنکھوں کو روشن کرے۔

یزید نے کہا: کس لیے؟ اس نے کہا: حسینؑ کے سر کی آمد ہے۔ اس وقت ملاعنہ یزید نے کہا: خدا تیری آنکھوں کو روشن نہ کرے۔ پھر حکم دیا: اسے زندان میں بند کر دیا جائے۔① پھر اس نے امام حسینؑ کے سر لانے کا حکم دیا۔ ایک سو جھنڈے لہرائے گئے، اور اس طرح سر مبارک کا استقبال ہوا۔ لوگ ان پرچموں کے پیچھے آتے اور تکبیر و تہلیل کہتے۔۔۔۔ الخ۔ (ترجمہ مقتل ابی مخنف، ص ۱۷۶، کامل بہائی، ج ۲، ص ۲۹۳، ناسخ، ج ۳، ص ۱۱۱)

کلام سر مبارک و مرثیہ غیبی

ناسخ، ج ۳، ص ۱۱۱، بہت سے لوگوں نے سنا سر مبارک نے فرمایا: لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ بعد از یں غیبی آواز سنی گئی جو اشعار کی شکل میں تھی:

جاؤا برأسك يا ابن بنت محمد — مترملا بدمائه ترميلا

لا يوم اعظم حسرة من يومه — واراه رهنا للمنون قتيلا

فكانما بك يا ابن بنت محمد — قتلوا جهاراً عامدين رسولا

قتلوك عطشانا ولما يرقبوا — في قتلك التأويل والتنزيلا

ويكبرون اذا قتلت وانما — قتلوا بك التكبير والتهليلا

"اے پسر دختر پیغمبرؐ! تیرے مبارک سر کو خاک و خون میں غلطاں لایا گیا۔ کوئی دن تیرے دن سے زیادہ پُر حسرت و حیرت نہیں ہے۔ میں نے تمہیں موت کے ہاتھوں گروی مقتول دیکھ

① یزید لوگوں کو اصلیت میں دکھانا چاہتا تھا کہ اس نے قتل حسینؑ کا حکم نہیں دیا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

رہا ہوں۔ اے پسرِ دخترِ پیغمبرؐ! ان ظالموں کے ہاتھوں تمہارا قتل حقیقت میں رسول اللہؐ کا قتل ہے۔ انھوں نے اللہ کے رسول کو قتل کر دیا ہے۔ آپ کو قتل بھی کرتے تھے اور تکبیر بھی کہتے تھے۔ انھوں نے حقیقت میں آپ کو قتل نہیں کیا بلکہ تکبیر کو قتل کیا اور تہلیل کو قتل کیا"۔ (مقتل ابی مخنف)

بقول ناسخ: شہدا کے سر آگے آگے تھے ان کے پیچھے بے کجاوہ اُونٹوں پر سوار اہلِ بیتؑ کی خواتین تھیں۔ جن کے سروں پر چادریں نہ تھیں۔ ایک آدمی نے کہا: کتنے خوبصورت قیدی ہیں اور کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں؟

یہ سن کر حضرت سکینہؑ نے فرمایا: (نَحْنُ سَبَایَا آلِ مُحَمَّدٍ)

منہال بن عمرو راوی ہے: جب امام حسینؑ کے سر کو دمشق لایا گیا۔ بخدا! ایک آدمی اُس نیزہ کے آگے، جس پر سر مبارک سوار تھا ایک آدمی سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ جب وہ اس آیت پر پہنچا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا اس سرِ مبارک نے فصیح زبان میں فرمایا: اَعْجَبُ مِنْ اَصْحٰبِ الْكَهْفِ قَتْلِي وَحَمْلِي، اصحابِ کہف سے زیادہ تعجب خیز میرا قتل اور میرا سر نوکِ سناں پر اُٹھایا جانا ہے۔

ابراہیم بن طلحہ اور امام سجادؑ

بقول ناسخ، ج۳، ص۱۲۲: روایت ہے: جب ابراہیم بن طلحہ بن عبداللہ کو معلوم ہوا، شہدا کے سر دمشق میں آچکے ہیں تو یہ فوراً اُس مقام پر آیا اور حضرت سجادؑ سے ازراہِ شماتت وعداوت کہا:

يَا عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ مَنْ غَلَبَ؟

"اے فرزندِ حسینؑ! کون غالب آیا؟"

Presented by Ziaraat.Com

ایک روایت ہے کہ آپؑ اونٹ پر سوار تھے۔ اس وقت آپ نے اپنے سر کو جھکا رکھا تھا، جب یہ سنا تو سر کو اُٹھایا اور فرمایا:

اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَعْلَمَ مَنْ غَلَبَ؟ وَدَخَلَ وَقْتُ الصَّلٰوۃِ فَاَذِّنْ وَاَقِمْ؟

''جب تو جاننا چاہے کون غالب آیا؟ جب نماز کا وقت آئے تو اذان اور اقامت کہنا''۔

ان کلمات سے آپؑ کا کنایہ تھا کہ اذان و اقامت میں اللہ کے نام کے بعد جس کا نام لینا باآواز بلند لوگوں کے اجتماع میں واجب ہے وہ میرا نانا محمد مصطفیٰ ہے، اس کے فرزند ہمیشہ غالب ہیں۔

ابراہیم بن طلحہ وہ شخص ہے جس نے جنگ جمل میں طلحہ اور زبیر کی ہمراہی میں جناب علی علیہ السلام کے خلاف جنگ کی تھی۔

دربار یزید میں شمر کی گفتگو

تاریخ، ج ۳، ص ۱۲۳، حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک نوک نیزہ پر سوار تھا، اس کو شمر ملعون اُٹھائے ہوئے تھا، جب یہ ملعون یزید کے سامنے گیا تو کہنے لگا:

اَنَا صَاحِبُ الرُّمْحِ الطَّوِیْلِ، اَنَا صَاحِبُ الدِّیْنِ الْاَصِیْلِ، اَنَا قَتَلْتُ ابْنَ سَیِّدِ الْوَصِیِّیْنَ، وَاَتَیْتُ بِرَاْسِہٖ اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ

''میں لمبے نیزے والا ہوں، میں دین اصل و اصیل پر ہوں، میں نے کائنات کے اوصیا کے سید و سردار کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور اس کے سر کو امیر المومنین (یزید) کے حضور بطور ہدیہ لایا ہوں''۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امِ کلثومؑ کا شمر کو جواب

آپؑ نے فرمایا:

تَفْتَخِرُ عَلٰی یَزِیْدِ الْمَلْعُوْنِ اِبْنِ الْمَلْعُوْنِ بِقَتْلِ مَنْ نَاغَاہُ جِبْرَئِیْلُ وَمِیکَائِیْلُ

"تو جھوٹا ہے اور جو کچھ کہا ہے جھوٹ ہے، اے ملعون ابن ملعون ظالموں پر لعنت ونفرین ہو۔ افسوس ہے تو یزید کے سامنے جو خود بھی ملعون ہے اس کا باپ بھی ملعون تھا۔ اس ہستی کے قتل پر فخر کرتا ہے جبرئیلؑ ومیکائیل جس کا جھولا جھلاتے تھے اور لوریاں دیتے تھے، آج اس کے لیے وہ سوگوار ہیں"۔

وہ تو وہ تھے جن کا نام نامی اللہ نے عرش پر لکھ دیا ہے، جس کے جدامجد تمام انبیاءؑ کے سردار ہیں۔ ان کے والد گرامی مشرکین اور ان کے شرک کو بیخ وبن سے اکھاڑنے والے ہیں۔ ہے کوئی جو عزت وعظمت میں میرے نانا محمد مصطفیٰؐ کا مقابلہ کرے، ہے کوئی جو میرے والد علی مرتضیٰؑ اور میری والدہ فاطمہ زہراؑ جیسا ہو۔ صلوات اللہ وسلام اجمعین۔

بی بی کی گفتگو ابھی ختم نہ ہوئی تھی خولی اصبحی نے آپؑ کی طرف رُخ کیا اور کہا:

لَا تَابِیَنَّ الشَّجَاعَۃَ وَاَنْتِ بِنْتُ الشُّجَاعِ

"آپؑ سے شجاعت کے جوہر کا مظاہرہ کیسے نہ ہو کیونکہ آپؑ تو (عرب کے) بہت بڑے شجاع کی بیٹی ہیں"۔

مصائب کے سمندر میں اکیلا امامؑ

تذکرۃ الشہداء، ص ۴۱۰، امام سجاد علیہ السلام جب دمشق میں وارد ہوئے تو اس وقت دمشق آپؑ کے لیے مصائب کا بپھرا ہوا سمندر بن چکا تھا۔ مصائب کی کھو کرامی

Presented by Ziaraat.Com

موجیں ہر طرف سے آپؑ پر حملہ آور تھیں۔ تذکرۃ الشہدا کی روایت ہے: جب آپؑ نے اپنی نگاہیں اُٹھائیں تو شہدا کے سروں پر جا پڑیں۔ پھر دوسری طرف دیکھا تو اپنی پھوپھیاں اور بہنیں برہنہ سر بے کجاوہ اُونٹوں پر سوار نظر آئیں۔ اُدھر بازار کی طرف دیکھا، جس کی آرائش و تزئین میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی گئی تھی۔ ہر طرف پرچم لہرا رہے تھے۔ شامی زرق برق بھڑکیلے لباسوں میں ملبوس فتح کا جشن منا رہے تھے۔ ڈھول و طبل کی زوردار آوازوں سے پورا شہر گونج رہا تھا (آپؑ نے یہی نتیجہ نکالا اور اپنے آپؑ سے فرمایا: اے سجادؑ! یہ سب کچھ تیرے بابؑا کے قتل کی خوشی میں ہو رہا ہے) مظلوم دل سے آہ نکلی۔ آپؑ نے اشعار پڑھے جن کا اگلی سطور میں ذکر ہے۔

ناسخ (ج ۳، ص ۱۲۲) نے دربار یزید کی ویڈیو الفاظ کے کیمرے سے یوں پیش کی:

سب سے پہلے سید الشہداءؑ کا مبارک سر یزید ملعون کو ہدیہ کیا گیا۔ بعد ازیں وہ نیزہ آگے بڑھا جس پر (عرب کے ایک بہت بڑے بہادر) حُر بن یزید ریاحی کا مبارک سر نصب تھا۔ ان کے بعد امام علی بن ابی طالبؑ کے (مجاہد و مبارز) بیٹے ابوالفضل العباسؑ کا سر پیش کیا گیا۔ اس نورانی سر کو قشعم جعفی اُٹھائے ہوئے تھا۔

اس دوران سنان بن انس نخعی ایک نیزے کو تھامے ہوئے آگے بڑھا۔ اس نیزے کی نوک پر امام علی بن ابی طالبؑ کے فرزند جناب عونؑ کا (ملکوتی) سر تھا۔ اس طرح مجاہدین کربلا کے سر کے بعد دوسرے سر یزید کے سامنے پیش کیے گئے۔

کیا خوب اشعار منتخب طریحی میں کیے گئے جس کا ترجمہ نقل کیا جا رہا ہے:

"(اے کربلا! کو پڑھنے والے! امام سید سجاد علیہ السلام کا کیا حال ہوگا؟ ہم کہہ سکتے ہیں: اے آلِ محمدؐ! یہ سب کچھ رسول امینؐ کی تربیت کا کمال ہے۔ رسول اللہؐ کی عظمت و جلالت تم میں رچ بس گئی تھی۔ علاوہ ازیں آپ الٰہی منصب کے امین تھے ورنہ مصائب کی ان کوہ گرانیوں کے سامنے کس کی مجال ہے۔ پہاڑوں پر پڑیں تو

Presented by Ziaraat.Com

ہواؤں میں اُڑتے ہوئے نظر آئیں، سمندر پر پڑیں تو بھاپ بن کر اُڑ جائے۔ کرات سماوی وارضی پر پڑیں تو گوشہ گمنامی میں گم ہو جائیں۔ اے مجاہد و مبارز امامؑ! اے طاغوت کے ایوانوں کو لرزا دینے والے امامؑ! ہمارا سلام۔ اے رسول اللہؐ کی بیٹی! ہمارا سلام۔"

آپؑ نے انہیں مصائب و آلام کی ترجمانی ان الفاظ میں تاریخ عالم کو پیش کی:

أُقَادُ ذَلِيْلًا فِي دِمِشْقَ كَأَنَّنِي ... مِنَ الزِّنْجِ عَبْدٌ غَابَ عَنْهُ نَصِيْرُ
وَجَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي كُلِّ مَشْهَدٍ ... وَشَيْخِيْ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَزِيْرُ (أَمِيْنُ)
فَيَالَيْتَ أُمِّي لَمْ تَلِدْنِي وَلَمْ أَكُنْ ... يَزِيْدُ يَرَانِي فِي الْبِلَادِ أَسِيْرُ

"شہر دمشق میں مجھے ذلیل و رسوا کر دیا گیا ہے۔ مجھے اس طرح کھینچا جا رہا ہے جیسے ایک حبشی غلام کو کھینچا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر میرے نانا ہیں اور حضرت امیرالمومنین علیؑ میرے دادا ہیں۔ ہائے کاش میں پیدا ہی نہ ہوتا، یزید فاسق و فاجر میری اسیری کو نہ دیکھتا"۔

دمشق کے حالات سے ایک تابعی[1] کی روپوشی

نفس المہموم، ص ۴۳۰، تاریخ، ج ۳، ص ۱۲۳، لہوف مترجم، ص ۱۷۵، یہ ارباب مقاتل فرماتے ہیں: جب ایک تابعی نے سیدالشہداء کے سر مبارک کو (نوک نیزہ) پر دیکھا تو فوراً اپنے گھر آیا اور ایک حجرے میں گوشہ نشین ہو گیا اور حجرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ اسی صورت میں ایک ماہ تک حجرے کے اندر رہا۔ جب ایک ماہ کے بعد باہر آیا تو لوگوں نے گوشہ نشینی کی وجہ پوچھی تو کہا: تم نے وہ مصیبت نہیں دیکھی جو مجھ پر آئی! پھر یہ شعر پڑھا:

---

① تابعی: اسلامی اصطلاح میں اس شخص کو کہا گیا ہے جس نے پیغمبرؐ کا زمانہ نہ پایا ہو اور آپؐ کے اصحاب کا زمانہ پایا ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

جاؤوا برأسك يابن بنت محمدٍ

مُترمّلاً بدمائه ترميلا

"اے پسرِ دخترِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ ظالم و جفاکار، بدکار و درندہ اُمت تجھے بے دردی کے ساتھ شہید کر کے تیرا سر بطور ہدیہ ایک بدترین انسان کے پاس لے آئے (میں قربان جاؤں) جب میں نے تیرے سر کی زیارت کی تو وہ خون میں لت پت تھا"۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام اور نعمان بن منذر

تذکرۃ الشہداء ص ۴۱۱، ایک مرتبہ نعمان بن منذر مدائنی مدینہ آئے اور امام سجاد علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری دی۔ آپؑ نے اپنی اس مجلس میں اپنے مصائب کا تذکرہ فرمایا۔ آپؑ نے نعمان بن منذر سے فرمایا:

اے نعمان! مجھ پر بہت زیادہ مصائب آئے لیکن جتنے مصائب شہر شام میں آئے اس سے پہلے والے تمام مصائب بھول گئے!

نعمان نے عرض کیا: میرے آقا وہ کون سے مصائب تھے؟

آپؑ نے فرمایا: شہر شام میں ان ظالموں نے میرے لیے سات مصائب پیدا کیے۔

سات مصائب امام زین العابدین علیہ السلام

● پہلی مصیبت: جب ہمیں شہر شام میں وارد کیا گیا تو ان درندوں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اپنی تلواریں نیام سے باہر کرلیں۔ نیزہ برداروں نے اپنے نیزوں کی نوکیں ہم پر استوار کرلیں، ہر طرف سے ہم پر حملہ کر دیا گیا۔ مجھے نیزے مار کر زخمی کیا گیا، ہر طرف لوگ جمع تھے جو ہمارا تماشا دیکھ رہے تھے۔ اس

Presented by Ziaraat.Com

دوران ڈھول وطبل اور طنبورے والوں کو بلایا گیا۔ انھوں نے ہمارے اطراف ان آلاتِ موسیقی کو بجانا شروع کیا۔ رقاصائیں اپنا رقص پیش کرنے لگیں، مغنیہ عورتیں گیت گانے لگیں۔ ہماری مظلومیت پر وہ خوشیاں منا رہے تھے۔

●دوسری مصیبت: ہزاروں کا ہجوم تھا۔ ہر طرف تماشائی ہمارا تماشا کر رہے تھے، میری بہنیں اور پھوپھیاں اُونٹوں پر سوار تھیں، یہ ملاعین سارے شہیدان ہمارے قریب لے آئے۔ خواتین کی سواریوں کے درمیان سروں کو بلند کیا گیا۔ میرے بابا اور چچا عباس کے مبارک سر میری پھوپھی جناب زینبؑ اور جناب اُم کلثومؑ کی سواری کے قریب بلند کیے گئے۔

میرے بھائی علی اکبرؑ اور جناب قاسمؑ کے نورانی سر میری بہنوں سکینہؑ و فاطمہؑ کے برابر بلند کیے گئے۔ پھر ان سروں کے ساتھ یزیدی سپاہی ہمارے سامنے کھیلنے لگے۔ بے ادبی اور گستاخیاں کرنے لگے تھے۔

نَكَمْ مِنْ نَاسٍ يَكُبُّ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ بَيْنَ قَوَائِمِ الْمَرَاكِبِ

"کتنی عزت وعظمت والے سر تھے جنھیں زمین پر اس لیے گرایا گیا تاکہ اُنھیں اُونٹوں، گھوڑوں کے سموں سے روندا جاسکے"۔

●تیسری مصیبت: شامی لوگ اپنے گھروں کی چھتوں پر سوار تھے۔ وہ ہمارے اُوپر گرم پانی اور آگ ڈال رہے تھے۔ اچانک آگ میرے سر پر آئی۔ میرا عمامہ جل اُٹھا، میرے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ میں اس آگ کو کیسے بجھاتا، وہی آگ میرے سر تک پہنچی اور میرا سر زخمی ہو گیا۔

●چوتھی مصیبت: یہ ملاعین طلوعِ آفتاب سے لے کر غروبِ آفتاب تک ہمیں بازاروں میں پھراتے رہے، دف وطنبورے ہمارے اردگرد بجاتے رہے،

Presented by Ziaraat.Com

لوگوں سے کہتے: اے لوگو! انہیں گھسیٹو یہ خوارج ہیں اور اسلام میں خارجیوں کا کوئی احترام نہیں۔

● پانچویں مصیبت: ان لوگوں نے ہمیں اونٹوں سے اُتارا اور پیدل چلایا۔ ایک رسّی لے آئے اور اس رسّی میں ہم کو باندھا اور ہمیں کھینچ کر یہود و نصاریٰ کے گھروں کی طرف لے آئے اور انہیں کہا: یہ (محمدؐ کے) اہلِ بیتؑ ہیں۔ ان لوگوں کے بزرگوں نے تمہارے آباؤ اجداد کو قتل کیا تھا۔ تمہارے گھروں کو ویران کیا تھا۔ آج یہ تمہارے ہاتھ میں ہیں، ان سے انتقام لے سکتے ہو آج اپنے دل کی بھڑاس نکال لو۔

آپؑ نے فرمایا: اے نعمان! بس ان یہود و نصاریٰ کے ہر آدمی نے جو کچھ چاہا وہی سلوک کیا۔ کوئی ہمیں پتھر مار رہا تھا، کوئی لکڑیاں مار رہا تھا، کوئی ہم پر مٹی ڈال رہا تھا۔

● چھٹی مصیبت: (یزیدی فوج) ہمیں "بردہ فروشوں" کے بازار میں لے گئی تا کہ ہمیں غلاموں اور کنیزوں کی طرح بیچ دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے رکاوٹ کھڑی کر دی اور یہ کام وہ نہ کر سکے۔

● ساتویں مصیبت: ہمیں اس زندان میں قید کیا گیا جس کی چھت نہ تھی۔ دن کو دھوپ ستاتی اور رات کو سردی بھوک اور پیاس نے ہمارا بُرا حال کر رکھا تھا۔ ہر وقت قتل کی دھمکیاں ملتیں۔

یہی وہ حالات تھے جن کی بنا پر آپ شام کے مصائب کو بہت یاد کرتے تھے۔ جب کوئی پوچھتا: میرے آقا! آپؑ پر سب سے زیادہ مظالم کہاں ہوئے؟ تو آپؑ فرماتے تھے: شام، شام، شام۔

حضرت اُمِ کلثومؑ نالہ و فریاد بلند کرتی تھیں اور اپنے برادر مظلوم کو پکارتی تھیں حالانکہ اَبرِ بہاری کی طرح اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات اس کے رخساروں

Presented by Ziaraat.Com

پر برس رہی تھی۔ اپنے بھائی سے خطاب فرماتی تھیں: اے برادر مہربان! اے میرے حسینؑ! جب سے ہم اس شہر میں آئے ہیں، ہمارے غم و حزن میں اضافہ ہو گیا ہے۔

اے میرے برادر! اے میرے پیارے بھائی! میں اپنے ناناؐ کے انتقال کے بعد حیران و پریشان ہوئی۔ اپنے بابا کی شہادت پر بہت دکھی خاطر ہوئی ہوں۔ ایسے بڑے صدمات اس لیے برداشت کر گئی کیونکہ تم میرے پاس موجود تھے۔ میرے پاس ہر طرف سے خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔ مجھ سے تمہیں چھین لیا گیا ہے۔ بس میری کائنات مجھ سے چھین لی گئی ہے۔ ادھر دیکھ میری چادر بھی چھین لی گئی ہے۔ یہ بازار شام ہے ہزاروں کا ہجوم ہے ننگے سر اُم کلثومؑ ہے۔ اے برادر! تجھے بہن بلاتی ہے تو جواب ہی نہیں دیتا۔

جب جناب اُم کلثومؑ کو اپنے بھائی کی طرف سے جواب نہ ملا تو اپنی ماں کو صدا دی حالانکہ اُس کے آنسو ان کے رخساروں پر جاری و ساری تھے اور اپنی ماں کو آوازے دیتی تھیں۔ اے اماں جان! اپنی قبر سے باہر آجا (اپنی بیٹیوں کے ساتھ مل کر اپنے حسینؑ پر نوحہ کرو)۔

اے اماں جان! اپنی قبر کو چھوڑ چھاڑ کر شام چلی آ، اپنے پیارے بیٹے کو دیکھ جس کو دشمن نے زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے اب اُسے فاسق و فاجر یزید کی طرف لے جا رہے ہیں۔

سر سید الشہداؑ کا زمین کی طرف آنا

صاحب تذکرۃ الشہداء ص ۴۱۳ نے شیخ ابو اسحاق کی روایت نقل کی ہے: حاملین سر سید الشہداؑ بازار شام میں سر مبارک کو پھرا رہے تھے۔ اچانک سر شہید نے نیزے کی بلندی کو چھوڑا اور زمین کا رُخ کیا۔ اسی دوران نزدیک والی دیوار جھک گئی اور سر انور کو اپنے دامن میں لے لیا اور زمین کی طرف نہ جانے دیا۔ بعد ازیں اسی مقام پر ایک مسجد بنا دی گئی جو آج بھی موجود ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

دربار یزید میں زحر بن قیس کی جنگی رپورٹ

ابن نما نے مثیر الاحزان، ص ۹۸ اور صاحب سراج الایمان نے ص ۲۶۴ روایت نقل کی ہے۔ جس کے راوی عذری بن ربیعہ عمرو جرشی ہیں۔ وہ کہتا ہے: اس دن میں یزید بن معاویہ کے دربار میں تھا، اسی دوران زحر بن قیس مذحجی دربار میں وارد ہوا تو یزید نے کہا: وائے بر تو! کیا خبر لایا ہے؟ اس ملعون نے جواب دیا: مبارک ہو فتح کی خبر لایا ہوں۔ حسین بن علی اپنے اہل بیتؑ کے اٹھارہ جوانوں اور ساٹھ مددگاروں کے ساتھ میدان جنگ میں آیا۔ ہم نے انھیں کہا: دو باتوں میں سے ایک بات کو چن لو: ابن زیاد کو تسلیم کر لو یا پھر جنگ کرو۔ انھوں نے جنگ کو اختیار کیا۔ پھر ہم نے اُن پر ہر طرف سے گھوڑے دوڑا دیے۔ ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ہم اپنی تلواریں ننگی کر کے ان پر ٹوٹ پڑے۔ پھر ان کا حال یہ تھا وہ اپنی جان کے خوف سے بھاگتے تھے کبھی بلندیوں کی طرف جاتے تھے کبھی پستیوں کی طرف بھاگتے تھے۔ وہ پناہ ڈھونڈتے تھے لیکن انھیں پناہ نہ ملتی تھی۔ ان کی مثال ایک کبوتر کی سی تھی جس کو عقاب نے اپنے مضبوط پنجوں میں دبوچ لیا ہو۔

اے امیر المومنین! بخدا! ہمیں ان کے قتل کرنے میں اتنی دیر لگی جتنی دیر اونٹ کو نحر کرنے میں لگتی ہے۔ یا ایک انسان جتنے وقت میں قیلولہ کرتا ہے۔① چند لمحات

① جب انسان فسق و فجور کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتا ہے تو پھر ہر برائی کر گزرنے میں اپنے لیے کوئی ننگ و عار نہیں سمجھتا۔ بھرے دربار میں زحر بن قیس کی جھوٹی رپورٹ ایک ظالم اور فاسق و فاجر یزید کو خوش کرنے کے لیے پیش کی گئی تھی حالانکہ میدانِ کربلا اس امر کا شاہد تھا۔ طلوع آفتاب کے بعد جنگ شروع ہوئی۔ وقتِ عصر ختم ہوئی۔ ادھر بہتر ادھر ہزاروں کا لشکر حسینی ایک ایک مجاہد جب میدان میں آتا تو کشتوں کے پشتے لگا دیتا تھا۔ تاریخ کربلا گواہ ہے کوئی حسینی نوجوان میدانِ جنگ سے بھاگ کر واپس آیا ہو۔ ہاں چشم فلک نے عاشورِ محرم کو کئی بار نظارہ کیا۔ ایک حسینی ہزاروں کے لشکر کو اس طرح بھگاتا تھا جس طرح شیر بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کو بھگا دیتا ہے۔ (عرض مترجم)

Presented by Ziaraat.Com

میں ہماری تلواریں ان کے آر پار گزر گئی تھیں۔ ہم نے انھیں اس حال میں چھوڑا میدانِ جنگ میں ان کے اجسام برہنہ پڑے تھے۔ وہ سب خاک و خون میں غلطان صحرائے کربلا میں بے کفن پڑے تھے۔ آفتاب ان پر اپنی طمازت ڈال رہا تھا۔ ہوائیں ان پر گرد و غبار ڈال رہی تھیں، ان کو سنبھالنے کے لیے کوئی آدمی کسی طرف سے نہیں آیا۔ ہاں! صرف فضاؤں میں پرندے ان کا نظارہ کر رہے تھے۔ (اس ملعون کی رپورٹ ختم ہوئی، یزید نے کہا: اگر تم (امام) حسینؑ کو قتل نہ کرتے تو پھر بھی تمہاری اسی اطاعت پر میں راضی تھا۔ (تاریخ، ج ۳، ص ۱۲۶: یزید نے کہا: اگر تم حسینؑ کو قتل نہ کرتے تو پھر بھی میں راضی تھا اگر میں خود ہوتا تو حسینؑ کو معاف کر دیتا)

محفر بن ثعلبہ کی گستاخی

تاریخ، ج ۳، ص ۱۲۶، محفر بن ثعلبہ اسیرانِ اہلِ بیتؑ پر مامور تھا۔ یہ ملعون اسیران کے ساتھ دارالامارہ کے دروازے پر آیا اور آواز لگائی:

هٰذَا مُحَفِّرُ ابْنُ ثَعْلَبَةَ اَتٰى اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْفَجَرَةِ اللِّئَامِ

"یہ محفر بن ثعلبہ ہے امیر المومنین کے حضور فاجران و لئیم کے ساتھ حاضر ہے"۔

جب اس کی گستاخی کو امام سجاد علیہ السلام نے سنا تو فرمایا:

مَا وَلَدَتْ اُمُّ مُحَفِّرٍ اَشَدُّ وَاَلْاَمُ وَلٰكِنْ قَبَّحَ اللّٰهُ ابْنَ مَرْجَانَةَ

"محفر کی ماں نے جو محفر کو جنا ہے شدید تر اور لئیم تر ہے لیکن خداوند تعالیٰ برا کرے ابن مرجانہ کا، اس پر اپنی لعنت بھیجے"۔

ابن نما نے اپنے مقتل میں ص ۹۸ پر نقل کیا ہے۔ یزید نے محفر کو کوئی جواب نہ دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

بقول مرحوم سپہر میرے نزدیک یہ بات سچ ہے۔ امام سجادؑ ان کافروں کا جواب نہیں دیتے تھے اور بہت کم گفتگو فرماتے تھے۔ یزید اپنے دربار میں لوگوں کو یہ تاثر دیتا رہا کہ میں نے قتلِ حسینؑ کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ میں اس امر پر راضی ہوں۔[1]

دربارِ یزید میں اہلِ بیتؑ کا ورود

نفس المہموم نے ص ۲۳۶ و دمع السجوم نے ص ۲۴۷، عقد الفرید، ج ۲، ص ۳۸۲ سے روایت نقل کی ہے۔ صاحب عقد الفرید نے ریاشی سے اس نے اپنے اسناد کے ساتھ امام زین العابدینؑ سے سنا، آپؑ نے فرمایا:

امام حسینؑ کی شہادت کے بعد جب ہمیں یزید کے دربار میں پیش کیا گیا تو ہم تعداد میں بارہ پسر تھے، عمر میں سب سے بڑا (میں) تھا۔ ہم میں سے ہر ایک کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ یزید نے ہماری طرف مخاطب ہو کر کہا: اہلِ کوفہ نے تمہارے آدمیوں کو قتل کیا۔ میں نے ابن زیاد کو تمہارے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ میں اس کے اس اقدامِ قتل سے آگاہ تھا۔

ابن نما نے مثیر الاحزان، ص ۹۸ و نفس المہموم، ص ۲۳۶ و دمع السجوم، ص ۲۴۷ و لہوف مترجم، ص ۱۸۶ و ناسخ، ج ۳، ص ۱۳۹ ان تمام اربابِ مقاتل نے روایت کیا ہے۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا:

ہم تعداد میں بارہ پسر تھے جنہیں دربارِ یزید میں پیش کیا گیا۔ ہم سب زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے۔ جب ہمیں یزید کے سامنے کھڑا کیا گیا تو میں نے کہا: تجھے خدا کی

[1] یزید ملعون عوام کو دھوکے میں رکھنا چاہتا تھا۔ اگر وہ راضی نہ تھا تو پھر فوری طور پر ابن زیاد کو قتل کرا دیتا اور قاتلانِ امام حسینؑ کو مروا دیتا۔ اس کی کافرانہ گفتگو اس کے وہ اشعار سب شاہد ہے وہ اس امر پر بہت زیادہ خوش ہوا لیکن جب دیکھا کہ قتلِ حسینؑ کے بعد فضا اس کے حق میں نہیں رہی تو پھر ایسی باتیں کرنے لگا۔ شاید یہ بھی ممکن ہو درباری مؤرخین نے اپنی طرف سے گھڑ کر دنیا کو پیش کیا ہو کہ یزید نے امام حسینؑ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا۔ یہ صرف اہلِ کوفہ کی کارروائی تھی۔ (عرضِ مترجم)

Presented by Ziaraat.Com

قسم! تیرا کیا خیال ہے اگر رسول اللہؐ انہیں اس حال میں دیکھیں ان پر کیا گزرے گی؟

یزید نے شامیوں سے کہا: تمہارا ان کے بارے کیا خیال ہے؟

تو اس دوران ایک شامی نے آواز لگائی:

لَا تَتَّخِذْ مِنْ كَلْبِ سُوءٍ جَرْوًا ①

(قتل کفر کفر باشد) اس کلمہ سے کنایہ یہ ہے: "ان سب کو قتل کر دے اور کسی کو زندہ نہ چھوڑ"۔

نعمان بن بشیر سے نہ رہا گیا اس نے یزید سے کہا: اے یزید! خیال رکھو یہ اہل بیت رسولؐ ہیں۔ اگر رسول اللہؐ ان کو اس حال میں دیکھیں تو ان پر کیا گزرے گی تو ان کو وہ مقام دے جو وہ رکھتے ہیں۔

جمل تاریخ: یزید نے حکم دیا علی بن الحسینؑ کو اور اہل بیتؑ کو ایسے مکان میں رکھو جو انھیں سردی سے بچا سکے اور نہ گرمی سے۔ اسی حال میں اہل بیت رسولؐ کو رکھا گیا۔ شدت سرما اور گرما سے ان کے چہرے جھلس گئے تھے۔

حضرت فاطمہ صغریٰؑ کا دربار یزید میں خطاب

حضرت امام حسین علیہ السلام کی دختر جناب فاطمہ صغریٰؑ نے دربار یزید میں فرمایا: اے یزید! دختران پیغمبرؐ کو تو نے اپنا قیدی بنا لیا ہے۔ شہزادی کے اس جملے نے یزیدی دربار کو ہلا کر رکھ دیا۔ لوگ رونے لگے۔ اہل بیتؑ کے رونے کی آوازوں سے دربار یزید گونجنے لگا۔

① بعض مؤلفین نے اس جملہ کو نقل نہیں کیا۔ ایسا خیال کہ اس سے آل محمدؐ کی بے ادبی ہوتی ہے۔ اگر یہی اصول بنایا جائے کہ جو جملہ بے ادبی ہوتی ہے تو اسے حذف کر دیا جائے تو پھر آنے والی نسلیں آل رسولؐ کے دشمنوں کے خبث پر کیسے مطلع ہوں گے۔ دوسری بات یہ ہے: اجتہاد مقابل نص جائز نہیں ہے۔ تیسری بات یہ ہے: اہل کوفہ و شام کا یہ سارا کام ادب، وجدان اور انسانیت کے خلاف تھا تو پھر کربلا کا ذکر ہی ختم کر دیا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

گستاخی یزید اور حضرت امام سجاد علیہ السلام کا جواب

جب یزید نے امام سجاد علیہ السلام کو اپنے سامنے رسن بستہ اسیر دیکھا تو کہا:

یَابْنَ الْحُسَیْنِ : اَبُوْکَ قَطَعَ رَحِمِیْ وَجَهِلَ حَقِّیْ.
وَنَازَعَنِیْ فِیْ سُلْطَانِیْ فَصَنَعَ اللّٰهُ بِهٖ مَا قَدْ رَاَیْتَ

"اے فرزند حسینؑ! تیرے باپ نے میرے رحم کو قطع کیا
میرے حقوق کا انکار کیا میری حکومت کو اپنی حکومت خیال
کرنے لگا۔ اب تم دیکھ رہے ہو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کیا
کیا؟ اس کی دست کو شکست سے دوچار کر دیا"۔

امام سجاد علیہ السلام کا جواب

یزید کی اس گفتگو کے جواب میں اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا
فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ
(سورۂ حدید، آیہ ۲۲)

یزید نے اپنے بیٹے خالد سے کہا: ان کا جواب دو۔ خالد نہیں جانتا تھا کہ کیا جواب دے۔ پھر اس نے کہا: (علی بن الحسینؑ) کے جواب میں کہو:

وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا
عَنْ کَثِیْرٍ ○ (سورۂ شوریٰ، آیہ ۳۰)

امام سجاد علیہ السلام کا یزید سے اجازت لینا

مثیر الاحزان، ص ۹۹، نفس المہموم ص ۲۷۲، دمع السجوم ص ۲۷۲، امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: میں یزید کے دربار میں زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا تو میں نے اس

Presented by Ziaraat.Com

سے کہا: مجھے اجازت ہے کہ میں بھی کچھ کہوں؟ یزید نے کہا: ہاں کہو لیکن لایعنی بات نہ کرنا۔ میں نے کہا: جس حال میں میں ہوں کیا اس صورت میں کوئی لایعنی بات کر سکتا ہوں۔

میں نے کہا: اے یزید! تیرا کیا خیال ہے اگر رسول اللہؐ مجھے اس حال میں کہ میں زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھیں تو ان پر کیا گزرے گی؟

یزید نے کہا: ان کو کھول دو۔

جلاء العیون ص ۳۷۲، دمع السجوم ص ۲۷۲۔ ان احباب نے مسعودی کے اثبات الوصیت سے ایک روایت نقل کی ہے: جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو علی بن الحسینؑ کو اہل بیتؑ سمیت شام روانہ کیا گیا۔ جب وہ شام آئے تو انہیں دربار یزید میں پیش کیا گیا۔ آپ کے ساتھ آپ کا بیٹا جناب ابوجعفر (محمد باقرؑ) بھی ہمراہ تھے۔ اس وقت ان کی عمر شریف دو سال چھ ماہ تھی۔

یزید نے امام سجاد علیہ السلام کو خطاب کیا: اے علی بن الحسینؑ! تو نے کیا دیکھا؟

آپؑ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے قبل جو کچھ ہمارے لیے لکھ دیا تھا وہی کیا۔

یزید نے اپنے اہالیان سے مشورہ کیا کہ امام سجادؑ کے بارے کیا کیا جائے۔ سب نے متفق ہو کر کہا: قتل کر دو۔ ان لوگوں نے بدترین کلمات ادا کیے جن کا ذکر گذشتہ اوراق میں موجود ہے۔

مجلس میں امام محمد باقر علیہ السلام کا خطاب

(عرض مترجم: امام محمد باقرؑ جن کی عمر شریف دو سال چھ ماہ ہے اپنے بابا مظلوم کے ساتھ کھڑے ہیں اپنے بابا کی مظلومیت دیکھ رہے ہیں کہ ان کے ہاتھ ان کی گردن سے بندھے ہوئے ہیں۔ ہر طرف ان کے قاتل بیٹھے ہوئے ہیں۔ یزید سا

Presented by Ziaraat.Com

فاسق و فاجر جس کو اللہ نے چیر پھاڑ کر کھا جانے والا درندہ بنا رکھا ہے۔ جس کے سامنے بڑے بڑوں کی بولتیاں بند ہیں۔ اگر کوئی اس کی مرضی کے بغیر بولتا ہے تو تیغ کو اریں آناً فاناً خاموش کر دیتی ہیں۔ اسی اثناء میں امام محمد باقر علیہ السلام کے لعل لب کھلے: خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنائش فرمائی۔ بعد ازاں فرمایا: اے یزید! تیرے ہم نشینوں نے تجھے فرعون کے ہم نشینوں والی رائے نہیں دی۔ جب فرعون نے اپنے درباری امرا سے جناب موسیٰؑ اور جناب ہارونؑ کے بارے پوچھا تھا تو انھوں نے فرعون سے کہا تھا: ارجه واخاه "اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دے"۔ لیکن تیرے درباری تجھے ہمارے قتل کا مشورہ دیتے ہیں۔ (اے یزید) اور یہ تو کوئی اور بات ہے؟

یزید نے کہا: وہ بات کیا ہے؟

حضرت ابو جعفرؑ نے فرمایا: فرعونی حلال زادے تھے اور یہ لوگ جو تیرے اطراف میں ہیں حرام زادے ہیں اور یہ یاد رکھ کہ انبیاءؑ اور ان کی اولاد کو سوائے اولاد زنا کے اور کسی نے قتل نہیں کیا۔ ان ملکوتی کلمات کو سن کر یزید نے اپنی گردن جھکالی۔[1]

---

① عرض مترجم: ابھی آپ نے پڑھا امام محمد باقر علیہ السلام کی عمر شریف دو سال چند ماہ ہے۔ اس وقت یزید کے پاس جو حکومت و طاقت تھی وہ فرعون اور نمرود سے کہیں بڑھ کر تھی۔ آپؑ نے اس کمسنی میں وقت کے فرعون کے سامنے دو اطراف کا وہ منظر سامنے رکھ دیا جب فرعون موسیٰؑ کے دربار میں دو نبی یا دو امام کھڑے تھے اور فرعون تخت نشین تھا۔ اس کے مقربین اس کے دائیں بائیں بیٹھے تھے۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ یزید وقت کا فرعون تخت نشین ہے۔ اس کے مقربین اس کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے ہیں اور دو امامؑ اس کے سامنے کھڑے ہیں لیکن بہت بڑا فرق ہے موسیٰؑ و ہارونؑ کا سامنا فرعونیوں سے ضرور تھا لیکن حرام زادے نہ تھے۔ ادھر ان دو اماموں کا مقابلہ حرام زادوں سے تھا۔ ایک اور فرق یہ بھی ہے: موسیٰؑ و ہارونؑ کا جانی و مالی نقصان نہیں ہوا تھا۔ ادھر ان دو اماموں کا تو بچہ کوئی نہیں بچا تھا۔ وہ دونوں آزاد تھے اور یہ دونوں اسیر تھے۔ موسیٰؑ و ہارونؑ کی بہنیں بیٹیاں اپنے گھروں میں محفوظ تھیں۔ ادھر میرے ان دو اماموں کی مائیں، بہنیں، پھوپھیاں، بیٹیاں رسن بستہ سر برہنہ اس فرعون کے دربار میں ان کے ساتھ تھیں۔ فرعون جب مقربین امراء سے موسیٰؑ و ہارونؑ کی تقدیر کا فیصلہ پوچھتا ہے تو وہ موسیٰؑ و ہارونؑ کے حق میں فیصلہ دیتے ہیں۔ وہ سب فرعونی تھے۔ ادھر یہ شام والا فرعون جب ان اماموں کی تقدیر

Presented by Ziaraat.Com

رسن بستہ نبیؐ کی بیٹیاں

منتخب طریحی، ص ۴۷۸ بیان کرتے ہیں: امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: یزیدی سپاہی ہمارے پاس آئے اور وہ ہمیں یزید کے پاس لے جانا چاہتے تھے تو انھوں نے ایک لمبی رسی لی اور اس رسی میں ہمیں اس طرح باندھا جس طرح بھیڑ بکریوں کو باندھا جاتا ہے۔ رسی کا ایک سرا میری گردن میں تھا اور دوسرا میری پھوپھی جناب اُم کلثومؑ کی گردن میں تھا۔ یہی رسی میری پھوپھی عقیلۂ قریش ثانی زہراؑ اور میری بہن جناب سکینہؑ کے شانوں کے ساتھ باندھی گئی تھی۔ باقی جو چھوٹی بچیاں اور بچے تھے ان کو ہمارے ساتھ ہانکا جا رہا تھا۔ ہم میں سے اگر کوئی چلنے میں (اپنی کمزوری تھکاوٹ کی وجہ سے) سستی دکھاتا تھا تو اُسے تیز چلانے کے لیے مارا جاتا تھا۔

بقول ریاض القدس، ج ۲، ص ۳۰۸، انوار النعمانیہ اور منتخب طریحی، ج ۲، ص ۴۸۶

کا فیصلہ اپنے مقربین سے چاہتا ہے۔ تو یہ کہتے ہیں: قتل کردو۔ لیکن یہاں امامؑ خاموش نہیں رہتا۔ چھوٹا سا بچہ جس کی عمر دو سال کے لگ بھگ ہو اور مجمع عام ہو تو اور وہ اپنے بابا کے ساتھ ہو تو اکثر دیکھنے میں آیا ہے وہ اپنے بابا کے دامن کو پکڑ کر کھڑا ہے۔ عمر تو بچوں والی ہے، انداز بھی تو بچگانے ہوں گے۔ لیکن فرعونی دربار میں جب خطبہ پڑھا اور وحی ربانی پیش کی تو پورے دربار میں ایک سناٹا چھا گیا۔ اپنے معصومانہ اور ملکوتی انداز میں قرآنی گفتگو کی کہ ان فرعونیوں کے ہوش اڑ گئے اور فرعون کی گردن جھک گئی اور امامؑ کے قتل کا فیصلہ بدلنے پر مجبور ہو گیا۔ اسی کو امامت کہتے ہیں۔ اسی کو الٰہی منصب کہتے ہیں۔ الٰہی منصب کے امین ہر دور میں الٰہی امانت کو پیش کرنے میں ہمہ تن حاضر رہتے ہیں چاہے وہ دو سال کا ہو یا اس سے زیادہ عمر کا ہو۔ امامت عمر کی قیدی نہیں ہے، عمر امامت کی قیدی ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام کا یہ بچپن کا واقعہ اور مظاہرہ امامت تاریخ اسلام کا ایک بہت بڑا واقعہ ہے جس کو مسعودی نے اثبات الوصیۃ میں کو بیان کیا ہے لیکن باقی مورخین نے صرف نظر سے کام لیا ہے۔ ہماری اسٹیج پر تو علمی گفتگو آہستہ آہستہ سرکائی جا رہی ہے۔ ایسے واقعات عوام تک پہنچانے والے گنتی کے دو چار رہ گئے ہیں۔ امامؑ نے یزید کو اسی کے دربار میں اس کی حکومتی بے پناہ طاقت و قوت کے باوجود تاریخ کا فرعون ثابت کیا اور سورۂ اعراف کا ملکوتی ماحول اس کے سامنے لا کر دکھا دیا: "اے یزید! تو فرعون و نمرود کا وارث ہے اور ہم موسیٰؑ و ہارونؑ، ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کے وارث ہیں"۔ (عرض مترجم)

Presented by Ziaraat.Com

میں روایت ہے: جب اہل بیت کو دربار یزید میں پیش کیا گیا تو اُن سب کو ایک رسّی میں باندھ کر لائے اور اُس رسّی کا سرا زحر بن قیس کے ہاتھ میں تھا۔

جب اہل بیت رسولؐ کو یزید کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے یکا یک استفسار شروع کر دیا:

مَنْ هٰذِهٖ وَمَنْ هٰذَا؟

"یہ عورت کون ہے، وہ مرد کون ہے؟"

اسے کہا گیا: یہ اُم کلثومؑ کبریٰ ہے، یہ اُم کلثومؑ صغریٰ ہے، یہ صفیہ ہے، وہ اُم ہانی ہے، یہ رقیہ ہے، یہ سب امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کی بیٹیاں ہیں۔ اس ملعون کی نگاہ ایک بچی پر پڑی، جس نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ اپنے چہرے کا پردہ بنایا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا: یہ کون ہے؟ کہا گیا: یہ سکینہ امام حسینؑ کی بیٹی ہے۔ بقول (منتخب) کے یزید نے جناب سکینہؑ سے پوچھا: اے سکینہؑ! تیرے باپ نے میرے حق کا انکار کر دیا تھا، میرے رحم کو قطع کیا، میری حکومت میں مجھ سے جھگڑا کیا۔

یہ سن کر شہزادی نے رُو دیا اور فرمایا:

لَا تَفْرَحْ بِقَتْلِ اَبِیْ فَاِنَّهٗ كَانَ مُطِيعاً لِلّٰهِ...... الخ

"تو میرے والد کے قتل پر خوش نہ ہو، میرا بابا اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں شہید ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بلایا، انھوں نے دعوتِ ربانی پر لبیک کہا اور ابدی سعادت کو حاصل کیا۔ اے یزید! تو نے بارگاہِ پروردگار میں پیش ہونا ہے۔ پھر تجھ سے پوچھا جائے گا جواب دہی کے لیے تیار رہ تو کیا جواب دے گا؟"

(منتخب طریحی، ص ۴۸۶، وهذه سكينة وهذه فاطمة بنت الحسين وهذا علي بن الحسين...... الخ)

Presented by Ziaraat.Com

شہزادی کی گفتگو کو سن کر یزید نے کہا: اے سکینہؑ! خاموش تیرے بابا کا میرے نزدیک کوئی حق نہ تھا......الخ۔

یزید اپنی یزیدیت میں

ناسخ، ج ۳، ص ۱۲۷، یزید نے حکم دیا: سرِ ہمایون سید الشہداؑ کو حاضر کیا جائے۔ تھوڑی دیر گزری تھی شمر ملعون ظاہر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا، جس پر سرِ مبارک نصب تھا۔ یزید کی نگاہ جب سرِ انور پر پڑی تو کہا: سر کو نیزے سے اُتارو اور میرے قریب لاؤ۔ تو اُسی وقت ایک سونے کا طشت لایا گیا۔ اس میں سرِ مبارک کو رکھ کر یزید کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس وقت یزید نے بہت زیادہ شراب پی رکھی تھی جس کی وجہ سے بدمستی میں مست تھا۔ جب اپنے سامنے اپنے دشمن کا سر دیکھا تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور یہ اشعار پڑھے:

یَا حُسْنَهٗ یَلْمَعُ بِالْیَدَیْنِ یَلْمَعُ فِی طَشْتٍ مِنَ اللُّجَیْنِ
کَاَنَّمَا حُفَّ بِوَرْدَتَیْنِ کَیْفَ رَأَیْتَ الضَّرْبَ یَا حُسَیْنُ
شَفَیْتُ غِلِّی مِنْ دَمِ الْحُسَیْنِ یَالَیْتَ مَنْ شَاهَدَ فِی الْحُنَیْنِ
یَرَوْنَ فِعْلِی الْیَوْمَ بِالْحُسَیْنِ

''اس کے حُسن کا کیا کہنا جس کے دونوں ہاتھ اپنے نور کے لحاظ سے ماحول کو روشنی دیتے ہیں۔ اس طرح جیسے سونے کے طشت کے اندر (تیرا چہرہ منور ہے) تیرے رخسار سے گلاب کے پھول کی طرح خوبصورت اور نرم و نازک ہیں۔ اے حسینؑ! بتا تو نے میری ضرب کو کیسا پایا۔ میں نے اپنے کینہ کو خونِ حسینؑ سے ٹھنڈا کیا ہے۔ اے کاش! جنگِ حنین والے آج زندہ ہوتے تو وہ دیکھتے میں نے حسینؑ کے ساتھ کیا کیا''۔

Presented by Ziaraat.Com

اس دوران پھر اس نے شراب کے جام چڑھائے اور اپنی مستی میں اور اضافہ کیا۔ پھر اس نے اپنے کفر کا اظہار یوں کیا:

نفلق هاما من رجال اعزة علینا وهم کانوا اعف واصبر
واکرم عنداللّٰه منا محلة وافضل فی کل الامور وافخر
عدونا وما العدوان الاضلالة علیهم ومن یعدو علی الحق یخسر
فان تعدلوا فالعدل الفاه نافعا اذا ضمنا یوم القیامة محشر
ولکننا فزنا بملك معجل وان کان فی العقباء ناراً تسعر

”میں نے مردانِ جنگ کے سروں کو پھاڑ دیا حالانکہ وہ سب مجھ سے اللہ کے نزدیک معزز و محترم تھے۔ میں نے تجاوز کیا اور جو تجاوز کرتا ہے وہ زیاں کار ہوتا ہے۔ یہ سلطنت و مال مجھے ورثے میں ملا ہے۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے کہ اس کے عوض جہنم میں جلتا رہوں“۔

یزید کا اقرار کفر

جب شہدا کے سر یزید کے قریب لائے گئے، جونہی انھیں دیکھنے میں مصروف ہوا تو کوے کی کائیں کائیں کی صدا اس کے کانوں میں آئی تو اس کا کفر وطغیان جوش میں آ گیا اور وہ اس جوش میں اُبلنے لگا۔ اس واقعہ سے قبل اس نے بڑی کوشش کے ساتھ اپنے آپ کو ایک مسلمان کے طور پر عوام کے سامنے ثابت کر رکھا تھا۔ اب تک اس نے مصالح کی جس رنگین چادر کو اپنے جسم پر لپیٹ رکھا تھا، اس کو اُتار پھینکا اور اپنے کفر کا اظہار کر دیا اور اپنی اصلی شکل میں آ گیا۔

لَمَّا بَدَتْ تِلْكَ الرُّؤوسُ وَاَشْرَقَتْ تِلْكَ الشُّمُوسُ عَلٰی رُبٰی جَیرُوْنِ
صَاحَ الْغُرَابُ فَقُلْتُ صَحِ اَوْلَا تَصِحِ فَلَقَدْ قَضَیتُ مِنَ النَّبِیّ دُیُوْنِی

Presented by Ziaraat.Com

"جب ان سروں نے جیرون کے بلند و بالا ٹیلوں پر خورشید تاباں کی طرح طلوع کیا، کوے نے فریاد لگائی تو میں نے اُسے کہا:
اب تو چیخ یا خاموش رہ۔ میں نے پیغمبرؐ سے اپنا قرض چکا لیا ہے
(کل اُس نے میرے خاندان والوں کو قتل کیا تھا، آج میں نے اپنے مقتولین کا بدلہ لے لیا ہے)۔

عرب کوے کی آواز کو فال بد سے تعبیر کرتے تھے۔ جب یزید نے اپنے اس فتح کے موقع پر کوے کی کائیں کائیں سنی تو اپنی حکومت کے لیے اسے فال بد سے تعبیر کیا کہ اب اس کی حکومت زوال پذیر ہے۔ تو اس لیے اس کوے سے خطاب کیا جس نے اس کے محل پر کائیں کائیں کی صدا لگائی تھی:

یَاغُرَابُ البین: مَا شِئْتَ فَقُلْ إِنَّمَا تندب اَمْرًا قَدْ فعل
كُلُّ مُلْكٍ وَنَعِيمٍ زَائِلٌ وَبَنَاتُ الدَّهْرِ يَلْعَبْنَ بِكُلِّ

"اے کوے! تیری یہ آوازیں فراق و جدائی کی علامت ہے۔
اب جس طرح چاہے فریاد کر اور اُس کام پر جو ہو چکا ہے نوحہ کر۔ ہر سلطنت اور نعمت زوال پذیر ہے۔ گردش افلاک نے کس کو معاف کیا ہے اُس نے ہر زمانے میں ہر ایک سے اپنا کھیل کھیلا اور فنا کے مرگھٹ میں دھکیل دیا ہے"۔

شمر ملعون کے لیے دنیا اور آخرت کی رُسوائی

ناسخ، ج ۳، ص ۱۲۹ (دربار یزید ہر طرف سے لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہر شخص کی نگاہ یزید کی طرف اُٹھ اُٹھ کر جاتی تھی، وہ اپنی بدمستی میں مست تھا۔ وہ لحہ بہ لحہ شراب کے جام پہ جام چڑھا رہا تھا۔ ایک نشہ شراب کا تھا، دوسرا نشہ اقتدار کا تھا، تیسرا نشہ اپنا کام دکھا جاتا تھا۔ شمر ملعون اُس کے لیے ایک بہت بڑا کام کر چکا تھا اور اپنے

Presented by Ziaraat.Com

اس بڑے کام کے لیے ایک بہت بڑے انعام کی اُمید میں تھا۔ اس کی نگاہیں یزید پر لگی ہوئی تھیں اور موقع کی انتظار میں تھا۔ لوہا گرم ہو اور ضرب لگائے، اپنا مطلب حاصل کرے۔ اُس نے دیکھا اب یزید قتلِ حسینؑ پر بہت زیادہ خوش ہے، اپنے آپ سوچا یہی وہ وقت ہے جس وقت اس کی کائنات سے نعمات کے ساتھ منقلب ہونا ہے (لیکن قدرت کا بھی ایک فیصلہ ہے جس کے سامنے کسی کو دم نہیں)۔ اس نے ازراہِ فخر یزید کے سامنے وہی انداز اور اشعار اختیار کیے، جو بشیر بن مالک نے ابن زیاد کے دربار میں ادا کیے تھے۔ یہ اشعار سن کر ابن زیاد نے اُسے قتل کرا دیا تھا۔

شمر ملعون آگے بڑھا اور یزید سے اپنے کارنامے کا انعام مانگا اور کہا:

اِمْلَا رِكَابِی فِضَّةً اَوْ ذَهَبًا ۔۔۔ اِنِّی قَتَلْتُ الْمَلِكَ الْمُحَجَّبَا
قَتَلْتُهٗ خَیْرَ النَّاسِ اُمًّا وَّاَبًا ۔۔۔ وَخَیْرُهُمْ اِذْ یَنْسِبُوْنَ النَّسَبَا
وَاَكْرَمُ النَّاسِ جَمِیْعًا حَسَبًا ۔۔۔ وَمِنْ عَلَی الْخَلْقِ مِنَّا مُنْتَصَبًا
طَعَنْتُهٗ بِالرُّمْحِ حَتّٰی انْقَلَبَا ۔۔۔ ضَرَبْتُهٗ بِالسَّیْفِ حَتّٰی نَحَبَا

”میرے برتن کو سونے چاندی سے بھر دے، میں نے ایک بے گناہ سلطان کو قتل کیا ہے۔ وہ اپنے اب اور اُم کے اعتبار سے پوری کائنات سے افضل و اعلیٰ تھا اور میں نے اُس کو قتل کیا ہے جس کا نسب ارفع و اعلیٰ ہے۔ وہ غیر معمولی انسان تھا۔ وہ لوگوں کا امامؑ تھا۔ میں نے اُسے اپنا نیزہ مارا، وہ زمین پر گر پڑا۔ پھر میں نے اُسے تلوار کی ضرب لگائی پس وہ قتل ہو گیا“۔

یزید نے اپنی آنکھ کے گوشے سے ازراہِ غیض و غضب دیکھا اور پھر اُبر رعد بن کر اس پر گرجا اور کہا:

اِذَا عَلِمْتَ اَنَّهٗ خَیْرُ النَّاسِ اُمًّا وَّاَبًا فَلِمَ قَتَلْتَهٗ؟ وَاَمْلَا

Presented by Ziaraat.Com

اَلقَتَّ فِی کَاہِلِکَ نَاراً وَحَطَباً

"خداوند تعالیٰ تیرے بدن کو جہنم کے شعلوں اور انگاروں سے
بھرے، جب تجھے معلوم تھا کہ حسینؑ اپنے پدر و مادر کے اعتبار
سے سب سے بہترین تھا تو تو نے اُسے کیوں قتل کیا؟"

شمر نے کہا: تیرے انعام کے لیے۔

یزید نے کہا: میں تمہیں انعام کبھی نہ دوں گا۔ (مقتل ابی مخنف، ص ۱۸۳: یزید نے تلوار کی نوک شمر کے سینہ پر ماری اور کہا: جا تیرے لیے کوئی انعام نہیں ہے)

شمر خائب و خاسر ہو کر دربار سے نکلا، دنیا بھی نہ ملی اور دین بھی چھن گیا، نہ اِدھر کا رہا اور نہ اُدھر کا۔

یزید کی یاوہ گوئی

اسی دوران یزید نے اہلِ مجلس کی طرف رُخ کیا اور کہا: حسینؑ ہمیشہ مجھ سے ازراہِ فخر کہتا تھا: میرا باپ یزید کے باپ سے بہتر ہے۔ میری ماں یزید کی ماں سے بہتر ہے۔ میرا جد یزید کے جد سے اشرف و اعلیٰ ہے اور میں یزید سے بہتر ہوں۔

رہی بات حسینؑ کے والد کی، اُس نے میرے والد کے ساتھ جھگڑا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے باپ اور اُس کے باپ کے درمیان فیصلہ کیا۔ حکومت میرے باپ کو عطا کی۔ باقی بات رہی اس کی والدہ کی وہ اللہ کے رسولؐ کی بیٹی ہیں۔ وہ میری ماں سے افضل ہیں اسی طرح ان کے نانا میرے نانا سے افضل ہیں اور جو شخص خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو حضرت محمدؐ سے بہتر نہیں سمجھ سکتا۔

رہی اُس کی اپنی ذاتی بات کہ وہ کہتا تھا: میں یزید سے بہتر ہوں۔ کیا اُس نے قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت نہیں کی تھی:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ

Presented by Ziaraat.Com

الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ
الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (آل عمران، آیہ ۲۶)

"کہہ دو اے اللہ! اے مملکت (ہستی) کے مالک تو جسے چاہے
حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہے حکومت چھین لیتا ہے اور تو
جسے چاہتا ہے، عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔
بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے"۔

عبدالرحمٰن بن حکم اس مجلس میں موجود تھا، اس نے یہ اشعار پڑھے:

لَهَامٍ بِجَنْبِ الطَّفِّ اَدْنٰى قَرَابَةً ... مِنِ ابْنِ زِيَادِ الْعَبْدِ ذِى النَّسَبِ الْوَغْلِ
سُمَيَّةَ اَمْسٰى نَسْلُهَا عَدَدَ الْحَصٰى ... وَبِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَتْ بِذِى نَسْلِ

"مجھے افسوس ہے ان سروں پر جو فرات کے کنارے کاٹے گئے،
اس لیے کاٹے گئے تاکہ حرام زادہ ابن زیاد کا تقرب حاصل کیا
جائے۔ سمیہ مادر ابن زیاد کی نسل تو صحرا کے ذرّوں کی مانند ہر
طرف پھیل چکی ہے لیکن اب اللہ کے رسولؐ کی بیٹی کا کوئی فرزند
باقی نہیں رہا"۔ (عوالم، ج ۱۷، ص ۴۲۱، سطر ۷ و جلاء العیون
مجلسی، ص ۴۰۸)

یہ سن کر یزید نے اپنا ہاتھ عبدالرحمٰن بن حکم کے سینے پر مارا اور سرگوشی کی:

سُبْحَانَ اللّٰهِ : اَفِى هٰذَا الْمَوْضِعِ؟ اَمَا يَسَعُكَ السُّكُوْتُ

"ایسے موقع پر ایسی گفتگو! کیا تو خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔ بھرے
دربار میں آلِ زیاد کو رُسوا کر دیا اور آلِ مصطفیٰؐ کی مصیبت اور
قلت پر افسوس کا اظہار کر دیا"۔

پھر کہنے لگا: خدا لعنت کرے ابن زیاد پر اُس نے فاطمہ زہراؑ کے بیٹے حسینؑ کو

Presented by Ziaraat.Com

قتل کر دیا۔ اگر میں وہاں ہوتا، وہ جو خواہش کرتا وہ پوری کرتا اور موت اس کے قریب نہ آنے دیتا لیکن وہ میرے بیٹوں کو ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔ پھر تقدیر الٰہی کے سامنے کسی کی نہیں بن سکتی۔

اسی وقت یزید نے حکم دیا اہل بیتؑ کو دربار میں لایا جائے حالانکہ اس کے فوجی اہل بیتؑ کو رسیوں میں جکڑ کر دربار کے دروازے پر تین گھنٹے سے اس کے حکم کا انتظار کر رہے تھے۔ جب اہل بیتؑ دربار میں داخل ہوئے اور یزید پر نگاہ پڑی تو رونے لگے: اس ملعون کے سر پر تاج تھا جس میں دُر اور یاقوت جڑے تھے اور تخت پر بیٹھا تھا۔

یزید کے لعن کے بارے حضرت امام رضا علیہ السلام کا فرمان

حضرت امام رضا علیہ السلام کا فرمان ہے: جب اہل بیتؑ کو دربار یزید میں لایا گیا تو اُس وقت یہ ملعون اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا اور شراب پی رہا تھا۔ جب کھانے پینے سے فارغ ہوا تو شطرنج کھیلنے میں مصروف ہو گیا۔ اس وقت امام حسینؑ کا سر مبارک سونے کے طشت میں اس کے تخت کے نیچے رکھا ہوا تھا۔ شطرنج کھیلنے کے دوران جب اپنے ہمکار پر غلبہ حاصل کرتا تو غلبہ کی خوشی میں تین جام شراب جَو کے چڑھا لیتا۔ پھر اس برتن کو تخت کے نیچے زمین پر پھینک دیتا۔

آپؑ نے فرمایا:

فَمَنْ كَانَ مِنْ شِيعَتِنَا فَلْيَتَوَرَّعْ مِنْ شُرْبِ الْفُقَّاعِ وَاللَّعْبِ بِالشِّطْرَنْجِ : فَمَنْ نَظَرَ إِلَى الْفُقَّاعِ أَوْ إِلَى شِطْرَنْجِ فَلْيَذْكُرِ الْحُسَيْنَ وَلْيَلْعَنْ يَزِيدَ يَمْحُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ذُنُوبَهُ وَلَوْ كَانَتْ كَعَدَدِ النُّجُومِ

''جو ہمارا شیعہ ہے وہ جَو کی شراب (ہر شراب) پینے سے اور شطرنج کھیلنے سے اپنے آپ کو بچائے۔ اگر کبھی کسی کو یہ چیزیں

Presented by Ziaraat.Com

قطرہ آ جائیں تو یزید پر لعنت کرے تو اُس کے تمام کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ تعداد میں آسمان کے ستاروں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں"۔

نفس المہموم، ص ۴۳۹ حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: اسلام میں یزید بن معاویہ وہ پہلا شخص ہے، جس کے لیے جَو کی شراب بنائی گئی۔ جب اس کے لیے شراب لائی گئی تو اس کے تخت پر دسترخوان بچھا ہوا تھا۔ حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک اُس کے قریب تھا۔ شراب خود بھی پیتا تھا اور اپنے ہم نشینوں کو بھی پلاتا تھا اور کہتا تھا: اے میرے ہم نشینو! میرے یار! پیو اور (خوب پیو) یہ شراب بابرکت ہے اس سے زیادہ بابرکت بات یہ ہے کہ میں زندگی میں پہلی بار شراب بھی پی رہا ہوں اور حسینؑ میرے دشمن کا سر بھی میرے قریب پڑا ہوا ہے۔ دسترخوان بھی میرے لیے بچھا ہوا ہے۔ اب میں پورے سکون اور مزے کے ساتھ کھانا کھاؤں گا"۔

ہمارے آقا امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: (سن لو) جو ہمارا شیعہ ہے جَو کی شراب سے پرہیز کرے، یہ شراب ہمارے دشمنوں کی شراب ہے (جَو کی شراب بھی حرام ہے، اس کے علاوہ ہر نشہ آور مشروب حرام ہے)۔ (عوالم، ج ۱۷، ص ۴۱۵، سطر ۱، ناسخ، ج ۳، ص ۱۳۲، جلاء العیون، ص ۲۰۸، بحار، ج ۴۵، ص ۱۷۶، حدیث ۲۳، عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۲۲، نفس المہموم، ص ۴۳۹)

گستاخی یزید

صاحب نفس المہموم نے ص ۴۳۹ قال بہائی سے نقل کیا ہے، اس نے کتاب "حاویہ" سے روایت کیا ہے: (اس محفل میں) یزید نے جب شراب پی لی تو باقی بچی ہوئی شراب سر مبارک پر گرا دی۔ اس وقت یزید کی زوجہ نے سر کو اُٹھایا، غسل دیا اور عرق گلاب سے معطر کیا۔ اس عورت نے اس رات حضرت فاطمہ زہراؑ کو خواب میں

Presented by Ziaraat.Com

دیکھا اور شہزادی رسولؑ نے ان کے اس کام سے اپنی خوشی کا اظہار فرمایا۔

قتل امام سجادؑ کے لیے یزید کی بہانہ جوئی

ناسخ، ج ۳، ص ۱۴۳ نے کہا کہ راوندی نے ثقہ روات سے حدیث نقل کی ہے:
یزید اس امر کی تلاش میں حیران و پریشان تھا، کوئی بہانہ ملے اور امام سجاد علیہ السلام کو قتل کر دے۔ یہ ملعون آپ کو بلاتا، باتیں کرتا لیکن امامؑ کے ہاتھ میں تسبیح ہوتی اور تسبیح کے دانوں کو اپنی انگلیوں کے ساتھ حرکت دیتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ یزید نے آپ سے کہا: میں آپ سے باتیں کرتا ہوں۔ جب تو مجھے میری بات کا جواب دیتے ہو تو ساتھ تسبیح کو گردش بھی دیتے رہتے ہو، ایسا کیوں کرتے ہو؟

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اپنے بابا سے سنا، انھوں نے مجھے اپنے والد کی حدیث سنائی کہ میرے والد جب نماز ختم فرماتے تو کوئی بات نہ کرتے، تسبیح ہاتھ میں لیتے اور فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَصْبَحْتُ اُسَبِّحُکَ وَاُمَجِّدُکَ وَاَحْمَدُکَ
وَاُھَلِّلُکَ بِعَدَدِ مَا اُدِیْرُ بِہٖ سبحتی

"اے پروردگار! میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں تیری تسبیح کروں اور تیری بزرگی بیان کروں، تیری حمد و ثنا کروں اور تیری تہلیل بیان کروں اس تعداد میں جتنا میں اس تسبیح کو اپنے ہاتھ میں گردش دیتا رہوں"۔

پھر آپ تسبیح کو گردش دیتے رہتے اور ذکر فرماتے۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ عمل انسان کے لیے حرز جان ہے۔ یہ عمل رات تک جاری رکھتے۔ جب سونے کا ارادہ کرتے تو ابھی کلمات کا اعادہ فرماتے اور تسبیح کو نیچے سرہانے رکھ دیتے۔

آپ نے فرمایا: میں اسی طرح ایک دفعہ ورد کر کے تسبیح کو سرہانے رکھ دیتا۔ تسبیح

Presented by Ziaraat.Com

پھرنے کے عمل سے بھی زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ ہاں اے یزید! یہ عمل میں اپنے جد کی اقتدا میں بجالاتا ہوں۔

یزید نے کہا: میں تم میں سے جس کے ساتھ کوئی بات کرتا ہوں تو تمہارا جواب مجھے لاجواب کر دیتا ہے۔ (میں اپنے قصد میں ناکام ہو جاتا ہوں)

یزید نے اپنی گفتگو کا رُخ بدلا اور کہا: اُس ذات کا شکر ہے، جس نے تیرے باپ کو قتل کیا۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی اس پر لعنت ہے، جس نے انھیں قتل کیا۔

اس وقت بارہ بنو ہاشم سید سجاد علیہ السلام کے ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ یزید تو آپؑ کے قتل کے بہانے ڈھونڈ رہا تھا جب اُس نے آپ کی یہ گفتگو سنی تو غضبناک ہو گیا، حکم دیا: اس کی گردن مار دو۔[1]

آپؑ نے فرمایا: جب تو نے میرے قتل کا حکم دے دیا ہے تو پھر یہ بتا رسولؐ اللہ کی بیٹیوں کو ان کے گھروں تک کون پہنچائے گا، میرے علاوہ ان کا کوئی اور محرم نہیں ہے؟ یہ سن کر یزید ٹھنڈا ہو گیا اور کہنے لگا: ان کو اپنے گھروں تک تو لے جائے گا۔ پھر اُس نے کٹر (cutter) طلب کیا اور اپنے ہاتھ سے میری تمام زنجیروں کو کاٹ دیا۔ (میری گردن پکڑی اور کہا) اے علی بن الحسینؑ! کیا تجھے معلوم ہے اس امر سے قتل میرا کیا ارادہ تھا؟

---

① جلاء العیون، ص ۶۱۲، ریاض القدس، ج ۲، ص ۳۱۵، مناقب ابن شہرآشوب میں ہے: یزید غصے میں آیا اور حکم دیا: اس بیمار نوجوان کو باغ میں لے جاؤ، اس کا سر قلم کردو اور وہیں دفن کردو۔ پس جلاد آیا اور اُس نے آپؑ کا بازو پکڑا اور دربار سے باہر لے آیا اور باغ میں لے گیا۔ پہلے وہ آپؑ کے لیے قبر بنانے میں مصروف ہو گیا۔ اس دوران آپؑ پروردگار کی مناجات میں مصروف رہے۔ جب وہ قبر بنا کر فارغ ہوا، اُس نے چاہا کہ امامؑ کو قتل کرے۔ اچانک ہوا میں ایک ہاتھ بلند ہوا اور اُس جلاد پر پڑا اور وہ دُور جا پڑا اور وہ مر گیا۔ یزید کا بیٹا خالد یہ منظر دیکھ رہا تھا، وہ دوڑتا ہوا یزید کے پاس گیا اور سارا قصہ سنایا۔ یزید نے حکم دیا سید سجادؑ کو واپس لا ئے اور اُس جلاد کو اس قبر میں ڈال دیا جائے اور دفن کر دیا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ نے فرمایا: تو قتل کرنا چاہتا تھا۔

اس نے کہا: بخدا اس کے سوا کوئی اور ارادہ نہ تھا۔ پھر اس نے حکم دیا: باقی افراد کی رسیاں کاٹ دی جائیں۔ اس طرح سب کو رہا کر دیا گیا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ حسینؑ کے سر کو جو طشت طلا میں رکھا ہوا تھا لایا جائے۔ سر لایا گیا اور اس کے سامنے رکھ دیا گیا۔ اس نے اپنے پیچھے سے جگہ دی تا کہ اہل بیتؑ کی مستورات سر کا نظارہ کر لیں۔

امام سجاد علیہ السلام نے جب مبارک سر کو قریب سے دیکھا تو آپؑ نے زندگی بھر گوسفند کے سر کا گوشت تناول نہ فرمایا۔ (عوالم، ج ۱۷، ص ۴۲۹ از دعوات راوندی، ص ۶۱، ج ۱۵۲، بحار، ج ۴۵، ص ۲۰۰، تاریخ، ج ۳، ص ۱۳۳، جلاء العیون، ص ۶۰۹، نفس المھموم، ص ۱۵۲)

یزید کے اشعار کفر

ایک روایت یہ بھی ہے جب امام حسین علیہ السلام کا مبارک سر یزید کو پیش کیا گیا تو اُس نے خیزران کی چھڑی ہاتھ میں لی اور آپؑ کے دندانِ مبارک پر مارنا شروع کی اور یہ اشعار قرأت کیے:

لیت اشیاخی ببدر شھدوا	جزع الخزرج من وقع الاسل
لعبت ھاشم بالملک فلا	خبر جاء ولا وحی نزل
لست من خندف ان لم انتقم	من بنی احمد ما کان فعل
قد اخذنا من علی ثارنا	وقتلنا الفارس اللیث البطل
وقتلنا القرن من ساداتھم	وعدلناہ ببدر فاعتدل
فجزیناھم ببدر مثلھا	باحد یوم احد فاعتدل
لو رأوہ لاستھلوا فرحا	ثم قالوا یایزید لاتشل

Presented by Ziaraat.Com

وکذاک الشیخ اوصانی بہ فاتبعت الشیخ فیما قد سئل

"بنو ہاشم نے خلافت کا ایک کھیل کھیلا تھا حالانکہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے نہ کوئی خبر آئی اور نہ وحی آئی۔ میں خندف کا بیٹا ہی نہ ہوں اگر میں نے آلِ احمدؐ سے انتقام نہ لیا ہوتا وہ انتقام جو سامنے ہے۔

ہم نے اپنا بدلہ لے لیا۔ ہم نے ان شہسواروں کو قتل کیا جو بہادر و شجاع دلاور شیر تھے۔ ہم نے ان کے سرداروں کو قتل کیا اور جنگِ بدر کا بدلہ لے لیا۔ جس طرح انھوں نے بدر میں ہمارے ساتھ کیا تھا۔ ہم نے بھی آج ویسا ہی کیا ہے۔ جیسا سلوک انھوں نے میدانِ اُحد میں کیا تھا۔ ہم نے اُحد کے بدلے بھی چکا لیے ہیں۔

کاش! آج وہ زندہ ہوتے تو (آلِ احمدؐ کے) قتل پر خوش ہوتے اور کہتے: اے یزید! تیرے ہاتھ طاقتور رہیں، کمزور نہ ہوں۔ میرے باپ نے مجھے اس امر کی سفارش کی تھی۔ آج میں نے اپنے باپ کے فرمان پر عمل کر دیا ہے"۔ (ناسخ، ج ۳، ص ۱۳۶ ۱۳۱ وعوالم، ج ۱۷، ص ۳۹۷، ۴۰۱، ۴۰۳)

یزید کا امام حسین علیہ السلام سے خطاب از جوہری

چشم بگشا و نظر کن یاحسین — خواہر انت رہا ببین باشور وشین
یکطرف زینب اسیر و خوار و زار — یکطرف کلثوم باحال فکار
یکطرف لیلا غریب و دربدر — ہمچو مجنون از غم مرگ پسر
دیدہ گریان دختران زار تو — زیر زنجیر گران بیمار تو

Presented by Ziaraat.Com

چون شنید این گفتگوها سر بسر ... جست از جا زینب خونین جگر
پیرهن را چاک تا دامان نمود ... رو بسوی زادهٔ سفیان نمود
گفت با او کی لعین بی ادب ... چوب بردار از لب این تشنه لب
این سر خیل اطیاب وفاست ... این سر گنجینهٔ سر خداست
ای ستمگر این سر دور از بدن ... بس جفاها دیده از چوب زمن
بود این سر بر در دروازه ها ... گه بخیر و گه بنوک نیزه ها
بوده این سر در ره شام خراب ... تا چهل منزل میان آفتاب

"اے حسینؑ! آنکھیں کھولو اپنی بہنوں کی طرف دیکھو۔ وہ میرے دربار میں ننگے سر رسن بستہ کھڑی ہیں۔ ایک طرف تیری بہن زینبؑ کھڑی ہے اور دوسری طرف تیری دوسری بہن اُم کلثومؑ کھڑی ہے۔

اُدھر دیکھو تیری بیوی لیلیٰ محزون و مغموم کھڑی ہے۔ وہ اپنے جوان بیٹے کے غم میں نڈھال ہے۔ تیری بیٹیاں بھی میری اسیر ہیں۔ تیرا بیٹا عابد بیمار کو میں نے زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے"۔

جب یزید ملعون کی یہ گفتگو جناب زینب عالیہؑ نے سنی تو برداشت نہ کرسکیں۔ فوراً بول پڑیں: اپنا پیراہن چاک کیا اور یزید سے کہا:

اے گستاخ و بے ادب اپنی چھڑی ان لبوں سے ہٹا لے۔ اس سیّد و سردار کی عزت و عظمت کو تو کیا جانے یہ تو کائنات کا سردار ہے۔ وفا کی تاریخ جو انھوں نے رقم کی ہے اُس کی کوئی مثال ہی نہیں۔ وہ پروردگار کے خزانوں کا راز ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اے ظالم! تو نے کتنی بے دردی کے ساتھ رسولؐ زادے کو شہید
کر ڈالا۔ ان کا مبارک جسم کربلا میں ہے اور یہ سر مطہر تیرے
پاس ہے۔ کبھی یہ سر نوکِ نیزہ پر سوار کیا گیا، کبھی دیر راہب کے
دروازے پر نصب کیا گیا۔
ہائے افسوس! اس مبارک سر پر کتنے ظلم ڈھائے گئے۔ کربلا سے
کوفہ اور کوفہ سے شام تک چالیس منازل طے کر کے یہ سر شام
گیا"۔

ریاض القدس نے ج ۲ ص ۳۲۹ پر مناقب سے روایت کی ہے، اس نے تاریخ شمس الفضلا سے نقل کیا ہے: جس وقت سرِ انور کو طشت طلاء میں رکھ کر یزید کے سامنے پیش کیا گیا تو اس کے ہاتھ میں خیزران کی چھڑی تھی تو اس ملعون نے فرزند رسولؐ اللہ کے دندان مبارک پر مارنا شروع کیا۔ ساتھ یہ اشعار لیت اشیاخی ...... الخ بھی پڑھتا تھا۔ آپؑ کے مبارک دانت ٹوٹ گئے۔

اس وقت شامی لوگ موجود تھے اور اس کی حرکات کا نظارہ کر رہے تھے اور اس کی کفریات کو بھی سن رہے تھے۔ ان حرکات پر انہیں غصہ آیا، ان کے چہرے تبدیل ہونے کہ یہ اپنے آپ کو اسلام کا حکمران بھی کہتا ہے اور کفریہ گفتگو بھی کرتا ہے۔ یزید نے بھی ان کے چہروں کو پڑھ لیا اسے ان سے خوف محسوس ہوا اور کہنے لگا: کیا تمہیں معلوم ہے یہ کس کا سر ہے؟ یہ حسین بن علیؑ کا سر ہے۔ یہ مجھ پر فخر کرتا تھا اور کہتا تھا: میرے ماں باپ یزید کے والدین سے بہتر ہیں۔ میرے عم و خال یزید کے عم و خال سے بہتر ہیں اور میں خود یزید سے بہتر ہوں۔ کیونکہ لوگوں نے دیکھا رسولؐ خدا مجھے اپنے زانو پر بٹھاتے تھے اور میرے حق میں فرماتے تھے: حسینؑ میرے باغ کی ریحان ہیں اور حسینؑ سید شباب جنت ہیں۔ اس کے علاوہ پیغمبرؐ نے میرے لیے اور میری اولاد

Presented by Ziaraat.Com

کے لیے دعا فرمائی تھی۔ اس اعتبار سے میں یزید سے اولیٰ ہوں۔ لیکن حسینؑ نے اس آیت کی تلاوت نہیں کی تھی: اللهم مالك الملك ......الخ۔ "خدا جس کو چاہے حکومت دے جس سے چاہے لے لے"۔ اللہ نے اُس کو حکومت کے اہل نہ سمجھا مجھے اہل سمجھا اور حکومت مجھے دے دی۔

یزید کی اس دلیل سے شامیوں کا سارا جوش ختم ہو گیا۔ اور ان احمقوں نے بھی خیال کیا کہ یزید حق پر ہے حالانکہ اس آیت کریمہ کی یہ تفسیر نہیں ہے جو یزید نے کی تھی۔

صاحب لہوف نے اپنی کتاب میں ص ۱۷۹ پر روایت پیش کی ہے۔ یزید ملعون نے چوب خیزران منگوائی اور سید الشہدا کے لب ہائے مبارک پر مارنا شروع کی۔

ابن شہر آشوب وطبری و بلاذری اور ابن اعثم کوفی نے نقل کیا ہے: جب سر انور کو اس ملعون کے سامنے رکھا گیا اور چوب خیزران سے دندانِ مبارک کو مارنا شروع کیا اور کہا: یوم بیوم بدر "آج ہم نے بدر کے بدلے لے لیے ہیں"۔

بعض روایات میں لفظ "قرع" آیا ہے۔ جس زیارت ناحیہ میں آیا ہے:
السلام علی الثغر المقروع بالقضیب۔

قرع کا لغوی معنیٰ

ابی مخنف نے اپنے مقتل میں قرع، نکث و دق کے الفاظ سے سخت لفظ نقل کیا ہے:

فَجَعَلَ يَزِيدُ يَنكُثُ ثَنَايَا الْحُسَيْنِ

"یزید نے حسینؑ کے دندانِ مبارک کو چھڑی سے توڑ دیا"۔

صاحب زبدۃ الریاض نے لکھا ہے:

لَمَّا وُضِعَ الرَّأسُ بَيْنَ يَدَيْهِ اَخَذَ قَضِيبًا فَضَرَبَ بِهَا ثَنَايَا

Presented by Ziaraat.Com

الْحُسَيْنِ حَتّٰى كُسِرَتْ

"جب سرِ انور کو اس کافر کے سامنے رکھا گیا تو اس نے ہاتھ میں چھڑی لی اور پھر اس قدر چھڑی دندانِ مبارک پر ماری کہ دانت مبارک ٹوٹ گئے"۔ ریاض القدس نے بھی روایت کی ہے۔

تذکرۃ الشہدا ص ۴۱۶ میں روایت ہے:

فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ عليها السلام فِعْلَ ذٰلِكَ بَكَتْ وَنَادَتْ بِصوتٍ حَزِينٍ وَاحُسَيْنَاهُ يَاحَبِيبَ رَسُولِ اللّٰهِ

"جب حضرت زینبؑ نے یزید کے اس ظلم کو دیکھا تو رونے لگیں اور فریاد بلند کی اور کہا: اے ابا عبداللہ! مجھ پر یہ امر بھاری ہے کہ میں تجھے اس حال میں دیکھوں اور تجھ پر بھی یہ امر بھاری ہے کہ تو ہمیں اس حال میں دیکھے"۔

شہزادی کی اس گفتگو پر پورا دربار یزید رونے لگا اور یزید خاموش ہو گیا۔

محرق القلوب نراقی ص ۳۱۴ میں یہ روایت ہے: جب حضرت زینبؑ نے اپنے بھائی کے سر کو یزید کے نزدیک طشت طلاء میں دیکھا تو اپنا گریبان پھاڑ ڈالا اور دردناک آواز کے ساتھ نالہ وفریاد بلند کیا جس کو سن کر حاضرین کے جگر کباب ہوئے۔

آپؑ نے فرمایا:

واحسيناه وامحمداه واعليا ياحبيب رسولَ اللّٰه يابن فاطمة الزهرا يابن مكة و منٰى

"اے نور دیدہ سید انبیاء اے سرور سینہ علی مرتضیٰؑ اے پسر دختر محمد مصطفیٰؐ"۔

ایک روایت میں ہے: ایک خاتون جس کا تعلق خاندان بنو ہاشم سے تھا وہ خانہ

Presented by Ziaraat.Com

یزید میں تھی۔ جب اُسے حقیقتِ حال معلوم ہوئی، اندرونِ خانہ یزید سے نوحہ وزاری کرتے ہوئے باہر آئی اور کہنے لگی:

اے اہلِ بیت رسولؐ کے سیّد و سردار! اے فرزند عزیز محمد مصطفیؐ!

اے فریادرس یتیماں و بیوگان! اے کشتہ اولاد زناکاران!

حاضرین مجلس یزید پر جنابِ زینبؑ اور اہلِ ہاشمیہ کی آہ و زاری نے رقت طاری کردی۔ تمام زاروقطار رونے لگے۔

صاحب مثیر الاحزان ابن نما، ص ۱۰۰ نے روایت کی ہے: جب جنابِ زینبؑ عالیہ نے سرمبارک کو دیکھا تو اپنا گریبان چاک کیا تو ایسی دردناک رونے کی آوازیں بلند کیں جس سے حاضرین کے جگر پھٹتے تھے۔ آپؑ نے فرمایا:

یاحسیناہ یاحبیب جدہ الرسول......الخ

تذکرۃ الشہداء میں ہے: یزید کے سامنے سرِ سید الشہداء رکھا ہوا تھا۔ اس پر ایک رومال پڑا تھا۔ اس ملعون نے جونہی رومال ہٹایا سرمبارک سے ایک نور ساطع ہوا جو آسمان سے جا ٹکرایا۔ تمام حاضرین دیکھ کر بے ہوش ہوگئے۔ ایک اور روایت کے مطابق: آپؑ کے لبوں نے حرکت کی اور قرآن کی تلاوت شروع کی۔ آپؑ نے پڑھا:

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

جب یزید نے یہ منظر دیکھا تو بھرے دربار میں ذلیل و رسوا ہو کر رہ گیا۔ پھر لوگوں کی توجہات کو ہٹانے کے لیے چوب خیزران ہاتھ میں لی اور اُس کے ساتھ آپؑ کے لب و دندان کی طرف اشارہ کیا اور یہ اشعار پڑھے: یاحسنہ یلمع فی الیدین......الخ (یہ اشعار سابقہ صفحات میں درج ہیں)

ابو برزہ اسلمی صحابیٔ رسولؐ

[1] تذکرۃ الشہداء، ص ۴۱۶، محرق القلوب ص ۳۱۴، تاریخ، ج ۳، ص ۱۴۰، مقتل ابن نما،

Presented by Ziaraat.Com

ص ۱۰۰، عوالم، ج ۱۷، ص ۴۳۳، جلاء العیون، ص ۶۱۰، ان تمام احباب نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

سبط ابن جوزی نے تذکرہ میں ذکر کیا ہے: ابو برزہ اسلمی جس کے بارے ایک روایت ہے: یہ صحابی رسولؐ تھے۔ راوی نے ان کے بارے یہ بیان کیا ہے یہ شام میں رہتے تھے اور خانہ نشین تھے۔ معاویہ نے اپنے دور میں انھیں اپنے پاس بلانے کی بڑی کوشش کی لیکن انھوں نے ہر دفعہ انکار کیا۔ وہ ان کے گھر مال و دولت بھیجتا لیکن آپ واپس کر دیتے۔

انھیں جب معلوم ہوا کہ آلِ رسولؐ کو قیدی بنا کر دربار یزید میں لایا گیا ہے تو فوراً دربار یزید میں پہنچے تاکہ اس کے لیے ممکن ہو تو آلِ رسولؐ کو یزید کے شر سے بچائے۔ جب یزید نے سر سید الشہداؑ کی بے ادبی کی تو یہ اپنی جگہ سے اُٹھے اور اپنے عصا کا سہارا لیا اور یزید سے مخاطب ہوئے: اے یزید! تجھ پر افسوس ہے تو امام حسینؑ کے دندانِ مبارک کی طرف چھڑی سے اشارہ کرتا ہے حالانکہ ان کے نانا (رسولؐ اللہ) ان کے برادر اور ان کے دندان کو بوسے دیتے تھے اور ان کے بارے فرماتے تھے:

اَنْتُمَا سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَاتَلَ اللّٰهُ قَاتِلَكُمَا

''تم جوانانِ جنت کے سردار ہو، خدا تمہارے قاتلوں کو قتل کرے''۔

یزید ملعون نے جب صحابی رسولؐ کی گفتگو سنی تو غضب ناک ہوا اور حکم دیا: اسے گھسیٹ کر دربار سے باہر نکال دیا جائے۔ صحابی رسولؐ کو نکال دیا گیا۔ پھر اس نے دندانِ مبارک پر اپنی چھڑی کی ضربات میں اضافہ کر دیا اور اس نے دیکھا کہ اس کے محل کے کنگرے پر اچانک کوے نے کائیں کائیں کی صدائیں لگانی شروع کی ہیں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھنے شروع کیے: یاغراب البین ماشئت.....الخ۔

Presented by Ziaraat.Com

(یہ اشعار سابقہ صفحات میں درج ہیں)

محرق القلوب میں یہ روایت کچھ تفاوت کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ انھوں نے ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے۔ جب اس صحابی رسولؐ نے یزید کی سرزنش کی تو یزید اس پر سخت غضے ہوا اور کہا: اگر مجھے تیری رسولؐ اللہ کے ساتھ مصاجت کی حرمت کا خیال نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔

ابو برزہ نے جواب دیا: سبحان اللہ، میری رسولؐ اللہ کے ساتھ مصاحبت کا تو تجھے خیال ہے لیکن اس کے نور دیدہ اور اس کے فرزند کی حرمت کا خیال تو نہیں آیا۔ حاضرین یہ سن کر رونے لگے اور ابو برزہ بھی روتے ہوئے دربار سے باہر نکل گئے۔ (ناسخ، تذکرۃ الشہداء، مقتل ابن نما، عوالم، بحار ج ۴۵، ص ۱۳۳۔ ان تمام نے ابو برزہ نقل کیا ہے۔ محرق القلوب نے ابو ہریرہ نقل کیا ہے، انھیں اشتباہ ہوا ہے)

سمرہ بن جنادہ بن جندب

ناسخ، ج ۳، ص ۱۴۰، سمرہ بن جنادہ بن جندب کھڑے ہوئے اور کہا: اے یزید! خدا تیرے ہاتھوں کو قطع کرے تو فرزندِ رسولؐ کے دانتوں پر چھڑی مارتا ہے حالانکہ میں نے رسولؐ اللہ کو ان مقامات کے کئی مرتبہ بوسے لیتے ہوئے دیکھا ہے۔

یزید نے ازراہ حیرت کہا: اگر مجھے تیری مصاحبت رسولؐ اللہ کا خیال نہ ہوتا تو تجھے قتل کر دیتا۔

سمرہ نے کہا: میرا احترام تو ہو رہا ہے کہ میں رسولؐ اللہ کا صحابی ہوں، ادھر فرزندِ رسولؐ کو قتل کرتا ہے۔ یہ سن کر لوگ رونے لگے۔

وہ ہاشمی خاتون جو یزید کی زوجہ تھی، جب اُس نے یہ حالت دیکھی تو چیختی چلاتی دربار میں آئی اور واحسیناہ واسیداہ اھل بیتاہ یابن محمداہ کے بین کیے۔

جنابِ زینبؑ نے جب یزید کی گستاخی دیکھی تو اپنا گریبان چاک کر دیا اور

Presented by Ziaraat.Com

نوحہ کرنے لگیں:

یاحسیناہ ویاحبیب رسولُ اللہ یابن مکہ ومنیٰ،

یابن فاطمۃ الزھرا سیدۃ النساء یابن بنت المصطفیٰ

حضرت فاطمہؑ صغریٰ اور ایک شامی

جناب ابن طاؤس نے لہوف مترجم، ص ۱۸۷ میں روایت کی ہے: دربار یزید میں ایک شامی کھڑا ہو گیا اور حضرت فاطمہؑ دختر امام حسینؑ کی طرف اشارہ کر کے کہا: اے یزید! یہ کنیز مجھے بخش دے۔

جب شہزادی نے اس ملعون کی یہ بات سنی تو کانپ کر رہ گئی اور اپنی پھوپھی جناب زینبؑ عالیہ سے چمٹ گئیں اور فرمایا: اے پھوپھی جان! میں یتیم ہو گئی ہوں اور اب کنیز بن جاؤں گی۔ جنابِ عقیلہ قریش نے فرمایا: اس فاسق کو یہ جرأت نہیں ہو گی۔

شامی نے کہا: یہ کنیز کون ہے؟

یزید نے کہا: یہ فاطمہؑ دختر حسینؑ ہے اور وہ زینبؑ دختر علیؑ ہے۔

شامی نے کہا: وہی حسینؑ جو فاطمہؑ اور علیؑ کا فرزند ہے؟

یزید نے کہا: ہاں وہی۔

شامی نے کہا: اے یزید! خدا تجھ پر لعنت کرے، تو نے فرزندِ رسولؐ کو قتل کر دیا ہے اور اُس کے خاندان کو اپنا اسیر بنالیا ہے۔ بخدا! میں نے تو انھیں ملک روم کے اسیر خیال کیا تھا۔

یزید نے کہا: بخدا! میں تجھے ان کے ساتھ ملحق کرتا ہوں۔ یزید نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔

لیکن ناسخ، ج ۲، ص ۱۴۱ نے یہ نقل کیا ہے: چونکہ حضرت زینبؑ اس مسئلہ سے اچھی طرح واقف تھیں۔ آپؑ نے فرمایا: اے شامی! تو نے جھوٹ کہا ہے۔ بخدا! تو

Presented by Ziaraat.Com

مر جائے یہ کام نہ تیرے لیے ہوسکتا ہے اور نہ یزید کے لیے۔

یزید غصے ہوا اور کہا: تو نے جھوٹ کہا ہے۔ یہ کام میرے لیے روا ہے، چاہوں تو کرسکتا ہوں۔

عقیلہ قریش نے فرمایا: ہاں صرف اس صورت میں تیرے لیے ممکن ہے کہ تو ہمارے اسلام سے انکار کردے اور ہمارے دین سے خارج ہوجائے۔

یزید نے کہا: تو میرے سامنے یہ باتیں کرتی ہے، تیرا باپ اور تیرا بھائی دین سے خارج ہوئے۔

جناب عقیلہ قریش نے فرمایا:

بِدِیْنِ اللّٰہِ وَدِیْنِ اَبِی وَدِیْنِ اَخِی اِھْتَدَیْتَ اَنْتَ وَاَبُوْکَ وَجَدُّکَ اِنْ کُنْتَ مُسْلِمًا

"اللہ کے دین، میرے بابا کے دین، میرے بھائی کے دین سے تو نے، تیرے باپ نے، تیرے دادا نے، ہدایت حاصل کی ہے۔ اگر تو مسلمان ہے تو سوچ"۔

یزید نے کہا:

کَذَبْتِ یَا عَدُوَّۃَ اللّٰہِ

"اے خدا کی دشمن تو نے جھوٹ کہا ہے"۔

جناب زینبؑ نے فرمایا:

اَنْتَ اَمِیْرٌ تَشْتِمُ ظَالِماً وَتَقْھَرُ بِسُلْطَانِکَ

"ہاں اے یزید تو اپنی طاقت کے بل بوتے پر فحش کہتا ہے، اپنی حکومتی طاقت سے ہم پر ظلم کرتا ہے"۔

اس وقت اس شامی نے یزید سے کہا: اے امیر المومنین! یہ کنیز مجھے عطا کر۔

Presented by Ziaraat.Com

یزید نے کہا: دُور ہو خدا تجھے موت دے۔

حضرت اُم کلثومؑ نے اُس شامی سے کہا: خاموش رہ اے گھٹیا انسان! خداوند تعالیٰ تیری زبان کو قطع کرے، تجھے اندھا کرے، تیرے ہاتھوں کو خشک کرے اور تیرا ٹھکانہ جہنم بنائے۔ پیغمبروںؐ کی اولادیں اولادِ زنا کی کنیزیں نہیں ہوسکتیں۔ ابھی آپؑ کی گفتگو جاری تھی، آپؑ کی یہ دعا اس ملعون کے حق میں قبول ہوئی، فوراً اس کی زبان بند ہوئی، اندھا ہوا، اس کے ہاتھ خشک ہوگئے اور زمین پر گر کر مر گیا۔

سید ابن طاؤوس نے لہوف میں فرمایا ہے: یہ مردِ شامی نہیں جانتا تھا کہ یہ بی بی کون ہے؟ اُس نے یزید سے پوچھا: "یہ بچی کون ہے؟ اُس نے کہا: حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ کی بیٹی ہے۔ یہ سن کر وہ سخت نادم ہوا اور یزید سے کہا: تو نے اولادِ پیغمبر کو اپنا قیدی بنایا ہے؟ میں نے تو سمجھا تھا شاید ملک روم کے قیدی ہیں"۔ بعدازیں یزید نے اُسے قتل کرا دیا۔

اس امر کو کیسے تسلیم کیا جائے کہ وہ شامی نہیں جانتا تھا کہ یہ کون ہیں حالانکہ جب شام میں شہدا کے سر لائے گئے اور اسیرانِ اہلِ بیتؑ کو لایا گیا تو ان کی خوب تشہیر کی گئی۔ قتلِ امام حسینؑ کی خبر تو دو ماہ ورودِ اہلِ بیتؑ سے قبل شام میں پہنچ گئی تھی، یہ مرد شامی عام آدمی تو نہ تھا جو دربار میں گھس آیا تھا وہ یزید کا مقرب خاص تھا اور یزید کی مجلس میں بیٹھنے والا تھا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یزید کا ہم نشین اتنے بڑے واقعہ و حادثہ سے نابلد رہا ہو۔

صاحب ریاض القدس نے ج۲، ص ۳۰۹، حسن بن محمد بن علی الطبری کی "کامل فی السقیفہ" والی زُہیر مسخرہ کی روایت نقل کی ہے: "یزید نے اپنا دربار لگا رکھا تھا، اُس کے مقربین اس کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے۔ یزید جو چاہتا فوراً تعمیل ہوتی۔ جب سرِ مقدس اُس کے سامنے رکھا گیا جو کچھ اس کے دل میں آیا اس نے سر

Presented by Ziaraat.Com

کے ساتھ کیا اور جو کچھ کہنا چاہتا تھا، کہا۔ اس دوران زہیر مسخرہ عراقی اس کے دربار میں داخل ہوا۔ اس کی نگاہ اسیرانِ اہلِ بیتؑ پر پڑی، اُس نے جناب اُم کلثومؑ کو دیکھا تو یزید سے کہا: هَبْ لِي هٰذِهِ الْجَارِيَةَ، یہ کنیز مجھے بخش دے۔ اشارہ اُم کلثومؑ کی طرف کیا اور ان کی چادر کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا تو حضرت اُم کلثومؑ نے فرمایا: اِقْصِرْ يَدَكَ عَنَّا قَطَعَهَا اللّٰهُ "اپنا ہاتھ روک! خدا تیرے ہاتھ کو قطع کرے"۔

اس خطاب سے زُہیر کے جسم میں لرزہ طاری ہوگیا اور حاضرین سے پوچھا: یہ قیدی کون ہیں؟ جو عربی زبان میں بات کر رہے ہیں؟ یہ تو عرب ہیں، میں نے تو انھیں ترک و دیلم کے قیدی سمجھا تھا۔

امام سجادؑ نے فرمایا: اے شخص! یہ رسولؐ اللہ کی بیٹیاں ہیں اور میں رسولؐ اللہ کا سبط ہوں۔ تمہارے امیر نے رسولؐ اللہ کی اولاد کو اپنا قیدی بنایا ہے اور نامحرموں کی مجلس میں لاکھڑا کیا ہے۔

جب اس عراقی کو حقیقتِ احوال معلوم ہوئی تو وہ دربار سے باہر نکل گیا۔ ایک چھری لی اور اسی ہاتھ کو کاٹ دیا، جس ہاتھ کے ساتھ جنابِ اُم کلثومؑ کی طرف اُس نے اشارہ کیا تھا، پھر اُس کٹے ہوئے ہاتھ کو بائیں ہاتھ سے اُٹھایا حالانکہ اُس کے دائیں ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا، امام سجادؑ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میں معذرت پیش کرتا ہوں، مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ کون ہیں، مجھے معاف فرمائیں۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کی پھوپھی کی دعا میرے حق میں منظور فرمائی کیونکہ ان کا تعلق ایک کریم خاندان سے ہے، زُہیر یہ کہہ کر دربارِ یزید سے باہر آ گیا۔ اس کی زبان پر استغفار کے کلمات تھے۔ پھر اس واقعہ کے بعد کسی نے اس کو نہ دیکھا کہ وہ کدھر گیا ہے؟

دربارِ یزید میں عقیلہ قریش کا تاریخی خطبہ

عوالم، ج ۱۷، ص ۴۰۳، ص ۴۳۳ سطر آخر، بحار، ج ۴۵، ص ۱۳۳، محسن الابرار،

Presented by Ziaraat.Com

ج ۲، ص ۸۴، لہوف مترجم، ص ۱۸۱، مثیر الاحزان ابن نما، ص ۱۰۱، ناسخ، ج ۳، ص ۱۴۳،
نفس المہموم، ص ۲۲۴، جلاء العیون، ص ۶۱۰

صاحب لہوف فرماتے ہیں: عقیلۂ قریش ثانی زہراؑ زینبؑ بنت علیؑ بن ابی طالبؑ کھڑی ہوئیں اور فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ، وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی جَدِّیْ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ، صَدَقَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ كَذٰلِكَ یَقُوْلُ : "ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰی اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا یَسْتَهْزِءُوْنَ".

اَظَنَنْتَ یَا یَزِیْدُ حَیْثُ اَخَذْتَ عَلَیْنَا اَقْطَارَ الْاَرْضِ وَضَیَّقْتَ عَلَیْنَا آفَاقَ السَّمَاءِ فَاَصْبَحْنَا لَكَ فِیْ اَسَارِ الذُّلِّ نُسَاقُ اِلَیْكَ سَوْقًا فِیْ قِطَارٍ وَاَنْتَ عَلَیْنَا ذُوْ اِقْتِدَارٍ، اَنَّ بِنَا مِنَ اللّٰهِ هَوَانًا وَعَلَیْكَ مِنْهُ كَرَامَةً وَامْتِنَانًا ، وَاَنَّ ذٰلِكَ لِعِظَمِ خَطَرِكَ وَجَلَالَةِ قَدْرِكَ، فَشَمَخْتَ بِاَنْفِكَ وَنَظَرْتَ اِلٰی عِطْفِكَ ، تَضْرِبُ اَصْدَرَیْكَ فَرَحًا ، وَتَنْفُضُ مِذْرَوَیْكَ مَرَحًا، حِیْنَ رَاَیْتَ الدُّنْیَا لَكَ مُسْتَوْسِقَةً، وَالْاُمُوْرَ لَدَیْكَ مُتَّسِقَةً، وَحِیْنَ صَفَا لَكَ مُلْكُنَا، وَخَلَصَ لَكَ سُلْطَانُنَا، فَمَهْلًا مَهْلًا لَا تَطِشْ جَهْلًا اَنَسِیْتَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: "وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ"

اَمِنَ الْعَدْلِ یَابْنَ الطُّلَقَاءِ تَخْدِیْرُكَ حَرَائِرَكَ وَاِمَائَكَ

Presented by Ziaraat.Com

وَسُوقُكَ بَنَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَبَايَا قَدْ هَتَكْتَ سُتُورَهُنَّ وَأَبْدَيْتَ وُجُوهَهُنَّ تَحْدُو بِهِنَّ الْاَعْدَاءُ مِنْ بَلَدٍ، وَيَسْتَشْرِفُ هُنَّ اَهْلُ الْمَنَاقِلِ وَيَتَبَرَّزْنَ لِاَهْلِ الْمَنَاهِلِ، وَيَتَصَفَّحُ وُجُوهَهُنَّ الْقَرِيبُ وَالْبَعِيدُ، وَالْغَائِبُ وَالشَّهِيدُ، وَالشَّرِيفُ وَالْوَضِيعُ، وَالدَّنِيُّ وَالرَّفِيعُ لَيْسَ مَعَهُنَّ مِنْ رِجَالِهِنَّ وَلِيٌّ وَلَا مِنْ حُمَاتِهِنَّ حَمِيٌّ، عُتُوًّا مِنْكَ عَلَى اللّٰهِ وَجُحُودًا لِرَسُولِ اللّٰهِ، وَدَفْعًا لِمَاجَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ، وَلَا غَرْوَ مِنْكَ وَلَاعَجَبَ مِنْ فِعْلِكَ وَاَنّٰى يُرْتَجٰى مِمَّنْ "مُرَاقَبَةُ مَنْ خ" لَفَظَ فُوهُ اَكْبَادَ الْاَزْكِيَاءِ (الشُّهَدَاءِ)، وَنَبَتَ لَحْمُهُ (مِنْ خ) بِدِمَاءِ الشُّهَدَاءِ، وَنَصَبَ الْحَرْبَ لِسَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ، وَجَمَعَ الْاَحْزَابَ وَشَهَرَ الْحِرَابَ، وَهَزَّ السُّيُوفَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللّٰهِ، اَشَدُّ الْعَرَبِ لِلّٰهِ جُحُودًا، وَاَنْكَرُهُمْ لَهُ رَسُولًا، وَاَظْهَرُهُمْ لَهُ عُدْوَانًا، وَاَعْتَاهُمْ عَلَى الرَّبِّ كُفْرًا وَطُغْيَانًا، اَلَا اِنَّه نَتِيجَةُ خِلَالِ الْكُفْرِ، وَضَبٌّ يُجَرْجِرُ فِي الصَّدْرِ لِقَتْلٰى يَوْمِ بَدْرٍ، فَلَا يَسْتَبْطَأُ فِي بُغْضِنَا اَهْلَ الْبَيْتِ مَنْ كَانَ نَظَرُهُ اِلَيْنَا شَنَأً وَشَنَآنًا وَاِحَنًا وَاَضْغَانًا، يُظْهِرُ كُفْرَهُ بِرَسُولِ اللّٰهِ، وَيُفْصِحُ ذٰلِكَ بِلِسَانِهِ، وَهُوَ يَقُولُ فَرِحاً بِقَتْلِ وُلْدِهِ وَسَبْيِ ذُرِّيَّتِهِ، غَيْرَ مُتَحَوِّبٍ وَلَا مُسْتَعْظِمٍ يَهْتِفُ بِاَشْيَاخِهِ:

لَاَهَلُّوا وَاسْتَهَلُّوا فَرَحًا   وَلَقَالُوا يَا يَزِيدُ لَاتُشَلْ

مُنْتَحِيًا عَلٰى ثَنَايَا أَبِي عَبْدِاللّٰهِ وَكَانَ مُقَبَّلُ رَسُولِ اللّٰهِ يَنْكِتُهَا بِمِخْصَرَتِهٖ، قَدِ الْتَمَعَ السُّرُورُ بِوَجْهِهٖ.

لَعَمْرِي لَقَدْ نَكَأْتَ الْقُرْحَةَ وَاسْتَاصَلْتَ الشَّأْفَةَ ، بِارَاقَتِكَ دَمَ سَيِّدِ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَابْنِ يَعْسُوبِ الدِّيْنِ وَالْعَرَبِ ، وَشَمْسِ آلِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَهَتَفْتَ بِاَشْيَاخِكَ، وَتَقَرَّبْتَ بِدَمِهٖ اِلَى الْكَفَرَةِ مِنْ اَسْلَافِكَ، ثُمَّ صَرَخْتَ بِنِدَائِكَ، لَعَمْرِيْ لَقَدْ نَادَيْتَهُمْ لَوْ شَهِدُوْكَ وَوَشِيكًا تَشْهَدُهُمْ وَلَنْ يَشْهَدُوكَ، وَلَتَوَدَّنَّ يَمِيْنُكَ كَمَا زَعَمْتَ شَلَّتْ مِنْكَ عَنْ مِرْفَقِهَا وَجُذَّتْ، وَأَحْبَبْتَ اُمَّكَ لَمْ تَحْمِلْكَ وَأَبَاكَ لَمْ يَلِدْكَ حِيْنَ تَصِيرُ اِلَى سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمُخَاصِمُكَ رَسُولُ اللّٰهِ.

اَللّٰهُمَّ خُذْ بِحَقِّنَا ، وَانْتَقِمْ لَنَا مِمَّنْ ظَلَمَنَا، وَاحْلُلْ غَضَبَكَ عَلٰى مَنْ سَفَكَ دِمَائَنَا، وَنَقَضَ ذِمَارَنَا، وَقَتَلَ حُمَاتَنَا، وَهَتَكَ عَنَّا سُدُولَنَا، وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ، وَمَا فَرَيْتَ اِلَّا جِلْدَكَ، وَمَا حَزَزْتَ اِلَّا لَحْمَكَ، وَسَتَرِدُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا تَحَمَّلْتَ مِنْ دَمِ ذُرِّيَّتِهٖ وَانْتَهَكْتَ مِنْ حُرْمَتِهٖ، وَسَفَكْتَ مِنْ دِمَاءِ عِتْرَتِهٖ وَلُحْمَتِهٖ، حَيْثُ يَجْمَعُ اللّٰهُ بِهٖ شَمْلَهُمْ، وَيَلُمُّ شَعَثَهُمْ ، وَيَنْتَقِمُ مِنْ ظَالِمِيهِمْ، وَيَأْخُذُ لَهُمْ بِحَقِّهِمْ مِنْ أَعْدَائِهِمْ، فَلَا يَسْتَفِزَّنَّكَ الْفَرَحُ بِقَتْلِهِمْ، "وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

Presented by Ziaraat.Com

يُرْزَقُونَ ○ فَرِحِينَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ" وَحَسْبُكَ بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَحَاكِمًا، وَبِرَسُولِ اللّٰهِ خَصِيمًا، وَبِجَبْرَئِيلَ ظَهِيْرًا ، وَسَيَعْلَمُ مَنْ بَوَّاكَ وَمَكَّنَكَ مِنْ رِقَابِ الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ بِئْسَ لِلظَّالِمِيْنَ بَدَلًا، وَأَيُّكُمْ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيْلًا.

وَمَا اسْتِصْغَارِى قَدْرَكَ، وَلَا اسْتِعْظَامِى تَقْرِيعَكَ، تَوَهُّماً لِانْتِجَاعِ الْخِطَابِ فِيْكَ بَعْدَ اَنْ تَرَكْتَ عُيُونَ الْمُسْلِمِيْنَ بِهٖ عَبْرىٰ، وَصُدُوْرَهُمْ عِنْدَ ذِكْرِهٖ حَرّٰى، فَتِلْكَ قُلُوْبٌ قَاسِيَةٌ وَنُفُوسٌ طَاغِيَةٌ وَأَجْسَامٌ مَحْشُوَّةٌ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَلَعْنَةِ الرَّسُولِ قَدْ عَشَّشَ فِيهَا الشَّيْطَانُ وَفَرَّخَ ، وَمِنْ هُنَاكَ مِثْلُكَ مَا دَرَجَ وَنَهَضَ ، فَالْعَجَبُ كُلُّ الْعَجَبِ لِقَتْلِ الْاَتْقِيَاءِ وَأَسْبَاطِ الْاَنْبِيَاءِ وَسَلِيلِ الْاَوْصِيَاءِ، بِأَيْدِى الطُّلَقَاءِ الْخَبِيثَةِ، وَنَسْلِ الْعَهَرَةِ الْفَجَرَةِ ،تَنْطُفُ أَكُفُّهُمْ مِنْ دِمَائِنَا، وَتَتَحَلَّبُ أَفْوَاهُهُمْ مِنْ لُحُومِنَا ، وَلِلْجُثَثِ (تِلْكَ الْجُثَثُ خ) الزَّاكِيَةِ عَلَى الْجُبُوبِ الضَّاحِيَةِ ، تَتَنَاهَبُهَا (تَنْتَابُهَا خ) الْعَوَاسِلُ، وَتَعْفُوهَا أُمَّهَاتُ الْفَرَاعِلِ.

فَلَئِنِ اتَّخَذْتَنَا مَغْنَماً لَتَجِدَنَّا وَشِيكاً مَغْرَماً ، حِيْنَ لَا تَجِدُ اِلَّا مَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ، وَمَا اللّٰهُ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيْدِ فَإِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى وَالْمُعَوَّلُ، وَ اِلَيْهِ الْمَلْجَأُ وَالْمُؤَمَّلُ، ثُمَّ كِدْ كَيْدَكَ وَاجْهَدْ جُهْدَكَ، فَوَ الَّذِى شَرَّفَنَا بِالْوَحْيِ

Presented by Ziaraat.Com

وَالْكِتَابِ، وَالنُّبُوَّةِ، وَالْاِنْتِخَابِ، لَا تُدْرِكُ اَمَدَنَا، وَلَا تَبْلُغُ غَايَتَنَا، وَلَا تَمْحُو ذِكْرَنَا، وَلَا تَرْحَضُ عَنْكَ عَارَنَا، وَهَلْ رَأْيُكَ اِلَّا فَنَدٌ، وَاَيَّامُكَ اِلَّا عَدَدٌ، وَجَمْعُكَ اِلَّا بَدَدٌ يَوْمَ يُنَادِي الْمُنَادِي، اَلَا لَعَنَ اللّٰهُ الظَّالِمَ الْعَادِي.

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي حَكَمَ لِاَوْلِيَائِهِ بِالسَّعَادَةِ، وَخَتَمَ لِاَصْفِيَائِهِ، بِالشَّهَادَةِ بِبُلُوْغِ الْاِرَادَةِ، وَنَقَلَهُمْ اِلَى الرَّحْمَةِ وَالرَّأْفَةِ، وَالرِّضْوَانِ وَالْمَغْفِرَةِ، وَلَمْ يَشْقَ بِهِمْ غَيْرَكَ، وَلَا ابْتَلٰى بِهِمْ سِوَاكَ، وَنَسْئَلُهُ اَنْ يُكْمِلَ لَهُمُ الْاَجْرَ وَيُجْزِلَ لَهُمُ الثَّوَابَ وَالذُّخْرَ، وَنَسْئَلُهُ حُسْنَ الْخَلَافَةِ وَجَمِيْلَ الْاِنَابَةِ، اِنَّهُ رَحِيْمٌ وَدُوْدٌ

"حمد وثنا صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے جو عالمین کا پروردگار ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود و رحمت ہو اُس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی تمام اہل بیتؑ پر۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور وہ اسی طرح فرماتا ہے جن لوگوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا وہ اپنے انجام کو پہنچے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا اور اُن کا تمسخر و استہزا کیا۔

اے یزید! کیا تو گمان کرتا ہے کہ ہمیں قید کر کے تو نے ہم پر زمین اور آسمان کی فضا کو تنگ کر دیا ہے؟ کیونکہ تو نے ہمیں شہروں اور بازاروں میں پھرایا ہے۔ کیا تو خیال کرتا ہے کہ تیرے اس عمل سے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور ذلیل ہو گئے ہیں؟ اور کیا اس طرح تو نے عزت و منزلت حاصل کر لی ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

کیا تو نے اب یہ خیال کرلیا ہے اپنے اس عمل سے تو نے بارگاہِ خداوندی میں بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ جس نے غرور و تکبر سے تیری ناک پھُلا دی ہے اور تو بڑے غرور سے اپنے اطراف میں دیکھتا ہے اور بہت زیادہ خوش ہے۔

کیا یہ کائنات تیری مرضی سے چل رہی ہے؟ اور دنیا کے تمام امور تیرے حکم سے سرانجام پاتے ہیں؟ اور یہ ممکن ہے تو یہ بھی سمجھ بیٹھا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ہماری حکومت میں تجھے بغیر کسی فطرت کے پھیل پھیل کر اطمینان سے مَن مانی کرنے کا یہ موقع دیا ہو۔

ٹھہر ٹھہر! تو اپنی بربادی و ویرانی کی طرف بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے، کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بھلا دیا ہے؟ جو لوگ کفر و بے دینی کے میدان میں (اپنے سرکش گھوڑے دوڑاتے ہیں) یہ گمان نہ کریں کہ جو مہلت ہم نے انھیں دی ہے، اس بنا پر دی ہے کہ وہ ان پر راضی ہے۔ نہیں بلکہ ہم نے انھیں مہلت اس لیے دی ہے کہ انھیں اپنے گناہوں میں اضافہ کی فرصت زیادہ مل جائے، پھر اُن کے لیے ذلت و رُسوائی کا عذاب تیار ہے۔

کیا یہی انصاف ہے! اے ہمارے غلاموں کی اولاد! تیری عورتیں اور کنیزیں تک تو پردے میں ہوں۔ اور رسولؐ اللہ کی بیٹیاں بے پردہ و رَسن بستہ نامحرموں کے ہجوم میں قیدی کی صورت میں تیرے سامنے کھڑی ہیں!

Presented by Ziaraat.Com

(نبی زادیوں کو اپنا قیدی بنا کر) اُن کو بے پردہ کردیا ہے، انھیں اللہ کے دشمنوں کے ساتھ شہر بہ شہر پھرایا ہے حتیٰ کہ شہروں کے باشندے دیہاتوں کے باشندے اور ہر پست و شریف دُور و نزدیک سے ہمیں دیکھتا ہے، اُن کا تو کوئی رہ ہی نہیں گیا، جو اُن کے پردے کی حفاظت کرے اور نہ ان کی حمایت کرنے والا کہیں موجود ہے۔ ایسے خونخوار شخص سے کیسے عطف و مہربانی کی توقع کی جاسکتی ہے، جس کے والدین نے اسلام کے پاکیزہ شہیدوں کا جگر چبایا ہو اور اُس کا گوشت پوست شہیدوں کے لہو سے بنا ہو، پھر ایسا شخص کس طرح اہلِ بیتؑ کے ساتھ اپنے بغض و کینہ میں کمی کرسکتا ہے۔

جس نے ہمیشہ اہلِ بیتؑ پر بغض و نفرت ہی کی نظر ڈالی ہو اور جن کے لیے اپنی پوری زندگی میں اُس نے کینہ و انتقام میں آنکھ کھلی رکھی ہو؟

اور اپنے احساس گناہ کے بجائے اپنی غلطی اور جرم کو بہت بُرا جانتے ہوئے کہتا ہو: ''اے کاش میرے آباؤ اجداد میری اس شادمانی و خوشحالی کو دیکھتے تو کہتے اے یزید! تیرے ہاتھ شل نہ ہوں تیرے بازو سلامت رہیں''۔ اس کے ساتھ ہی ابوعبداللہ کے دندانِ مبارک پر چھڑی مارتا ہے حالانکہ یہ مقام بوسہ گاہ رسولؐ اللہ ہے اور وہی حسینؑ ہیں، جو جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ پھر اپنی شان میں شاعری و نکتہ آفرینی بھی کرتا ہے، اپنی خوشی و مسرت کا اظہار بھی کرتا ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم تو نے

Presented by Ziaraat.Com

ہمارے قلوب کو زخمی کیا ہے! ہماری اصل و جڑ کو کاٹ ڈالا ہے۔
تو نے جوانانِ جنت کے سردار، فرزند یعسوب الدین، یعسوب عرب اور عبدالمطلبؑ کے سرداروں کے پاک و پاکیزہ خون کو گرایا ہے۔ پھر تو نے اپنے آباؤاجداد کو ندا دی۔ اور اُس کے خون گرانے میں تو نے اپنے آباؤاجداد کا تقرب تلاش کیا اور تیری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ جیسے وہ تیری اس مجلس میں موجود ہیں۔ جی ہاں! اگر وہ تیری اس مجلس میں حاضر نہ ہو سکیں تو عنقریب تو ان کے پاس پہنچ جائے گا، تو تُو اس وقت کہے گا: اے کاش! میرے ہاتھ شل ہوتے اور کلائی سے جدا ہوتے اور تو اس وقت اس امر کو پسند کرے گا: اے کاش اُسے اس کے والدین پیدا ہی نہ کرتے۔ اس وقت تو اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب میں ہوگا اور رسولؐ اللہ تجھ سے مخاصمہ کریں گے: "اے میرے پروردگار! ان لوگوں سے ہمارا حق وصول فرما۔ ان ظالموں سے ہمارا انتقام لے، ان لوگوں نے ہم پر ستم ڈھائے اور ہر اس شخص پر اپنے غضب نازل فرما، جس نے ہمارا خون بہایا اور ہمارے دوستوں کو قتل کیا اور ہماری حُرمت کی ہتک کی"۔
اے یزید! جو کچھ تو نے کیا ہے وہ صرف اپنے لیے کیا ہے۔ تو نے تو اپنے ہی گوشت و پوست کو ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے۔ بہت جلد پروردگار کے حکم سے رسولؐ خدا کے سامنے وارد ہوگا جبکہ ان کی ذریت کا خون تیری گردن پر ہوگا، ان کی عزت کی ہتک حُرمت کا گناہ اور ان کے گوشت و پوست کا عذاب تو اپنی گردن پر رکھتا ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ وہ دن ہوگا جب اللہ اپنے نبیؐ اور اُن کے خاندان کو اپنے سامنے اپنی رحمت کے سائے میں رکھے ہوئے ہوگا، ان کے بکھرے ہوئے افراد کو اُس نے اپنے سامنے جمع کر رکھا ہوگا اور ان پر ظلم کرنے والوں سے انتقام لے گا اور ان کے اعداء سے ان کے حقوق کا مطالبہ کرے گا۔

(اللہ تعالیٰ اس بارے فرماتا ہے) اور ان لوگوں کو مُردہ نہ سمجھو جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوئے ہیں، بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار سے رزق حاصل کرتے ہیں، جو کچھ اللہ کے فضل سے انھیں عطا ہوا ہے اس سے شاداں و فرحان ہیں۔

پس اے یزید تیرے لیے اتنا کافی ہے کہ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہوگا۔ محمدؐ تیرے خلاف دعویٰ کریں گے۔ جبرئیلؑ ان کے گواہ اور مددگار ہوں گے۔ اور بہت جلد ایسا ہوگا، جن لوگوں نے مکروفریب کر کے تجھے مسندِ اقتدار پر بٹھایا ہے، اپنے کیے پر جواب دہ ہوں گے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اُس دن تیری کیفیت کیا ہوگی اور تجھ سے زیادہ بدبخت کون ہوگا۔ اُس دن معلوم ہو جائے گا کون زیادہ مجبور اور زیادہ شکست خوردہ ہے (افسوس ہے حوادث روزگار نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے کہ میں تیری اسیر اور تجھ سے مخاطب ہوں) لیکن میں تیری قوت وحیثیت کو حقیر جانتی ہوں۔

اور اس قدر ہمت رکھتی ہوں کہ یہ باتیں تیرے منہ پر کہوں اور چاہتی ہوں، تجھے بہت زیادہ ذلیل کروں، لیکن کیا کروں میری

Presented by Ziaraat.Com

آنکھیں گریہ کناں ہیں۔ اور ہمارے قلوب ہمارے عزیزوں کے فراق میں جل رہے ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ کیا کچھ گزر چکا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی پاک و پاکیزہ نجیب جماعت کو قتل کر دیا گیا۔ اور وہ بھی شیطانی صفت جماعت کے ہاتھوں (جو اسلام کے ہاتھوں اسیر تھے، پھر اسلام نے آزاد کر دیئے) تم لوگوں کے ہاتھ ہمارے خون سے رنگین ہیں اور تمہارے منہ ہمارے گوشت اور بدن کو نگلنے کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔ وہ پاک اجسام جو ٹکڑے ٹکڑے اور بے سر ہیں، آندھیوں اور طوفانوں میں خاک پر پڑے ہوئے ہیں۔ درندہ صفت لوگ انھیں بیابان میں پڑا ہوا دیکھتے ہیں۔ اے یزید! اگر تو نے ہمارے قتل و اسیری کو اپنے لیے غنیمت جانا ہے۔

تو تجھے جان لینا چاہیے کہ اس کے عوض تجھے بہت بڑی سزا اور تاوان ادا کرنے ہوگا اور یہ سب کچھ اُس دن ہوگا جب سوائے اس چیز کے جو تو نے پہلے سے جمع کر رکھی ہوگی کچھ اور تیرے پاس نہ ہوگا۔ اور اُس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم روا نہ رکھے گا۔ میں تیرے مظالم کی اللہ کے حضور شکایت کرتی ہوں اور اُسی سے پناہ اور سرپرستی کی طالب ہوں۔ اے یزید! ہماری دشمنی میں تو جس قدر مکر و تدبیر کرسکتا ہے، کرلے۔

ہماری دشمنی میں جس قدر کوشش تجھ سے ممکن ہو کر گزر، اپنی تمام تر خواہشات کو استعمال کرلے۔ خدا کی قسم! ہمارے ذکر کو اذہان اور تاریخ کے صفحات سے نہیں مٹا سکے گا، اور نہ ہی تجھ سے یہ

Presented by Ziaraat.Com

ممکن ہے کہ ہم پر فروغ وحی کو روک سکے۔ اور نہ تیرے لیے یہ ممکن ہے کہ ہمارے طول حیات اور ہمارے وسیع و بیکراں افتخارات کو ختم کر سکے اور نہ ہی تیرے لیے یہ ممکن ہے کہ تو ان ننگ و عار کے دھبوں کو اپنے داغ دار دامن سے مٹا سکے۔

اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ تیری عقل ماری گئی ہے۔ کیا اس میں بھی کوئی شک و شبہہ باقی ہے کہ تیری زندگی کے دن گنے جا چکے ہیں۔

کیا اس کے علاوہ بھی کچھ ہے یہ تیری جماعت جو تیرے اردگرد ہے، بہت جلد پراگندہ ہونے والی ہے؟ اُس دن کو یاد رکھ جب ندا دینے والا ندا دے گا: ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔

پس تمام تعریفیں اُس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جس نے ہمارے آغاز حیات کو خوش بختی و سعادت سے نوازا! اور ہماری آخرت کو شہادت اور رحمت سے زینت بخشی۔ ہماری اللہ سے درخواست ہے کہ اپنی رحمت و رافت کی ہم پر تکمیل فرمائے اور ہمارے شہداء کے اجر و ثواب میں اضافہ فرمائے اور خلافت کو جو یقیناً ہمارا حق ہے، ہمارے لیے قرار دے، وہ خدائے رحیم ہے اور اپنے دوستوں کی پناہ گاہ ہے۔ اللہ ہماری حمایت کے لیے کافی ہے۔ وہ سب سے بہتر مددگار و مدافع ہے"۔

ناسخ، ج ۳، ص ۱۴۹: عقیلہ قریش کے اس عظیم الشان خطاب کے بعد اب یزید کے لیے کسی صورت میں مناسب نہیں تھا کہ کوئی ایسی بات کرے، جس سے شہزادی کی سرزنش کا پہلو نکلتا ہو کیونکہ حالات کے تیور اس کے سامنے تھے۔ اگر وہ اپنے غیض و

Presented by Ziaraat.Com

غضب کا مظاہرہ کرتا، حالات کے بگڑنے کا خوف تھا، اس لیے عذر و معذرت سے کام لیا۔ کہا: خواتین جب نوحہ کرتی ہیں تو جوش کا انداز لیے ہوئے ہوتی ہیں۔ پھر یہ شعر پڑھا:

یَاصَیْحَۃً تحمد مِنْ صَوَائِحِ   مَا اَهْوَنَ الْمَوْتَ عَلَى النَّوَائِحِ

"آہ و زاری کرنے والی عورتوں کی آہ و زاری کتنی اچھی لگتی ہے۔ نوحہ گر عورتوں پر موت کتنی آسان ہے؟"

ناسخ، ج ۳، ص ۱۳۹: روایت بیان کی ہے کہ انھی ایام میں بیت المقدس کے علاقے میں دیکھا گیا، زمین سے جب کوئی پتھر ڈھیلا اُٹھایا جاتا تو نیچے سے اُبلتا ہوا تازہ خون برآمد ہوتا تھا۔

دربار یزید میں سفیر روم ①

یزید ملعون کا یہ معمول تھا کہ وہ جب اپنا دربار لگاتا تو روزانہ اہلِ بیتؑ کو دربار میں طلب کرتا اور خود شراب پیتا رہتا اور شطرنج کھیلتا رہتا۔ حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں: ایک دن یزید نے ہمیں طلب کیا، جب ہم دربار میں گئے تو یہ شراب اور شطرنج کھیلنے میں مصروف تھا، میرے بابا سید الشہداؑ کا سر مقدس طلائی طشت میں موجود تھا، میں اپنے بابا کے سر کی زیارت میں مصروف تھا، اسی دوران سفیر روم دربار میں داخل ہوا۔ جب وہ بیٹھا تو اُس نے سر مبارک کو دیکھ کر کہا: اے عرب کے بادشاہ! یہ سر کس کا ہے؟

یزید نے کہا: تجھے اس سر سے کیا کام ہے؟

سفیر نے کہا: ہاں کام ہے، جب میں واپس بادشاہ روم کے پاس جاتا ہوں تو وہ

---

① مقتل ابن نما، ص ۱۰۳، تذکرۃ الشہداء، ص ۴۱۸، و ناسخ، ج ۳، ص ۱۵۰، جلاء العیون، ص ۶۱۶، نفس المہموم، ص ۴۵۸، لہوف مترجم، ص ۱۹۴ ہندہ نے ناسخ سے نقل کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مجھ سے تمام امور پوچھتا ہے اور میں چاہتا ہوں، یہ معاملہ بھی جان لوں اور جا کر بادشاہ کو بتاؤں تا کہ وہ تیری اس خوشی میں شریک ہو جائے۔

یزید نے کہا: یہ سر حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ کا ہے۔

اُس نے پوچھا: ان کی والدہ کون ہیں؟

یزید نے کہا: فاطمہ دختر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

نصرانی نے کہا: تم پر بھی افسوس اور تیرے دین پر بھی افسوس ہے، ہمارا دین تیرے دین سے اچھا ہے، میں حضرت داؤدؑ کے خاندان کا ایک فرد ہوں، میرے اور حضرت داؤدؑ کے درمیان بہت سے افراد کا فاصلہ ہے۔ اب بھی نصرانی لوگ میرے پاؤں کی خاک کو اپنے لیے تبرک سمجھتے ہیں۔ تم کیسے لوگ ہو تم نے اپنے نبیؐ کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے حالانکہ ان میں اور تمہارے پیغمبرؐ میں ایک پشت بھی نہیں گزری۔ میری بات سن میں تجھے کلیسا "حافر" کی داستان سناؤں؟ یزید نے کہا: سنا، وہ کیا ہے؟

نصرانی نے کہا: چین کے راستے پر بحر عمان میں ایک جزیرہ[1] ہے۔ اُس جزیرہ میں ایک بہت بڑا شہر ہے، کافور عنبر اور سرخ یاقوت وہاں کثرت سے حاصل ہوتے ہیں۔ وہاں عود کے درخت کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ اُس شہر میں چند کلیسا ہیں، ان میں سے ایک کلیسا "حافر" کے نام سے مشہور ہے۔[2] اس کلیسا کے محراب میں ایک حقہ طلائی آویزاں ہے اور اس حقہ میں ایک سُم ہے، یہ سُم ایک گدھے کا ہے جس گدھے پر حضرت عیسیٰؑ سوار ہوتے تھے۔ ہر سال علمائے نصاریٰ اس سُم کی زیارت کے لیے وہاں جاتے ہیں اور اس کا طواف کرتے ہیں اور خداوند تعالیٰ سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں، تم کیسے لوگ ہو کہ اپنے نبیؐ کے بیٹے کو قتل کر دیا؟ خدا تجھے برکت نہ دے۔ اور نہ تمہارے دین میں برکت دے۔

---

① مثیر الاحزان: اس دریا تک ایک سال کی مسافت کی راہ ہے۔

② ان تمام کلیساؤں میں بڑا کلیسا حافر ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

یزید نے حکم دیا: اس نصرانی کو قتل کردو کہ اپنے ملک میں جا کر مجھے بدنام کرے گا۔ نصرانی نے جب اپنے قتل کی بات سنی تو یزید سے کہا: اے یزید! گزشتہ رات میں نے تمہارے پیغمبرؐ کو خواب میں دیکھا انھوں نے مجھے جنت کی بشارت دی تو جب میری آنکھ کھلی تو اس وقت سے اب تک میں حیران تھا، اب مجھے معلوم ہوا ہے۔ فوراً کلمۂ شہادتین پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ سید الشہداؑ کے سر مبارک کو اُٹھایا اور اپنے سینے سے لگایا، بوسے دیئے، اس وقت تک بوسے دیتا رہا، جب تک قتل نہ ہوا۔ آخر قتل کردیا گیا۔

رَأس الجالوت[1]

ریاض القدس، ج ۲، ص ۲۹۹: دربارِ یزید میں یہودیوں کے ایک عالم رأس الجالوت بھی بیٹھے تھے۔ اُس نے یزید کی خرافات سنیں اور سید الشہداؑ کے سرِ مقدس کے ساتھ اُسے بے ادبی کرتے دیکھا تو یزید سے کہا: اے یزید! میرا ایک سوال ہے۔ میں سوال کروں اور تو اُس کا جواب دے، تاکہ میں تیرا جواب سنوں۔

یزید نے کہا: پوچھو!

رأس الجالوت نے کہا: تجھے خدا کی قسم! بتا یہ سر کس کا ہے؟

یزید نے کہا: یہ سر حسینؑ بن علیؑ کا ہے، اس کی ماں فاطمہ ہیں، جو ہمارے نبیؐ کی بیٹی تھیں۔

رأس الجالوت نے پوچھا: تم نے اپنے نبیؐ کی بیٹی کے بیٹے کو کیوں قتل کیا؟

یزید نے کہا: اہلِ عراق نے اُس کی طرف خطوط بھیجے کہ وہ ان کی طرف آجائے تاکہ وہ اُسے اپنا خلیفہ بنائیں۔ اہلِ کوفہ نے اُنھیں دھوکا دیا۔ وہ اپنے پورے خاندان سمیت کوفہ کی طرف چلا آیا تھا۔

---

① مثیر الاحزان میں بھی یہی الفاظ موجود ہیں۔

② ریاض القدس، ج ۲، ص ۲۹۹، مقتل ابی مخنف مترجم، ص ۱۸۴، ناسخ، ج ۳، ص ۱۵۱، منتخب طریحی، ص ۴۸۵ سطر آخر۔

Presented by Ziaraat.Com

میرے عامل ابن زیاد نے انھیں ایک صحرا میں قتل کر دیا ہے اور ان کے مقتولین کے سر میری طرف بھیج دیے ہیں اور یہ قیدی بھی اسی کے خاندان سے ہیں۔

راس الجالوت نے کہا: پیغمبرؐ کے وارث تو ان کی بیٹی کے بیٹے بنتے ہیں اور وہ ازراہ خلافت باقی تمام لوگوں سے اولویت رکھتے تھے۔

اے یزید! کتنا عجیب ہے تمہارا یہ فعل! مجھے اس کی سمجھ نہیں آتی میرے اور حضرت داؤدؑ کے درمیان تینتیس پشتوں کا فاصلہ ہے (بروایت لہوف ستر پشتوں کا فاصلہ ہے)(1) لیکن یہودی لوگ ابھی تک میرا احترام و اکرام کرتے ہیں اور میرے قدموں کی خاک اپنے لیے بطور تبرک خیال کرتے ہیں۔ وہ اس خاک کو اپنے سر اور منہ پر ملتے ہیں۔ وہ میرے بغیر کوئی تزویج نہیں کرتے۔ میرے بغیر وہ اپنا کوئی کام نہیں کرتے۔ تم کیسی بے مروّت اُمت ہو کل تمھارا پیغمبرؐ اس دنیا سے اُٹھا اور تم نے اُس کے بیٹے کو شہید کر ڈالا، بخدا! تم بدترین اُمت ہو۔

راس الجالوت کی گفتگو سے یزید سخت غضب ناک ہوا اور کہا: اگر پیغمبرؐ کا یہ فرمان نہ ہوتا کہ جس نے غیر مسلم کو جو اسلام کی پناہ میں ہو اذیت دی تو قیامت کے دن میں اس کا دشمن ہوں گا" نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔

راس الجالوت نے کہا: تو خود اپنی باتوں میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ تو نے خود کہا ہے کہ پیغمبرؐ اسلام نے اسلام کی پناہ میں رہنے والے غیر مسلم کے تحفظ کے بارے میں اتنی تاکید کی ہے کہ اُس کو اذیت دینے والا میرا دشمن ہے اور جو اُس کی اولاد کو اذیت دے؟ کیا پیغمبر گرامیؐ اُس کے دشمن نہ ہوں گے؟ تو تو وہ ہے جس نے اس کی اولاد کو اذیت دی ہے، وہ تو تیرے بصورت اولیٰ دشمن ہوں گے۔ ایسے پیغمبرؐ پر قربان جس نے حق و حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا۔ پھر راس الجالوت نے سرِ سید الشہدا کی طرف

---

(1) لہوف مترجم، ص ۱۸۹۔ (2) مقتل ابی مخنف مترجم، ص ۱۸۲: راس الجالوت نے کہا: اے یزید! میرے اور جنابِ داؤدؑ کے درمیان ایک سو تین پشتوں کا فاصلہ ہے، پھر بھی یہودی میری تعظیم کرتے ہیں.....الخ۔

Presented by Ziaraat.Com

رُخ کیا اور عرض کیا: اے ابا عبداللہ! آپ اپنے جد بزرگوار کی خدمت میں میری گواہی دینا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تیرے جد بزرگوار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

جب راس الجالوت نے شہادتین پڑھی تو یزید نے کہا: اب تم اپنے دین سے خارج ہو گئے ہو اور اسلام میں داخل ہو گئے ہو اور میں اسلام کا بادشاہ ہوں، کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ میرے دشمن کی حمایت کرے۔ جلاد کو بلایا کہ اس یہودی مردود کی گردن اُڑا دے۔

جلاد نے اس وقت کے نمرود و فرعون بلکہ ان سے بھی بدترین شخص کے حکم کی تعمیل میں اسلام کو قبول کرنے والے کا سر تن سے جدا کر دیا۔ جب راس الجالوت قتل ہو گیا تو اس کا لاشہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر ڈلوا دیا۔ اہلِ شام میں سے کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ اُسے دفن کر دے۔

میں نے کتب مقاتل میں دیکھا ہے راس الجالوت کے قتل کے بعد یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان جھگڑا ہوا۔ ان میں سے ہر ایک چاہتا تھا کہ تجہیز و تکفین اپنے اپنے طریقے پر کرے، آخر یہودیوں کو غلبہ حاصل ہوا۔ انھوں نے احترام و اکرام کے ساتھ اُسے دفن کرا دیا۔

جاثلیق کا مسلمان ہونا اور شہادت پانا[1]

ریاض القدس اور دوسرے مقاتل میں یہ روایت موجود ہے اور وہ روایت یہ ہے: یزید اپنے دربار میں اپنی بدمستی میں مست تھا، خیزران کی چھڑی کے ساتھ سیدالشہدا کے دندان مبارک کو چھیڑ رہا تھا۔ اُس وقت دربار میں نصرانیوں کا سردار جاثلیق بھی موجود تھا۔ جاثلیق بڑھاپے کی عمر میں تھا، وہ اس وقت سیاہ لباس میں تھا۔

---

① مقتل ابی مخنف مترجم، ص ۱۸۵، تذکرۃ الشہدا، ص ۳۱۸، ناسخ، ج ۳، ص ۱۵۱، ریاض القدس، ج ۲، ص ۳۰۲

Presented by Ziaraat.Com

ایک خاص قسم کا کلاہ سر پر پہن رکھا تھا، جب اس کی نگاہ سید الشہداؑ کے سرِ مبارک پر پڑی تو یزید سے پوچھا: اے خلیفہ یہ کیا ہے؟

یزید نے کہا: حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ کا سر ہے، جس کی ماں کا نام فاطمہؑ دختر رسولؐ اللہ ہے۔

جاثلیق نے کہا: تو نے انھیں کیوں قتل کیا؟

یزید نے کہا: اہلِ عراق نے اُسے خلافت کی دعوت دی، میرے عامل ابن زیاد نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر میری طرف بھیج دیا۔

جاثلیق نے کہا: میں اپنے مکان میں سویا ہوا تھا، اس دوران خواب میں ایک شدید اور خوفناک قسم کی چیخ سنی۔ میں نے ایک جوان کو دیکھا، جس کا چہرہ مانند آفتاب تھا۔ وہ چند اور لوگوں کے ساتھ آسمان سے اُترا، میں نے ان سے پوچھا: یہ خوبصورت جوان کون ہیں؟ جواب دیا گیا: پیغمبر اکرم ﷺ ہیں، ان کے ساتھ یہ ملائکہ ہیں اور وہ ان کے فرزند حسینؑ کی تعزیت کے لیے ان کے ساتھ آئے ہیں۔

پھر جاثلیق نے یزید سے کہا: وائے بر تو! اس سرِ مقدس کو اپنے برابر رکھو وگرنہ خداوند تعالیٰ تجھے نابود کر دے گا۔

یزید نے کہا: تو یہ جھوٹے خواب مجھے بیان کرتا ہے؟ چیخ کر کہا: اے میرے غلامو! اس کو پکڑو۔ غلاموں نے اُسے گرفتار کر لیا اور گھسیٹنا شروع کر دیا۔ اس نے حکم دیا: اسے قتل کر دو۔

جاثلیق نے اپنا منہ سرِ سید الشہداؑ کی طرف کیا اور آواز لگائی: اے ابا عبد اللہؑ! تم اپنے نانا بزرگوار کے دربار میں میری گواہی دینا کہ میں شہادت دیتا ہوں، خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

یزید نے غضب ناک ہوکر کہا: اس کی روح اس کے بدن سے جدا کردو۔

جاثلیق نے کہا: اے یزید! ٹھیک ہے تو مجھے قتل کر یا نہ کر، اِدھر دیکھ یہ پیغمبر اکرمؐ ہیں، جو میرے برابر کھڑے ہیں ان کے ہاتھ میں نورانی لباس ہے اور نورانی تاج ہے وہ مجھے فرما رہے ہیں، تیرے اور میرے درمیان صرف اتنا فاصلہ ہے کہ تو اس دنیا سے خارج ہو اور یہ نورانی لباس اور نورانی تاج میں تجھے پہناؤں تو بہشت میں میرا رفیق ہے۔اس وقت جاثلیق کو شہید کردیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

صاحب ریاض القدس نے ج۲،ص۳۰۲ پر ایک روایت نقل کی ہے وہ یہ ہے:

جب جاثلیق کو شہید کردیا گیا اور اس کے لاشے کو یزیدی سپاہی باہر پھینک کر چلے گئے اِدھر اہلِ بیتؑ رسالت یزید کے دربار میں زنجیروں میں مقید کھڑے تھے اور اس کے دوران جاثلیق قتل ہوجاتا ہے۔ جب انھیں علم ہوتا ہے تو سب اُس کے لیے گریہ کرتے ہیں۔ اس وقت عقیلہ قریش ثانیٔ زہراؑ نے اپنا منہ نجف کی طرف کرلیا اور عرض کیا: یاعلیؑ! یہود و نصاریٰ تو ہماری حمایت کر رہے ہیں لیکن کیا آپ ہماری احوال پُرسی نہیں کریں گے، ہماری فریاد نہیں سنیں گے۔

اس وقت نصاریٰ کے کچھ لوگ آئے اور اپنے رئیس کے لاشے کو اُٹھا کر لے گئے اور عزت و احترام کے ساتھ دفن کردیا۔ تصویر کا دوسرا رُخ دیکھیں۔ کربلا میں مسلمان جمع ہوگئے، اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ملت اسلام کے راس و رئیس اور فرزند رسولؐ کو خاک وخون میں ملادیا..... الا لعنۃ اللہ علیھم اجمعین۔

عبدالوہاب سفیر روم دربار یزید میں [1]

منتخب طریحی، ص۶۴: بادشاہِ روم کی طرف سے ایک آدمی بطور سفارت دربار

---

[1] ریاض القدس، ج۲،ص۳۰۳، ناسخ، ج۳،ص۱۵۲، منتخب طریحی، ص۶۴، روضۃ الشہداء، ص۳۰۵

Presented by Ziaraat.Com

میں آیا تو اُس وقت یزید نے امام حسینؑ کے سرِ مقدس کو اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔ جب اس سفیر کی نگاہ سرِ سید الشہداء پر پڑی تو اُس نے گریہ کیا اور نوحہ سرائی کی۔ اتنا گریہ کیا کہ اُس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ پھر یزید سے مخاطب ہو کر بولا: اے یزید! میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بغرضِ تجارت مدینہ گیا، جب میں مدینہ آیا تو میرا دل چاہا کہ پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں کوئی تحفہ لے جاؤں، میں نے آپؐ کے اصحاب سے معلوم کیا کہ پیغمبر اکرمؐ کو کون سی چیز زیادہ پسند ہے تو انھوں نے کہا: انھیں عطر اور خوشبوئیں ہر چیز سے زیادہ پسند ہیں۔ میں نے دو نافہ مشک اور عنبر اشہب لیا اور ان سے ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو آپؐ اس دن حضرت اُم سلمہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ جب میں نے آپ کی زیارت کی تو آپؐ کے حُسن و جمال سے میری آنکھوں کی بینائی پہلے سے تیز ہوگئی اور مجھے بہت زیادہ فرحت محسوس ہوئی اور میرا دل ان کی محبت سے لبریز ہوگیا۔ میں نے سلام کیا اور وہ عطر ان کے حضور پیش کیا۔

آپؐ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ مَیں نے عرض کیا: یہ چھوٹا سا تحفہ ہے آپ کی خدمت میں لایا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: تمہارا کیا نام ہے؟ میں نے کہا: عبدالشمس! آپؐ نے فرمایا: میں نے اس نام کے عوض تمہارا نام عبدالوہاب رکھ دیا ہے۔ اگر تم اسلام قبول کرو گے تو میں تمہارا ہدیہ قبول کروں گا ورنہ نہیں، ان کے اس فرمان پر میں نے غور کیا تو بات میری سمجھ میں آگئی کہ یہ وہی پیغمبرؐ ہیں، جن کے بارے میں حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تھا:

انی مبشر لکم رسول یاتی من بعدی اسمه احمد

''میں تمہیں ایک رسولؐ کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہے''۔

اس بات پر میرا یقین ہوگیا اور اُسی وقت مسلمان ہوگیا۔ مَیں واپس روم چلا گیا

Presented by Ziaraat.Com

اور اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا، میں اپنے پانچ بیٹوں اور چار بیٹیوں سمیت ایک عرصہ سے مسلمان ہوں، اب میں بادشاہِ روم کا وزیر ہوں۔ کسی کو میرے اسلام کی اطلاع نہیں ہے لیکن اے یزید! جس دن میں پیغمبرؐ سے ملا تھا آپؐ جناب اُم سلمہؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ وہاں میں نے اس عزیز کو بھی دیکھا تھا جن کا سر تو نے اپنے تخت کے ایک طرف نہایت ذلت و بے ادبی کے ساتھ رکھا ہوا تھا، میری موجودگی میں یہ شہزادہ اپنے نانا رسولؐ اللہ کے پاس آئے۔ آنحضرتؐ نے انھیں اپنی بغل میں لے لیا تھا اور فرمایا تھا: مَرْحَبًا بِكَ يَاحَبِيْبِي، "اے میرے دل کے میوہ خوش آمدید"۔

پھر آپؐ نے انھیں اپنے زانو پر بٹھایا اور بوسے لینے شروع کیے۔ پھر فرمایا: اے حسینؑ! خداوند تعالیٰ ایسے شخص سے اپنی رحمت کو دُور کرے، جو تجھے قتل کرے اور ایسے شخص سے بھی اپنی رحمت دُور فرمائے، جو تیرے قتل میں اعانت کرے۔ یہ فرما کر پیغمبرؐ نے رو دیا تھا۔

جب دوسرا دن ہوا، میں پیغمبرِ اسلام کے ساتھ مسجد میں تھا۔ یہ دونوں بھائی امام حسن اور امام حسین علیہم السلام پیغمبرؐ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت امام حسنؑ نے عرض کیا تھا: ناناؐ جان! میں نے اپنے بھائی امام حسینؑ سے کشتی کی ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی دوسرے پر غالب نہ ہوسکا، اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ اب آپؐ کے سامنے کشتی لڑیں یہ جان لیں کہ ہم میں سے طاقت میں زیادہ کون ہے؟

پیغمبرؐ نے فرمایا: اے میرے پیارو! اے میرے دل کا میوہ! کشتی لڑنا تمہاری شان نہیں ہے، جاؤ تختی پر لکھ کر لے آؤ، جس کا خط خوبصورت ہوگا وہ طاقتور ہوگا۔ دونوں شہزادوں نے تختی پر تحریر کیا اور اپنے ناناؐ کے حضور آئے اور کہا: آپ فیصلہ فرمائیں کس کا خط خوبصورت ہے؟

پس پیغمبرِ اسلام نے دونوں کی تختیوں پر نظر ڈالی لیکن آپؐ نہیں چاہتے تھے کہ

Presented by Ziaraat.Com

ان میں سے کسی کی دل شکنی ہو، آپؐ نے فرمایا: اے میرے شہزادو! اپنے بابا کے پاس جاؤ وہ تمہارے درمیان فیصلہ فرمائیں گے۔

یہ دونوں شہزادے اپنے بابا کے پاس حاضر ہوئے۔ اِدھر رسولؐ اللہ بھی اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر تشریف لے گئے۔ کچھ دیر کے بعد پیغمبر اکرم ﷺ سلمان فارسیؓ کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ سلمانؓ میرے دوست تھے، میں نے جناب سلمانؓ سے پوچھا: ان شہزادوں کے والد نے ان کے درمیان کیا فیصلہ کیا؟ کس کا خط بہتر تھا؟

سلمانؓ نے کہا: جب شہزادے اپنے بابا کی خدمت میں پہنچے تو انھوں نے بھی پسند نہ کیا کہ کسی ایک کے حق میں فیصلہ کی صورت میں دوسرے شہزادے کی دل شکنی ہو، تو انھوں نے شہزادوں کو جناب فاطمہ زہراؑ کی خدمت میں بھیجا۔ جب ان کی خدمت میں گئے تو اُنھوں نے بھی اپنے بابا اور اپنے شوہر والا انداز اپنایا کہ جب شہزادوں کے نانا بزرگوار اور بابا نامدار نے فیصلہ نہیں کیا تو وہ ان کے درمیان کس طرح فیصلہ کرے۔ انھوں نے اپنے شہزادوں سے فرمایا: اے میرے نور چشم! میں اپنا ہار اپنے گلے سے اُتارتی ہوں اور تمہارے سامنے اُس ہار کی ڈوری کو توڑتی ہوں اور اس طرح ہار کے موتی زمین پر بکھر جائیں گے، تم انھیں چُن لو جس کے پاس موتی زیادہ ہوں گے وہ دوسرے سے زیادہ طاقتور ہوگا۔

شہزادی رسولؐ نے اپنا ہار توڑا، موتی زمین پر بکھرے، شہزادوں نے تیزی کے ساتھ چُننا شروع کیا، ہار کے اندر موتی کل سات تھے۔ ہر ایک شہزادے نے تین تین موتی اُٹھائے۔ اب زمین پر صرف ایک موتی باقی تھا۔ دونوں شہزادوں کی نگاہیں اس موتی پر تھی۔ دونوں میں سے ہر ایک چاہتا تھا کہ موتی وہ ہی اُٹھالے تاکہ اس کی طاقت کا اقرار ہوجائے، دونوں کے ہاتھ برابر برابر موتی کی طرف بڑھ رہے تھے، قریب تھا کہ موتی کسی ایک کے ہاتھ میں آجائے۔ خداوند تعالیٰ نے فوراً جناب جبرئیلؑ کو حکم دیا:

Presented by Ziaraat.Com

جاؤ اس موتی کے دو ٹکڑے کر دو تا کہ نصف نصف ہر ایک کے ہاتھ میں آئے اور کسی ایک کی دل شکنی نہ ہو۔ جناب جبرئیلؑ نے اپنا پَر مار کر موتی کے دو حصے کر دیے۔ ہر ایک شہزادے نے آدھا آدھا موتی اُٹھالیا، اس طرح کسی کا دل نہ ٹوٹا۔

اے یزید! ذرا غور کر! ان شہزادوں کی کتنی عزت اور عظمت ہے کہ پیغمبر گرامیؐ، حضرت امیر المومنینؑ، حضرت فاطمہ زہراؑ اور خود خداوند کریم نے یہ پسند نہ کیا کہ ان میں سے کوئی ایک شہزادہ ایک لمحے کے لیے پریشان ہو۔ اور تو نے رسولؐ اللہ کی بیٹی کے بیٹے کے ساتھ یہ کام کر دیا۔

اے یزید! تجھ پر بھی افسوس ہے اور تیرے دین و ایمان پر بھی افسوس ہے۔[1]

پھر وہ سید الشہداؑ کے سرِ مبارک کی طرف آیا، ہاتھوں پر اُٹھایا اور بوسے دینے شروع کیے۔ بوسے بھی دیتا تھا اور ساتھ گریہ بھی کرتا تھا۔ پھر سر کی طرف مخاطب ہوا اور کہا: اے حسینؑ! اپنے نانا بزرگوار محمد مصطفیؐ اور اپنے والد نامدار علی مرتضیٰ اور اپنی مادر گرامی ان سب پر درود و سلام ہو، کہ حضور میری گواہی دینا۔

صاحب ریاض القدس، ج ۲، ص ۳۰۴ نے روایت نقل کی، اس آدمی کے قتل کی کوئی روایت نہیں ملی لیکن کامل السقیفہ میں یہ روایت موجود ہے یزید نے اسے قتل کرا دیا تھا۔

خرابہ شام

ناسخ، ج ۳، ص ۱۵۵: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا:

یزید ملعون نے حکم دیا کہ اہلِ بیتؑ کو امام سجاد علیہ السلام سمیت دربار سے باہر لے جاؤ اور زندان میں بند کر دو۔ اس کے سپاہی اہلِ بیتؑ کو ایک کھنڈر نما مکان میں لے آئے اور بند کر دیا جس کی دیواریں ٹوٹی ہوئی تھیں، جس کی چھت بھی گرنے کے قریب

① روضۃ الشہداء، ص ۳۰۶۔ اس آدمی نے یزید سے کہا: میں ملک روم میں تھا، میں نے وہاں سنا تیرے ایک آدمی نے اس (سید الشہداؑ) کے بھائی کو زہر دے دیا تھا، اس کے جگر کے ستّر ٹکڑے ہو گئے تھے، آج تو نے اسی کے بھائی کو قتل کر دیا اور اس کے خاندان کے ستّر افراد کو قتل کر ڈالا۔

Presented by Ziaraat.Com

تھی۔ جب اہلِ بیتؑ کو وہاں بٹھایا گیا تو ان میں کسی نے دوسرے سے کہا: ان لوگوں نے ہمیں یہاں اس لیے رکھا ہے تاکہ یہ چھت گرے اور ان پر آپڑے اور ان میں سے کوئی زندہ نہ بچے۔ جو فوجی ان پر نگران تھے، جب انھوں نے یہ کلام سنی اور رومی زبان میں کہا: ذرا ان لوگوں کی طرف دیکھیے یہ مکان کی شکستگی سے ڈر رہے ہیں حالانکہ ان کو اس امر پر اطلاع نہیں ہے کہ کل انھیں یہاں سے نکال باہر کیا جائے گا اور سب کو قتل کردیا جائے گا۔

حضرت امام سجادؑ کے علاوہ ان لوگوں کی گفتگو کسی اور کی سمجھ میں نہ آئی۔ آپؑ نے فرمایا: میرے علاوہ کوئی اور رومی زبان پر واقف نہیں تھا۔

ریاض القدس، ج۲، ص ۳۱۸: جب اہلِ بیتؑ یزیدی دربار سے باہر آئے تو انھوں نے یک گونہ سکون محسوس کیا کیونکہ وہ ابھی تک یزید اور اس کے ہم نشینوں کی زبانوں کے حملوں کی زد پر تھے۔ قتل سے بھی چھٹکارا مل گیا، جوانوں کے زنجیر کاٹ دیے گئے۔ خواتین کی رسیاں کھول دی گئیں۔ یزید نے حکم دیا انھیں لے جائیں، کسی مکان میں بند کردیں تاکہ میں ان کے بارے میں سوچوں کہ کیا کرنا ہے۔

صاحب کتاب بصائر نے روایت کیا ہے، جس کے راوی صفار ہیں، حضرت امام سجادؑ نے بیان فرمایا: جب ہم شام میں آئے تو ہمیں ایک زندان میں قید کردیا گیا۔ ہم اس زندان میں دو دن رہے۔ یہ زندان اس قدر خراب اور شکستہ صورت میں تھا کہ اہلِ بیتؑ کے افراد ایک دوسرے سے کہنے لگے: ہمیں اس خرابے میں اس لیے بند کیا گیا تاکہ وہ گرے اور ہم سب اس میں دب کر ختم ہو جائیں۔

لیکن وہاں جو ہم پر نگران مقرر تھے، انھوں نے کہا: تم اس عمارت کے گرنے سے خوفزدہ ہو حالانکہ کل تمھیں یزید طلب کرے گا اور ایک گروہ کے حوالے کرے گا، جس نے تمھیں اذیت دے کر قتل کردینا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

لیکن بروایت مناقب ابن شہرآشوب حضرت امام زین العابدینؑ نے اہل بیتؑ کی دلداری کے لیے کہا: نہیں کل ان شاء اللہ تمہیں قید سے رہائی ملے گی، پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔

حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں: ہم اس زندان میں دو روز تک رہے۔ پھر یزید نے ہمیں بلایا اور ہمیں آزاد کردیا۔

بروایت ریاض الاحزان: اہل بیت کے مرد جن کی تعداد بارہ نفر پر مشتمل تھی ان کے زنجیر کھول دیے گئے۔ ان جوانوں کے نام یہ ہیں: حضرت امام زین العابدینؑ، حضرت امام باقرؑ، عمر بن حسینؑ، حسن بن حسینؑ اور عمر بن حسنؑ، دوسرے افراد کے اسماء کتب میں موجود نہیں ہیں۔

ان تمام لوگوں کا بیان ہے: جب ہمیں قتل کے خوف سے نجات ملی تو ہم اس خرابہ کی چھت کے نیچے آئے اور کچھ آسودگی محسوس کی تو پھر ہم میں سے ہر ایک فرد کو اپنے شہدا کی یاد نے ستانا شروع کیا۔ دو دو، تین تین مستورات مختلف گوشوں میں بیٹھ گئیں اور اپنے جگر گوشوں پر نالہ و نوحہ شروع کردیا۔ اُدھر یتیم بچے اپنے سر اپنے زانو پر رکھ کر چلانے لگے۔

مصیبت شب اوّل خرابہ

صاحب ریاض القدس، ج ۲، ص ۳۱۹، ستون دوم میں یہ اشعار درج کیے ہیں:

ستم ندیدہ کسی در جہان مقابل زینب
نسوخت ہیچ ولی در زمانہ چون دل زینب
نہ آب بود و نہ نانی نہ شمع و نہ چراغی
چو گشت کنج خرابہ مقام و منزل زینب
چگو نہ شرح غمس را کسی تو اند گفت
کہ جز خدای نباشد کسی آگاہ از دل زینب

Presented by Ziaraat.Com

"اس بھری کائنات میں کون ہے جس کے مصائب و آلام عقیلہ قریش ثانی زہراؑ سے زیادہ ہوں۔ اس زمانے نے جتنا علیؑ کی بیٹی کا دل جلایا اتنا کسی اور کا نہیں جلایا۔ جس کی عزت و عظمت کی بلندیوں کو کائنات کے پہاڑوں کی چوٹیاں سلام کریں، شام کے تیرہ و تاریک زندان میں اتنی بے بس ہے کہ جس کے پاس نہ پانی ہے، نہ کھانا ہے، نہ کوئی دیا ہے اور نہ چراغ۔ اس شہزادی کے مصائب کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ بس صرف اور صرف اُس خالق کی ذات ہے جو جانتا ہے کہ علیؑ کی بیٹی پر کیا گزری اور اُس نے ان دردوں کی کوہ گرانیوں کو کیسے برداشت کیا"۔

صاحب ریاض الاحزان نے زندانِ شام کی منظر نگاری کچھ اس طرح کی ہے:

آلِ محمدؐ کو زندانِ شام میں بند کر دیا گیا۔ اُدھر شام میں شام ہوئی تو تمام اہلِ شام اپنے گھروں کو سدھارے تاکہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ رات بسر کریں۔ جب شب تاریک نے اپنا پُرسکون ماحول کائنات پر نچھاور کرنا شروع کیا تو کائنات کی ہر شے نے اپنے اپنے حصے کا سکون و استراحت سمیٹا لیکن کون جانتا ہے اِدھر زندانِ شام اور آلِ محمدؐ کے اسیروں پر کیا گزری؟ مصائب و آلام کے بادل اطرافِ عالم سے آئے اور اس زندان پر مصائب کی موسلا دھار بارش کر دی۔

اہلِ بیتؑ کے ان تمام افراد کے قلوب کی دھڑکن تیز سے تیز تر ہو رہی تھی۔ ایک طرف زندان کی شکستہ دیواریں اور ڈولتی ہوئی چھت کا خوف، دوسری طرف تاریکی شب کی وحشت، چھوٹے چھوٹے معصوم بچے خوف کے مارے چیخ چلا رہے تھے۔ کبھی اس گوشہ میں، کبھی اُس گوشہ میں، کوئی بستر تھا نہ چراغ، نہ پینے کے لیے پانی تھا اور نہ کھانے کے لیے کوئی خوراک، اپنے زانو پر سر رکھ کر آہ و زاری کر رہے تھے۔ ہر طرف

Presented by Ziaraat.Com

سوز و گداز کا ماحول بنا ہوا تھا۔ ان تمام مستورات اور بچوں کی حیرانی و پریشانی نے ثانیٔ زہراؑ کے قلب مجروح کو زخمی زخمی کر دیا تھا اور ہر خاتون دردناک انداز سے نوحہ وزاری کر رہی تھی۔

المختصر آل محمدؐ کے اسیروں کی ساری رات یہی حالت رہی۔ ادھر یزیدی فوجی لمحہ بہ لمحہ انھیں قتل کی خبر دیتے کہ تمھیں بہت جلد قتل کر دیا جائے گا۔

حضرت امام زین العابدینؑ کا بیان ہے: ہمارا کوئی آدمی جب صدائے نالہ و ندبہ بلند کرتا تو سپاہی اُسے تازیانے مارتے یا پھر اُسے نوکِ نیزہ سے خاموش کراتے۔ مستورات میں سے کوئی بی بی اپنے بیٹے کو روتی، کوئی اپنے بھائی کا نوحہ کرتی، کوئی اپنے خاوند پر آنسو بہاتی۔ اس طرح تعزیت و عزاداری کا ماحول تھا جس میں ہم نے اپنے شب و روز بسر کیے۔ عقیلۂ قریش ثانیٔ زہراؑ مرثیہ بیان کرتیں اور تمام بچے اور خواتین سن کر آہ وزاری کرتے تھے۔

علامہ مجلسی نے اپنی کتاب بحار میں اس مرثیہ کا ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے:

أَمَا شَجَاكَ يَا سَكِنْ قَتْلَ الْحُسَيْنِ وَالْحَسَنْ
غَلمَانٌ مِنْ طُوْلِ الْحُزْنِ وَكل وغدا ناهل
يَقُوْلَ يَاقَيمِ أَبِيْ عَلَى الْبِرِّ الْوَصِيْ
وَفَاطِمْ أُمِّيَ الَّتِي لَهَا التُّقَى وَالنَّائِلِ
مَنُّوا عَلَى بْنِ الْمُصْطَفٰى بِشَرْبَةٍ تُحْيِي بِهَا
أَطْفَالَنَا مِنَ الظَّمَاءِ حَيْثُ الْفُرَاتُ سَائِلِ
قَالُوا لَهُ لَا مَاءَ لَنَا إِلَّا السُّيُوْفُ وَالْقَنَا
فَانْزِلَ بِحُكْمِ الْأَدْعِيَا فَقَالَ بَلْ أُقَاتِلُ
حَتّٰى أَتَاهُ مَشْقَصْ بِهِمَامٍ وَصد أَبْرَصَ
مِنْ سقر لا يخلص بحس دعي واغل

Presented by Ziaraat.Com

"اے مخدراتِ عصمت کی شہزادیو! میدانِ کربلا میں روزِ عاشورا
ایک مسافر مظلوم پیاس سے جس کے ہونٹ خشک ہو چکے تھے،
کھڑا فرما رہا تھا: اے لوگو! مجھے پہچانو! میرا بابا حیدر کرارؑ ہیں،
وصی رسولؐ اللہ ہیں۔ میری والدہ حضرت فاطمہ زہراؑ ہیں، جو
شفیعہ محشر ہیں۔ میں حسینؑ ہوں پیغمبر اکرمؐ کے دل کا میوہ ہوں۔
میرا تم سے صرف ایک سوال ہے: فرزندِ پیغمبرؐ پر احسان کرو۔
ایک گھونٹ پانی دے دو۔ میں ان چھوٹے بچوں کو پلاؤں جن کے
پیاس نے جگر کباب کر دیئے ہیں حالانکہ دریائے فرات ٹھاٹھیں
مار رہا ہے، مجھے پانی دینے کے ساتھ دریا کا پانی ختم نہیں ہوگا۔
تو ان ظالموں نے میرے بھائی کے جواب میں کہا تھا: اے
حسینؑ! پانی نہیں مل سکتا ہاں نیزے اور تلواریں حاضر ہیں۔ ہاں
اس صورت میں پانی مل سکتا ہے کہ یزید اور ابن زیاد کے حکم کی
تعمیل کرلو۔ تو آپؑ نے فرمایا تھا: ایسا نہیں ہوسکتا، میں تم سے
جنگ کروں گا۔

اے خواتین! میرے بھائی نے اس قدر جنگ کی تھی، ایک
مبروص آدمی نے سہ شعبہ تیر جب میرے بھائی کو مارا تو لشکر
عمر بن سعد میں مسرت کی لہر دوڑ گئی"۔

شیخ صدوق نے امالی، ص ۲۳۰ میں بیان کیا ہے: حضرت امیرالمومنینؑ کی شہزادی فاطمہؑ کا بیان ہے: امام حسین علیہ السلام کے اہل بیت حضرت امام سجادؑ کے ساتھ ایسے زندان میں محبوس تھے، جو نہ سردی سے بچاتا تھا اور نہ گرمی سے، جس کی وجہ سے اہل بیتؑ کے چہرے جھلس گئے تھے۔ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے دن سے لے

Presented by Ziaraat.Com

کر شام سے مدینہ روانگی کے دن تک یہ تمام ایام اہل بیتؑ پر سخت بھاری رہے۔ انہی ایام میں بیت المقدس میں جب کوئی پتھر ڈھیلا اٹھایا جاتا تو اس کے نیچے سے خون تازہ دیکھا جاتا۔ جب سورج کی شعاعیں در و دیوار پر پڑتیں تو در و دیوار سرخ و زرد دکھائی دیتے۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے ان پر رنگین کپڑا ڈال دیا گیا ہو۔

صاحب لہوف نے روایت کی ہے: آل محمدؐ کو ایسے زندان میں قید کیا گیا جو نہ گرمی سے بچاتا تھا نہ سردی سے، جس کی وجہ سے ان کے چہروں کا رنگ اڑ گیا یعنی چہرے جھلس گئے۔ (لہوف مترجم، ص ۱۸۸)

صدر الدین واعظ قزوینی فرماتے ہیں: ان معتبر روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اہل بیتؑ کافی عرصہ اس زندان میں قید رہے، جس کی وجہ سے ان کے چہرے جھلس گئے تھے۔

صاحب کامل بہائی کا بیان ہے: یزید نے حکم دیا: اہل بیتؑ کے افراد کو زندان میں بند کر دیا جائے اور شہدا کے سروں کو شہر شام کی مساجد کے میناروں کے ساتھ لٹکا دیا جائے اور سید الشہدا کے سر مقدس کو جامع مسجد کے مینار پر لٹکا دیا جائے۔ اس طرح اہل شام کے لیے ایک تماشے کا ماحول پیدا کیا گیا۔ اہل شام شہدا کے سروں کا تماشا دیکھتے رہے۔ سید الشہدا کا مقدس سر مسجد کے میناروں کے ساتھ چالیس روز تک لٹکا رہا۔ حضرت امام زین العابدینؑ روزانہ آتے اور اپنے بابا کے سر کی زیارت کرتے، سلام کرتے، گریہ کر کے پھر واپس چلے جاتے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آل محمدؐ کی اسیری کی مدت طولانی ہے۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا یزید سے نفرت بڑھتی گئی اور آل محمدؐ سے محبت میں اضافہ ہوتا گیا۔ شام کی عورتیں آل محمدؐ کی خواتین کی خدمت میں آنے لگیں اور ان کے مرد حضرت امام سجادؑ کے حضور آنے لگے۔ جب لوگوں کی تعداد بڑھی تو یزید نے آل محمدؐ

Presented by Ziaraat.Com

کے لیے ایک ایسے مکان کا بندوبست کیا، جس میں چھتیں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ اس مکان میں ایک مدت تک عزاداری ہوتی رہی۔

علامہ مجلسی نے بحار میں صاحب مناقب کی روایت کے حوالے سے بات کی ہے: یزید ملعون نے حکم دیا کہ سر مبارک فرزند خیر البشرؐ کو شام کے دروازہ پر لٹکا دیا جائے۔ ایک دن یزید نے امام زین العابدینؑ کو دربار میں بلایا۔ اس مجلس میں یزید کے ساتھ اور کوئی نہیں تھا۔ تنہائی کی مجلس تھی۔

بروایت صاحب لہوف اس وقت یزید نے شراب طلب کی اور امام حسینؑ کا سر بھی طلب کیا۔ اس طرح یزید نے دو اماموں کی موجودگی میں شراب پی۔

صاحب مناقب ابن شہر آشوب بیان کرتے ہیں: اس مجلس میں امام زین العابدینؑ نے یزید سے احتجاج کیا اور فرمایا:

مَاذَا تَقُولُونَ إِذْ قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ مَاذَا فَعَلْتُمْ وَأَنْتُمْ آخِرَ الْأُمَمِ
بِعِتْرَتِي وَبِأَهْلِي بَعْدَ مُفْتَقَدِي مِنْهُمْ أُسَارَى وَمِنْهُمْ ضُرِّجُوا بِدَمِ

"جب میدان حشر بپا ہوگا اور تم سب موجود ہو گے رسولؐ اللہ تم سے پوچھیں گے: اے میری اُمت میرے جانے کے بعد تم نے میرے اہل بیتؑ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ تو اس وقت تمہارا کیا جواب ہوگا؟ یہی کچھ کہو گے: "ہم نے تیری اہل بیتؑ کے کچھ لوگوں کو قتل کیا تھا اور باقی بچ جانے والوں کو اپنا قیدی بنایا تھا"۔

یزید نے جب سنا تو اپنا سر جھکا لیا۔ پھر امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

اے یزید! تجھ پر افسوس صد افسوس!! اگر تیرے پاس عقل نامی کوئی شے ہوتی تو تو فکر کرتا اور تجھے معلوم ہوتا کہ تو کتنے عظیم جرم کا ارتکاب کر بیٹھا ہے؟ تو نے میرے بابا، میرے بھائیوں اور میرے چچاؤں اور میرے اہل بیتؑ کو کتنے بڑے مصائب سے

Presented by Ziaraat.Com

دوچار کر دیا ہے تو شہر و دیار چھوڑ دیتا۔ کہ وہ صحراؤں کی طرف بھاگ جاتا اور صحراؤں کی خاک اپنے سر میں ڈالتا، چیختا اور چلاتا ہوا ہائے وائے کرتا۔ اے ظالم! تو نے ہم پر ظلم کی حد کر دی ہے۔ میرے بابا اور فرزند فاطمہ زہراؑ فرزند حضرت امیرالمومنینؑ کے سر مقدس کو شہر کے دروازہ پر لٹکایا ہوا ہے۔ حالانکہ یہ سر اقدس رسول اللہؐ کی امانت ہے تجھے قیامت کے دن کی ذلت و خواری کی بشارت ہو۔

یزید کا امام سجادؑ کے قتل کا حکم دینا

بروایت ناسخ، ج ۳، ص ۱۵۷: جب یزید ملعون نے امام سجادؑ کی یہ گفتگو سنی تو وہ غیض و غضب سے آگ بگولا ہو گیا۔ اپنے ایک بدخواہ اور پست فطرت غلام کو حکم دیا کہ اس قیدی کو فلاں باغیچے میں لے جاؤ اور قتل کر دو اور وہاں دفن کر دینا۔ اس ملعون نے آپؑ کا ہاتھ پکڑا اور باغیچے میں لے آیا۔ اس نے امام کو ایک طرف کھڑا کیا اور قبر کھودنے میں مصروف ہو گیا۔ اِدھر امام سجادؑ نے یہ اشعار اپنی زبان پر جاری فرمائے:

اُنَادِيْكَ يَا جَدَّاهُ يَا خَيْرَ مُرْسَلٍ ۔۔۔ حَبِيْبُكَ مَقْتُوْلٌ وَنَسْلُكَ ضَائِعٌ
وَآلُكَ اِمْسَوْا كَالْاِمَاءِ بِذِلَّةٍ ۔۔۔ تُبَاعُ لَهُمْ بَيْنَ الْاَنَامِ فَجَائِعٌ
يَرُوْعُهُمْ بِالسَّبِّ مَنْ لَا يَرُوْعُهُ ۔۔۔ مُصَابٌ وَلَا نَاعٍ النَّبِيِّيْنَ نَاعِمٌ
وَكَانُهُمْ اَمْلَاكٌ وَالْاَمْلَاكُ اَصْبَحُوْا ۔۔۔ لِحِزْبِ يَزِيْدَ بْنِ الدَّعِيِّ وَكَائِمٌ
فَلَيْتَكَ يَا جَدَّاهُ تَنْظُرُ حَالَنَا ۔۔۔ تُسَلُّ وَتُفْرَى كَالْاَهِلَّةِ تَتَابِعٌ

"اے جد نامدار! اے تمام رسولوں کے سید و سردار! تمہارا یہ مظلوم بیٹا تمہیں آواز دے رہا ہے، تمہارا حبیب قتل کر دیا گیا ہے تیری اہل بیت کو ضائع کر دیا گیا ہے۔

اے نانا جان! تیری اہل بیتؑ کو قیدی بنا دیا گیا ہے، تیری پاک و پاکیزہ بیٹیوں کے ساتھ لونڈیوں کا سا سلوک رکھا جا رہا

Presented by Ziaraat.Com

> ہے۔ ان کو بزعم باطل بازاروں میں بے پردہ پھرایا جا رہا ہے۔ ان کی شان میں گستاخیاں کی جا رہی ہیں حالانکہ وہ محمدؐ ایسے نبی کی بیٹیاں ہیں انہیں تیری عزت و عظمت کا کوئی خیال تک بھی نہیں ہے۔ یہ ملائکہ کی امانتیں یزید جیسے فاسق و فاجر کی گرفت میں ہیں جو زنا زادہ ہے۔
>
> اے کاش اے نانا جانؐ! آپ ہماری حالت کو دیکھتے ہمارے ساتھ اُمت نے جو سلوک کیا، ہمیں غلام بنالیا گیا اور ہماری مستورات کی اس طرح تشہیر کی گئی جیسے وہ کنیزیں ہوں"۔

پھر آپؑ نے نماز پڑھنا شروع کی، وہ شقی غلام جب قبر بنا چکا تو امامؑ کے قتل کی طرف متوجہ ہوا۔ اچانک پردۂ غیب سے ایک ہاتھ برآمد ہوا اور اس غلام کے منہ پر پڑا۔ وہ زمین پر گرا اور ایک چیخ بلند کی اور جان دے دی۔ اس وقت یزید کا بیٹا خالد یہ ہولناک منظر دیکھ رہا تھا۔ دوڑ کر یزید کے پاس گیا اور اُسے اس حادثہ کی خبر دی۔ تو اس نے حکم دیا کہ اس غلام کو اس کی اپنی کھودی ہوئی قبر میں دفن کر دیا جائے۔ پھر امامؑ کے قتل کا ارادہ ترک کر دیا۔ پھر اہلِ بیتؑ کی طرف منہ کیا اور کہا: خداوند تعالیٰ ابن زیاد کا بُرا کرے اگر تمہارے اور اس کے درمیان کوئی رشتہ ہوتا تو ایسا نہ کرتا.....الخ۔

احوالِ دخترِ سہ سالہ در زندانِ شام[1]

ریاض القدس، ج ۲، ص ۳۳۳: جب آلِ محمدؐ کو زندان میں محبوس کیا گیا تو یہ

---

[1] زندانِ شام میں امام حسینؑ کی ایک چھوٹی شہزادی نے وفات پائی تو اس امر میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ بچی کون تھی؟ اس کا نام کیا تھا؟ جناب آقای شیخ لطفی زادہ نے اپنی کتاب میں اس بچی کا نام رقیہ لکھا ہے۔ مشہور قول بھی یہی ہے۔ میں نے مقاتل کی بیسیوں کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اس زندان میں وفات پانے والی بچی کا نام رقیہ ہے۔ معالی السبطین، ج ۲، ص ۱۰۱، مجلس ۱۲۔ امام حسینؑ کی ایک بچی تھی، جس سے آپؑ کو بہت پیار تھا اور بچی کو بھی آپؑ سے بہت پیار تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں ان کا نام رقیہ تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

ستم دیدہ مظلوم و مسافر صبح و شام اپنے شہدا پر نالہ و نوحہ کرتے رہتے۔ اس طرح ان پر شب و روز گزرتے رہے۔ جب عصر کا وقت ہوتا تو آل محمدؐ کے یتیم بچے زندان کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور شامیوں کو حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے کہ وہ اپنے بچوں کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر بازار کی طرف سودا سلف لینے کی خاطر جا رہے ہوتے تھے یا سامانِ خورد و نوش لے کر واپس آ رہے ہوتے تھے۔

یہ یتیم و بے نوا مظلوم بچے جن کو ان پرندوں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، جن کے پَر ٹوٹ چکے ہوں اور پنجرے کے اندر بند کر دیے گئے ہوں، اپنی پھوپھی اماں کے پاس چلے جاتے، ان کا دامن پکڑ کر کہتے: پھوپھی اماں! کیا ہمارا گھر نہیں ہے؟ ہمارا بابا کدھر گیا ہے؟ جناب ثانی زہراؑ بچوں کو دلاسہ دیتے ہوئے فرماتیں: ہاں تمہارا گھر ہے لیکن مدینہ میں ہے اور تمہارے بابا سفر پر گئے ہوئے ہیں، واپس آئیں گے پھر وہ اپنی پھوپھی سے کہتے:

ہر کسی کہ سفر رفت بمنی گردد ۱
ہر کہ شام غریباں سحر نمی گردد

ان چھوٹے بچوں میں ایک شہزادی جن کا نام فاطمہؑ تھا، امام حسینؑ کو اپنی والدہ سے بہت زیادہ محبت تھی، آپ کی جب کوئی بیٹی پیدا ہوئی تو آپ نے اس کا نام اپنی والدہ کے نام پر "فاطمہ" رکھا، جب کوئی بیٹا ہوا تو اس کا نام اپنے بابا کے نام پر "علی" رکھا۔

روایت میں ہے، جب آل محمدؐ کو زندان میں بند کیا گیا اس سے پہلے دربارِ یزید کے مظالم دیکھ چکے تھے۔ پھر ایک ویرانے میں جب منزل ملی اور وہ بھی زندان میں

منتخب التواریخ ص ۲۹۹: امام حسینؑ کی جس بچی نے زندانِ شام میں وفات پائی ان کا نام رقیہ ہے۔ جہاں شام میں جو مزار موجود ہے وہ جناب رقیہؑ کے نام سے منسوب ہے۔ ص ۳۸۸ پر شام میں قبور کا ذکر کیا ہے۔ انہی قبور میں سے ایک قبر جناب رقیہؑ کی ہے جو زندانِ شام میں دفن ہوئیں۔ دمشق میں آج بھی حضرت رقیہؑ کا مزار اور گنبد دوست دشمن سب کے نزدیک مثل آفتاب روشن ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

تو امام حسینؑ کی اس شہزادی کے دل پر ان مصائب کا ناقابلِ برداشت اثر ہوا، ان کا دل ڈوبنے لگا، ایک رات اسی زندان میں اس شہزادی کو اپنے بابا کے فراق نے تنگ کیا اور اپنے بابا کے سر کی زیارت کا شوق اس قدر بڑھا کہ اپنے زانو بغل میں دبا کر فراقِ پدر میں اشک بہائے اور یہ مرثیہ پڑھا:

بابا در این خرابہ ساکنم بہ بینوائی
چشم بہ راہ ماندہ شاید ز در در آئی
ای باب مہربانم شد آب استخوانم
بر لب رسیدہ جانم نزدم چرا نیائی
بازار شام دیدم دشنامہا شنیدم
دشوار تر ندیدم از این خرابہ جائی
روزی اندر آفتابم شب و رو بخاک خوابم
ہم نان و گریہ آبم نہ فرش و متکائی
این دختران شامی پر زیور سر گذارند
بالین من شدہ خشت غافل چہ از مائی
بودی ہمیشہ جایم در روی دامن تو
از تو ندیدہ بودم اینگونہ بیوفائی

"اے میرے بابا! میری جان تجھ پر قربان! تیرے جانے کے بعد جو مجھ پر بیتی ہے، یا بیت رہی ہے، وہ تمہارے سامنے ہے۔ اب میں شام کے زندان میں قید کر دی گئی ہوں، میرا کوئی پرسانِ حال نہیں ہے، بے سہارا و بے نوا ہوں۔ ہر طرف تیرے دشمن نظر آتے ہیں، ان کا کام صرف مجھ پر ظلم ڈھانا ہے،

Presented by Ziaraat.Com

پریشان کرتا ہے اور ستاتا ہے۔

اے بابا جانؑ! کافی عرصہ سے دن اور رات ہر لمحہ و ہر ساعت میری آنکھیں تجھ پر لگی ہوئی ہیں کہ میرا پیارا بابا، میرا شفیق بابا، مجھ سے ایک لمحہ نہ جدا ہونے والا بابا! مجھے سینے پر سُلانے والا بابا کیا مجھ سے روٹھ گیا ہے؟ کہاں چلا گیا ہے؟ میں بلاتی ہوں، میں تجھے آوازے دیتی ہوں، میں تو تیری راہ تک رہی ہوں، میرا بابا ابھی آئے گا، مجھے اُٹھائے گا، مجھ سے پیار کرے گا، مجھے اپنے سینے پر سُلائے گا۔ رات اور دن میری آنکھیں کھلی ہوئی ہیں کہ ابھی میرا بابا آئے گا، میں تو شبانہ روز تیرے انتظار میں ہوں۔

میرے پیارے بابا! اب تو آ جا! ایک لمبے طول طویل عرصہ سے یتیمی و بے نوائی میں دشمنوں کے نرغے میں دُور دراز کے سفروں میں تیری یہ ننھی سی کلی مُرجھانے کو ہے۔ اب بابا! میں بہت تھک چکی ہوں، میرے نازک جسم کی نازک ہڈیاں ان ظالم و سفاک بے رحم یزیدی سپاہیوں کے مزید مظالم برداشت نہیں کر سکتیں۔

اے مہربان و شفیق بابا! تیرا بہت زیادہ انتظار کیا، تم نہیں آئے۔ میں راتوں کو ایک تو دشمن کے خوف سے نہ سوئی، دوسرے تیرے انتظار میں میری نیند اُڑ گئی۔ اب بابا جان چلے آؤ۔ آخری دیدار تو کرا دو، اب تیری بیٹی مرنے کے قریب ہے۔ اب میں آخری سانس لے رہی ہوں۔ میری روح لبوں کے قریب ہے، پرواز کرنے کو تیار ہے۔ اب تو چلے آؤ اپنی مظلومہ، مسافرہ، اسیرہ بیٹی کو سینے سے لگاؤ۔ بابا! میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا دیا

Presented by Ziaraat.Com

ہے، مجھے اپنے سینے سے چمٹا لو۔ میری آنکھیں بند ہو رہی ہیں۔ میرے لب اب حرکت نہیں کر سکتے۔ اب تو بابا آ جاؤ، بابا! میں بلاؤں اور آپ نہ آئیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو بتا دو آپ کیوں نہیں آتے۔ اگر میرے مرنے کے بعد آ جائیں تو اپنی بیٹی کو ایک دفعہ اپنے سینے پر سُلا دینا۔

بابا! ابھی تک آپ نے اپنی پیاری بیٹی، صغیرہ بیٹی اور اسیرہ بیٹی سے اس کا حال نہیں پوچھا۔ بابا! اگر آپ نے نہیں پوچھا تو تمہیں اپنے شہر شام آنے کا حال بتاتی ہوں۔

بابا! ہمیں شہر شام میں جب لایا گیا تو ہمیں بازاروں میں پھرایا گیا۔ ہزاروں کا ہجوم تھا میری بہنوں کے سروں پر چادریں نہیں تھیں۔ بابا! لوگ کہتے تھے ادھر دیکھو یہ باغی کی بیٹی ہے، وہ باغی کی بہنیں ہیں۔ بابا! لوگ ہمیں دشنام دیتے تھے اور ہم ان کے دشنام سنتی رہی اور آنسو بہاتی رہیں۔

بابا! درباروں، بازاروں میں پھرائے جانے کے بعد شکستہ ویرانے میں ہمیں قید کر دیا گیا۔ بابا! گرمی سے سورج کی تمازت سے میرا چہرہ جھلس گیا ہے۔ ایسی بدترین خوفناک جگہ تو میں نے کبھی دیکھی ہی نہیں۔ بابا! سارا دن دھوپ کی تمازت میں رہتی رہی ہوں۔ جب رات آتی ہے تو تمہارا ایسے سردار کی بیٹی مٹی کو بچھونا بنا کر سو جاتی ہے۔ بابا! ہمارا کون ہے، جو ہمارے آرام کا خیال رکھے یہاں تو خاک کے سوا کچھ اور ہے ہی نہیں۔

بابا! میں دیکھ رہی ہوں سامنے لوگوں کے گھر ہیں، ان کی

Presented by Ziaraat.Com

بلند و بالا عمارتیں ہیں۔ بابا! ان شامیوں کی بیٹیاں تو خوبصورت
کمروں میں نرم و گداز بستروں پر استراحت کریں۔ مگر اپنے
عرب و عجم کے سردار کی بیٹی خاک پر سوئے گا

میرے بابا! میرا بستر تو تیری جھولی میں ہوتا تھا۔ بابا! میں تو
تیرے سینے پر سونے کی عادی تھی۔ اب خاک پر سوتی ہوں۔

میرے بابا! میں تمہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گئی ہوں۔ میں نے تو
کبھی ایسا خیال تک بھی نہ کیا تھا کہ میرا پیارا بابا مجھ سے روٹھ کر
چلا جائے گا اور پھر کبھی واپس نہ آئے گا اور پھر میں چلاتی رہوں
گی۔ بابا! بابا! کرتی رہوں گی۔ آہیں اور سسکیاں بھرتی رہوں
گی۔ اب تو آ جاؤ بابا"

اس گفتگو کے بعد شہزادی اتنا روئی اتنا روئی کہ اس کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔ روتے روتے شہزادی کی آنکھ لگ گئی۔ بچی بابا کے غم فراق میں مرغ بسمل بنی ہوئی تھی۔ خواب میں دیکھا کہ اس کے بابا کا سر ہے جو طلائی طشت میں یزید کے سامنے رکھا ہے اور وہ ملعون سید الشہداؑ کے لب و دندان پر چھڑی کی ضربات لگا رہا ہے اور اس کے بابا کا سر بارگاہ خداوندی میں فریاد کناں ہے۔

جب اس ستم رسیدہ اسیرہ و مظلومہ نے اپنے بابا کی یہ حالت دیکھی تو خواب میں ڈر گئی۔ آنکھ کھل گئی۔ وَتَبْكِيْ وَتَقُوْلُ وَا اَبَتَاهُ وَاَقُرَّةَ عَيْنَاهُ وَاَحُسَيْنَاهُ کی چیخیں بلند کیں۔ بچی کی ان دردناک چیخوں نے اسیران اہل بیتؑ کی مصیبت میں اور اضافہ کر دیا۔ شہزادی کہہ رہی تھی: اے پدر غریب من کجا! اے طبیب مہ لقائے من! کنیزیں اور پھوپھیاں شہزادی کے ارد گرد اکٹھی ہو گئیں۔ سب نے حلقہ باندھ لیا اور ہر بی بی شہزادی سے پوچھنے لگی: اے جان من کیا ہوا، کیوں روتی جا رہی ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

شہزادی نے کہا: میرے بابا کو لاؤ، میری آنکھوں کے نور کو لے آؤ تاکہ ان کی زیارت سے سکون حاصل کروں۔ شہزادی نے اپنی پھوپھی سے کہا: پھوپھی اماں! ابھی میں نے خواب میں دیکھا ہے، میرے بابا کا سر یزید کے پاس طلائی طشت میں ہے اور وہ ملعون میرے بابا کے لبوں پر اور دندان مبارک پر چھڑی کی ضربات لگا رہا ہے اور میرے بابا کا سر بارگاہ خداوندی میں فریاد کناں ہے۔ پھر شہزادی رونے لگی، اپنے آپ میں نہ رہی اور کہنے لگی: مجھے میرے بابا کا سر لا دو۔ بیبیاں دلاسے دینے لگیں، تسلیاں دینے لگیں لیکن شہزادی کا اصرار بڑھتا گیا۔ بیبیوں نے بہت کوشش کی کہ بچی خاموش ہو جائے۔ وہ خاموش کرنے کی کوشش کرتیں، بچی کے نالے اور شیون مزید بڑھتے رہے۔

آخر حضرت امام سجادؑ نے بچی کو اٹھایا، اپنے سینے سے لگایا، پیار کیا، تسلیاں دیں، فرمایا: "اے میری چھوٹی بہن! صبر کر، رونا چھوڑ کہ تیرے رونے سے میرا دل کباب ہو رہا ہے۔" لیکن وہ مظلومہ برابر روتی رہی اور فرماتی رہی:

فدای جان تو بابا بکن نظر بیتام	ہی بہ ہجران روست نمای والسلام
قتال او کو خونش جگر کن بابا	مرا بہ چشم یتیمی نظر کن بابا
مگر نہ دختر سردار عالمیم من	مگر نہ دختر سلطان مشرقیم من
غریب و زار بمردم ز درد بی پدری	گریہ جان بسپردم فغان ز درد بیدری
درین سیاہی شب جان روز اصحابم	دگر مجال کہ گفتم مجال باباہم
خوش آن زمان کہ زدہ ما بشام و سحر	بدی ہمی بسرم سایہ جناب پدر
دوبارہ گر بشوم روضہ حضرت باب	از او نہ خواہش جان مکنم نہ خواہش آب

اے میرے بابا جانؑ! میں فریادیں کر رہی ہوں بابا! میری فریاد کو سن اور میرے پاس آ جا! بابا! صرف ایک لمحہ کے لیے چلے آؤ، تیرے چہرۂ انور کا دیدار ہو جائے گا تو میرے لیے میری مسرت

Presented by Ziaraat.Com

وشادمانی کا سامان ہو جائے گا۔ اے میرے بابا! اپنی اسیرہ بیٹی کی خبر لو۔ اس پر کیا گزر گئی ہے۔ بابا! تم تو موجود ہو تمہاری موجودگی میں یتیم تو نہیں ہوں، یتیم تو وہ ہوتا ہے جس کا بابا اس دنیا سے چلا جائے، اس لیے مجھ پر وہ نظر نہ کرو جو نظر ایک یتیم کی طرف اٹھتی ہے۔

مجھے تو اب ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے میں عالم کے سردار کی بیٹی نہیں ہوں، میں تو مشرقین کے سردار کی بیٹی تھی۔ اب ان تمام کیفیات کو بھول چکی ہوں۔ اب تو میں دشمن کے ہاتھوں قیدی بن چکی ہوں، مظلومہ بھی ہوں، مسافرہ بھی ہوں۔ اب میری موت میرے قریب ہے، اب اپنے بابا کا درد لے کر اس دنیا سے جاؤں گی۔ بابا! تیری بیٹی بھوکی بھی ہے، پیاسی بھی ہے۔ اب اس غربت و بے نوائی میں میری روح پرواز کرنے کو ہے۔ اب اس ویرانے اور تاریکی شب میں مرنے والی ہوں۔ اب اپنے بابا کا حُسن و جمال نہیں دیکھ سکوں گی۔

وہ میری خوش بختی کا زمانہ تھا۔ جب شام و سحر اپنے بابا کے سایہ عاطفت میں رہتی تھی۔ اگر ایک دفعہ میرے بابا میرے پاس آجائیں تو میں صرف اپنے بابا کے حُسن و جمال کو دیکھتی رہوں گی، اپنے بابا کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دوں گی، نہ ان سے پانی کا مطالبہ کروں گی نہ اُن سے روٹی کا مطالبہ کروں گی۔ اب میرا بابا کدھر چلا گیا ہے۔ وہ تو ہمیشہ مجھے اپنی آغوشِ محبت میں لیتے تھے وہ کہاں چلے گئے؟"

Presented by Ziaraat.Com

شہزادی نے اتنا گریہ کیا اور اتنا چیخی اور چلائی اور نالہ و شیون بلند کیے اور آخر امام سجادؑ کے شانے پر غش کھا گئیں۔ بیمار امامؑ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ اہل بیت رسالتؑ نے نوحہ و شیون بلند کیے۔ زندان شام میں ایسا آل محمدؐ کا گریہ بپا تھا۔ شہزادی کو غش پر غش آ رہے تھے۔ مخدرات عصمت و طہارت نے اپنے سر میں خاک ڈالی۔ کبھی اپنے سروں پر ماتم کیا۔ کبھی سینوں پر ماتم کیا گریبان چاک کیے ان کے گریہ کی صدا اتنی بلند ہوئی کہ یزید کے کانوں میں جا پہنچی۔

قصہ طاہر بن عبداللہ دمشقی

ریاض القدس ص ۳۲۵ طاہر بن عبداللہ دمشقی کا بیان ہے جب آل محمدؐ پر یہ مصیبت آئی تو اس وقت یزید کا سر میرے زانو پر تھا اور امام حسینؑ کا سر مبارک طشت میں ہمارے سامنے موجود تھا۔ جب زندان سے آل محمدؐ کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں تو میں نے دیکھا سر کے اوپر جو کپڑا پڑا تھا وہ ایک طرف ڈھل گیا سر مبارک اس طشت سے بلند ہوا اور قصر کی چھت کے برابر ہو گیا اور بلند آواز کے ساتھ فرمایا اُختی سکینتی اِبنتی "اے میری بہن! میری بیٹی کو خاموش کرو"۔

خواہر بہ یکسان حرمتم تو یاد کن — خواہر یکسان یتیم تو یاد کن
خواہر دلی بحالۂ اطفال گوش کن — طفل یتیم در پدرم را خموش کن
مگذار تا بچرخ رسد بانگ شیونش — جانان ز روی مہر تسلی بیا بکش
یک امشبی صغیرۂ من میہمان تست — قرہ بجود فاطمہ امشب جان بتست
امشب بعذر خواہیت ای خواہر آمدم — بہر عیادتم ہجرت با سر آمدم
امشب چو آمدہ سرم در برابرش — مگذار خون دل رود از دیدۂ ترش
از دیدن سرم چہ رسد جان او زتن — زکرد مگری بہا جسم او کشن
یاد آر از غم و الم و رنج فرقتش — روشن نماز آہ جہانی بر آتشش

Presented by Ziaraat.Com

"اے میری بہن! میرے ان محزون و بے کس بچوں کی خبر گیری کرنے والی صرف تو ہے! اے میری بہن! میرے ان یتیموں کی ماں تم ہو۔

اے میری بہن! جب میرا کوئی بچہ روئے، تڑپے، خوفزدہ ہو، ان پر نگاہ رکھنا۔ میرے یہ چھوٹے چھوٹے یتیم بچے دربدر ہو چکے ہیں، جب روئیں چلائیں، غمگین ہوں تو ان کو دلاسہ دینا۔

ہمیشہ ان کا خیال رکھنا، ان کے رونے کی صدائیں میرے دشمنوں کے کانوں تک نہ پہنچیں۔ ان کو اپنے دامن کے قریب رکھنا تاکہ پریشان نہ ہوں، یہ میری چھوٹی بچی آج رات تمہاری مہمان ہے، کل رات یہ اپنی دادی کے پاس جنت میں ہوں گی۔

آج رات تجھے دیکھنے کے لیے تمہارے پاس چلا آیا ہوں۔

معاملہ میری برداشت سے باہر تھا، اس لیے میں تمہارے پاس چلا آیا۔ آج رات میرا سر اگر تمہارے پاس آ جائے تو خیال کرنا اپنے دل کا خون نہ کرنا کہ کہیں وہ میرے غم میں خون میں بدل کر آنسو بن کر تیری آنکھوں سے بہہ نکلے۔

جب میرا سر تمہارے پاس آئے گا، تو میری بیٹی میرے سر کو دیکھے گی تو اس کی روح پرواز کر جائے گی۔ جب وہ تم میں نہ رہے تو اس کو اس کے اس پرانے اور میلے گرتے کا کفن دینا، پھر اس کے اس غم والم اور اسیری و مسافرت کو یاد رکھنا، اپنے آنسو دل سے اس کی قبر کے چراغ کو روشن رکھنا"۔

طاہر دمشقی کا بیان ہے: میں نے دیکھا سر مقدس نے فضا میں چکر لگایا اور یزید

Presented by Ziaraat.Com

کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: اے یزید! میں نے تیرا کیا بگاڑا کہ تو نے مجھے قتل کر دیا اور میرے اہلِ بیتؑ کو اسیر بنالیا؟

یزید نے جب یہ سنا تو جلدی سے اپنا سر میرے زانو سے اُٹھایا اور پوچھا: طاہر کیا بات ہے؟ میں نے کہا: مجھے تو کچھ معلوم نہیں البتہ زندان سے اسیران کے نالہ و شیون کی دلخراش آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ خدا جانے ان پر کیا گزری ہے؟ پھر میں نے دیکھا سر مبارک طشت سے بلند ہوا اور وہی پہلے والی بات کی۔ یزید نے اپنے غلام کو زندان کی طرف بھیجا کہ وہاں کی خبر لائے۔

غلام آیا اور اس نے اہلِ بیتؑ سے پوچھا تو انھوں نے جواب دیا: امام حسینؑ کی ایک صغیرہ بچی نے خواب میں اپنے بابا کو دیکھا ہے، جب سے بیدار ہوئی ہے روتی جا رہی ہے۔ یہ سن کر غلام یزید کے پاس آیا اور واقعہ نقل کیا تو اس یزید پلید نے کہا: اس بچی کی طرف اس کے بابا کا سر لے جاؤ تا کہ اُسے کچھ سکون ملے۔

یزید ملعون نے کہا:

اِطْرَحُوْا رَأْسَ الْحُسَيْنِ بِحِجْرِهَا فَعَسٰى اِذَا نَزَلَتْ اِلَيْهِ تَسَلَّتْ

”حسینؑ کا سر اس کی گود میں رکھو شاید اُسے سکون مل جائے“۔

یزیدی سپاہیوں نے سر مبارک کو طشت میں رکھا اور زندان آئے اور اسیران آلِ محمدؐ سے کہا: یہ حسینؑ کا سر ہے۔[1]

فَاَتَوْا بِهَا الطِّفْلَ يَلْثِمُ نُوْرَهَا كَالشَّمْسِ بَلْ هُوَ فَوْقَهَا فِي الْبَهْجَةِ

---

① جناب آقای قلی قلی زادہ نے اپنی کتاب ”رقیہ“ ص ۸۵ پر تذکرۃ الشہداء، ص ۳۴۲ سے ایک روایت نقل کی ہے: طاہر بن حارث کا بیان ہے: ایک رات میں یزید کے پاس تھا۔ یزید اپنے بستر پر سو گیا۔ رات کا ایک حصّہ گزرا تو اچانک زندان سے نالہ و شیون کی دلخراش آوازیں بلند ہوئیں۔ اس دوران میری نگاہ اس طشت پر پڑی جس میں امام حسینؑ کا مقدس سر موجود تھا۔ وہ اچانک طشت سے بلند ہوا اور فضا میں چار میٹر کی بلندی تک پہنچا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو اس طرح جاری ہوئے جس طرح ابر بہار برستا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

"یزیدی سپاہی سرِ اطہر کو طشت میں لے آئے۔ اس سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آفتاب بلکہ نورانیت میں آفتاب سے بھی بہت زیادہ روشن تھا"۔

مژدہ زینب کہ شب ہجر بپایان آمد | بخرابہ سر سالار شہیدان آمد
چشم بگشا دمی ای عابد بیمار حرم | کہ ترا بہر عیادت شہ خوبان آمد
ای سکینہ بہ نثار سر باب آور جان | کز فلک بانگ غم و نالہ و افغان آمد

"زینب عالیہ ثانی زہراؑ کے لیے خوشخبری ہے۔ جدائی کی رات ڈھلنے والی ہے۔ اِدھر دیکھو اس زندان میں تمھیں ملنے کے لیے سید الشہداؑ خود چلے آئے ہیں۔

اور پھر بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: اَللّٰھُمَّ ھٰؤلاءِ اَولَادُنَا وَاَکْبَادُنَا وَھٰؤلاءِ اَصْحَابُنَا "اے پروردگار! یہ میری اولاد میرے جگر کے ٹکڑے ہیں اور یہ ہمارے اصحاب ہیں"۔ جب میں نے یہ سنا تو میرے جسم میں لرزہ پیدا ہوا اور مجھے بے اختیار رونا آ گیا۔ اِدھر اہلِ بیتؑ کے رونے کی آوازیں یزید کے کانوں میں پہنچیں اور وہ بیدار ہوا اور سرِ منور فضا میں بلند ہوا اور یزید سے فرمایا: اے یزید! میں نے تیرا کیا بگاڑا جو تو نے مجھے اس حال تک پہنچا دیا۔ میری رقیہ کو یتیم کر دیا۔ پھر خداوند تعالیٰ کے حضور عرض کیا: "اے پروردگار! تو یزید سے میرا انتقام لے"۔ جب یزید نے یہ صورت حال دیکھی تو لرزتے ہوئے اُٹھا اور پوچھا: یہ رونے کی آوازیں کہاں سے آ رہی ہیں؟ اُسے کہا گیا: حسینؑ کی ایک چھوٹی بچی نے خواب میں اپنے بابا کو دیکھا ہے اس لیے وہ روتی جا رہی ہے۔ وہ اپنے والد کا مطالبہ کرتی ہے۔ یزید نے کہا: حسینؑ کا سر بچی کے پاس لے جاؤ کیونکہ وہ بچی ہے اُسے زندہ یا مُردہ کی شناخت نہیں ہے۔ جب وہ باپ کا سر دیکھے گی تو اُسے سکون مل جائے گا۔ پس یزید کے غلاموں نے سر کو طشت میں اُٹھایا اور اسیرانِ اہلِ بیتؑ کے پاس لے آئے اور کہا: یہ حسینؑ کا سر ہے اور اسے بچی کو دکھاؤ

کہ اے گروہ اسیران سر حسین آمد | سپاہ تعزیہ سردار عالمین آمد
تمام اہل حریمش کنند استقبال | کہ می رسد سر مسند نشین عز و جلال

"اے قیدیو! اٹھو اِدھر دیکھو حسینؑ کا سر آیا ہے۔ یہ عالمین کے سید و سردار ہیں، تمام اہلِ حرم اُٹھو اور اس کا استقبال کرو۔ اس سر کو معمولی نہ سمجھو بلکہ یہ سر پروردگار کی مسند کا وارث سر ہے"۔

Presented by Ziaraat.Com

اے عابد بیمار! ذرا آنکھ کھولو، تمہاری عیادت کے لیے کائنات
کے سردار تمہارے بابا تشریف لائے ہیں۔
اے سکینہؑ جان! تمہارے بابا تمہیں ملنے کے لیے آئے ہیں جن
کی خاطر اور جن کے فراق میں تمہارے نالہ وفریاد آسمان سے
جاٹکرائے"۔

اسیرانِ اہلِ بیتؑ نے سرِ مقدس کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور اس اسیرہ صغیرہ مظلومہ کے سامنے رکھا، سرِ مبارک سے جب رومال ہٹایا گیا تو شہزادی نے پوچھا:
مَاهٰذَا الرَّاْسُ؟ یہ سر کس کا ہے؟ کہا گیا: تمہارے باباؑ کا سر ہے۔

ایں حماں است کہ در دامن او جائے تو بود
بسر زانوی او منزل و ماویٰ تو بود

"یہ وہی ہے جس کے دامن میں تمہیں پیار ملتا تھا، جس کے زانو
پر سر رکھ کر سو جاتی تھی، تیری حیات تیری کائنات ہے جس کے
سہارے تیرے بخت تھے"۔

بچی نے اپنے آپ کو سرِ مبارک کے قریب کیا اور اپنے باباؑ کے رخساروں کو چومنا شروع کیا، کبھی رخساروں پر بوسے دیتی، کبھی پیشانی کو چومتی۔ پھر سر کو اُٹھایا، اپنے سینے کے ساتھ لگایا۔ جب اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو اپنے باباؑ کے گلے کی طرف لے جاتی تو بچی کے ہاتھ خون سے پُر ہو جاتے۔

صاحبِ منتخب طریحی نے یہ روایت کی ہے:
وَهِيَ تَقُوْلُ يَا اَبَتَاهُ مَنْ ذَا الَّذِيْ خَضَبَكَ بِدِمَائِكَ؟
"اے بابا جانؑ! کس نے تیری مقدس ریش کو تیرے خون سے
رنگین کیا؟"

Presented by Ziaraat.Com

يَا اَبَتَاهُ مَنْ ذَا الَّذِیْ قَطَعَ وَرِیْدَكَ؟

"اے بابا جانؑ! کس نے تیرے گلوئے مبارک کی رگوں کو قطع کیا؟"

يَا اَبَتَاهُ مَنْ ذَا الَّذِیْ اَيْتَمَنِیْ عَلٰی صِغْرِ سِنِّیْ؟

"اے بابا جانؑ! وہ کون ظالم تھا، جس نے مجھے اس کم سنی میں یتیم کر دیا؟"

يَا اَبَتَاهُ مَنْ لِلْيَتِيْمَةِ حَتّٰى تَكْبُرَ

"اے بابا جانؑ! تیری اس یتیم بچی کا کون خیال رکھے گا، تیرے بعد میرا کون پرسانِ حال ہوگا؟

يَا اَبَتَاهُ مَنْ لِلنِّسَاءِ الْحَاسِرَاتِ؟

"اے بابا جانؑ! ان سر برہنہ بیبیوںؑ کی کون حفاظت کرے گا؟"

يَا اَبَتَاهُ مَنْ لِلْاَرَامِلِ الْمُسْبِيَاتِ؟

"اے بابا جانؑ! ان تمام بیبیوں کے شوہر مارے گئے ہیں اب ان کا سہارا کون ہوگا؟"

يَا اَبَتَاهُ مَنْ لِلْعُيُوْنِ الْبَاكِيَاتِ؟

"اے بابا جانؑ! ان رونے والی آنکھوں کو کون تسلیاں دے گا؟"

يَا اَبَتَاهُ مَنْ لِلشُّعُوْرِ الْمُنْشَرَاتِ؟ يَا اَبَتَاهُ مِنْ بَعْدِكَ وَاخَيْبَتَاهُ، مِنْ بَعْدِكَ وَاغُرْبَتَاهُ؟

"اے بابا جانؑ! ان مخدراتِ عصمت وطہارت کی کون نگہ داری کرے گا، جن کا لباس پھٹ چکا ہے جن کے سر کھلے ہوئے ہیں، جن کے بال پریشان ہیں، جو وطن سے بہت دُور ہیں؟ اے بابا! تیرے بعد ہمارے بخت ڈھل گئے، ہماری کائنات لٹ گئی،

Presented by Ziaraat.Com

غریبی اور نا اُمیدی نے ہمیں چارسُو گھیر لیا ہے"۔

یَا اَبَتَاہُ لَیْتَنِی! کُنْتُ لَکَ الْفِدَاءَ

"اے بابا جانؑ! تیری یہ بیٹی تجھ پر قربان ہو جاتی، میں تیرا عوض ہو جاتی، تو بچ جاتا"۔

لَیْتَنِی کُنْتُ قَبْلُ ھٰذَا الْیَوْمِ عُمْیًا

"اے کاش! میری بینائی چلی جاتی"۔

یَا اَبَتَاہُ لَیْتَنِی وَسَدتُ الثَّرٰی وَلَا اَرٰی شَیْبَکَ مَخضَّبًا بِالدِّمَاءِ

"اے کاش! بابا جانؑ! آج میں قبر میں ہوتی، تیری مقدس ریش کو خون میں غلطاں نہ دیکھتی"۔

شہزادی مسلسل نوحہ پڑھتی رہی، گریہ کرتی رہی، آنسو بہاتی رہی۔ بچی اتنا روئی اور اتنا چلائی کہ ہچکی بندھ گئی۔ پھر شہزادی پر مرغ بسمل کی کیفیت طاری ہوئی، کبھی سر کو دائیں طرف رکھتی، کبھی بائیں طرف، کبھی سر مبارک پر جھک جاتی، کبھی سر سے لپٹ جاتی۔ کبھی رخساروں کے بوسے لیتی، کبھی آنکھوں کے بوسے لیتی، کبھی اپنے ہاتھوں سے اپنے بابا کا خون صاف کرتی، لیکن گلے سے جونہی خون کو صاف کرتی، پھر گلوئے مبارک سے تازہ خون جاری ہو جاتا۔ باقی خواتین نے اس صغیرہ کے گرد ہالہ بنا رکھا تھا، وہ بھی سب آہ و بکا میں مصروف تھیں۔ ان تمام مستورات کا گریہ و نوحہ سن کر بچی نے اپنے بابا کے مقدس سر سے خطاب کیا: "بابا جانؑ! مجھے بتا یہ خواتین پسر مُردہ کیوں آہ و بکا کر رہی ہیں"۔

بچی کے یہ کلمات سن کر اہلِ بیتؑ کا گریہ اور بڑھا:

ثُمَّ اِنَّھَا وَضَعَتْ فَمَھَا عَلٰی فَمِہِ الشَّرِیْفِ وَبَکَتْ طَوِیْلًا

پس اس صغیرہ نے اپنے لب اپنے باباؑ کے لبوں پر رکھ کر زور زور سے رونا

Presented by Ziaraat.Com

شروع کر دیا۔

فَنَادَاهَا الرَّاسُ بُنَيَّةِ اِلَيَّ اِلَيَّ هَلُمِّي فَاَنَا لَكِ بِالْاِنْتِظَارِ

"سر مبارک سے آواز بلند ہوئی جو بچی کے کانوں میں پہنچی: اے نور دیدہ من! جلدی آ، جلدی آ، میں تیرے انتظار میں ہوں"۔

جب یہ صدائے ہوش رُبا بچی کے کانوں میں پہنچی، بچی غش کھا گئی، جب بچی کے جسمِ مبارک کو حرکت دی گئی تو معلوم ہوا اس کی روح پرواز کر چکی ہے۔

اسیرانِ اہلِ بیتؑ کے نالہ وشیون بلند ہوئے، نالہ ونوحہ کی دلخراش آوازیں اتنی بلند ہوئیں جو دُور دُور تک سنی گئیں، اردگرد کی آبادی کے لوگ گھروں کو چھوڑ کر زندان کی طرف آئے تو ان لوگوں نے دیکھا۔ فاطمہ زہراؑ کی بیٹیاں نوحہ کناں ہیں۔ اس قدر گریہ ہوا جس قدر روزِ عاشورا شہادتِ امام حسینؑ کے وقت ہوا تھا۔ ایک غسل دینے والی عورت کو لایا گیا۔ اُس نے بچی کو تختے پر لٹایا اور غسل دینا شروع کیا۔ اِدھر بیبیاں اپنے سر وسینہ پر ماتم کر رہی تھیں۔ غسل تمام ہوا، اُنھی پھٹے پرانے کپڑوں میں بچی کو کفن دیا گیا اور اسی جگہ زندان میں دفن کر دیا گیا۔ جس دن اہلِ بیتؑ کی رہائی ہوئی اور وہ مدینہ کی طرف روانہ ہو رہے تھے جب ان کے محمل زندان کے دروازے پر پہنچے تو ثانی زہراؑ نے محمل سے اپنا سر نکالا اور شامی عورتوں سے فرمایا:

اے شام کی عورتو! میں تمہارے درمیان ایک امانت چھوڑ کر جا رہی ہوں، احسان کرنا، کبھی کبھی اس زندان میں چلی آنا، اس معصومہ کی قبر پر پانی چھڑک دینا اور رات کو چراغ روشن کر دینا۔

حضرت رقیہؑ کی قبر مبارک میں پانی کا داخل ہونا

بروایت منتخب التواریخ ص ۳۸۸ عالمِ جلیل شیخ محمد علی شامی جن کا شمار ان علمائے کرام میں ہوتا ہے، جنھوں نے حوزہ علمیہ نجف اشرف سے فیض حاصل کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

انھوں نے مجھے فرمایا کہ میری والدہ کے دادا جناب سید ابراہیم دمشقی کہ جن کے جد اعلیٰ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ تھے۔ شیخ محمد علی شامی نے کہا: میرے وہ بزرگوار سید ابراہیم جنھیں یہ واقعہ پیش آیا اس زمانے کی ایک محترم شخصیت تھے، اس وقت ان کی عمر نوے سال تھی ان کی صرف تین بیٹیاں تھیں، کوئی بیٹا نہ تھا۔ واقعہ کچھ یوں ہے:

ایک رات ان کی بڑی بیٹی نے خواب میں جناب رقیہؑ بنت الحسین کو دیکھا۔ انھوں نے فرمایا: اپنے والد سے کہو وہ شہر کے حکمران سے کہے پانی میری لحد میں داخل ہو چکا ہے، جس سے میرے بدن کو اذیت ہو رہی ہے۔ لحد اور قبر کی مرمتی کریں۔ صبح بچی نے اپنے والد کو اپنا خواب بیان کیا لیکن وہ سید اہل سنت کے خوف سے خاموش رہے اور کوئی توجہ نہ دی۔

جب دوسری رات ہوئی تو درمیانی بیٹی کو بھی وہی خواب درپیش ہوا، جو اُس سے پہلے اس کی بڑی بہن کو پیش آیا تھا۔ اُس نے اپنے والد سے بات کی لیکن پھر بھی سید متوجہ نہ ہوئے۔ جب پھر رات ہوئی تو اس سیّد کی سب سے چھوٹی بیٹی نے وہی خواب دیکھا اور صبح کو بیان کیا تو سیّد نے کوئی اثر نہ لیا۔

جب چوتھی رات ہوئی تو اس سیّد نے خواب میں شہزادی رقیہؑ کو دیکھا تو شہزادی نے غصے کے عالم میں فرمایا: ''تجھے کیا ہے کہ تو شہر کے عامل کو میرے امر سے خبردار نہیں کر رہا؟''

جب صبح ہوئی تو سیّد حاکم کے پاس گیا اور اپنا ماجرا بیان کیا۔ والی شہر نے شہر شام کے تمام سُنّی و شیعہ علما و صلحا کو حکم دیا کہ وہ غسل کریں اور پاک و صاف لباس پہنیں اور اس بی بی کے حرم کے دروازے پر پہنچیں جس کے ہاتھ سے حرم کا دروازہ کھلے وہ آدمی قبر کو کھولے اور جسد مطہر کو باہر نکالے تا کہ قبر کی مرمتی ہو۔

بزرگانِ شیعہ و سُنّی سب نے غسل کیا، پاک و صاف لباس پہنا۔ سب حرم کے

Presented by Ziaraat.Com

دروازے پر آئے اور قفل کھولنے کی کوشش کی لیکن کسی کے ہاتھ سے قفل نہ کھل سکا۔ آخرکار اُسی سیّد کے ہاتھ میں جب چابی آئی اور اس نے چابی قفل کو لگائی تو قفل کھل گیا۔ لوگ اندر داخل ہوئے اور قبر کو کھولنا چاہا جب مٹی کو کھودنے کے لیے کلنگ کا استعمال کیا گیا تو کلنگ کے ضربات بے اثر رہے۔ جب وہی کلنگ سیّد ابراہیم کے ہاتھ میں آیا تو اس نے کام شروع کیا۔ بعدازیں حرم کو خالی کرالیا گیا۔ جب لحد کو کھولا گیا تو دیکھا گیا اس مخدرہ کا نازنین جسم کفن سمیت صحیح و سالم ہے لیکن لحد میں پانی بھر چکا تھا۔ پس اس سید شریف نے شہزادی کے بدن مبارک کو لحد سے نکالا اور اپنے زانو پر رکھ دیا۔ اِدھر قبر تیار ہونے لگی اور سید تین دن تک شہزادی کے جسم مبارک کو اپنے زانو پر رکھ کر روتا رہا۔ تیسرے دن قبر تیار ہوئی اور بچی کو لحد میں اُتارا گیا۔ جب نماز کا وقت آتا تو سید شریف بچی کے جسم مبارک کو کسی پاک اور بلند چیز پر رکھ دیتے۔ جب فارغ ہوتے تو پھر اُٹھا لیتے۔ اس دوران سید کو نہ بھوک لگی اور نہ پیاس نے ستایا اور نہ وہ تجدید وضو کے محتاج ہوئے۔ جب بچی کو لحد میں اُتارا تو خداوند تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ خداوند اُسے فرزند عطا فرمائے۔

اس شہزادی کی کرامت سے سیّد کی دعا قبول ہوئی اور اس بڑھاپے کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے اُسے فرزند عطا فرمایا، جس کا نام سید مصطفیٰ رکھا گیا۔ اس واقعہ کی پوری تفصیل عامل شہر نے سلطان عبدالحمید کو لکھی، تو سلطان نے ان تمام مراکز حرم زینبیہ و حرم رقیہ و مرقد شریف اُم کلثومؑ و سکینہؑ کی تولیت اس ابراہیم کے حوالے کر دی اور اس وقت ان تمام مقدس مقامات کی تولیت آقا سید ابراہیم کے پوتے سید عباس پسر سید مصطفیٰ کے ذمہ ہے۔ بعدازیں انھوں نے فرمایا: یہ واقعہ ۱۲۸۰ء میں پیش آیا۔

یزید کے گھر میں داخلہ اہلِ بیتؑ

بقول نفس المہموم، ص ۴۵۹، ناسخ، ج ۳، ص ۱۵۸، جلاء العیون، ص ۶۱۶،

Presented by Ziaraat.Com

ابومخنف اور دوسرے صاحبان مقاتل کا بیان ہے: یزید نے حکم دیا کہ سیدالشہدا ؑ کا سر اس کے محل پر نصب کر دیا جائے۔ ادھر اہلِ بیت ؑ کو حکم دیا کہ وہ سب اس کے گھر حاضر ہوں، جب اہلِ بیتؑ اس ملعون کے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا آلِ ابوسفیان کی خواتین نے اپنے پہنے ہوئے زیور اُتار پھینکے اور ماتمی لباس پہنا ہے۔ جب انھوں نے اہلِ بیتؑ کو دیکھا تو صدائے گریہ و نوحہ بلند کیا اور اس طرح یزید کے گھر تین دن تک ماتم ہوتا رہا۔

دربار یزید میں زوجہ یزید کا بے پردہ آنا

عبداللہ بن عامر کی بیٹی جس کا نام ہند تھا۔ اس وقت وہ یزید کے حرم میں داخل تھی، دربار یزید لگا ہوا تھا۔ یزید کے مقربین اس کے پاس بیٹھے تھے، مجمع عام تھا۔ حضرت امام حسینؑ کا مبارک سر یزید کے محل پر نصب تھا۔ اس کی بیوی ہند کو جب حقیقتِ حال کا علم ہوا تو بغیر حجاب کے یزید کی مجلس میں پہنچ گئی اور یزید سے کہا: اے یزید! تو نے کیا ظلم کر دیا حضرت فاطمہؑ دختر رسولؐ اللہ کے بیٹے کا سر میرے گھر پر نصب کر دیا ہے؟

یزید فوراً اُٹھا اور ایک چادر اس کے سر پر ڈالی اور اُسے واپس کیا اور کہا: اے ہند جاؤ فرزندِ رسولؐ اللہ پر نوحہ وزاری کرو، وہ قریش کے سردار تھے۔ ابن زیاد لعین نے اس کے معاملے میں جلدی کی حالانکہ میں نے اس کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ اس کے قتل پر راضی ہوں۔

کچھ دنوں بعد یزید نے اہلِ بیتؑ کو اپنے محل میں ٹھکانہ دیا۔ دوپہر اور شام کے کھانے پر حضرت امام سجادؑ کو بلاتا اور ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھلاتا۔ بقول ناسخ اہلِ بیتؑ پر جو حکومتی لوگ بطور نگران مقرر تھے انھیں نگرانی سے ہٹا دیا گیا۔ اہلِ بیتؑ کو اپنے کام میں اختیار دے دیا گیا۔ بروایت نفس المہموم، ص ۲۶۰، بعض احباب کا بیان ہے: دمشق میں ایک مکان خالی کر دیا گیا اور اس میں اہلِ بیتؑ کی رہائش کی گئی اور شام میں

Presented by Ziaraat.Com

کوئی ہاشمی یا قریشی جو بھی تھا، ماتمی لباس پہن کر انھوں نے اہلِ بیتؑ کے پاس حاضری دی۔ اس طرح سات دن تک ماتم ہوتا رہا۔

کتاب ''ارشاد'' میں ہے: یزید نے حکم دیا کہ اس کے محل کے ساتھ جو مکان ہے وہاں اہلِ بیتؑ کو رہائش دی جائے۔ اس طرح اہلِ بیتؑ اس مکان میں چند روز تک رہے۔

کلمات امام سیّد سجادؑ در جواب منہال

جلاء العیون، ص ۶۲۰، ناسخ، ج ۳، ص ۱۶۰، لہوف مترجم، ص ۱۹۳، انوار النعمانیہ، ج ۳، ص ۲۵۲، نفس المہموم، ص ۴۵۹، ریاض القدس، ج ۲، ص ۳۳۰: ایک دن حضرت امام سجاد علیہ السلام بازارِ دمشق میں جا رہے تھے، منہال بن عمرو آپ کے پاس آیا اور کہا:

كَيْفَ اَمْسَيْتَ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

''آپؑ نے شام کیسے کی؟ باقی کیا حال ہے؟''

(انوارِ نعمانیہ میں ہے: كَيْفَ اَصْبَحْتَ؟) آپؑ نے فرمایا: میں نے شام اس صورت میں کی ہے جس صورت میں آلِ فرعون میں بنو اسرائیل کی شام ہوا کرتی تھی۔ فرعون ان کے بیٹوں کو قتل کرتا تھا اور ان کی عورتوں کو اپنا قیدی بناتا تھا۔

اے منہال! عرب عجم پر فخر کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عربی ہیں اور قریش تمام عرب پر فخر کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے قبیلے کے فرد ہیں اور ہم اُس نبیؐ کے اہلِ بیتؑ ہیں۔ ہمارے جوانوں کو قتل کر دیا گیا اور ہمیں قیدی بنا کر دربدر پھرایا جا رہا ہے، ہمارا حق غصب کر لیا گیا ہے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی ہیں اور صرف یہ کہہ سکتے ہیں:

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

ریاض القدس، ج ۲، ص ۳۳۰ میں انوارِ نعمانیہ کے حوالے سے ایک روایت نقل

Presented by Ziaraat.Com

ہوئی ہے، وہ یہ ہے: منہال کا بیان ہے، میں بازار دمشق میں کسی کام کے سلسلے میں جا رہا تھا۔ میری اچانک نگاہ امام زین العابدینؑ پر پڑی۔ آپؑ اس وقت عصا کے سہارے چل رہے تھے، میری نگاہ آپ کی پنڈلیوں پر پڑی۔ میں نے دیکھا آپؑ کی پنڈلیاں نہایت ہی کمزور ہو چکی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، وہ خشک ہو گئی ہیں۔ ان سے خون بہہ رہا تھا، آپؑ کا جسم مبارک نہایت نحیف و نزار ہو چکا تھا، آپؑ کے چہرے اور جسم پر زردی چھائی ہوئی تھی۔ مجھے بے اختیار رونا آ گیا، آگے بڑھ کر عرض کیا:

یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ کَیْفَ اَصْبَحْتَ؟

میرے اس سوال پر، آپؑ کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔ آپؑ نے فرمایا: اس شخص کا کیا حال ہوگا جو یزید بن معاویہ ایسے آدمی کا قیدی ہو!

اے منہال! ابھی تک ہماری خواتین نے جی بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ ابھی تک ان کے سروں پر چادریں نہیں ڈالی گئیں، شبانہ روز ان کا خورد و نوش، نوحہ و نالہ کے سوا کچھ نہیں۔ اے منہال! ہماری مثال وہی ہے جو بنو اسرائیل کی تھی......الخ۔

صاحب لہوف نے اس موضوع پر مہیار کے اشعار نقل کیے ہیں، وہ یہ ہیں:

یُعَظِّمُوْنَ لَہٗ اَعْوَادَ مِنْبَرِہٖ وَتَحْتَ اَرْجُلِھِمْ اَوْلَادُہٗ وَضَعُوا

”عجیب اُمت ہے، اپنے نبیؐ کے منبر کی لکڑیوں کا تو اکرام و احترام کرتی ہے لیکن اس نبیؐ کی اولاد کو اپنے پاؤں کے نیچے جگہ دیتے ہیں“۔

بِاَیِّ حُکْمٍ بَنُوْہُ یَتَّبِعُوْنَکُمْ وَفَخْرُکُمْ اَنَّکُمْ صَحْبٌ لَہٗ تَبَعٌ

”یہ کون سی عدالت ہے، جس کی اتباع و پیروی کو تم اپنے آباؤ اجداد کے لیے فخر سمجھتے ہو۔ اب تم اُسی کی اولاد کو کہتے ہو کہ وہ تمہاری اتباع کریں“۔

Presented by Ziaraat.Com

یزید کا کشتی لڑنے کا مطالبہ

بروایت لہوف مترجم، ص ۱۹۴، نفس المہموم، ص ۳۶۱، ناسخ، ج ۲، ص ۳۴۴، ج ۳، ص ۱۶۰، جلاء العیون، ص ۶۲۰: ایک دن یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام کو اور عمرو بن امام حسنؑ کو دربار میں طلب کیا۔ امام حسنؑ کے اس شہزادے عمرو کی عمر گیارہ سال تھی۔ جب یزید کی نگاہ جناب عمرو پر پڑی تو عمرو سے کہا: کیا تم میرے بیٹے خالد کے ساتھ کشتی لڑو گے؟

جناب عمرو نے فرمایا: کشتی سے کیا حاصل ہوگا اگر تو ہماری شجاعت کا امتحان کرنا چاہتا ہے، تو ایک چھری مجھے لا دے اور ایک چھری خالد کو دے دے۔ پھر ہم لڑیں گے اور تجھے ہماری شجاعت کا علم ہو جائے گا۔

یزید نے یہ سن کر کہا: جی ہاں تمھیں یہ شجاعت میراث میں ملی ہے۔

یزیدی خطیب کا خطبہ

بروایت لہوف مترجم، ص ۱۸۷، منتخب طریحی، ص ۴۹۶، جلاء العیون، ص ۶۱۳، نفس المہموم، ص ۴۴۹، ابن نما، ص ۱۰۲، بحار، ج ۴۵، ص ۱۳۷، ناسخ، ج ۳، ص ۱۶۱، مقتل ابی مخنف، ص ۱۹۳: ان تمام صاحبانِ مقاتل نے روایت کی ہے: یزید اگرچہ بظاہر نادم و پریشان تھا اور ظاہری طور پر تو اہلِ بیتؑ کا احترام و اکرام کرنے لگا تھا لیکن اس کا خبث باطن اُسے مجبور کرتا تھا کہ جب بھی موقع ہاتھ میں آئے اہلِ بیتؑ کو بغیر اذیت دیے نہ چھوڑے۔

ایک دن یزید نے امام سجاد علیہ السلام کو جامع مسجد میں بلایا اور اپنے پہلو میں جگہ دی، اپنے خطیب کو حکم دیا کہ وہ منبر پر جائے اور آلِ ابوسفیان کے مناقب بیان کرے اور امام علی علیہ السلام اور امام حسینؑ کی مذمت کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

درباری خطیب منبر پر گیا۔ اُس سے جتنا ہوسکا آل ابوسفیان کی تعریف کی اور آل علیؑ کے حق میں گستاخیاں کیں۔ امام سجادؑ برداشت نہ کرسکے اور خطیب کو آواز دی:

وَيْلَكَ اَيُّهَا الْخَاطِبُ : اِشْتَرَيْتَ مَرْضَاةَ الْمَخْلُوقِ بِسَخَطِ الْخَالِقِ فَتَبَوَّءْ مَقْعَدَكَ مِنَ النَّارِ

''اے خطیب تجھ پر افسوس! تو نے بندوں کی خوشنودی کے حصول کے لیے اللہ کی ناراضگی کو اختیار کیا ہے۔ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنایا ہے''۔

پھر آپؑ نے یزید کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: اے یزید! مجھے اجازت دے میں اس منبر پر جاؤں اور چند باتیں کروں جن میں اللہ کی رضا ہو اور ان حاضرین کو اجر ملے۔

بقول ناسخ: یزید نے اس بات کو پسند نہ کیا کہ امام سجادؑ منبر پر جائے لیکن اس وقت مسجد میں جہاں اہلِ شام موجود تھے، وہاں گردونواح کے لوگ بھی موجود تھے، ان تمام لوگوں نے پسند کیا کہ یہ ہاشمی نوجوان منبر پر جائے اور وہ خطاب کرے اور وہ سب اس کا خطاب سنیں۔

وہ سب یزید کی طرف مخاطب ہوئے: اے امیرالمومنین! کوئی حرج نہیں ہوگا، اجازت دے تاکہ ہاشمی نوجوان منبر پر جائے اور تقریر آل ابوسفیان کی فضیحت کی کوئی بات نہ کرے۔ اے یزید یہ نوجوان بچہ کیا کرسکتا ہے اور اسے کیا آتا ہوگا اور وہ کیا کہہ سکے گا؟

یزید نے کہا: اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتٍ قَدْ زُقُّوْا الْعِلْمَ زَقًّا ''یہ نوجوان اہلِ بیتؑ کا فرد ہے انھیں علم اس طرح بھرا جاتا ہے، جس طرح پرندے اپنے بچوں کو دانہ بھرتے ہیں''۔ جب ہر طرف سے اصرار بڑھا تو یزید نے بہ جبر و اکراہ اجازت دی۔

لیکن کامل بہائی، ج ۲، ص ۲۹۹ نے کچھ تفاوت کے ساتھ روایت کی ہے: امام زین العابدین علیہ السلام نے یزید سے کہا: مجھے اجازت دے تاکہ جمعہ کے دن میں خطبہ دوں گا۔

Presented by Ziaraat.Com

یزید نے کہا: ٹھیک ہے، جب جمعہ کا دن ہوا تو یزید نے ایک فصیح و شوخ خطیب کو حکم دیا کہ وہ منبر پر جائے، جس طرح ہو سکے، علیؑ و حسینؑ کی شان میں گستاخیاں کرے اور ان کے مخالفین کی تعریف و ستائش کرے۔

جب وہ خطیب منبر پر گیا تو اس نے اپنی پوری توانائی استعمال کی جو کچھ اس سے بن سکا عوام کے سامنے پیش کیا۔ جب اُس نے اپنی گفتگو ختم کی تو امامؑ نے فرمایا: اب مجھے اجازت دے تا کہ میں خطاب کروں۔ اس ملعون کو ندامت و پشیمانی حاصل ہوئی۔

کہا: اجازت نہیں ہے۔ لوگوں کا اصرار بڑھا لیکن وہ نہ مانا۔ آخر یزید کے بیٹے معاویہ نے کہا: بابا جان! یہ نوجوان ہے، اسے اجازت دیں، اُسے کیا آئے گا۔ وہ کیا خطاب کرسکتا ہے؟ اس کے خطاب سے کیا ہوگا؟

یزید نے کہا: تمہیں معلوم نہیں ہے، اس کے خاندان کو علم و فصاحت میراث میں ملی ہے۔ مجھے خوف ہے اس کے خطاب سے انقلاب آسکتا ہے۔

آخرکار یزید نے امام سجادؑ کو خطاب کی اجازت دے دی۔

حضرت امام سجادؑ کا تاریخی خطبہ

حضرت امام سجاد علیہ السلام وارثِ منبر سلونی منبر پر آئے۔ اہلِ شام اور شام کے دُور و نزدیک کے لوگ سب حاضر تھے۔ دمشق کی جامع مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، سب نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر امامؑ کی طرف دیکھا، اپنے کانوں کو امامؑ کی گفتگو پر مرکوز کیا۔ آپؑ نے سب سے پہلے خداوند تعالیٰ کی حمد و تعریف کی، پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر درود بھیجا، پھر آپؑ نے اپنے خطبہ کا آغاز کیا:

أَيُّهَا النَّاسُ أُعْطِينَا سِتًّا، وَفُضِّلْنَا بِسَبْعٍ، أُعْطِينَا الْعِلْمَ وَالْحِلْمَ وَالسَّمَاحَةَ، وَالْفَصَاحَةَ، وَالشَّجَاعَةَ، وَالْمَحَبَّةَ فِي

Presented by Ziaraat.Com

قُلُوبِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَفَضَّلَنَا بِاَنَّ مِنَّا النَّبِيَّ الْمُخْتَارَ مُحَمَّدًا، وَمِنَّا الصِّدِّيقُ وَمِنَّا الطَّيَّارُ، وَمِنَّا اَسَدُ اللّٰهِ وَاَسَدُ رَسُولِهِ، وَمِنَّا سِبْطَا هٰذِهِ الْاُمَّةِ، مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي اَنْبَأْتُهُ بِحَسَبِي وَنَسَبِي، اَيُّهَا النَّاسُ اَنَا ابْنُ مَكَّةَ وَمِنٰى اَنَا ابْنُ زَمْزَمَ وَصَفَا، اَنَا ابْنُ مَنْ حَمَلَ الرُّكْنَ بِاَطْرَافِ الرِّدَاءِ اَنَا ابْنُ خَيْرِ مَنِ ائْتَزَرَ وَارْتَدٰى، اَنَا ابْنُ خَيْرِ مَنْ اِنْتَعَلَ وَاحْتَفٰى، اَنَا ابْنُ خَيْرِ مَنْ طَافَ وَسَعٰى، اَنَا ابْنُ خَيْرِ مَنْ حَجَّ وَلَبّٰى، اَنَا اِبْنُ مَنْ حُمِلَ عَلَى الْبُرَاقِ فِي الْهَوَاءِ، اَنَا اِبْنُ مَنْ اُسْرِيَ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى، اَنَا ابْنُ مَنْ بَلَغَ بِهٖ جَبْرَئِيلُ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، اَنَا ابْنُ مَنْ دَنٰى فَتَدَلّٰى، فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى، اَنَا ابْنُ مَنْ صَلّٰى بِمَلَائِكَةِ السَّمَاءِ، اَنَا ابْنُ مَنْ اَوْحٰى اِلَيْهِ الْجَلِيْلُ مَا اَوْحٰى، اَنَا ابْنُ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى، اَنَا ابْنُ عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى، اَنَا ابْنُ مَنْ ضَرَبَ خَرَاطِيمَ الْخَلْقِ حَتّٰى قَالُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَنَا ابْنُ مَنْ ضَرَبَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ بِسَيْفَيْنِ وَطَعَنَ بِرُمْحَيْنِ، وَهَاجَرَ الْهِجْرَتَيْنِ، وَبَايَعَ الْبَيْعَتَيْنِ، وَقَاتَلَ بِبَدْرٍ وَحُنَيْنٍ، وَلَمْ يَكْفُرْ بِاللّٰهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ، اَنَا ابْنُ صَالِحِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَوَارِثِ النَّبِيِّيْنَ، وَقَامِعِ الْمُلْحِدِيْنَ، وَيَعْسُوبِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَنُورِ الْمُجَاهِدِيْنَ، وَزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ، وَتَاجِ الْبَكَّائِيْنَ، وَاَصْبَرِ الصَّابِرِيْنَ،

Presented by Ziaraat.Com

وَاَفْضَلِ الْقَائِمِيْنَ، مِنْ آلِ يٰسٓ رَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، اَنَا ابْنُ الْمُؤَيَّدِ بِجَبْرَائِيْلَ، الْمَنْصُوْرِ بِمِيْكَائِيْلَ، اَنَا ابْنُ الْمُحَامِيْ عَنْ حَرَمِ الْمُسْلِمِيْنَ وَقَاتِلِ الْمَارِقِيْنَ، وَالنَّاكِثِيْنَ، وَالْقَاسِطِيْنَ، وَالْمُجَاهِدِ اَعْدَائِهِ النَّاصِبِيْنَ، وَاَفْخَرِ مَنْ مَشٰى مِنْ قُرَيْشٍ اَجْمَعِيْنَ، وَاَوَّلَ مَنْ اَجَابَ وَاسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَاَوَّلَ السَّابِقِيْنَ وَقَاصِمِ الْمُعْتَدِيْنَ وَمُبِيْدِ الْمُشْرِكِيْنَ، وَسَهْمٍ مِنْ مَرَامِيْ اللّٰهِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ، وَلِسَانِ حِكْمَةِ الْعَابِدِيْنَ، وَنَاصِرِ دِيْنِ اللّٰهِ، وَوَلِيِّ اَمْرِ اللّٰهِ، وَبُسْتَانِ حِكْمَةِ اللّٰهِ، وَعَيْبَةِ عِلْمِهٖ سَمِحٌ، سَخِيٌّ بَهِيٌّ بُهْلُوْلٌ زَكِيٌّ، اَبْطَحِيٌّ رَضِيٌّ مِقْدَامٌ، هُمَامٌ، صَابِرٌ صَوَّامٌ، مُهَذَّبٌ قَوَّامٌ قَاطِعُ الْاَصْلَابِ، وَمُفَرِّقُ الْاَحْزَابِ، اَرْبَطُهُمْ عِنَانًا، وَاَثْبَتُهُمْ جَنَانًا وَاَمْضَاهُمْ عَزِيْمَةً وَاَشَدُّهُمْ شَكِيْمَةً، اَسَدٌ بَاسِلٌ يَطْحَنُهُمْ فِي الْحُرُوْبِ اِذَا ازْدَلَفَتِ الْاَسِنَّةُ وَقَرُبَتِ الْاَعِنَّةُ طَحْنَ الرَّحٰى، وَيَذْرُوْهُمْ فِيْهَا ذَرْوَ الرِّيْحِ الْهَشِيْمِ لَيْثُ الْحِجَازِ وَكَبْشُ الْعِرَاقِ مَكِّيٌّ مَدَنِيٌّ، خَيْفِيٌّ، عَقَبِيٌّ، بَدْرِيٌّ، اُحُدِيٌّ، شَجَرِيٌّ، مُهَاجِرِيٌّ، مِنَ الْعَرَبِ سَيِّدُهَا، وَمِنَ الْوَغٰى لَيْثُهَا، وَارِثُ الْمَشْعَرَيْنِ، وَاَبُو السِّبْطَيْنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، ذَاكَ جَدِّيْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ، ثُمَّ قَالَ اَنَا ابْنُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ، اَنَا ابْنُ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ، اَنَا ابْنُ خَدِيْجَةَ الْكُبْرٰى، اَنَا ابْنُ الْمَقْتُوْلِ ظُلْمًا، اَنَا

Presented by Ziaraat.Com

اِبْنُ الْمَجْزُوْرِ الرَّأْسِ مِنَ الْقَفَا ، اَنَا ابْنُ الْعَطْشَانِ حَتّٰی قَضٰی، اَنَا ابْنُ طَرِیحِ کَرْبَلَا ، اَنَا ابْنُ مَسْلُوبِ الْعِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ، اَنَا ابْنُ مَنْ بَکَتْ عَلَیْهِ مَلَائِکَةُ السَّمَاءِ ، اَنَا ابْنُ مَنْ نَاحَتْ عَلَیْهِ الْجِنُّ فِی الْاَرْضِ وَالطَّیْرُ فِی الْهَوَاءِ اَنَا ابْنُ مَنْ رَأْسُهٗ عَلَی السِّنَانِ یُهْدٰی اَنَا ابْنُ مَنْ حَرَمُهٗ مِنَ الْعِرَاقِ اِلَی الشَّامِ تُسْبٰی،

اَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی وَلَهُ الْحَمْدُ اِبْتَلَانَا اَهْلَ الْبَیْتِ بِبَلَاءٍ حَسَنٍ ، حَیْثُ جَعَلَ رَایَةَ الْهُدٰی وَالْعَدْلِ وَالتُّقٰی فِیْنَا وَجَعَلَ رَایَةَ الضَّلَالَةِ وَالرَّدٰی فِی غَیْرِنَا

"اے لوگو! ہم وہ ہیں، جنھیں چھ چیزیں عطا کی گئی ہیں اور سات چیزوں سے ہمیں کائنات پر برتری دی گئی ہے۔ ہمیں حکمت و دانش، حلم و بُردباری، حُسن و جمال، فصاحت و شجاعت اور مومنین کی محبت عطا ہوئی۔

وہ فضائل جو ہمارے پاس ہیں، کسی اور کے پاس نہیں۔

نبی احمد مختارؐ ہم سے ہیں، صدیق اکبر حیدر کرّارؑ ہم سے ہیں، (علم بردار) رسولؐ جعفر طیارؓ ہم سے ہیں۔ اسد اللہ ولید[1] رسولؐ ہم سے ہیں۔ سبطِ اُمت فرزندانِ پیغمبرؐ[2] ہم سے ہیں۔

اے لوگو! جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہے، جو نہیں جانتا میں اُسے بتانا چاہتا ہوں کہ میرا حسب نسب کیا ہے؟

اے لوگو! میں فرزند مکہ و منیٰ ہوں، میں فرزندِ زمزم و صفا ہوں،

---

① حضرت حمزہؓ ② امام حسن و حسین علیہم السلام

Presented by Ziaraat.Com

میں اُس کا فرزند ہوں، جس نے حجرِ اسود کو اپنے مقام پر رکھا۔①
میں اُس کا فرزند ہوں، جو تمام بنو آدم سے افضل بھی ہے، اعلیٰ بھی ہے۔ میں اُس کا فرزند ہوں جو ہر صاحبِ نعل اور برہنہ پا کا سیّد و سردار ہے، میں اُس کا فرزند ہوں جو ہر طواف کرنے والے سے بہتر، ہر سعی کرنے والے سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ میں اُس کا فرزند ہوں جو تمام حجاج اور تلبیہ ادا کرنے والے کا آقا و مولا ہے۔

میں اُس کا فرزند ہوں، جس نے براق پر سوار ہو کر کراتِ سماوی کے صدیوں پر مشتمل مسافتوں کو لمحوں میں طے کیا۔ میں اُس کا فرزند ہوں جو صاحبِ معراج ہے، جو رات کو مسجد حرام سے چلا اور مسجد اقصیٰ پر منزل کی۔

میں اُس کا فرزند ہوں، جو جبرئیل امینؑ کی ہمراہی میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا، میں اُس کا فرزند ہوں جس کی منزلت کبھی دنیٰ فتدلّٰی ہے اور کبھی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ہے۔

میں اُس کا فرزند ہوں، جس کی امامت میں ملائکہ آسمانی نے نماز ادا کی، میں اُس کا فرزند ہوں، جس کی طرف ربِ جلیل نے عالمِ معراج میں وحی فرمائی اور جو وحی فرمائی۔

میں محمد مصطفیٰؐ کا فرزند ہوں، میں علی مرتضیٰؑ کا فرزند ہوں، میں اُس کا فرزند ہوں، جس نے شمشیر آبدار سے کفر و شرک کی ناک کو رگڑا، وہی کفر و شرک جس کے خوف سے پکار اُٹھا: لا الٰہ الا اللّٰہ!

① اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے، جو حجرِ اسود کو دیوار کعبہ میں نصب کرنے کا مرحلہ آیا تھا تو قریب تھا قریش میں جھگڑا پیدا ہو جائے تو اس مسئلہ کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت سے قبل حل کیا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

میں اُس کا فرزند ہوں، جس نے دو تلواروں اور دو نیزوں[1] کے ساتھ جہاد کیا اور کفر و شرک کا صفایا کیا۔

میں اُس کا فرزند ہوں، جس کو دو ہجرتوں[2] کا قرآنی تمغہ ملا۔

میں اُس کا فرزند ہوں، جس کو دو بیعتوں[3] کا اعزاز ملا۔ میں اُس کا فرزند ہوں، جو فاتحِ بدر بھی ہے اور فاتحِ حنین بھی ہے۔ میں اُس کا فرزند ہوں، جس نے لمحہ بھر بھی اللہ کا انکار نہیں کیا۔

میں اُس کا فرزند ہوں، جو مومنوں کا امیر ہے، میں اُس کا فرزند ہوں، جو انبیاءؑ کا وارث ہے، میں اُس کا فرزند ہوں جس نے کفر و الحاد کو جڑوں سمیت اُکھاڑ پھینکا۔

میں اُس کا فرزند ہوں، جو اہلِ اسلام کا سلطان ہے۔ میں اُس کا فرزند ہوں، جو مجاہدین کی آنکھوں کی روشنی ہے۔ میں اُس کا فرزند ہوں، جو عابدین کی عبادت کی زینت ہے۔ میں اُس کا فرزند ہوں، جو خوفِ ربانی میں رونے والوں کا سرتاج ہے۔

میں اُس کا فرزند ہوں، جو صبر و شکر میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ میں اُس کا فرزند ہوں، جو بندگی و عبادت میں آلِ یٰسین کا فخر ہے۔

میں اُس کا فرزند ہوں جس کی تائید جبرئیلؑ نے اور نصرت میکائیلؑ نے کی۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس نے اسلام کی پاسبانی کی۔

---

① دو تلواروں اور دو نیزوں سے مراد یہ ہے کہ آپ نے رسولِ اسلامؐ کی زندگی میں تنزیل کے تحت تلوار و نیزہ اُٹھایا تھا اور رسولِ اسلامؐ کے بعد تاویلِ قرآن کے تحت تلوار و نیزہ اُٹھایا اور مارقین، ناکثین اور قاسطین سے جنگ کی۔

② دو ہجرت: مکہ سے شعب ابی طالب اور مکہ سے مدینہ۔ ③ دو بیعت: بیعتِ مکہ و بیعتِ شجرہ۔

Presented by Ziaraat.Com

میں اُس کا فرزند ہوں، جس نے خوارج کو بیخ و بُن سے نکال پھینکا۔ میں اُس کا فرزند ہوں، جس نے اہلِ بغاوت کی بغاوت کو کچل ڈالا۔ میں اُس کا فرزند ہوں، جس نے میدانِ صفین میں منافقین کا صفایا کیا۔ وہ فخرِ قریش عرب ہیں۔ قریش کے ہر فرد سے بہتر و برتر ہیں۔

میں اُس کا فرزند ہوں، جس نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی آواز پر لبیک کہا۔ میں اُس کا فرزند ہوں، جو اپنے اسلام پر سبقت رکھنے والا ہے۔ میں اُس کا فرزند ہوں، جس نے سرکشوں کے سروں کو کچلا۔ میں اُس کا فرزند ہوں، جس نے مشرکین کو درہم برہم کیا۔ میں اُس کا فرزند ہوں، جو اللہ کے تیروں میں سے تیر تھے جس کا ہدف منافقین تھے۔

وہ عابدین کی حکمت کے لسانی تھے۔ وہ ناصر دین اللہ تھے۔ وہ ولی امر اللہ تھے، وہ بستان حکمۃ اللہ تھے۔ وہ خزینۂ علم اللہ تھے وہ بحر جود و سخا تھے، وہ صبغت اللہ تھے، وہ جامع جمیع کمال و صفات تھے، وہ زکی تھے، ابطحی (1) تھے، رضی (2) تھے، وہ مقدام (3) تھے، ہمام (4) تھے، صابر تھے، صدام تھے، وہ مہذب تھے، قوام (5) تھے۔ قاطع اصلاب تھے، مفرق احزاب تھے۔ جو ثابت اقدام تھے، عزم میں پُرعزم تھے۔ نہ وہ جھکنے والے تھے نہ بکنے والے تھے۔

وہ شیر بیشۂ شجاعت تھے۔ جب نیزہ برداروں کی جماعت اُن پر حملہ آور ہوتی اور گھڑسواروں کے گروہ در گروہ اُس پر اپنا گھیرا

---

(1) ابطحی: بطحا سے منسوب (وادیٔ مکہ) (2) رضی: راضی بقضا۔ (3) مقدام: ہر خیر میں پیش قدم۔
(4) ہمام: بلند ہمت بادشاہ، بہادر، سخی و سردار۔ (5) قوام: منظم امور سلطنت و معاشرہ۔

Presented by Ziaraat.Com

تنگ کر کے اپنی خون آشام تلواروں کے وار کرتے تو وہ انھیں اس طرح اپنے تابڑ توڑ حملوں کے ساتھ پیس کر رکھ دیتے تھے، جیسے چکی گھوم کر گندم کے دانوں کو پیس کر رکھ دیتی ہے، وہ مردانِ شجاع کی کثرت اور اُن کی جنونی جنگی طاقت اور ان کے جوش و ولولوں کو اس طرح بکھیر دیتے تھے، جس طرح تیز آندھیاں بھوسے کے ڈھیر کو فضاؤں میں بکھیر دیتی ہیں۔

میں اُس کا فرزند ہوں جس کی ہیبت و شجاعت پر اہلِ حجاز نازاں ہیں۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس کی سیادت و قیادت پر اہلِ عراق شاداں و فرحان ہیں، وہ مکی ہیں، مدنی ہیں۔ خیفی[1] ہیں، عقبی ہیں، بدری ہیں، اُحدی ہیں، شجری ہیں۔

وہ تمام مہاجرین عرب کے آقا و مولیٰ ہیں، میدانِ کارزار میں بڑھ چڑھ کر حملے کرنے والے ہیں، وہ وارث مشعرین[2] ہیں، ابو سبطین (الحسنؑ والحسینؑ) ہیں۔ یہی میرے دادا علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: میں فرزند فاطمہ زہراؑ ہوں، میں فرزند سیدہ نساء عالمینؑ ہوں، میں ملیکۃ العرب خدیجۃ الکبریٰؑ کا فرزند ہوں۔ میں اُس کا فرزند ہوں، جو کشتۂ[3] ظلم و جفا ہے۔ میں اُس کا فرزند ہوں جو مذبوح من القفا[4] ہے۔

---

① خیفی: مسجد خیف سے نسبت دی گئی ہو، مسجد خیف منیٰ میں ہے۔
② مشعرین: مشعر الحرام اور منیٰ کو کہتے ہیں۔
③ پشتوں کو منقطع کرنے والے معیار و کسوٹی۔
④ میدانِ جنگ میں حملہ آوروں کو متفرق کرنے والے۔

Presented by Ziaraat.Com

میں اُس کا فرزند ہوں جس نے وقت شہادت کہا: اَنَا عَطْشَانْ۔
میں اُس کا فرزند ہوں، جس کو خون میں نہلا کر بے گور و کفن چھوڑ دیا گیا۔ میں اُس کا فرزند ہوں، جس کے بدنِ مبارک کو لوٹا گیا۔ میں اُس کا فرزند ہوں، جس پر زمین پر جنوں نے اور فضاؤں میں پرندوں نے نوحہ وندبہ کیا۔
میں اُس کا فرزند ہوں، جس کے سر کو نوکِ سنان پر بلند کیا گیا، میں اُس کا فرزند ہوں جس کے اہلِ بیتؑ کو کوفہ و شام کا قیدی بنایا گیا،
اے لوگو! وہ معبودِ برحق بلند و بالا ہے۔ تمام حمد و ثنا اُسی کے لیے ہے۔ اُس ذات نے اپنے رسول کے اہلِ بیتؑ کا احسن طریقے سے امتحان لیا ہے، ہمیں اُس ذات نے اپنی ہدایت، عدل اور تقویٰ کا پرچم قرار دیا ہے"۔

صاحبِ نفس المہموم نے کامل بہائی کے حوالے سے روایت کی ہے: جب وارثِ منبر سلونی خطبہ دے رہے تھے، جب آپؑ نے اَنَا اَنَا کا پُر فصاحت انداز اپنایا تو جامع مسجد دمشق اپنے اژدہام کے ساتھ ہلنے لگی، حاضرین کی دُھائیں نکل گئیں، لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ مسجد میں کہرام برپا تھا۔ ہر دل داغ دار تھا، نالہ و فریاد کا سماں بندھ گیا۔ یزید نے دائیں بائیں سامنے دیکھا تو مار گزیدہ کی طرح تڑپنے لگا۔ اُس نے بدترین خوف محسوس کیا کہ کہیں یہی اژدہام اُٹھ کر اس پر اس کی دنیا تاریک نہ کردے تو مؤذن کی طرف چیخا، فوراً اذان کہے۔[1] تاکہ علم کا اُبلتا ہوا چشمہ خاموش ہوجائے اور منبر سلونی کے وارث کے خطاب کو روک دیا جائے۔

مؤذن گل دستہ اذان پر آیا اور اَللّٰہُ اَکبر کی صدا لگائی۔

① خدا جانے نماز کا وقت تھا یا وقت سے پہلے نماز کے لیے سرکاری مؤذن نے حاکم کے حکم پر اذان دے دی۔ مترجم

Presented by Ziaraat.Com

امامِ انقلاب نے فرمایا: کوئی چیز خداوند تعالیٰ سے بڑی نہیں ہے۔

جب مؤذن نے کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو آپؑ نے فرمایا: میرا گوشت و پوست گواہی دیتا ہے، اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔

جب مؤذن نے کہا: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ بیمار امامؑ نے بالائے منبر یزید کی طرف منہ کیا اور فرمایا: اے یزید! یہ بتا یہ "محمدؐ" جس کا نام اذان میں ہے اور مؤذن کہہ رہا ہے، یہ میرا نانا ہے یا تیرا؟ اگر تو اپنا نانا کہے تو تو نے جھوٹ بولا اور کفر کیا۔ اگر تو کہے کہ محمدؐ میرا نانا ہے تو تو پھر بتا اُس محمدؐ کی عترت کو کیوں قتل کیا؟

یزید کے پاس امامؑ کے اِس سوال کا جواب نہ تھا اور نہ جواب دیا۔

چونکہ مؤذن اذان و اقامت مکمل کر چکا تھا یزید جماعت میں شامل ہو گیا اور نماز ظہر ادا کی۔

مؤلفِ ریاض القدس، ج ۲، ص ۳۲۹ نے کہا ہے: ایک مقتلِ مخطوطہ میں جو الفاظ درج ہیں وہ یہ ہیں:

ثُمَّ بَکٰی وَرَمَی الْعِمَامَۃَ مِنْ رَاْسِهٖ بِهَا اِلَی الْمُؤَذِّنِ

امام سجادؑ نے اپنے سر مبارک سے عمامہ اُتارا اور مؤذن کی طرف پھینکا اور فرمایا: اے مؤذن! تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں، چند دقیقہ کے لیے اذان میں توقف کر، مؤذن نے توقف کیا، امامؑ نے یزید کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: اے یزید! یہ بتا "محمدؐ" تیرے نانا ہیں یا میرے؟ اگر تو انھیں اپنا نانا کہے تو تو نے جھوٹ بولا، تمام لوگ تمھیں جھوٹا کہیں گے۔ اگر محمدؐ میرے نانا ہیں تو پھر تو بتا فرزندِ پیغمبرؐ کو کیوں قتل کیا؟ اور مجھے کیوں یتیم کیا؟

یزید نے کوئی جواب نہ دیا اور کہا: لَا حَاجَةَ لِیْ فِی الصَّلَاۃِ "مجھے نماز کی ضرورت نہیں" بغیر نماز پڑھے مسجد سے باہر نکل گیا۔ امامؑ منبر سے نیچے اُتر آئے۔ تمام لوگ آپؑ کے ارد گرد جمع ہو گئے اور آپؑ سے معذرت کرنے لگے۔

Presented by Ziaraat.Com

خطبہ دیگر

بحار، ج ۴۵، ص ۱۷۴، عوالم، ج ۱۷، ص ۴۰۹ میں کتاب احمر کے حوالے سے روایت موجود ہے۔ اس روایت کے راوی اوزاعی کا بیان ہے: جس دن امام زین العابدینؑ کو سیدالشہداؑ کے سر کے ساتھ شام لایا گیا تو یزید نے اپنے ایک بلیغ خطیب سے کہا کہ اس نوجوان کا ہاتھ پکڑ اور منبر کے قریب بٹھا اور خود منبر پر جا کر لوگوں کو بتا کہ اس کا دادا اور والد کس طرح اپنی رائے میں (نعوذباللہ) بُرے تھے اور حق و حقیقت سے دُور تھے اور ہمارے اُوپر کتنے مظالم ڈھائے۔ خطیب منبر پر گیا، ہر قسم کی بُرائی کی نسبت ان اعلیٰ ہستیوں کی طرف دی۔

پس جب خطیب نے منبر چھوڑا تو امام علی بن الحسینؑ کھڑے ہوئے، خداوند تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور پیغمبرؐ پر درود وسلام بھیجا، پھر فرمایا:

مَعَاشَرَ النَّاسِ مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ عَرَفَنِیْ ، وَمَنْ لَمْ یَعْرِفْنِیْ فَاَنَا اُعَرِّفُهٗ نَفْسِیْ: اَنَا ابْنُ مَكَّةَ وَمِنٰی، اَنَا الْمَرْوَةُ وَالصَّفَا، اَنَا ابْنُ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی، اَنَا ابْنُ مَنْ لَا یَخْفٰی ، اَنَا ابْنُ مَنْ عَلَا فَاسْتَعْلَا، فَجَازَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰی، وَكَانَ مِنْ رَبِّهٖ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی، اَنَا ابْنُ مَنْ صَلّٰی بِمَلَائِكَةِ السَّمَاءِ مَثْنٰی، اَنَا ابْنُ مَنْ اَسْرٰی بِهٖ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی، اَنَا ابْنُ عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی، اَنَا ابْنُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ، اَنَا ابْنُ خَدِیْجَةَ الْكُبْرٰی ، اَنَا ابْنُ الْمَقْتُوْلِ ظُلْمًا، اَنَا ابْنُ الْمَجْزُوْزِ الرَّاْسِ مِنَ الْقَفَاءِ، اَنَا ابْنُ الْعَطْشَانِ حَتّٰی قَضٰی، اَنَا ابْنُ طَرِیْحِ كَرْبَلَاءِ اَنَا ابْنُ مَسْلُوْبِ الْعِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ اَنَا ابْنُ

Presented by Ziaraat.Com

مَنْ بَكَتْ عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ، أَنَا ابْنُ مَنْ نَاحَتْ عَلَيْهِ الْجِنُّ فِي الْأَرْضِ وَالطَّيْرُ فِي الْهَوَاءِ ، أَنَا ابْنُ مَنْ رَأْسُهُ عَلَى السِّنَانِ يُهْدَى ، أَنَا ابْنُ مَنْ حَرَمُهُ مِنَ الْعِرَاقِ إِلَى الشَّامِ تُسْبَى ، أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ تَعَالَى وَلَهُ الْحَمْدُ ابْتَلَانَا أَهْلَ الْبَيْتِ بِبَلَاءٍ حَسَنٍ ، حَيْثُ جَعَلَ رَايَةَ الْهُدَى وَالْعَدْلِ وَالتُّقَى فِينَا، وَجَعَلَ رَايَةَ الضَّلَالَةِ وَالرَّدَى فِي غَيْرِنَا فُضِّلْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ بِستِ خِصَالٍ: فُضِّلْنَا الْعِلْمَ ، وَالشَّجَاعَةَ وَالسَّمَاحَةَ وَالْمَحَبَّةَ، وَالْمَحَلَّةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ، وَآتَانَا مَا لَمْ يُؤْتَ أَحَدٌ مِنَ الْعٰلَمِينَ مِنْ قَبْلِنَا فِينَا مُخْتَلَفُ الْمَلَائِكَةِ وَتَنْزِيلُ الْكُتُبِ.

قَالَ: فَلَمْ يَفْرَغْ حَتَّى قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اَللهُ اَكْبَرُ (فَقَالَ عَلِيٌّ: اَللهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا فَقَالَ الْمُؤَذِّنُ) اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ فَقَالَ عَلِيٌّ: اَشْهَدُ بِهٖ تَشْهَدُ بِهٖ.

فَلَمَّا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، قَالَ عَلِي: يَا يَزِيدُ هٰذَا جَدِّي اَوْ جَدُّكَ؟ فَاِنْ قُلْتَ: جَدُّكَ فَقَدْ كَذَبْتَ، وَ اِنْ قُلْتَ جَدِّي فَلِمَا قَتَلْتَ اَبِي وَسَبَيْتَ حَرَمَهُ وَسَبَيْتَنِي؟ ثُمَّ قَالَ: مَعَاشِرَ النَّاسِ: هَلْ فِيكُمْ مَا اَبُوْهُ وَجَدُّهُ رَسُوْلُ اللهِ؟ فَعَلَتِ الْاَصْوَاتُ بِالْبُكَاءِ

(اس دوسرے خطبے کا ترجمہ پہلے خطبے کے ضمن میں موجود ہے۔
اس خطبہ اور پہلے خطبہ میں کہیں کہیں کچھ الفاظ کا تفاوت ہے)

Presented by Ziaraat.Com

حضرت سکینہؑ کا خواب

منتخب، ص ۲۹۴، مثیر الاحزان ابن نما، ص ۱۰۴، مقتل مترجم، ابی مخنف، ص ۱۹۱، بحار، ج ۴۵، ص ۱۹۴، عوالم، ج ۱۷، ص ۴۴۰، منتہی الآمال، ص ۳۱۷، نفس المہموم، ص ۴۵۴، انوار النعمانیہ، ج ۳، ص ۱۵۴، جلاء العیون، ص ۷۱۷، اسرار الشہادة، ص ۵۱۵، ریاض القدس، ج ۲، ص ۳۲۲، ستون ۲، ناسخ، ج ۳، ص ۱۶۸: ان تمام صاحبان نے اس روایت کو نقل کیا ہے ہاں یہ اور بات ہے کہ کہیں کچھ تفاوت ہے۔

جناب مکمر کا بیان ہے یہ ان دنوں کا بیان ہے: جب یزید اہل بیتؑ کے حق میں نرم ہو چکا تھا اور بہتر سلوک کر رہا تھا۔ تو ایک دن حضرت سکینہؑ نے یزید سے فرمایا: کل رات میں نے خواب میں دیکھا ہے اگر تم چاہو تو سنا دوں؟

یزید نے کہا: ہاں سناؤ۔

جناب سکینہؑ نے فرمایا: کل رات میں دیر تک نماز و دُعا میں مصروف رہی اور رات کا ایک حصہ بیدار رہی۔ کثرت گریہ کی وجہ سے بہت تھک چکی تھی۔ اس دوران مجھے نیند آ گئی تو میں نے عالم خواب میں دیکھا: آسمان کے دروازے اچانک کھل گئے۔ آسمان سے زمین تک نور ساطع ہے۔

صاحب جلاء العیون کے بقول بہشت سے کثرت کے ساتھ حوریں آسمان سے زمین کی طرف آئیں، میں نے ناگاہ ایک بہت بڑا باغ دیکھا جو نہایت ہی سرسبز تھا، اس میں کھجور کے درخت تھے اور مختلف قسم کے پھول مہک رہے تھے۔ اس باغ کے درمیان میں ایک بہت بڑا محل تھا جو بہت بلند اور خوبصورت تھا، پھر میرے سامنے پانچ نورانی بزرگوار آئے، جو اس محل میں داخل ہو گئے۔ اس دوران میں نے ایک حور سے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ تو اُس نے کہا: یہ محل تمہارے بابا کا ہے۔ میں نے پوچھا: پانچ بزرگوار جو اندر چلے گئے ہیں یہ کون ہیں؟ اُس نے کہا: جو آگے آگے جا رہے تھے وہ

Presented by Ziaraat.Com

جناب آدمؑ تھے، دوسرے جناب نوحؑ نبی تھے۔ تیسرے جناب ابراہیم خلیل اللہ تھے اور چوتھے جناب موسیٰؑ کلیم اللہ تھے، پانچویں جو بہت غمگین و پریشان تھے اور اپنی ریش مبارک کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھے۔ اے سکینہؑ! کیا تو نے انھیں پہچانا وہ کون تھے؟ میں نے کہا: نہیں۔ وہ آپؑ کے نانا حضرت رسولؐ خدا تھے۔ میں نے پوچھا: یہ سب کہاں چلے گئے ہیں؟ اُس نے کہا: یہ سب بزرگوار تمہارے بابا امام حسینؑ کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے کہا: واللہ! میں بھی وہاں جاتی ہوں اور اپنا حال اپنے نانا کو بتاتی ہوں اور ان سے شکایت کرتی ہوں۔ ابھی میں اس سوچ بچار میں تھی کہ اپنے سامنے ایک خوبصورت آدمی کو دیکھا جو نہایت مغموم تھا، اُن کے ہاتھ میں تلوار تھی، میں نے پوچھا: یہ بزرگوار کون ہیں؟ اُس حور نے کہا: تمہارے دادا علی ابن ابی طالبؑ ہیں، پس میں ان کے قریب ہوئی۔

ایک اور روایت ہے کہ وہ حضرت رسولؐ اللہ تھے۔ میں نے کہا: اے جدِ بزرگوار! ہمارے مردوں کو قتل کر دیا گیا ہے، ہمارا خون گرایا گیا ہے، ہماری حرمت کو ضائع کیا گیا ہے۔ ہمیں بے پالان و بے کجاوہ اُونٹوں پر سوار کیا گیا ہے اور یزید کے پاس لایا گیا ہے۔ پس حضرت رسولؐ اللہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ان پیغمبرانِ گرامیؑ سے فرمایا: اے پیغمبرانِ خدا! ذرا دیکھو میری اُمت نے میرے فرزندوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اس دوران اُس حور نے مجھے کہا: تم نے اپنی شکایت سے رسولؐ خدا کو رُلا دیا۔

پس رسولؐ اللہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اس قصر میں لے آئے۔ جب میں اس قصر میں داخل ہوئی تو وہاں میں نے پانچ خوبصورت ترین خواتین کو دیکھا جو اپنے حُسن و جمال، خلقت عزت و عظمت میں اپنے نور و صفا میں اپنی مثال آپ تھیں۔ انھی کے درمیان ایک اور پُر ہیبت و عظمت خاتون تشریف فرما تھیں، جو اپنے حُسن و زیبائی میں ان تمام سے عظیم تر تھیں۔ وہ سیاہ لباس میں ملبوس تھیں، مغموم و غم زدہ اور پریشان حال

Presented by Ziaraat.Com

تھی۔ ان کے ہاتھ میں خون آلود قمیص تھی، جہاں وہ جاتی باقی خواتین وہاں جاتیں، جہاں وہ بیٹھتی باقی ان کی تقلید کرتیں، تمام خواتین ہر طرح سے اس کا اکرام واحترام کرتیں۔

میں نے اُس حور سے پوچھا: یہ خواتین کون ہیں؟ اُس نے کہا: ان میں ایک حضرت حواؑ ہیں، دوسری جناب مریمؑ ہیں، تیسری جناب خدیجۃ الکبریٰ ہیں، چوتھی جناب سارہؑ ہیں۔ ایک روایت کے مطابق جناب ہاجرہؑ ہیں اور جس کے ہاتھ میں خون آلود قمیص ہے اور یہ سب لوگ جس کی عزت کرتے ہیں وہ آپ کی دادی جناب فاطمہ زہراؑ ہیں۔ پس میں اپنی جدہ بزرگوار کے پاس گئی اور ان کے حضور کہا: اے دادی جان! میرے باباؑ کو قتل کر دیا گیا ہے اور مجھے یتیم کر دیا گیا ہے۔ پس انھوں نے مجھے اپنے سینہ سے چسپاں کیا اور خوب روئیں۔ ان کے رونے سے باقی خواتین نے بھی رونا شروع کیا۔ انھوں نے میری دادی سے کہا: اے فاطمہؑ! قیامت کے دن تیرے اور یزید کے درمیان خداوند تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا۔[1]

پھر میں نے دیکھا آسمان کے دروازے کھلے اور ملائکہ کی افواج زمین کی طرف آئیں اور اُنھوں نے میرے باباؑ کے سر مبارک کی زیارت کی۔ پھر آسمان کی طرف واپس چلے گئے۔

جب یزید نے یہ خواب سنا تو اپنے منہ پر طمانچہ رسید کیا اور رونے لگا: اور کہنے لگا: مالی ولقتل الحسینؑ "ہائے مجھے حسینؑ کے قتل سے کیا کام"۔

ایک روایت میں ہے اُس نے اس خواب کو سنا، کوئی پرواہ نہ کی اور چلا گیا۔

---

[1] ناسخ اور مثیر الاحزان میں ہے: پس انھوں نے میری طرف رُخ کیا اور فرمایا: اے سکینہ! خاموش ہو، تو نے میرے جگر کو زخمی کر دیا ہے۔ تیرے دل کی رگ کو کاٹ دیا ہے۔ یہ پیراہن خون آلود تیرے باباؑ کا ہے، میں اُسے اُس وقت تک اپنے سے جدا نہیں کروں گی جب تک خدا سے ملاقات نہ کروں۔

بقول ابن نما: میں خواب سے بیدار ہوئی۔ میں نے چاہا یہ خواب راز رکھوں گی لیکن میں نے اپنے گھر والوں کو بتایا تو خواب راز نہ رہا۔

Presented by Ziaraat.Com

زوجہ یزید ہند کا خواب

جلاء العیون، ص ۶۳۱، ناسخ، ج ۳، ص ۱۷۱، بحار، ج ۴۵، ص ۱۹۶، عوالم، ج ۱۷، ص ۴۴۲: صاحب جلاء العیون نے یہ روایت کتب معتبرہ سے نقل کی ہے: یزید کی بیوی ہند کا بیان ہے، جب شہدا کے سر شام میں لائے گئے تو میں نے ایک رات خواب میں دیکھا: آسمان کے دروازے کھل گئے اور فوج در فوج ملائکہ زمین کی طرف اُترنے لگے اور سید الشہداؑ کے سر مبارک کے قریب آتے اور کہتے:

السلام علیك یا ابا عبداللّٰه ، السلام علیك یا ابن رسولَ اللّٰه

پھر میں نے ایک بادل کو دیکھا، جو آسمان سے زمین کی طرف آیا اور اس بادل میں بہت سے لوگ تھے اور ان کے درمیان ایک حسین وجمیل مرد تھا، جو صباحت اور نور وصفا میں مثلِ آفتاب تھا۔ جب وہ زمین پر آئے تو دوڑ کر سید الشہداؑ کے سر کے قریب آئے اور لب و دندان مبارک کے بوسے لیے اور نوحہ وزاری کرنا شروع کیا۔ اور کہنے لگے: اے فرزندِ دلبند! تجھ پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا گیا۔ ان لوگوں نے تجھے نہیں پہچانا۔ اے میرے فرزند گرامی میں تیرا نانا رسولؐ اللہ ہوں، یہ تیرے بابا علی مرتضیٰؑ ہیں، یہ تیرے بھائی حسنؑ مجتبیٰ ہیں اور یہ تیرے چچا جعفر طیارؑ ہیں، یہ جناب عقیلؑ ہیں، یہ حمزہؑ وعباسؑ ہیں اور آپؐ نے اپنے تمام اہل بیتؑ کا نام لیا۔

ہند کہتی ہے: میں خائف وترساں بیدار ہوئی تو فوراً سید الشہداؑ کے سرِ منور کے قریب آئی تو دیکھا، اُس سے نور ساطع ہے، جو آسمان کی طرف جا رہا ہے، میں نے خیال کیا کہ یزید کے پاس جاؤں اور اُسے بیدار کروں اور اپنا خواب بیان کروں، جب وہاں گئی تو میں نے اُسے اپنے بستر پر نہ پایا۔ پھر میں نے اُسے تلاش کرنا شروع کیا۔ میں نے دیکھا وہ ایک تاریک کمرے میں دیوار کی طرف منہ کر کے بیٹھا ہوا ہے اور

Presented by Ziaraat.Com

نہایت حیران و پریشان ہے اور کہتا ہے: مالی وللحسین "میرا حسینؑ سے کیا کام تھا؟ جب میں نے اُسے اپنا خواب سنایا تو اُس کا خوف دُگنا ہوا اور زمین پر گر پڑا اور کوئی جواب نہ دیا۔

جب صبح ہوئی تو اُس نے اہلِ بیتؑ کو طلب کیا اور اُنھیں اختیار دیا کہ شام میں رہو یا واپس مدینہ چلے جاؤ۔ اہلِ بیتؑ نے فرمایا: ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم یہاں امام مظلومؑ کا ماتم کریں۔ اس نے کہا: جو کچھ چاہو کرو۔ ایک گھر اہلِ بیتؑ کے حوالے کیا گیا۔ اہلِ بیتؑ نے ماتمی لباس پہنا پھر شام کی تمام ہاشمی اور قریشی خواتین نے اہلِ بیتؑ کے پاس حاضری دی اور اہلِ بیتؑ کے ساتھ ماتم و سوگواری میں بھرپور ساتھ دیا۔ اس مقام پر سات روز تک ندبہ و نوحہ کی مجالس برابر ہوتی رہیں۔ آٹھویں دن اہلِ بیتؑ کو طلب کیا اور معذرت کی اور اپنی طرف سے نوازشات جاری کیں۔[1]

اسبابِ سفر اہلِ بیتؑ برائے مراجعت از شام

صاحبِ محسن الابرار، ج ۲، ص ۱۹۶ نے کہا: جب اہلِ شام نے سرِ مقدس سے معجزات باھرات و خوارقِ عادت ملاحظہ کیے تو ان کے طبائع منفعل ہوئے۔ اس کے

① علامہ نراقی نے محرق القلوب، ص ۳۲۱ میں روایت نقل کی ہے۔ حضرت زینبؑ نے یزید سے کہا: شہداء کے سر مجلسِ تعزیت میں بھیجے جائیں۔ یزید نے کہا: اب جو کچھ چاہو وہی ہوگا۔ اہلِ بیتؑ کے لیے ایک گھر مقرر کیا گیا۔ پس شام میں رہنے والی تمام قریشی اور ہاشمی عورتیں ماتمی لباس پہن کر اہلِ بیتؑ کے پاس تعزیت کے لیے حاضر ہوئیں۔ یزید نے حکم دیا: شہدا کے سروں کو طشتوں میں رکھ کر اہلِ بیتؑ کے پاس بھیجے جائیں۔ جب مجلسِ ماتم منعقد ہوئی اور شہدا کے سر لائے گئے تو اہلِ بیتؑ میں ایک غلغلہ و فریاد نالہ و آہ و زاری کی آوازیں بلند ہوئیں جو آسمان تک جا پہنچیں۔ جنابِ زینبِ عالیہؑ نے سید الشہداؑ کے سر کو اُٹھایا اور اپنے منہ کے سامنے بلند کیا۔ جنابِ فاطمہ صغریٰ نے اپنے برادر علی اکبر کا سر اُٹھایا۔ جنابِ سکینہؑ نے اپنے برادر علی اصغر کا سر اُٹھایا اور اپنی جھولی میں رکھا۔ مادرِ قاسمؑ نے جنابِ قاسمؑ کا سر لیا۔ تمام بیبیوں نے سر کے بال کھولے، گریبان چاک کیے، بین کرنا شروع کیے۔ سات روز تک یہ بے بس شہیدانِ کربلا پر نوحہ و زاری کرتے رہے۔ آٹھویں روز یزید نے اُنھیں طلب کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

علاوہ ارباب ملل خارجہ وعلمائے یہود ونصاریٰ کی سرزنش اور لعنت وملامت نے اہلِ اسلام کی آنکھیں کھولیں۔ ہر طرف چرچا ہونے لگا کہ مسلمانوں نے اپنے نبیؐ کے فرزند کو قتل کر دیا اور اس کے اہلِ بیتؑ کو قیدی بنا لیا۔ کافروں کا یہ وردِ زبان بن گیا تھا۔ شہر کے دوسرے مقامات میں جہاں لوگ اکٹھے ہوتے تو یزید پر زبان طعن ولعن کھلتی حالانکہ یہی وہ لوگ تھے جنھوں نے چند روز پہلے سید الشہداؑ کے قتل پر جشن منایا تھا۔

یہ وہ تمام عوامل تھے، جن کی بنا پر یزید اور اہلِ شام نادم و پریشان ہوئے۔ اس کے علاوہ حضرت سکینہؑ کے خواب نے بھی یزید کی آنکھوں کو کھولا اور حضرت امام سجادؑ کے تاریخی خطبے نے اہلِ شام کو جھنجھوڑا اور خوابِ غفلت سے بیدار کیا اور یزیدی ایوان ہلنے لگے۔

بروایت ابومخنف اہلِ شام نے اپنی دکانیں بند کرلیں اور بازاروں میں آنا چھوڑ دیا اور اہلِ بیتؑ کی تعزیت کی مجالس قائم کیں۔ جب یزید کو اس انقلاب کا پتہ چلا تو اس نے حکم دیا: قرآنِ مجید کو تیس پاروں میں تقسیم کیا جائے۔ جب لوگ مسجد میں نماز کے لیے آئے تو بعد از نماز یہ قرآنی اجزا لوگوں میں تقسیم کیے جائیں تاکہ لوگ قرآن پڑھنے میں مصروف ہو جائیں اور اہلِ بیتؑ کے بارے میں کوئی بات نہ کرسکیں۔ لیکن اس کی یہ کوشش بھی نتیجہ خیز ثابت نہ ہوسکی۔ آخر اس نے اپنی خیریت اس امر میں سمجھی کہ اہلِ بیتؑ کو شام سے مدینہ روانہ کر دیا جائے۔

وعدہ یزید برائے امام سجادؑ

مثیر الاحزان، ص ۱۰۶، لہوف مترجم، ص ۱۹۴، بحار، ج ۴۵، ص ۱۴۴، عوالم، ج ۱۷، ص ۴۴۴، ناسخ، ج ۳، ص ۱۷۲: ان تمام صاحبان نے نقل کیا ہے: یزید نے اہلِ بیتؑ کو طلب کیا اور حضرت امام سجادؑ سے کہا: اپنی کوئی تین حاجات بیان کرو، وہ میں ضرور پوری کروں گا۔

Presented by Ziaraat.Com

امام سجادؑ نے فرمایا: مجھے میرے بابا کا سر لا دو تا کہ میں اُس کی زیارت کرسکوں۔
دوسری حاجت جو مال ہمارا لشکر نے لوٹا ہے وہ واپس کر دو۔
تیسری حاجت یہ ہے اگر تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو کوئی امین آدمی مقرر کر جو اہلِ بیتِ رسولؑ کو مدینہ پہنچا دے۔

یزید نے کہا: اب تم اپنے بابا کا سر کبھی نہ دیکھ سکو گے۔ رہی بات تمہارے قتل کی میں تمہیں قتل نہیں کروں گا، میں نے تمہیں معاف کیا ہے اور تمہارے سوا اہلِ بیتؑ کسی اور کے ساتھ مدینہ نہیں جائیں گے، جو مال تمہارا لوٹا گیا ہے اس کی دگنی قیمت ادا کرنے کے لیے تیار ہوں۔

امام سجادؑ نے فرمایا: ہمیں تیرے مال کی کوئی ضرورت نہیں ہے، جو مال ہمارا لوٹا گیا ہے، وہ واپس کرو کیونکہ ان اشیاء میں حضرت فاطمہ زہراؑ دختر پیغمبرؐ کا مقنعہ، ہار اور پیراہن ہے۔

یزید نے جب یہ سنا تو حکم دیا: یہ اشیاء لائی جائیں تا کہ اہلِ بیتؑ کو واپس کی جائیں۔ اس نے دو سو دینار اپنی طرف سے دیے۔ امام سجادؑ نے وہ دینار لیے اور وہیں فقرا میں تقسیم کر دیے۔

اس وقت یزید نے اہلِ بیتؑ سے کہا: اگر تم چاہو تو شام میں رہ سکتے ہو ورنہ مدینہ چلے جاؤ۔

اہلِ بیتؑ نے جواب دیا: ہم چاہتے ہیں امام حسینؑ کے لیے مجلس تعزیت و ماتم بچھائیں۔ یزید نے کہا: تمہیں اختیار ہے.....الخ۔

اہلِ بیتؑ کی مدینہ روانگی

جلاء العیون، ص ۶۲۲، ناسخ، ج ۳، ص ۱۷۳، عوالم، ج ۱۷، ص ۴۴۲: یزید نے اہلِ بیتؑ کو آٹھویں روز اپنے پاس بلایا، معذرت کی، اپنی طرف سے عنایات و نوازشات

Presented by Ziaraat.Com

جاری کیں اور شام میں رہائش کی دعوت دی لیکن آل محمدؑ نے اس کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ پھر اس نے اہلِ بیتؑ کے لیے برائے سفرِ مدینہ محمل مزین کرائے اور ضروری ساز و سامان سفر مہیا کیا، اخراجات کے لیے مال بھی پیش کیا۔

بقول ناسخ: یزید نے جناب اُم کلثومؑ کی طرف منہ کیا اور کہا: یہ مال تمہارے ان مصائب کا عوض ہے، جو تم پر وارد ہوئے ہیں۔ جناب اُم کلثومؑ نے فرمایا:

مَا اَقَلَّ حَيَاءَكَ وَاَصْلَبُ وَجْهَكَ: تَقْتُلُ اَخِيْ وَاَهْلَ بَيْتِيْ وَتُعْطِيْنِيْ عِوَضَهُمْ

"تو کتنا بے حیا ہے اور کتنا سنگ دل ہے، تو نے میرے بھائی اور اہلِ بیتؑ کو قتل کر ڈالا اور اب اس کا عوض (یہ چند ٹھیکریاں) دینا چاہتا ہے"۔

پس یزید نے امام سجادؑ سے کہا: خداوند تعالیٰ پسر مرجانہ پر لعنت کرے۔ بخدا! اگر میں وہاں ہوتا حسینؑ مجھ سے جو مطالبہ کرتے میں پورا کرتا اور اُنھیں قتل نہ ہونے دیتا۔ چاہے میرے بیٹے بھی قتل ہو جاتے لیکن تقدیرِ خداوندی کے سامنے ہر طاقت ہیچ ہے۔ اب آپ کی جو حاجات ہیں، میں حاضر ہوں اور مدینہ میں جو ضرورت پیدا ہو وہ میری طرف لکھیں میں پوری کروں گا۔

صاحب جلاء العیون نے لکھا ہے: جناب شیخ مفید اور دوسرے اصحابِ مقاتل کا بیان ہے: یزید نے نعمان بن بشیر جو صحابی رسولؐ تھے، اُسے طلب کیا اور کہا: اہلِ شام میں جو لوگ اپنی امانت و دیانت، شرافت و تقویٰ میں شہرت رکھتے ہیں اُنھیں اہلِ بیتؑ رسولؐ کے ہمراہ مدینہ روانہ کرو، ضروریاتِ سفر کا مکمل بندوبست کرو۔ محافظین کا دستہ بھی ہمراہ کرو۔ لیکن ایک اور روایت کے مطابق یزید نے نعمان کو اہلِ بیتؑ کے ہمراہ مدینہ روانہ کیا۔[1]

---

① ریاض القدس، ج۲، ص ۳۳۶: نعمان شہرِ شام کے امراء میں شمار ہوتے تھے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق عمرو بن خالد کو ہمراہ کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

صاحب تذکرۃ الشہداء، ص ۴۴۶ نے نقل کیا ہے: یزید نے آٹھویں روز شاہی محمل تیار کرائے اور انھیں تمام ضروریات سے پُر کرایا۔ جب محمل تیار ہو کر آئے تو یزید نے اہلِ بیتؑ سے کہا: میں نے آپ کے لیے سامانِ سفر تیار کر دیا ہے۔ اب آپ جہاں جانا چاہیں چاہے مکہ یا مدینہ یا کسی اور مقام پر جا سکتے ہیں۔ اہلِ بیتؑ نے قبول فرمایا اور کہا: ہم مدینہ جائیں گے۔

ایک روایت میں ہے اس نے تیس آدمی ہمراہ کیے، دوسری روایت میں ہے: پانچ صد نفر مقرر کیے۔ ایک اور روایت میں ہے: ایک ہزار آدمی مقرر کیے۔ اپنا خاص نمائندہ بھی ہمراہ کیا اور ان کے حق میں بہت زیادہ سفارش کی کہ ان کا خاص خیال رکھنا ہے۔ انھیں راستے میں کوئی تکلیف نہ ہو اور مکمل احترام کے ساتھ اہلِ بیتؑ کو شام سے روانہ کیا۔

یزیدی دربار میں قاتل سید الشہداءؑ کی تلاش

بروضۃ الشہداء، ص ۳۰۸ و ریاض القدس، ج ۲، ص ۳۲۳، ناسخ، ج ۳، ص ۱۷۲:

یزید نے امام سجاد علیہ السلام سے کہا: کوئی حاجت ہو تو پوری کروں؟

آپؑ نے فرمایا: میرے بابا کے قاتل کو میرے حوالے کر تاکہ میں اُسے قتل کروں۔

یزید نے کوفہ کے امرا کو بلایا اور کہا: حسینؑ کا قاتل کون ہے؟

ان لوگوں نے کہا: خولی بن یزید ہے۔

حکم دیا اُسے حاضر کیا جائے، جب وہ آیا تو پوچھا تو نے حسینؑ کو قتل کیا تھا؟ خولی بشیر بن سالک کی سیاست کو دیکھ چکا تھا، فوراً کہا: مجھے حسینؑ کے قتل سے کیا کام تھا؟ پھر اس نے ان لوگوں کی طرف رُخ کیا اور کہا: بتاؤ کس نے قتل کیا؟ اُن لوگوں نے کہا: سنان بن انس نے قتل کیا۔ جب اُسے بلایا گیا کہ تو نے حسینؑ کو قتل کیا ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

اس نے کہا: میں حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ اس وقت یزید نے بگڑ کر اور تند و تیز لہجہ میں کہا: آخر کس نے اُسے قتل کیا ہے؟ ملعون نے کہا: شمر ذی الجوشن نے، جب اس ملعون سے پوچھا گیا کیا تو نے حسینؑ کو قتل کیا ہے؟ کہا: معاذ اللہ۔ یزید نے کہا: یہ تمام لوگ کہتے ہیں تو ہی قاتل ہے؟ اس نے کہا: یہ سب جھوٹے ہیں۔

اب یزید کے غصے کا پارہ آخری ڈگری تک پہنچا۔ چیخ کر کہا: میں یہ پوچھتا ہوں حسینؑ قتل ہوا ہے اس کا قاتل کون ہے؟

شمر نے آگے بڑھ کر کہا: میں بتاتا ہوں کہ حسینؑ کو کس نے قتل کیا؟ ہاں حسینؑ کو اس نے قتل کیا، جس نے اس کے خلاف قبائلِ عرب کو جمع کیا، بیت المال کے دروازے کھولے، لشکر کو مسلح کیا اور کہا: جاؤ حسینؑ سے جنگ کرو۔

یزید شمر کے اس جواب پر سٹپٹایا اور کہا: دفع ہو جاؤ تم سب پر خدا کی پھٹکار ہو۔

اسرار الشہادہ، ص ۵۲۳: جب یزید کی عقل میں یہ بات آئی کہ اہلِ شام اُسے حسینؑ کا قاتل یقین کرتے ہیں اور اُسے مجرم و ملزم ٹھہراتے ہیں تو اس نے قتلِ حسینؑ سے گلوخلاصی کی چال چلی۔ حکم دیا تمام لوگ جامع مسجد میں جمع ہوں، جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو منبر پر گیا اور خطبہ دیا:

> اے اہلیانِ شام! تمہارا یہ خیال ہے کہ میں نے حسینؑ کو قتل کیا ہے؟ یا میں نے اس کے قتل کا حکم دیا ہے؟ حالانکہ نہ میں نے اُسے قتل کیا اور نہ اُس کے قتل کا حکم دیا، یہ سب ابن زیاد کی کارستانی ہے، اس نے امام حسینؑ کو قتل کرایا۔ بخدا! جس جس نے حسینؑ کو قتل کیا میں اُسے قتل کروں گا"۔

اس کے حکم پر قاتلانِ حسینؑ کو جمع کیا گیا تو یزید نے شیث بن ربعی سے کہا: وای بر تو! تو نے حسینؑ کو قتل کیا۔ کیا میں نے تجھے اس کے قتل کا حکم دیا تھا؟

Presented by Ziaraat.Com

شیث بن ربعی نے کہا: خدا کی قسم! میں نے انہیں قتل نہیں کیا۔ خداوند تعالیٰ اس کے قاتل پر لعنت کرے بلکہ اس کا قاتل مصابر بن رھیبہ ہے۔

پس یزید اس کی طرف متوجہ ہوا کیا تو نے قتل کیا تھا؟ کیا میں نے تجھے حکم دیا تھا؟

اُس نے کہا: میں نے قتل نہیں کیا بلکہ قیس بن ربیع نے قتل کیا تھا۔ یزید اُس کی طرف متوجہ ہوا تو اُس نے کہا: میں نے قتل نہیں کیا بلکہ شمر نے قتل کیا تھا؟ جب شمر سے پوچھا تو اُس نے سنان کا نام لیا۔ جب سنان بن انس نخعی سے پوچھا تو اُس نے خولی بن یزید اصبحی کا نام لیا۔ خولی نے بھی قتل کا انکار کیا کہ قاتل وہ نہیں ہے۔

یزید نے غضب ناک ہوکر پوچھا: کیا بات ہے تم سب ایک دوسرے کا حوالہ دیتے ہو لیکن کوئی بھی قتل کا اقرار نہیں کرتا تو اس دوران قیس بن ربیع نے کہا: (یہی روایت ناسخ اور ابومخنف نے بھی کی ہے) میں بتاتا ہوں، حسینؑ کا قاتل کون ہے، اگر جان کی امان ہو؟

یزید نے کہا: ہاں بتاؤ تو قیس نے کہا: بخدا! حسینؑ کا قاتل وہ ہے، جس نے اُس کے خلاف پرچم بلند کیے، خزانوں کے منہ کھولے اور لوگوں میں درہم و دینار تقسیم کیے اور لشکر پر لشکر بھیجے۔

یزید نے کہا: وہ کون ہے؟ اُس نے کہا: "وہ تو ہے"۔ خدا کی قسم! تو ہی حسینؑ کا قاتل ہے۔

یزید اس جواب پر تلملایا اور غضب ناک ہوکر اپنے قصر میں گھس گیا اور سیدالشہداؑ کے سر کو طلائی طشت میں رکھا اور اس پر رومال ڈالا۔ طشت کو بغل میں لیا اور ایک تاریک کمرے میں جا بیٹھا اور اپنے منہ پر طمانچے رسید کیے اور اپنے آپ سے کہا: ہائے مجھے قتل حسینؑ سے کیا حاصل ہوا؟ کاش ایسا نہ کرتا۔

پھر جب یزید کی امام سجاد علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا: اگر کوئی حاجت

Presented by Ziaraat.Com

ہو تو بیان کرو۔

آپؑ نے فرمایا: میرے بابا کا سر اور دوسرے شہدا کے سر میرے حوالے کر، تا کہ میں انھیں ان کے ابدان کے ساتھ دفن کروں۔

یزید نے کہا: تمہاری یہ حاجت روا ہے، کوئی اور حاجت ہو تو؟

آپؑ نے فرمایا: مجھے اجازت دے تا کہ میں اہلِ بیتؑ کو مدینہ لے جاؤں تا کہ اپنے جدِ بزرگوار کے روضۂ مبارک پر جا کر اللہ کی عبادت میں زندگی بسر کروں۔

یزید نے کہا: آپ جا سکتے ہیں۔ اگر کوئی اور درخواست ہو تو کہو؟

آپؑ نے فرمایا: کل جمعہ ہے، مجھے اجازت دے تا کہ منبر پر جاؤں اور خطبہ دوں۔

یزید نے کہا: ٹھیک ہے کل خطبہ دینا لیکن جب وقت آیا تو یزید ایفائے عہد نہ کر سکا۔ ایک شامی خطیب کو جو اپنے تئیں بڑا فصیح خطیب تھا خطبہ کے لیے مقرر کیا۔ منادی کرائی کہ تمام لوگ جامع مسجد میں جمع ہوں۔ جب لوگ نمازِ جمعہ کے لیے حاضر ہوئے تو خطیب منبر پر گیا اور آلِ ابوسفیان کی تعریف کے پُل باندھے اور آلِ ابی طالبؑ کی مذمت کی اور امام حسینؑ کے بارے کہا وہ حق پر نہ تھے بلکہ یزید حق پر ہے۔

امام زین العابدین علیہ السلام برداشت نہ کر سکے اور اس خطیب کو آواز دی:

یَا شَامِی بِئْسَ خَطِیْبُ الْقَوْمِ اَنْتَ

"اے مردِ شامی! تو اس قوم کا کتنا بُرا خطیب ہے، رضائے مخلوق کو ناراضگی خالق پر سبقت دی اور دنیا کو دین پر ترجیح دی"۔

آپؑ نے یزید سے کہا: کل تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا اب وعدہ وفا کر، تا کہ میں اللہ کی رضا میں خطبہ دوں، جو سامعین کے لیے اجر و ثواب کا موجب بنے۔

یزید نے کہا: منبر پر جانے کی ضرورت نہیں، یہاں کھڑے ہو جاؤ جو کچھ کہنا چاہتے ہو، کہو۔

Presented by Ziaraat.Com

اہلِ شام نے اپنی آوازیں بلند کیں۔ اشرافِ شام نے یزید سے کہا: امامؑ کو اجازت دو تاکہ اہلِ حجاز کے اندازِ سخن سے محظوظ ہو سکیں اور ہمیں حجازیوں کے فصاحت و بلاغت کا اندازہ ہو سکے کہ وہ فصاحت و بلاغت میں کتنا مقام رکھتے ہیں؟

یزید نے کہا: اے اہلِ شام! یہ نوجوان بنوہاشم کا چشم و چراغ ہے اور بنوہاشم پورے عرب سے افصح ہیں۔ ممکن ہے وہ منبر پر جائے اور آلِ ابوسفیان کی ناک رگڑ دے اور امویوں کی مٹی پلید کر دے۔

شامی اکابرین نے کہا: ابھی وہ خورد سال ہے اکہنہ مشق خطیب نہیں ہے۔ ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں وہ اپنے نانا بزرگوار کی احادیث بیان کرے تاکہ ہم اس سے وعظ و نصیحت حاصل کریں۔

اب یزید کے لیے کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ آخر اُسے اجازت دینا پڑی اور امامؑ نے وہ خطبہ دیا جس نے اہلِ شام کی آنکھیں کھول دیں اور مضبوط و محکم اُموی تخت و تاج ہچکولے کھانے لگا۔ (خطبہ گذشتہ صفحات میں موجود ہے)

داخلہ اہلِ بیتؑ در کربلا اور ملاقات جابرؓ

جب اہلِ بیتؑ شام سے روانگی کے بعد کربلا پہنچے تو وہ کیا اربعین کا دن تھا؟ یا کوئی اور تاریخ تھی؟ تو اس امر میں علماء کے درمیان بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔

اربابِ مقاتل کی ایک جماعت نے کسی تاریخ اور دن کا کوئی تعین پیش نہیں کیا۔ بس مطلقاً فرمایا ہے کہ اہلِ بیتؑ شام سے کربلا پہنچے۔ وضاحت نہیں فرمائی کہ کب پہنچے؟

① .....مثال کے طور پر جب ہم نے مقتل ابی مخنف مترجم کا مطالعہ کیا تو اُنھوں نے ص ۲۰۰ پر اور اسرار الشہادہ کی ورق گردانی کی تو ان دونوں ارباب نے یہی لکھا: وقتِ روانگی اہلِ بیتؑ یزید نے مالِ کثیر دیا جو کچھ لشکر نے کربلا میں لوٹا تھا، اس کا کئی گنا

Presented by Ziaraat.Com

ادا کیا۔ اس کے علاوہ زیورات اور ملبوسات ضروریات کے ساز و سامان بھی دیئے۔
اُس نے حکم دیا: اُونٹوں کا انتظام کیا جائے اور شاہانہ انداز میں مزین کیا جائے اور خوبصورت تزئین اور آرام دہ کجاوے ان پر رکھے جائیں۔ ساربانوں پر اپنی طرف سے نگران مقرر کیا اور پانچ سو محافظین کا دستہ ہمراہ کیا کہ وہ انھیں مدینہ پہنچا دیں اور وہ نگران ان محافظین اور دوسرے لوگوں کو اہلِ بیتؑ کے محملوں سے دُور رکھتا۔ وہ کبھی آگے بھیج دیتا اور کبھی پیچھے۔ ان لوگوں نے تمام راستے میں خدمت کا پورا حق ادا کیا۔

راستے میں اہلِ بیتؑ نے فرمایا: وہ راستہ اختیار کرو جو کربلا جاتا ہے۔ یہی ساربان اہلِ بیتؑ کو کربلا لے آئے۔ جب وارد کربلا ہوئے تو جابر بن عبداللہ انصاریؓ ایک جماعت کے ساتھ زیارتِ امام حسینؑ کے لیے وہاں آچکے تھے۔ ان دونوں کی وہاں ملاقات ہوئی۔

جب اہلِ بیتؑ کے محمل کربلا کی حدود کے اندر آئے تو ان کی نگاہیں شہدا کی قبور پر پڑیں تو فوراً محملوں سے اُترے۔ پھر ایک دفعہ غم کی تجدید ہوئی۔ کربلا کے یومِ عاشورا کے مناظر دل و دماغ میں گھوم گئے۔ حزن و آلام کی تازہ لہر نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ آہ و بکا کی دلخراش صدائیں بلند ہوئیں، گریبان چاک کر ڈالے، سر کے بال کھول دیئے۔ دل کے ارمان نکالنے شروع کیے۔

سادانیوں نے شہدا کی قبور پر جی بھر کر بین کیے۔ چند دن کربلا میں اقامت کی۔ پھر وہاں سے مدینہ کی طرف کوچ فرمایا۔

②...... مثیر الاحزان میں ابن نما نے ص ۱۰۷ پر کہا ہے: جب اہلِ بیتؑ امام حسینؑ کربلا میں داخل ہوئے تو اُنھوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ اور بنوہاشم کی ایک جماعت سے ملاقات کی۔ یہ تمام لوگ زیارت کے لیے آئے ہوئے تھے۔ یہ اتفاق ہے کہ ایک ہی وقت میں یہ سب لوگ کربلا میں وارد ہوئے۔

Presented by Ziaraat.Com

③......لہوف مترجم، ص ۱۹۶، بحار، ج ۴۵، ص ۱۴۶، نفس المہموم، ص ۴۶۷، محسن الابرار، ج ۲، ص ۱۱۱، اسرار الشہادہ، ص ۵۱۵، ان تمام ارباب نے روایت نقل کی ہے: جب اہلِ بیتؑ امام حسینؑ شام سے روانگی کے بعد عراقی سرزمین پر پہنچے تو قافلہ کے راہبر سے کہا: وہ ہمیں کربلا کے راستے پر لے جائے۔ پس اہلِ بیتؑ جب مقتل میں پہنچے تو جابرؓ بن عبداللہ اور بنو ہاشم کی ایک جماعت سے ان کی ملاقات ہوئی۔ یہ تمام لوگ زیارت کی غرض سے آئے تھے۔ پس یہ تمام لوگ ایک ہی وقت میں کربلا وارد ہوئے، نوحہ وگریہ و نالہ و ماتم کے ساتھ ایک دوسرے سے ملاقات کی۔ دلوں کے زخم تازہ ہوئے۔ اس طرح مجلس تعزیت برپا کی۔ مقتلِ کربلا کے اطراف میں آبادیوں کی خواتین نے ان مجالس میں شرکت کی۔ اس طرح چند روز تک گریہ و ماتم ہوتا رہا۔

④......علامہ مجلسی نے جلاء العیون، ص ۶۲۲ پر لکھا ہے: جب اہلِ بیتؑ سرزمینِ عراق میں داخل ہوئے تو انھوں نے اپنے قافلے کے مسئول سے درخواست کی کہ وہ انھیں کربلا لے چلے۔ پھر وہ وہاں سے مدینہ جائیں گے۔ تو اُسی نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ جب وہ کربلا پہنچے تو جابرؓ بن عبداللہ بنو ہاشم کے ایک گروہ کے ساتھ بغرضِ زیارت کچھ دیر قبل کربلا میں پہنچ چکا تھا۔ وہاں ان دونوں گروہوں کی ملاقات ہوئی۔ ان سب نے مل کر نوحہ وزاری کی۔ ان کے اس اجتماع اور ان کے نوحہ و نالہ کی آوازوں کو دیکھا اور سن کر دیہات کی مستورات کی ایک کثیر تعداد وہاں جمع ہوگئی۔ کئی دن تک مجالس تعزیت برپا رہیں۔ پھر مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

بیس صفر کی تردید کرنے والے ناقلین

ناقلین کے ایک گروہ نے تصریح کی ہے: جب اہلِ بیتؑ کربلا میں وارد ہوئے تو صفر کی بیس تاریخ تھی، امام حسین علیہ السلام کا چہلم تھا، نقل کرنے کے بعد لکھا۔ یہ امر حقیقت سے بعید ہے جیسا کہ ان ارباب مقاتل نے تفصیل پیش کی ہے:

Presented by Ziaraat.Com

۱...... سید بن طاووس نے اقبال میں ص ۵۸۹ پر لکھا ہے کہ میں نے شیخ طوسی کی مصباح المتہجد ص ۵۵۱ میں یہ روایت دیکھی ہے کہ حضرت امام سجاد علیہ السلام حرم امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جب مدینہ پہنچے تو صفر کی بیس تاریخ تھی اور مصباح کے علاوہ دوسری کتاب میں لکھا کہ صفر کی بیس تاریخ کو شام سے کربلا پہنچے۔ یہ دونوں روایات حقیقت سے بعید ہیں۔

۲......علامہ مجلسی نے اپنی کتاب زاد المعاد میں اعمالِ ماہِ صفر میں لکھا ہے: اس ماہ کی بیس تاریخ اس بات کی شہرت رکھتی ہے۔ یہی روزِ اربعین ہے اور سید الشہداء کی شہادت کا چہلم ہے۔ زیارت اربعین نقل کرنے کے بعد لکھا: اسی روز زیارتِ اربعین کی تاکید اس لیے کی گئی ہے کہ امام زین العابدینؑ اہلِ بیتؑ کے ساتھ اسی روز ملک شام سے کربلا پہنچے۔ شہدا کے سروں کو ان کے ابدان کے ساتھ اسی روز ملحق کیا گیا لیکن یہ روایت بھی بعید از حقیقت ہے۔

وُرودِ اہلِ بیتؑ کربلا بروزِ اربعین کی روایت کرنے والے ناقلین

۱......صاحبِ جنات الخلود نے ص ۳۳ پر لکھا ہے: اسیرانِ اہلِ بیتؑ اپنی رہائی کے بعد بیس صفر کو کربلا پہنچے۔ شہدا کے سروں کو ان کے ابدان سے ملحق کیا گیا۔ جابر بن عبد اللہ انصاریؓ جو زیارت کے لیے کربلا آئے تھے ان سے ملاقات کی۔

۲......صاحبِ روضۃ الشہداء نے ص ۳۶۲ پر روایت نقل کی ہے: امام زین العابدین علیہ السلام اپنے والد گرامی اور دوسرے شہدا کے سروں کے ساتھ جب کربلا تشریف لائے تو صفر کی بیس تاریخ تھی۔ ان تمام سروں کو ان کے ابدان کے ساتھ ملحق کیا گیا۔

۳...... منتخب طریحی، ص ۴۹۸ پر یہ روایت نقل ہوئی ہے: اہلِ بیتؑ کی خواتین نے اپنے قافلے کے مسئول سے کہا: تجھے خدا کی قسم دیتی ہوں تو ہمیں کربلا کے راستے پر لے جا۔ ہم کربلا سے ہو کر پھر مدینہ جائیں گی۔ اہلِ بیتؑ کے مطالبے پر وہ

Presented by Ziaraat.Com

انھیں کربلا لے آیا۔ جب وہ کربلا پہنچے تو صفر کی بیس تاریخ تھی۔ وہاں جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے بنو ہاشم کی ایک جماعت کے ساتھ ملاقات کی۔ مجلس تعزیت برپا ہوئی، نالہ وشیون کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اس طرح تین روز تک ماتم عزا برپا رہے۔

۴...... جناب علامہ شیخ بہائی نے اپنے رسالہ توضیح المقاصد، ص ۳۷۳ پر نقل کیا ہے: جابر بن عبداللہ انصاری برائے زیارت روز اربعین کو کربلا پہنچے۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ اسی روز اہل بیتؑ بھی کربلا میں وارد ہوئے۔

۵...... تذکرۃ الشہداء، ص ۴۴۷، اسفرائینی کی روایت ہے: اہل بیتؑ نے نعمان مسئول قافلہ سے کہا: تجھے خدا کی قسم! ہمیں کربلا والے راستے سے مدینہ لے جا، تاکہ ہم اپنے شہدا سے تجدید عہد کرلیں۔ نعمان نے کہا: آپ کا فرمان سرآنکھوں پر۔ یہ صفر کی بیس تاریخ تھی اور امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا چالیسواں دن تھا، اس لیے اس روز کو اربعین کہا جاتا ہے۔

وُرُود اہل بیت مدینہ بروز اربعین کی روایت کرنے والے ناقلین

ناقلین کی ایک جماعت نے اس امر کی تصریح کی ہے۔ اہل بیتؑ اپنی رہائی کے بعد جب شام سے مدینہ پہنچے تو صفر کی بیس تاریخ تھی۔

۱...... شیخ طوسیؒ نے مصباح المتہجد، ص ۵۱۱ پر اور مصباح کفعمی نے ص ۵۱۰ اور سید ابن طاؤس نے اقبال میں ص ۵۸۹ پر، شیخ طوسی کی مصباح کی روایت نقل کی ہے۔ امام حسین علیہ السلام کے حرم بیس صفر کو مدینہ پہنچے۔

۲...... حاج شیخ عباس قمی نے مفاتیح الجنان، ص ۲۹۳ پر لکھا ہے: بقول شیخ مفید اور شیخ طوسیؒ: حرم امام حسین علیہ السلام شام سے مدینہ بیس صفر کو پہنچے۔

Presented by Ziaraat.Com

مؤرخین جنھوں نے ورُودِ اہلِ بیتؑ کی تاریخ معین نہیں کی

شیخ مفید نے ارشاد، ص ۲۴۶ کی آخری سطر میں لکھا ہے: یزید نے نعمان بن بشیر سے کہا: ان خواتین کے لیے سامانِ سفر تیار کرو تا کہ اُنھیں مدینہ بھیجا جائے۔ جب اہلِ بیتؑ کی روانگی آخری نکتے پر تھی تو یزید نے حضرت امام علی بن الحسینؑ سے خلوت میں کہا: خداوند تعالیٰ پسرِ مرجانہ پر لعنت کرے۔ اگر اس کی جگہ میں ہوتا تو آپ کے والد جو چاہتے قبول کرتا، میں ہر ممکن صورت انھیں موت سے بچاتا۔ لیکن تقدیرِ خداوندی میں یہی کچھ تھا۔ جب مدینہ جانا تو اپنی ضروریات مجھے لکھتے رہنا۔ اس نے امامؑ اور اہلِ بیتؑ کے لیے خلعت مقرر کیے۔ نعمان بن بشیر کو اس قافلہ کا مسئول بنایا اور اُسے ہدایات جاری کیں کہ انھیں رات کو لے کر چلنا، اپنے ہمراہیوں کو ان کے قافلے سے فاصلے پر رکھنا تا کہ ان کا پردہ قائم رہے۔ جہاں پڑاؤ ڈالو تو اہلِ بیتؑ کے پڑاؤ سے دُور ٹھہرنا اور محافظین کو مقرر کرنا کہ وہ ان کی محافظت کریں۔ تم اور تمہارے ہمراہی اُن سے اتنے فاصلے پر رہنا کہ اگر انھیں قضا حاجت پیش آئے یا انھیں وضو کرنا ہو، اُن کے لیے کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

نعمان نے قافلے کی قیادت کی اور تمام سفر اہلِ بیتؑ سے مہربانی کے ساتھ پیش آیا۔ یزید کی طرف سے جاری شدہ تمام ہدایات پر عمل کیا۔

صاحبِ ارشاد نے یہی کچھ لکھا ہے۔ انھوں نے ورُودِ کربلا کے دن کے بارے کچھ نہیں لکھا۔

روزِ اربعین اور صاحبِ ناسخ

ناسخ، ج ۳، ص ۱۰۰ اور ص ۱۷۵ میں اس امر پر تفصیلی بحث موجود ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے: تمام ثقہ محدثین و مؤرخین کا اتفاق ہے کہ بعد از شہادت امام حسین علیہ السلام

Presented by Ziaraat.Com

عمر بن سعد نے سب سے پہلے شہدا کے سر ابن زیاد کی طرف بھیجے، بعدازیں اسیران اہلِ بیتؑ کو کوفہ بھیجا۔ ابن زیاد نے بعد از شماعت وشماتت اہلِ بیتؑ کو حکم دیا انھیں زندان میں بند کردیا جائے۔ پھر اس نے یزید کی طرف خط لکھا کہ اب اہلِ بیتؑ اور شہدا کے سروں کے بارے اُس کا کیا حکم ہے؟

یزید نے ابن زیاد کو حکم دیا کہ اہلِ بیتؑ اور سرہائے شہدا کو شام بھیج دے۔ کوفہ اور شام کے درمیان خطوط کے تبادلے نے کافی وقت لیا۔ ابن زیاد نے یزید کو خط لکھا پھر اس کے خط کا جواب کوفہ آیا، پھر ابن زیاد نے اسیران اہلِ بیتؑ کو شام روانہ کیا۔ یہ تمام امور کتنے عرصے میں پایۂ تکمیل تک پہنچے، ان تمام امور کو پایۂ تکمیل تک پہنچنے میں چالیس روز صرف ہوئے۔ پس اس صورت میں میرے لیے یہ کہنا کیا جائز ہوگا کہ اُدھر اہلِ بیتؑ کو شام پہنچتے پہنچتے چالیس دن لگے ہوں، اُدھر یہ بھی کہوں کہ وہ روزِ اربعین کربلا پہنچ گئے تھے۔ وہاں انھوں نے دل کے سارے ارمان نکالے، جی بھر کر گریہ کیا، نوحے و مرثیے کہے، ایک دوسرے کو تعزیت دی۔ وہاں اُسی روز جابر بھی کربلا میں وارد ہوا ہو اور آپس میں ان کی ملاقات ہوئی ہو، تو اس صورت میں اگر ہم کہیں کہ اہلِ بیتؑ یوم اربعین کربلا پہنچے اور صفر کی بیس تاریخ تھی تو اس امر کو کوئی عقل مند قبول نہیں کرے گا۔

ناسخ نے من ۶ے۱ پر لکھا ہے: کسی بھی معتبر کتاب میں یہ مرقوم نہیں ہے کہ اہلِ بیتؑ روزِ اربعین شہادت سید الشہداؑ وارد کربلا ہوئے اور روایت میں مطلق لفظ "اربعین" ہے۔ اوّل اربعین کی بات نہیں ہے۔ اربعین مقید نہیں ہے۔ جب اربعین اوّل اربعین میں مقید نہیں ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے اہلِ بیتؑ کربلا کسی مختصر راستے سے وارد ہوئے ہوں۔

کتاب روضۃ الشہدا میں مرقوم ہے کہ اہلِ بیت سید الشہداؑ کے سر مبارک اور باقی شہدا کے سروں کے ساتھ روزِ اربعین وارد کربلا ہوئے، پھر وہاں سے مدینہ

Presented by Ziaraat.Com

تشریف لائے۔ صاحب حبیب السیر نے اسی کتاب کی پیروی کی ہے لیکن کوئی صاحب عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرسکتا۔

مؤلف کا نظریہ یہ ہے کہ سید بن طاووس نے کتاب اقبال کے ص ۵۸۹ پر اس قول ورُودِ اربعین کربلا کو بعید شمار کیا ہے۔

علامہ مجلسیؒ نے بحار میں اور زادالمعاد میں فرمایا ہے: یہ امر حقیقت سے بعید ہے اور اس طرح دوسرے محدثین نے فرمایا ہے۔

ان تمام گذشتہ اقوال کو دقتِ نظر سے دیکھنے کے بعد نتیجہ یہ نکلا کہ کوئی قول بھی وحی ربانی کی منزلت نہیں رکھتا۔ ازراہِ یقین کسی طرف کو ثابت نہیں کیا جاسکتا لیکن یہ امر مسلّم ہے: جب اہل بیتؑ کربلا پہنچے جناب جابرؓ زیارت کے لیے آئے ہوئے تھے۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے: جابرؓ روزِ اربعین کربلا میں زیارت سے مشرف ہوئے، کیونکہ وہ کوفہ میں جناب عطیہ عوفی کے مہمان تھے اور جناب عطیہ کا شمار کوفہ کے بزرگان میں سے ہوتا تھا۔ وہ کئی دفعہ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد بغرضِ زیارت کربلا آچکے تھے۔ ممکن ہے انھیں دفعات میں سے کسی ایک دفعہ میں سفرِ کربلا میں ان ارباب کی امام زین العابدین علیہ السلام سے پہلی ملاقات ہوئی ہو، یہ دونوں حضرات تو مسلسل کوفہ سے کربلا زیارت کے لیے آرہے تھے۔ ان کی اس سلسلے کی کسی ایک آمدورفت میں امام سجاد علیہ السلام سے اس دن ملاقات ہوئی ہو، جس دن امامؑ اپنے قافلہ کے ساتھ واردِ کربلا ہوئے ہوں۔

یہ قول موجبِ کفر ہے نہ موجبِ فسق۔ صاحبانِ مقاتل کا ایک دوسرے کے اقوال کو رد کرنا اور ایک دوسرے کی طرف جہل یا کم علمی کی نسبت دینا جائز نہیں ہے کیونکہ کوئی ایک ایسا مدرک نہیں ہے، جو وحی کی منزلت رکھتا ہو کہ جس کی مخالفت فسق اور دین وایمان کی خرابی کا سبب ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

جیسا کہ مرحوم حاج نوری نے مرحوم دربندی اور ملا مہدی نراقی کے بارے اپنی رائے قائم کی یا دوسرے ارباب مقاتل نے ایک دوسرے کے بارے کہا کہ فلاں کو کیا معلوم فلاں ایسا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سلسلہ اختلافی کچھ عجیب سا ہے۔ کسی نے بھی حفظ مراتب کا خیال نہیں رکھا۔ آپ اس امر کو دیکھنا چاہیں تو شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے شروع کریں۔ حاج نوری تک چلے آئیں پھر وہاں سے علامہ مجلسی اور محدث قمی اور دوسرے ارباب تک چلے آئیں۔ آپ ان سب کو ایک دوسرے سے اختلاف کرتا ہوا پائیں گے۔ اصل میں وجہ یہ ہے کہ اہل بیتؑ عظام سے کوئی نص صریح صادر نہیں ہوئی۔ اگر صادر ہوئی ہے تو وہ محفوظ نہیں رہی۔ اس وجہ سے اقوال مختلف ہیں۔ تواریخ میں اختلاف ہے۔ جس شخص کو جو قول پسند آیا اُس نے وہی پیش کیا اور اُسی پر عمل کیا۔ ان شاء اللہ سب ماجور ہوں گے۔

لیکن چونکہ یہ دنیا دارِ مکافات ہے، جس نے جیسا کیا ویسا پایا۔ حاج نوری نے دوسرے ارباب کو رد کیا۔ خداوند تعالیٰ کارساز ہے۔ پھر شیعوں کے تمام طبقات نے حاج نوری کو رد کیا۔

تمام قارئین کرام اور محققین کے حضور التماس ہے۔ ہماری چند اصطلاحات ہیں، انھیں ہمیشہ یاد رکھیں۔ جادۂ حق سے باہر نہیں جائیں گے، اپنی زبان کو دماغ کی مضبوط گرفت میں رکھیے گا۔ انسان بغیر معصوم کے جتنا بھی بلند ہو جائے، کامل و اکمل ہو جائے، پھر بھی کہیں نہ کہیں ادھورا ہے۔

روزِ اربعین اور جابر بن عبداللہ انصاریؓ

صاحب اعیان الشیعہ، ج ۱۵، ص ۴۷ پر بشارۃ المصطفیٰ، جلد۱، ص ۷۴ کے حوالے سے اپنی کتاب میں روایت نقل کی ہے۔ ان کے علاوہ اور ناقلین بھی ہیں۔ اعمش نے عطیہ عوفی سے سنا اور عطیہ عوفی کا بیان ہے: میں جابر بن عبداللہ انصاریؓ کے

Presented by Ziaraat.Com

ساتھ کوفہ سے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے نکلا۔ جب ہم کربلا وارد ہوئے تو جناب جابر دریائے فرات پر آئے، وہاں غسلِ زیارت کیا۔ بعد از غسل ایک چادر بطور لنگ استعمال کی اور ایک چادر مثل عبا اپنے شانوں پر ڈالی، ایسے جیسے احرام باندھا جاتا ہے۔ ایک تھیلی کھولی، جس میں سُعد کوفی تھی (ایک گھاس کی جڑ، جو رگڑنے کے بعد ایک خوشبو بن جاتی ہے)۔ اس نے اپنے اوپر اس کا چھڑکاؤ کیا اور پھر قبر مبارک کی طرف رُخ کیا۔ بغرضِ زیارت قدم اُٹھانے شروع کیے لیکن ہر قدم پر ذکرِ خدا زبان پر جاری کیا۔ ہم دونوں اسی کیفیت کے ساتھ قبر مبارک پر پہنچے تو اس نے مجھے کہا: میرے ہاتھ کو قبر مبارک پر لے جا۔ میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر قبر مبارک پر رکھا، اس نے اپنے آپ کو قبر مبارک پر گرا دیا اور بے ہوش ہو گئے۔ میں نے پانی چھڑکا تو ہوش میں آئے اور تین مرتبہ کہا: یا حسینؑ، یا حسینؑ، یا حسینؑ۔ کیا حبیب اپنے حبیب کو جواب نہ دے گا؟ پھر معذرت کے انداز میں کہا:

أَنّىٰ لَكَ بِالْجَوَابِ وَقَدْ شَخَبَتْ أَوْدَاجُكَ عَلىٰ أَثْبَاجِكَ

''تو کیسے جواب دے سکتا ہے حالانکہ تیرا سینہ تیری گردن کے خون سے رنگین کر دیا گیا۔ تمہارے سر کو بدن سے جدا کر دیا گیا''۔

أَشْهَدُ أَنَّكَ ابْنُ خَيْرِ النَّبِيِّينَ وَابْنُ سَيِّدِ الْمُؤْمِنِينَ
وَابْنُ حَلِيفِ التَّقْوىٰ وَسَلِيلِ الْهُدىٰ وَخَامِسُ أَصْحَابِ
الْكِسَاءِ وَابْنُ سَيِّدِ النُّقَبَاءِ وَابْنُ فَاطِمَةَ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ
وَمَا لَكَ لَا تَكُونُ هٰكَذَا وَقَدْ غَذَّتْكَ كَفُّ سَيِّدِ
الْمُرْسَلِينَ وَرُبِّيتَ فِي حِجْرِ الْمُتَّقِينَ وَرَضَعْتَ مِنْ
ثَدْيِ الْإِيمَانِ وَفُطِمْتَ بِالْإِسْلَامِ فَطِبْتَ حَيًّا وَطِبْتَ
مَيِّتًا غَيْرَ أَنَّ قُلُوبَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ طَيِّبَةٍ بِفِرَاقِكَ وَلَا

Presented by Ziaraat.Com

شَاکَّۃً فِی حِیَاتِکَ فَعَلَیْکَ سَلَامُ اللّٰہِ وَرِضْوَانُہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ مَضَیْتَ عَلٰی مَا مَضٰی عَلَیْہِ اَخُوْکَ یَحْیٰی بْنُ زَکَرِیَّا

"میں گواہی دیتا ہوں کہ تو تمام انبیاءؑ کے سردار کا بیٹا ہے اور امیرالمومنینؑ کا بیٹا ہے تو تقویٰ اور ہدایت ربانی کے مرکز کا بیٹا ہے۔ تو اصحاب کساء میں پانچواں ہے، تو تمام نقیبوں کے سردار کا فرزند ہے۔ تو کائنات کی عورتوں کی سیدہ فاطمہ زہراؑ کا بیٹا ہے۔ تو ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ لعاب رسولؐ اللہ سے تمہارا گوشت و پوست بنا ہے، تو نے امام المتقینؑ کی جھولی میں تربیت پائی ہے۔ تجھے ایمان کا دودھ پلایا گیا ہے۔ اسلام کی آغوش میں تم پلے بڑھے ہو۔ جب تم اس دنیا میں تھے تو پاک و پاکیز تھے۔ جب اس دنیا سے سدھارے تو پاک و پاکیزہ ہو۔ اے میرے آقا! تیرے ہجر و فراق میں مومن کو کوئی سکون نہیں۔ تیری زندگی سراپائے یقینِ کامل تھی۔ آپ پر اللہ کے سلام ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں، آپ بھی اس راستے کے راہی ہیں، جس راستے پر تمہارے برادر جناب یحییٰؑ بن زکریاؑ چلے تھے"۔

پھر جناب جابرؓ نے اپنی نگاہیں قبر کے اردگرد گھمائیں اور کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَیَّتُھَا الْاَرْوَاحُ الَّتِیْ حَلَّتْ بِفِنَاءِ الْحُسَیْنِ وَاَنَاخَتْ بِرَحْلِہٖ اَشْھَدُ اَنَّکُمْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَاَمَرْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَیْتُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَجَاھَدْتُمُ الْمُلْحِدِیْنَ وَعَبَدْتُمُ اللّٰہَ حَتّٰی اَتَاکُمُ الْیَقِیْنَ

"میرا سلام ہو، اے وہ ارواح جو حسینؑ آستان پر اُترے اور اپنی

Presented by Ziaraat.Com

سواریاں حسینؑ کی سواریوں کے ساتھ اُتاریں۔ میں گواہی دیتا ہوں آپؑ نے نماز قائم رکھی، زکوٰۃ دیتے رہے، آپؑ نے نیکیوں کا حکم دیا اور ناپسندیدہ امور سے روکا اور ملحدین کے ساتھ جہاد کیا۔ آپؑ نے اللہ کی بندگی کی، حتیٰ کہ منزلِ شہادت کو پالیا۔ اُس ذات کی قسم، جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا نبی بنا کر بھیجا۔ ہم تمہارے ساتھ اس جہاد میں شریک ہیں، جو تم نے ملحدین کے ساتھ کیا"۔

عطیہؒ کہتا ہے: میں نے جابرؓ سے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم ان کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہیں، جبکہ نہ تو ہم ان کے ساتھ اس وادی میں اُترے، نہ شمشیر اُٹھائی۔ اس جماعت نے دین کی سربلندی کے لیے اور سید المرسلینؐ کے فرزند کی نصرت میں قتل ہونا پسند کیا، ان کی اولاد یتیم ہوئی، ان کی ازواج بیوہ ہوئیں۔

جابرؓ نے جوابؓ دیا: اے عطیہؒ! مجھے ذاتِ احدیت کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپؐ نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ قَوْماً حشَرَ مَعَهُمْ وَمَنْ اَحَبَّ عَمَلَ قَوْمٍ اَشْرَكَ فِي عَمَلِهِمْ

"یعنی جس نے جس قوم سے محبت رکھی وہ اس قوم کے ساتھ محشور ہوگا اور جس نے جس قوم کا عمل پسند کیا وہ ان کے اس عمل میں شریک ہے"۔

مجھے اس خدا کی قسم! جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا، میری اور میرے ان ساتھیوں کی وہی نیت ہے، جو امام حسین علیہ السلام اور ان کے جانثاروں کی تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

عطیہؒ کہتا ہے: اس دوران مجھے شام کے راستے پر سیاہی نظر آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کچھ لوگ آ رہے ہیں۔ میں نے جابرؓ سے کہا: بات کچھ ایسی ہے اب کیا کریں۔ جابرؓ نے اپنے غلام سے کہا: جاؤ معلوم کر کے آؤ آنے والے کون ہیں؟ اگر عمر سعد کے لوگ ہیں تو ہمیں فوراً خبر دو تاکہ ہم پناہ حاصل کرلیں۔ اگر امام زین العابدینؑ ہیں تو ہمیں خبر دے اور پھر تو راہِ خدا میں آزاد ہے۔

غلام چل پڑا۔ ابھی کوئی زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ غلام واپس آیا اور اُس نے پُر جوش انداز میں کہا: اے جابرؓ! حرمِ رسولؐ اللہ کا استقبال کر، امام زین العابدینؑ اپنی پھوپھیوں اور بہنوں کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔

پس جابرؓ ننگے پاؤں، ننگے سر آگے بڑھا اور امامؑ کے قریب ہوا۔ جب امامؑ کی نگاہ پڑی تو فرمایا:

اَنْتَ جَابِرٌ؟ تو جابر ہے؟ جابرؓ نے عرض کیا: بَلٰی یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ

آپؑ نے فرمایا:

یَا جَابِرُ ھٰھُنَا وَاللّٰہِ قُتِلَتْ رِجَالُنَا وَذُبِحَتْ اَطْفَالُنَا وَسُبِیَتْ نِسَاءُ نَا وَحُرِقَتْ خِیَامُنَا

"اے جابرؓ! یہ وہ جگہ ہے، جہاں ہمارے مرد قتل کیے گئے، جہاں ہمارے بچے قتل ہوئے، جہاں ہماری خواتین کو قیدی بنایا گیا اور ہمارے خیام جلائے گئے"۔

صاحبِ ریاض القدس نے ج ۲، ص ۳۴۷ پر لکھا: اہلِ بیتؑ نے تین دن کربلا میں اقامت فرمائی اور چوتھے روز مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اسی روز تمام مخدرات نے شہدا کی قبور سے وداع کیا۔ اسی روز قبور پر وہ الوداعی نوحہ و گریہ ہوا، جس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

Presented by Ziaraat.Com

زبانِ حالِ عقیلہ قریش

رفتم من و هوای تو از سر نمی رود	داغ غمت ز سینه خواهر نمی رود
بر خیز تا رویم برادر که خواهرت	تنها بسوی روضه رضوان نمی رود
خواهم برم عیال تو را در وطن ولی	لیلا ز روی مرقد اکبر نمی رود
از روی تربت تو که دار الشفای ماست	سوی حجاز عابد مضطر نمی رود
پهلوی چاک خورده ات از نیزه سنان	ما را زیاد تا صف محشر نمی رود
زان لعل لب تلاوت قرآن بنوک نی	از خاطرم بحق پیمبر نمی رود

"اے میرے برادر! میں مدینہ کی طرف جارہی ہوں، لیکن تیری محبت مجھے مدینہ نہیں جانے دیتی۔ تیرے ساتھ مدینہ سے کربلا آئی تھی اب واپس مدینہ تیرے بغیر کیسے جاؤں۔

اے برادر! تیری شہادت سے تیرے مظلومانہ ذبح ہونے پر، جو میرا قلب مجروح ہوا ہے، وہ ایسا کاری زخم ہے، جو ختم ہونے والا نہیں ہے۔

اے برادر! اُٹھو، میرے ساتھ مدینہ چلو۔ تیرے ناناؐ کا روضہ تیرے انتظار میں ہے۔ تیرے بغیر تیری مظلومہ ہمشیرہ مدینہ جانے والی نہیں ہے۔

اے میرے بھائی! تجھ پر تو زور نہیں تو میرے ساتھ مدینہ نہیں چلتا۔ تیرے ان معصوم بچوں کو مدینہ لے جانا چاہتی ہوں، اِدھر تمہارا انکار اُدھر لیلیٰ ہے، جو علی اکبرؑ کی قبر پر بیٹھی بین کر رہی ہے، وہ بھی مدینہ نہیں چلتی، اب بہن کدھر جائے؟

اے میرے ماں جائے! تیری تربت اب میری محبتوں کا مرکز

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ تیرا روضہ میرے سامنے ہے۔ یہی میری حیات ہے، یہی میری کائنات ہے۔ اُدھر تیرا عابد بیمار وہ بھی یہاں ڈیرے لگانا چاہتا ہے۔ وہ بھی سوئے حجاز جانے سے انکاری ہے"۔

وُرود اہلِ بیتؑ در کربلا

صاحبِ تذکرۃ الشہداء ص ۴۴۸ پر فرمایا ہے: بعض اہلِ مقاتل کا بیان ہے: جب اہلِ بیتؑ کا قافلہ کربلا پہنچا تو اُس وقت امام حسینؑ کی چھوٹی شہزادی جنابِ سکینہؑ حالتِ نیند میں تھیں تو اچانک اُن کے مشام میں تربتِ حسینیؑ کی خوشبو آئی تو آنکھیں کھول دیں اور اپنی پھوپھی جنابِ زینبؑ عالیہ سے عرض کیا:

شمیم جان فزای کوی بابم — مرا اندر مشام جان در آمد
گمانم کربلا شد جمہ نزدیک — کہ بوی مشک و ناب و عنبر آمد
بگوشم جمہ از گہوارہ گور — صدای شیرخوارہ اصغر آمد
مہار ناقہ را یکدم نگہدار — باستقبال لیلا اکبر آمد
مر ان ای ساربان یکدم کہ داماد — سر راہ عروس مضطر آمد
صبا یکدم حسین را گو کہ از شام — بکویت زینب غم پرور آمد

"اے پھوپھی اماں! ہم کہاں ہیں، ابھی مجھے اپنے بابا کے گلشن کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ میرا گمان یہی ہے کہ ہم کربلا میں آچکے ہیں کیونکہ بادِ نسیم مشک و عنبر کی خوشبو لیے ہر طرف چل رہی ہے۔
اے میری اماں! میرے کانوں میں علی اصغرؑ کی پیاری پیاری آوازیں آرہی ہیں۔ ناقہ کی مہار کو روکو، اُدھر دیکھو، میرے برادر علی اکبرؑ اپنی ماں لیلیٰؑ کے استقبال کے لیے آرہے ہیں۔
اے بادِ صبا! جلدی جا، میرے بابا سے کہہ تیری ہمشیرہ شام سے

Presented by Ziaraat.Com

تیری نگری کی طرف آ رہی ہے"۔

باز ای غم زدگان موسم افغان آمد — مژدہ ای بی وطنان بوی شہیدان آمد
ہر ای باد صبا زود خبر نزد حسین • — گو کہ از شام بلا زینب نالان آمد
گو بداماد زجا خیز کہ از شام خراب — نوعروس تو بصد نالہ و افغان آمد
مژدہ از بہر علی اکبر ناکام ببر — گو کہ لیلای تو باحال پریشان آمد
گو بہ عباس علمدار زجا خیز و ببین — خواہرت از سفر شام شتابان آمد
ای صبا گو بہ حسینم کہ پس از کشتن تو — چہ جفاہا بمن از لشکر عدوان آمد
مدتی از برت ای شاہ اگر دور شدم — باز امروز مرا ہجر بہ پایان آمد
ہمہ بودیم بہ ہر درد و بلا با تو شریک — قسمت ما ولو ای شہ ہمہ یکسان آمد
کربلا کرب و بلا بود اگر قسمت تو — قسمت ما ز جفا دوری و ہجران آمد
گر تن پاک تو بی غسل و کفن رفت بخاک — قسمت ما تن نیلی سر عریان آمد
سر تو گر بہ سر نیزہ کین گشت بلند — ز جفا بر سر ما سنگ چو باران آمد
ساربان دست تو از تیغ اگر کرد جدا — دست ما بستہ بزنجیر لعینان آمد
ذاکرا چون کہ توئی چاکر و فرزند حسین — لاجرم اجر تو باشاہ شہیدان آمد

"اے مصائب و آلام کے طوفانوں کو جھیلنے والو! عالمِ مسافرت میں لُٹ جانے والو! تمہارے لیے خوشخبری ہے جیسا کہ جناب یعقوبؑ نبی نے اپنے گھر والوں سے فرمایا تھا: مجھے اپنے یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے۔ اسی طرح آج ہمیں اپنے پیاروں کی خوشبو آ رہی ہے۔

اے بادِ صبا! بڑی تیز رفتاری کے ساتھ مظلوم حسینؑ کو خبر دے تیری بہن شام کے زندانوں کو آباد کرنے کے بعد آہ و زاری،

Presented by Ziaraat.Com

نوحہ و نالہ و فریاد کے ساتھ واپس آ ئی ہے۔

اے بادِ صبا! شہزادہ علی اکبرؑ کے پاس چلی جا اور انھیں کہہ دے:

اے شہزادے! اب میٹھی نیند سے اُٹھو، تیری اُجڑی ماں لیلیٰ پریشان بال کھڑی ہے، ان کا استقبال کرو۔ بعد ازیں جنابِ قمر بنی ہاشم حضرت عباسؑ کے پاس چلی جا اور ان کے حضور کہہ شام سے بہن ملنے آئی ہے۔

اے ہوا! جا میری ماں جائے حسینؑ مظلوم سے کہہ ٹھیک ہے تجھے ظالموں نے بے دردی سے ذبح کر ڈالا لیکن تیرے بعد جو ان ظالموں نے تیری بہن پر مظالم ڈھائے وہ ذبح ہونے سے بہت ڈھیر ہیں۔

اے میرے برادر! اے سلطانِ دین و دنیا! تجھے اکیلا صحرائے کربلا میں بے گور و کفن چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ میری مجبوری تھی کربلا سے کوفہ، کوفہ سے دُور بہت دُور جنگلوں، صحراؤں کے پُر کٹھن سفر اور سفر بھی تیرے قاتلوں کے ساتھ کر کے شام اور بدترین شام کے بدترین بازاروں و درباروں میں پھرائے جانے کے بعد بدترین زندان کی قیدی بنی۔ اے میرے حسینؑ! یہ مجھ سے پوچھ اے بہن! تو مر کیوں نہیں گئی؟

ہاں میرے حسینؑ! مر جاتی لیکن تیرے مشن کو ابدی زندگی دینے کی خاطر زندہ رہی۔ آخر ان تمام منازل کو عبور کر کے تیرے حضور پھر آج حاضر ہو گئی ہوں۔

اے میرے حسینؑ! اگر تو حسینؑ ہے تو میں شریکۃ الحسینؑ ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

تیرے ہر درد کی ساتھی، تیری ہر مصیبت کی ساتھی۔ جو کچھ تیرے حصّے میں آیا وہی میرے حصّے میں آیا۔ اے میرے آقا! مصائب میں، ہر درد و بلا میں نہ تو مجھ سے کم ہے اور نہ میں تجھ سے کم ہوں۔

اگر زمین کربلا تیرے لیے کرب و بلا بنی تو ہجر و فراق، قیدیؑ و اسیری کوفہ و شام کے درباروں، بازاروں میں حاضری میرا مقدر بنی۔

اے میری ماں کے دُلارے! اے میری آنکھوں کے تارے! اگر تجھے خاک و خون میں نہلایا گیا، بے غسل و کفن صحرائے کربلا میں چھوڑ دیا گیا تو اُدھر اپنی بہن کے بازو کو دیکھ، چہرے کو دیکھ، تن و بدن کو دیکھ، دشمن کے طمانچوں سے جن کا رنگ نیلا ہو چکا ہے۔

اگر تیرے مقدس سر کو نوک سنان پر سوار کر کے بازاروں، شہروں میں پھرایا گیا تو میرے سر پر مکانوں کی چھتوں سے پتھر برسائے گئے۔

اے میرے مظلوم برادر! اگر جمال نے خنجر سے تیرے ہاتھوں کو قطع کیا تو اِدھر تیرے قاتلوں نے میرے ہاتھوں میں زنجیر پہنا دیئے۔

ورودِ اہلِ بیتؑ در مدینہ

مثیر الاحزان ابن نما، ص ۱۱۲: جب امام زین العابدین علیہ السلام مدینہ کے قریب پہنچے تو سواریوں سے اُتر پڑے اور سب پیدل ہو گئے اور خیمے لگا دیئے۔

Presented by Ziaraat.Com

اہلِ بیتؑ کا ساربانوں کا شکریہ ادا کرنا

مقتل ابی مخنف، ص ۲۰۵: جب ساربانوں نے اہلِ بیتؑ سے واپسی کی اجازت چاہی تو اہلِ بیتؑ نے انھیں وہ تمام ساز وسامان ولباس و مال جو یزید نے انھیں دیا تھا، وہ ساربانوں کے حوالے کیا لیکن اُنھوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ انھوں نے فرمایا: ہمارے پاس اس وقت یہی مال ہے اگر مزید ہوتا تو وہ بھی پیش کرتے۔ یہ لے لو، خداوند تعالیٰ اس میں برکت دے گا لیکن انھوں نے کہا: ہم نے آپ کی جو خدمت کی ہے یہ خدا کے لیے کی ہے۔ یہ آپ پر احسان نہیں، ہاں البتہ مدینہ سے شام کا راستہ طولانی ہے۔ اب یہ پانی کی مشکیں آپ کے کام کی نہیں ہیں، یہ ہمیں بخش دیں۔ اہلِ بیتؑ نے مشکیں ان کے حوالے کر دیں۔ اُن لوگوں نے اہلِ بیتؑ کو الوداع کیا اور رخصت ہو گئے۔

نعمان بن بشیر سے اہلِ بیتؑ کا شکریہ

ناسخ، ج ۳، ص ۱۷۷: جنابِ فاطمہ بنت امام علی ابن ابی طالبؑ نے جنابِ عقیلہ ہاشم زینبؑ عالیہ کے حضور عرض کیا: آپؑ جانتی ہیں نعمان بن بشیر ہمارے قافلے کا نگران رہا ہے۔ اس نے اس طویل راستے میں ہمارا ہر طرح کا خیال رکھا۔ ہمیں کوئی تکلیف نہ دی۔ ہمیں چاہیے کہ اُس کو اس کام کا وہ عظیم الشان صلہ عطا کریں، جو اُس کی خوشنودی کا باعث بنے۔

جنابِ زینبؑ عالیہ نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے لیکن آپ کو معلوم ہے، اس وقت ہمارے پاس کوئی مال نہیں، البتہ یہ طلائی زیورات ہیں، گلوبند ہیں اور خلخال ہیں، یہ ان کی طرف بھیج دیتے ہیں۔

جب یہ ہدیہ نعمان کی طرف بھیجا گیا تو اس کے ساتھ اہلِ بیتؑ نے یہ پیغام

Presented by Ziaraat.Com

بھی بھیجا، یہ معمولی سا مال ہے، جو بھیج رہے ہیں، یہ ہماری طرف سے قبول کرلو۔

جب یہ پیغام اور مال نعمان کو ملا تو اُس نے یہ کہلا بھیجا: اگر میں یہ کام اپنی دنیا کے لیے کرتا تو پھر بھی اس سے کم تر مال پر راضی ہو جاتا لیکن میں نے جو خدمت آپ کی کی ہے یہ صرف پیغمبر گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کی ہے۔ اُس نے وہ تمام اشیا واپس کر دیں اور خود مدینہ سے واپس چلا آیا۔

صاحب ریاض القدس، ج ۲، ص ۳۶۲ نے فصول المہمہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ نعمان بن بشیر نے وہ ہدیہ قبول نہ کیا اور عرض کیا: اس خدمت کا عوض بروز قیامت میری شفاعت فرمایئے گا۔

اہلِ مدینہ کے لیے واپسی اہلِ بیتؑ کی منادی[1]

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے اہلِ بیت عظامؑ کو ایک خیمہ میں بٹھایا اور آپؑ دوسرے خیمہ میں تشریف لائے۔ وہاں بشیر بن جذلم (حذلم) کو بلایا اور فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ اَبَاكَ لَقَدْ كَانَ شَاعِرًا فَهَلْ تَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ مِنْهُ

"اے بشیر! تیرے والد ایک شاعر تھے کیا تم بھی شاعری کرسکتے ہو؟"

اُس نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: مدینہ جاؤ اور اُنھیں امام حسینؑ کی شہادت اور اہلِ بیتؑ کی آمد کی خبر دو۔ بشیر مدینہ آیا اور روضۂ رسولؐ پر پہنچا۔ اُس نے مدینہ پہنچنے پر سب سے پہلا کام یہی کیا، باآواز بلند گریہ کیا اور آواز دی:

يَا اَهْلَ يَثْرَبَ لَا مَقَامَ لَكُمْ بِهَا   قُتِلَ الْحُسَيْنُ فَاَدْمُعِيْ مِدْرَارٌ

اَلْجِسْمُ مِنْهُ بِكَرْبَلَا مُضَرَّجٌ   وَالرَّاْسُ مِنْهُ عَلَى الْقَنَاةِ يُدَارُ

---

① مثیر الاحزان، ص ۱۱۲۔ تاریخ، جلد ۳، ص ۱۸۲

Presented by Ziaraat.Com

''اے مدینہ والو! چھوڑو مدینہ کو، اب مدینہ میں کیا بچا ہے؟
مدینہ ویران ہوگیا ہے، مدینہ کے سردار حسینؑ کربلا میں مارے
گئے ہیں۔ اس وجہ سے میری آنکھوں سے سیلاب اشک جاری
ہے۔ ان کا جسم شریف زمینِ کربلا میں خاک وخون میں غلطان
بے گور وکفن چھوڑ دیا گیا اور اُن کے مبارک سر کو شہر و دیار میں
پھرایا گیا''۔

پھر کہا: امام زین العابدین علیہ السلام مدینہ سے باہر نزولِ اجلال فرما چکے ہیں۔ میں ان کا قاصد ہوں، تمہاری طرف آیا ہوں، تمہیں بتاؤں کہ امامؑ کہاں اس وقت تشریف فرما ہیں؟

جب لوگوں نے سنا جہاں تھے، جیسے تھے، جس طرح تھے، جس حالت میں تھے، زن و مرد سب نوحہ و آہ و زاری کرتے دوڑ پڑے۔ مدینہ کی تاریخ میں اس طرح کا نوحہ و نالہ آج تک نہیں سنا گیا تھا۔ مدینہ کی تمام گلیاں نفوس سے بھر گئیں۔ ہر شخص بیمار ومظلوم امامؑ تک پہنچنا چاہتا تھا۔ (مثیر الاحزان، ص۱۱۲ و ناسخ، ج ۳، ص۱۸۲)

بشیر کہتا ہے: میں نے ایک کنیز کو دیکھا جو امام حسین علیہ السلام پر نوحہ کر رہی تھی:

نعی سیدی ناع نعاہ فاوجعا وامرضنی ناع نعاہ فافجعا
فعینی جوداً بالدموع واسکبا وجوداً بدمع بعد دمعکما معا
علی من دھی عرش الجلیل فزعزعا فأصبح صار المجد والدین اجدعا

''منادی نے ندا بلند کی: جس نے میرے دل کو زخمی کر دیا۔
وہ ندا تیری شہادت کی تھی۔ جس نے میری کائنات لوٹ لی۔
میں کیا کہوں اب مجھ پر کیا گزری ہے۔ اب میری آنکھوں سے
آنسوؤں کے سیلاب بہہ رہے ہیں۔ اے میری آنکھو! جتنا

Presented by Ziaraat.Com

ہو سکتا ہے شاہِ شہیداں پر آنسو بہاؤ۔
اس کے ماتم سے عرشِ الٰہی بھی ہل گیا۔ اس کے غم و الم نے
اسلام اور تمام اہلِ اسلام کو ہمیشہ کے لیے مغموم و محزون کر دیا۔
وہ فرزند رسولؐ اللہ ہیں اور رسولؐ اللہ کے وصی کے فرزند ہیں۔
اب وہ ہمیشہ کے لیے ہم سے بہت دُور چلے گئے ہیں"۔

بشیر روایت کرتا ہے: مَیں مدینہ سے واپس امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس پہنچا تو اُس وقت آپؑ خیمہ سے باہر تشریف فرما تھے۔ آپؑ کے ہاتھ میں رومال تھا۔ آپؑ کی آنکھیں برس رہی تھیں۔ آپؑ بار بار رومال سے اپنے آنسو صاف فرماتے۔ ایک خادم آپؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اُسی نے ایک کرسی اندر سے اُٹھائی اور باہر لا کر رکھ دی۔ آپؑ کرسی پر تشریف لائے اور آپؑ پر گریہ مسلسل غالب تھا۔ آپؑ بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ مدینہ والے برابر تعزیت و تسلیت کر رہے تھے۔ آپؑ کی دلداری کر رہے تھے لیکن آپؑ کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔ آخر آپؑ نے سانس لیا اور اشارہ فرمایا کہ خاموش ہو جاؤ۔ ہر طرف خاموشی ہو گئی۔ (لہوف مترجم، ص ۱۹۸، ناسخ، ج ۳، ص ۱۸۳)

جلاء العیون، ص ۲۲۲: بشیر بن جذلم آپؑ کے رفقا میں سے تھے۔ انھوں نے کہا: جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو امام زین العابدینؑ نے ایک مناسب مقام پر نزولِ اجلال فرمایا۔ خیمے لگائے گئے اور اہلِ حرم کے پردے کا انتظام کیا گیا۔

آپؑ نے فرمایا: اے بشیر! خدا تمہارے والد پر رحمت فرمائے وہ تو ایک شاعر تھے، کیا آپ بھی شاعر ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا: مدینہ جاؤ اور سید الشہداؑ پر چند مراثی کہو، ان کی شہادت کی خبر دو اور ہماری آمد کی اطلاع دو۔

میں گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ آیا اور روضۂ رسولؐ اللہ پر صدائے گریہ بلند کی اور

Presented by Ziaraat.Com

چند جاں سوز اشعار پڑھے۔(اشعار کا ذکر گزشتہ صفحہ پر موجود ہے)

پھر میں نے فریاد بلند کی: اے اہلِ مدینہ! امام علیؑ بن الحسینؑ اپنی پھوپھیوں، بہنوں اور بقیہ اہلِ بیتؑ کے ساتھ مدینہ کے باہر تشریف فرما ہیں۔ میں ان کی طرف سے تمہیں اطلاع دینے کے لیے آیا ہوں۔

جب میری یہ صدا اہلِ مدینہ نے سنی تو تمام اہلِ مدینہ مرد و زن بنوہاشم و انصار و مہاجرین اپنے گھروں سے برہنہ پا و سر نکلے۔ اپنے چہروں پر طمانچے مار رہے تھے، صدائے نوحہ وزاری بلند کر رہے تھے۔ مدینہ میں قیامت برپا تھی۔ ایسا دلخراش و جاں سوز ماتمی منظر میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ تمام لوگ دوڑ دوڑ کر میرے اردگرد جمع ہو رہے تھے اور کہہ رہے تھے: اے منادی کرنے والے! تم نے ہمارے سینوں پر زخم لگا دیے، کون ہے تو؟ کہاں سے آیا ہے؟

میں نے کہا: میں بشیر بن جذلم ہوں۔ میرے آقا امام زین العابدین علیہ السلام نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ امامؑ اپنے اہلِ بیتؑ کے ساتھ فلاں مقام پر تشریف فرما ہیں۔

جب لوگوں نے سنا تو پریشان بال برہنہ سر و پا، گریہ و نالہ ان کی طرف دوڑے۔ میں اُن کی طرف دوڑا۔ میں نے جتنا بھی اپنا گھوڑا تیز دوڑایا کہ اُن کے پہنچنے سے قبل میں امامؑ تک پہنچ جاؤں لیکن اہلِ مدینہ نے تمام گلی کوچوں کو اپنے ہجوم سے بھر دیا۔ اب اس ہجوم کو عبور کرنا ایک مشکل مسئلہ تھا۔ آخر جب میں اہلِ بیتؑ تک پہنچا تو دیکھا: امام زین العابدین علیہ السلام کرسی پر تشریف فرما تھے۔ آپؑ کی آنکھیں اس قدر آنسو برسا رہی تھیں جس طرح ساون کا بادل برستا ہے۔ آپؑ کے ہاتھ میں رومال تھا جس سے بار بار اپنے آنسو خشک فرماتے تھے۔ آپؑ کے اردگرد ہر طرف سے نوحہ و گریہ کی دلخراش آوازیں آسمان سے ٹکرا رہی تھیں۔ نالہ و شیون کا اس قدر شور تھا کہ

Presented by Ziaraat.Com

کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ لوگ آ رہے تھے اور تعزیت کر رہے تھے اور واحسیناہ کی آوازیں بلند کرتے تھے۔ یہ سیلاب اشک اتنا بلند ہوا کہ ملاء اعلیٰ تک جا پہنچا۔ اُدھر ملاء اعلیٰ کی مخلوق کے آنسو سیلاب بن کر زمین کو جل تھل کیے ہوئے تھے۔ آخر امامؑ نے اپنے گریہ کو ضبط کرتے ہوئے لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ وہ خاموش ہوں۔ لوگ خاموش ہوئے تو آپؑ نے انھیں خطاب فرمایا:

خطبہ امام سجاد علیہ السلام

مثیر الاحزان، ص ۱۱۳، لواعج الاشجان، ص ۱۴۳، مقتل مقرم، ص ۴۸۶، ناسخ، ج ۳، ص ۱۸۵، جلاء العیون، ص ۶۴۳، لہوف مترجم، ص ۲۰۰۔ بقول ناسخ آپؑ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ، اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ، بَارِيِ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِيْنَ ، اَلَّذِي بَعُدَ فَارْتَفَعَ فِي السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى، وَقَرُبَ فَشَهِدَ النَّجْوٰى، نَحْمَدُهٗ عَلٰى عَظَائِمِ الْاُمُوْرِ ، وَفَجَائِعِ الدُّهُوْرِ، وَاَلَمِ الْفَجَائِعِ، وَمَضَاضَةِ اللَّوَاذِعِ، وَجَلِيْلِ الرُّزْءِ، وَعَظِيْمِ الْمَصَائِبِ الْفَاظِعَةِ الْكَاظَّةِ الْفَادِحَةِ الْجَائِحَةِ، اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ وَلَهُ الْحَمْدُ، اِبْتَلَانَا بِمَصَائِبَ جَلِيْلَةٍ، وَثُلْمَةٍ فِي الْاِسْلَامِ عَظِيْمَةٍ، قُتِلَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَعِتْرَتُهٗ، وَسُبِيَ نِسَائُهٗ وَصِبْيَتُهٗ، وَدَارُوْا بِرَاْسِهٖ فِي الْبُلْدَانِ مِنْ فَوْقِ عَامِلِ السِّنَانِ، وَهٰذِهِ الرَّزِيَّةُ الَّتِي لَامِثْلَهَا رَزِيَّةٌ ، اَيُّهَا النَّاسُ فَاَيُّ رِجَالَاتٍ مِنْكُمْ يَسُرُّوْنَ بَعْدَ قَتْلِهٖ، اَمْ اَيَّةُ عَيْنٍ تَحْبِسُ دَمْعَهَا، وَتَضِنُّ عَنْ اِنْهِمَالِهَا، فَلَقَدْ بَكَتِ السَّبْعُ

Presented by Ziaraat.Com

الشِدَادُ لِقَتْلِهٖ، وَبَكَتِ البِحَارُ بِاَمْوَاجِهَا، وَالسَّمٰوٰتُ بِاَرْكَانِهَا، وَالْاَرْضُ بِاَرْجَائِهَا، وَالْاَشْجَارُ بِاَغْصَانِهَا، وَالحِيْتَانُ وَلُجَجُ البِحَارِ، وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ، وَاَهْلُ السَّمٰوٰتِ اَجْمَعُوْنَ اَيُّهَا النَّاس اَیُّ قَلْبٍ لَا يَنْصَدِعُ لِقَتْلِهٖ، اَمْ فُؤَادٍ لَا يَحِنُّ اِلَيْهِ، اَمْ اَیُّ سَمْعٍ يَسْمَعُ هٰذِهِ الثُّلْمَةَ الَّتِي ثُلِمَتْ فِي الْاِسْلَامِ،

اَيُّهَا النَّاس اَصْبَحْنَا مَطْرُوْدِيْنَ، مُشَرَّدِيْنَ، مَذُوْدِيْنَ، شَاسِعِيْنَ عَنِ الْاَمْصَارِ، كَاَنَّا اَوْلَادُ تُرْكٍ وَكَابُلٍ مِنْ غَيْرِ جُرْمٍ اِجْتَرَمْنَاهُ، وَلَا مَكْرُوْهٍ اِرْتَكَبْنَاهُ وَلَا ثُلْمَةٍ فِي الْاِسْلَامِ ثَلَمْنَاهَا مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي اٰبَائِنَا الْاَوَّلِيْنَ اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ، وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ النَّبِيَّ تَقَدَّمَ اِلَيْهِمْ فِي قِتَالِنَا، كَمَا تَقَدَّمَ اِلَيْهِمْ فِي الْوِصَايَةِ بِنَا، لَمَا زَادُوْا عَلٰى فَعَلُوْا بِنَا، فَاِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، مِنْ مُصِيْبَةٍ مَا اَعْظَمَهَا وَاَوْجَعَهَا، وَاَفْجَعَهَا، وَاَكَظَّهَا، وَاَفْظَعَهَا، وَاَمَرَّهَا، وَاَفْدَحَهَا فَعِنْدَ اللّٰهِ نَحْتَسِبُ فِيْمَا اَصَابَنَا، وَمَا بَلَغَ بِنَا، اِنَّهٗ عَزِيْزٌ ذُوْ اِنْتِقَامٍ

''تمام حمد وثنا اُس خداوند تعالیٰ کے لیے جو عالمین کا پروردگار ہے، جو اپنی تمام مخلوق پر رحیم و مہربان ہے، جو روزِ قیامت کا مالک ہے اور تمام مخلوق کا خالق ہے۔

وہ اتنا بلند و بالا ہے کہ انسانی فہم و ادراک اپنے مضبوط ترین اور برق رفتار پر و بال کے ساتھ اس کی کنہ معرفت کی فضاؤں میں داخل نہیں ہوسکتا اور وہ ذات اتنی قوی و توانا ہے جب انسانی دل

Presented by Ziaraat.Com

دو ماغ میں کوئی خفیہ لہر اٹھتی ہے تو وہ اُس کے نظامِ آگاہی سے بچ نہیں سکتی۔

میں خداوند تعالیٰ کی حمد وثنا کرتا ہوں کہ جس نے ہمیں مصائب کی کوہ گرانیوں سے دوچار کیا اور اِبتلا و آزمائش کی بے کرانیوں میں ڈالا۔ ایسے دردوں میں مبتلا کیا جن کی دوا نہیں۔ ایسی حیرانیوں و پریشانیوں سے آزمائش کی، جن کے سامنے انسانی کائنات بکھر کر رہ جاتی ہے۔ ایسے مصائب و آلام کے طوفانوں میں لاکھڑا کیا، جس کی انسان ترجمانی نہیں کرسکتا۔ ہم اُن مصائب و آلام سے گزرے، جن کی مثال کائنات پیش نہیں کرسکتی۔

اے احباب گرامی! تمام حمد وسپاس معبودِ برحق کے لیے ہیں۔ اس ذات نے عظیم مصائب میں رکھ کر ہماری آزمائش کی جس سے اسلام کی مضبوط ترین عمارت میں دراڑیں پڑیں۔

(اسلام کے سیّد و سردار) امام حسین علیہ السلام اور اُن کے جوانوں کو قتل کر دیا گیا اور اُن کی خواتین اور بچوں کو قیدی بنایا گیا۔ شہدا کے سروں کو نوکِ سنان پر نصب کر کے شہر بہ شہر پھرایا گیا۔ یہ وہ مصائب واحزان ہیں، جو اپنی مثال آپ ہیں۔

اے لوگو! ان جاں سوز مصائب کے مشاہدہ کے بعد کون سا دل ہے، جس کے لیے کوئی خوشی باقی رہ گئی ہو۔ اور وہ کون سی آنکھ ہے، جو اس غم اندوز واقعہ کے سننے کے بعد آنسو نہ بہائے؟

میرے بابا مظلوم کی دردناک شہادت پر ساتوں آسمانوں نے

Presented by Ziaraat.Com

اپنی وسعتوں اور بلندیوں کے ساتھ گریہ و بکا کیا۔ سمندر اور دریاؤں نے اپنی تند و تیز موجوں کے ساتھ ماتم کیا۔ (میرے بابا کے مصائب پر) آسمان اپنے ارکان سمیت رویا اور زمین اپنی اطراف سمیت روئی۔

اشجار اپنی شاخوں کے ساتھ، مچھلیاں سمندروں دریاؤں کی موجوں میں، تمام ملائکہ اور تمام ساکنانِ ارض و سما اور حورعین نے اپنے اپنے انداز میں گریہ کیا۔

اے لوگو! وہ کون سا دل ہے، جو اس مصیبت پر پھٹ نہ پڑے؟ اور وہ کون سا سینہ ہے، جو زخمی زخمی نہ ہو جائے؟ اور وہ کون سا کان ہے جو اس دردبھری خونی داستان سے لرزہ براندام نہ ہو۔

اے لوگو! کیا تمہیں معلوم ہے؟ ہمارے ساتھ کیا کیا گیا؟ ہمیں وطن سے بہت دُور کیا گیا۔ ہمیں ایک دوسرے سے جدا کیا گیا۔ ہمیں شہروں سے اس طرح نکالا گیا جیسے ہم اس معاشرے کے نہایت ذلیل اور گھٹیا قوم کے فرد ہیں۔ ہم نے نہ تو کوئی جرم کیا اور نہ کوئی ناپسندیدہ امر ہم سے جاری ہوا اور نہ اسلام کے کسی امر کی مخالفت کی۔ ہمارے جدامجد نے تو ہمارے اکرام واحترام کی وصیت فرمائی تھی۔ اگر وہ ان لوگوں کو ہمارے قتل کی سفارش کرتے، بخدا یہ لوگ اس سے زیادہ ہم پر ظلم وستم کر ہی نہ سکتے تھے، جتنا اُنھوں نے ہم پر مظالم ڈھائے ہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ہم اللہ کے لیے ہیں اور اس کی طرف ہماری مراجعت ہے۔ یہ مصائب کتنے بڑے ہیں اور وہ کتنے اذیت

Presented by Ziaraat.Com

ناک و دردناک ہیں۔ ان مصائب و آلام کی تلخیاں اتنی تلخ ہیں، جس کے سامنے تلخی ہیچ ہے۔ پس ان مصائب کا عوض ہم اپنے پروردگار سے چاہتے ہیں، وہی ذات غالب بھی ہے اور صاحب انتقام بھی ہے"۔

اس دوران صوحان بن صعصعہ کے بیٹے نے معذرت کی کہ اب وہ زمین گیر ہو چکا ہے۔ اس سبب سے آپؑ کی نصرت سے محروم رہا۔ پس امامؑ نے اس کے عذر کو قبول کیا اور اس کے والد کے لیے دعا فرمائی۔

منتخب طریحی، ص ۴۹۹، تاریخ، ج ۲، ص ۱۷۹ مرثیہ اُم کلثومؑ در مدینہ

مدينة جدنا لا تقبلينا	فبا الحسرات والاحزان جئنا
الا اخبر رسول الله فينا	بانا قد فجعنا فی ابينا
وان رجالنا بالطف صرعی	بلا رؤس وقد ذبحوا البنينا
واخبر جدنا انا اسرنا	وبعد الاسر ياجدنا سبينا
ورهطك يارسولَ الله اضحوا	عرايا بالطفوف مسلبينا
وقد ذبحوا الحسين ولم يراعوا	جنابك يارسولَ الله فينا
فلو نظرت عيونك للاسارى	على اقتاب الجمال محملينا
رسولَ الله: بعد الصون صارت	عيون الناس ناظرة الينا
وكنت تحوطنا حتّى تولت	عيونك ثارت الاعداء علينا
افاطم: لو نظرت إلى السبايا	بناتك فی البلاد مشتتينا
افاطم: لو نظرت الى الحيارى	ولو ابصرت زين العابدينا
افاطم: لو رأيت بنا سهارى	ومن سهر الليالى قد عمينا
افاطم ما لقيت من عداك	ولا قيراط مما قد لقينا

Presented by Ziaraat.Com

فلو دامت حياتك لم تزل | الى يوم القيامة تندبينا
وعرج بالبقيع وقف و ناد | ابن حبيب رب العالمينا
وقل ياعم يا الحسن المزكى | عيال اخيك اضحوا ضائعينا
أيا عماه: ان اخاك اضحى | بعيداً عنك بالرمضا رهينا
بلا رأس تنوح عليه جهراً | طيور والوحوش الموحشينا
ولو عاينت يامولاى ساقوا | حريماً لا يجدن لهم معينا
على متن النياق بلاوطاء | وشاهدت العيال مكشفينا
مدينة جدنا: لا تقبلينا | فبا لحسرات والاحزان جئنا
خرجنا منك بالاهلين جمعاً | رجعنا لا رجال ولا بنينا
وكنا في الخروج بجمع شمل | رجعنا خاسرين مسلبينا
وكنا في امان الله جهراً | رجعنا بالقطيعة خائفينا
ومولينا الحسين لنا انيس | رجعنا والحسين به رهينا
فنحن الضائعات بلاكفيل | ونحن النائحات على اخينا
ونحن السائرات على المطايا | نشال على جمال المبغضينا
ونحن بنات ياسين وطاها | ونحن الباكيات على ابينا
ونحن الطاهرات بلاخفاء | ونحن المخلصون المصطفونا
ونحن الصابرات على البلايا | ونحن الصادقون الناصحونا
الا ياجدنا: قتلوا حسينا | ولا يرعوا جناب الله فينا
الا ياجدنا: بلغت عدانا | مناها واشتفى الاعداء فينا
لقد هتكوا النساء وحملوها | على الاقتاب قهراً اجمعينا
وزينب اخرجوها من خباها | وفاطم واله تبدى الانينا

Presented by Ziaraat.Com

سکینۃ تشتکی من حر و جد ۔۔۔ تنادی الغوث رب العالمینا
وزین العابدینا بقید ذل ۔۔۔ ورامو قتله اهل الخئونا
فبعدهم علی الدنیا تراب ۔۔۔ فکأس الموت فیها قد سقینا
وهذی قصتی مع شرح حالی ۔۔۔ الا یاسامعون ابکوا علینا

”اے ہمارے ناناؐ کے شہر! ہم استقبال کے لائق نہیں، ہمارا استقبال نہ کر۔ سفر سے لوٹنے والے اپنے شہر والوں کے لیے خوشی و مسرت کے سامانِ لاتے ہیں۔ ہم تو غم و آلام کی کوہ گرانیوں کے ساتھ آئے ہیں۔

ہمارے نانا رسولؐ اللہ کو ہماری خبر دیجیے۔ اے نانا جانؐ! ہم ہر طرف سے ماتم و مصائب میں رہی ہیں۔ دشمن ہمارے باباؑ کو دشنام دیتے تھے اور جن کو ہم سنتی تھیں اور روتی تھیں۔

اے نانا جانؐ! ہمارے جوانوں کو میدانِ کربلا میں خاک و خون میں غلطاں کر دیا گیا۔ ہمارے بیٹوں کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا اور ان کے ابدان سے سروں کو جدا کر دیا گیا۔

ہمارے ناناؐ بزرگوار کو یہ بھی بتایئے ہمارے مردوں کے قتل کے بعد ہمیں قیدی بنا لیا گیا۔ پھر قیدی بنا کر ہمیں شہر و دیار میں پھرایا گیا۔

یارسولؐ اللہ! تو تو اللہ کا رسول ہے، تو تو کائنات کی عزت و عظمت ہے۔ ان ظالموں نے تیرے اہلِ بیتؑ کو قتل کرنے کے بعد اُن کے ابدان کو لوٹ لیا، اُنھیں بے گور و کفن خاک و خون میں غلطاں کربلا کے صحرا میں چھوڑ دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

اے نانا جانؐ! تیری رسالت کی قسم! تیری اُمت کے ان درندوں نے تیرا حیا بھی نہیں کیا۔ اگر انھیں تیرا حیا ہوتا تو تیرے حسینؑ کو جو تیری گود کا پالا تھا، جس کو تو اپنے شانوں پر سوار کرتا تھا وہ لوگ اس طرح بے دردی سے تین دن کا پیاسا قتل نہ کرتے لیکن انھوں نے تیرے حبیب، تیری آنکھوں کی ٹھنڈک کو ذبح کر ڈالا حالانکہ وہ جانتے تھے، حسینؑ تیرا نواسہ ہے۔

نانا جانؐ! تو رب العالمین کا حبیب اور اُس کا پیغمبرؐ ہے، تیرا اکرام و احترام تو پوری کائنات پر واجب ہے۔ تو نے تو کائنات کے ہر فرد کو اس کے حقوق عطا کیے ہیں لیکن تیری اُمت نے تیرے حقوق کی تو کوئی رعایت بھی نہ کی۔ اے کاش! تیری مبارک آنکھیں اپنی بیٹیوں کو رسن بستہ دیکھتیں! جب وہ بے کجاوہ اُونٹوں پر سوار کی گئیں اور اُنھیں درباروں، بازاروں میں پھرایا گیا۔ خدا جانے آپؐ پر کیا گزرتی؟

یارسولؐ اللہ! ان ظالموں نے ہمارے خیام کو لوٹا، ہمارے سروں سے چادریں چھینیں، ہمیں بے پردہ کیا، پھر تیری بیٹیاں ہزاروں کے ہجوم میں پھرائی گئیں۔ پھر یہ تیرے اُمتی ہماری طرف دیکھتے تھے حالانکہ تو نے اُمت کی بیٹیوں کو پردہ دیا لیکن اُمت نے تیری بیٹیوں کو بے پردہ کو دیا۔ تو نے ہمارا تعارف کرایا تھا: اے لوگو! میری بیٹیاں عصمت و طہارت کی شہزادیاں ہیں لیکن دشمنوں نے ہمیں شہر بہ شہر پھرایا۔

شہزادی نے بھرپور انداز میں اپنے دل کے ارمان اپنے نانا کو

Presented by Ziaraat.Com

خطاب کر کے نکالے۔ پھر اپنے خطاب کا رُخ اپنی والدہ کی طرف کیا۔ حفظِ مراتب ہی دراصل تہذیب آلِ محمدؐ ہے۔ پہلے اپنے نانا کو خطاب کیا، پھر اپنی اماں کو خطاب کیا۔

شہزادی نے فرمایا: اے اماں جان! تو کربلا و کوفہ و شام میں ہوتی اور اپنی قیدی بیٹیوں کو دیکھتی کہ نانا کی اُمت نے کیسا سلوک کیا۔ ہمیں سر ننگے درباروں، بازاروں میں پھرایا گیا۔

اماں جانؑ! کاش تو ہماری حیرانیوں و پریشانیوں کو دیکھتی، جب ہر طرف بدترین دشمنوں نے ہمیں گھیر لیا تھا۔ ہم اپنے مردوں کا ماتم کرتی تھیں، ہم نوحہ و گریہ کرتی تھیں۔ ظالم ہمیں نوکِ سنان سے خاموش کرتے تھے۔

اماں جانؑ! تو اپنے فرزند زین العابدین علیہ السلام کو دیکھتیں وہ علیل ہو چکے تھے۔ وہ نحیف و نزار ہو چکے تھے، انہیں زنجیر پہنائے گئے، انہیں بھی بے کجاوہ اُونٹ پر سوار کیا گیا۔ جب وہ اپنی بیماری کی وجہ سے اُونٹ پر بیٹھنے کے قابل نہ رہے تو رسیوں سے اُنھیں اُونٹ سے جکڑ دیا گیا، پھر اُونٹ کو دوڑایا جاتا تھا۔

اے اماں جانؑ! تیری بیٹی تجھے اپنے کون کون سے درد سنائے۔ کوئی ایک دو ہوں تو اُن کا سنانا آسان ہے۔ جب درد کی داستان طویل ہو تو اُسے کس طرح سنایا جائے۔

اے اماں جانؑ! تیری بیٹیوں کی بینائی نہ ہونے کے برابر باقی ہے۔ اماں جانؑ! جب کربلا میں ہماری کائنات لُٹی اور ہمارا کچھ نہ بچا، ہماری حیات میں سوائے رونے دھونے اور گریہ آہ و

Presented by Ziaraat.Com

زاری کے کچھ باقی نہ رہا۔ ہم رات دن بدترین دشمنوں کے نرغہ میں تھیں، سکون و آرام عنقا ہو چکا تھا۔ اس دوران ہماری نیندیں اُڑ گئی تھیں۔ ایک تو کثرت کے ساتھ گریہ کی وجہ سے اور دوسرے جاگنے کی وجہ سے اب ہمیں کچھ سجھائی نہیں دیتا۔

اماں جانؑ! ٹھیک ہے اس اُمت کے لوگوں نے تجھے خوب درد دیئے۔ تجھے تیرے بابا کے وصال کے بعد سکون سے نہ رہنے دیا۔ تیرا حق لوٹا، تیرے دروازے پر لکڑیاں لائے، تیرا دروازہ گرایا گیا۔ تیرا پہلو زخمی کیا، محسنؑ شہید ہوئے، تیرے نزدیک یہ بہت بڑے مصائب تھے جس کی بنا پر تو یہ مرثیہ کہتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئی۔

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

لیکن تیرے ان دشمنوں نے جو مظالم ہم پر توڑے اُن کے مقابلے میں تیرے مصائب ذرہ برابر بھی نہیں۔

کاش تو اس دنیا میں ہوتی اور قیامت تک تمھیں زندگی مل جاتی تو قیامت کے سورج کو طلوع ہونے تک شبانہ روز ہم پر ندبہ کرتی۔

شہزادی رسولؑ نے اپنی والدہ ماجدہ کو اپنے احوال سنا کر اپنے خطاب کا رُخ اپنے چچا بزرگوار جناب امام حسن علیہ السلام کی طرف کیا اور فرمایا:

اے خبر دینے والے! جا جنت البقیع میں چلا جا، وہاں رب

Presented by Ziaraat.Com

العالمین کے حبیبؐ کے حبیب نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں وہاں آواز بلند کر اور پکار کر کہہ:

اے چچا بزرگوار! اے زہراؑ کے لاڈلے! تیرے اہلِ بیتؑ تو واپس آگئے ہیں لیکن تیرے ماں جائے، تیرے برادر عزیز، مظلوم حسینؑ واپس نہیں آئے۔

اے چچا جان! تیرے پیارے بھائی کو دشتِ کربلا میں بے دردی کے ساتھ ذبح کر دیا گیا۔ اُن کے جسمِ مبارک سے سر کو جدا کر دیا گیا اور اُنھیں خاک و خون میں غلطاں کیا گیا۔ اُن پر پرندوں نے فضاؤں میں اور وحشی حیوانوں نے جنگلوں میں ماتم کیا۔

اے میرے چچا! اے میرے آقا! رسولؐ اللہ کی بہو بیٹیاں تن تنہا رہ گئی تھیں۔ سارے ناصر و مددگار مارے گئے تھے۔ رسن بستہ بے کجاوہ اُونٹوں پر سوار کی گئی تھیں۔

اے چچا جان! تیرا بھائی تجھ سے بہت دُور کربلا کے گرم ٹیلوں میں دفن ہو چکا ہے۔

اے چچا! تیرے برادر عزیز کا مبارک سر اُن کے بدن سے قطع کر لیا گیا تھا۔ ان کی مظلومیت پر پرندے اور وحشی جانوروں نے نوحہ و ندبہ کیا۔

اے چچا جان! ہمیں ان ظالموں نے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام اس طرح سفر میں چلایا جس طرح چوپاؤں کو چلایا جاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اتنے لمبے، طولانی اور مشکل ترین سفر میں اپنے نبیؐ کی بیٹیوں کو بے کجاوہ اُونٹوں پر سوار کیا۔ اے چچا جان! ہمارے سروں پر چادریں نہیں تھیں۔

اے ہمارے ناناؐ کے شہر! ہمیں قبول نہ کر۔ ہم اب تیری فضاؤں میں اپنے پیاروں کے بغیر کس طرح شبانہ روز زندگی بسر کریں گے۔ اب جب واپس آئے ہیں تو سوائے حزن و اَلم کے ہمارے پاس کیا رکھا ہے؟ جب ہم نے تمھیں الوداع کیا تھا تو اُس وقت ہمارے تمام جوان اور بچے سب خیریت کے دامن کے ساتھ وابستہ تھے۔ اب جب واپس آئے ہیں تو ہمارے ساتھ یہاں سے جانے والے واپس نہیں آئے۔

جب ہم نے یہاں سے خروج کیا تھا تو ہمارا کنبہ وقبیلہ ہر آفت و مصیبت سے محفوظ تھا۔ اب جب واپس آئے ہیں تو ہر غم و اَلم کو لے کر آئے ہیں۔

اُس وقت ہم سب اللہ تعالیٰ کی امان میں تھے، اب جب واپس آئے ہیں تو خوف زدہ واپس آئے ہیں۔

ہمارے آقا ہمارے سردار حسینؑ، جو ہماری حیات اور ہماری کائنات تھے، انھوں نے دشت کربلا میں ڈیرے ڈال دیے اور وہ ہمیشہ کے لیے وہاں کے ہو کر رہ گئے۔ ہم اکیلے واپس آگئے ہیں۔ ہمارا سب کچھ لُٹ گیا۔ ہمارا کچھ بھی باقی نہ رہا۔ اس طولانی سفر میں ہم اپنے بھائیوں پر نوحہ و ندبہ کرتی رہی ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

ہمیں سواریوں پر اس طرح سوار کیا گیا، جس طرح غلاموں اور کنیزوں کو سوار کیا جاتا ہے۔ کینہ پرور دشمن ان تمام منازل میں ہمارے ساتھ رہا۔

ہم تو یٰسین وطٰہٰ کی بیٹیاں ہیں۔ ہم اب ہمیشہ اپنے پیاروں پر روتی رہیں گی۔ آیت تطہیر تو ہمارے گھر میں نازل ہوئی۔ ہم ہی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیتؑ ہیں۔

پیغمبرؐ خدا کی تربیت تھی، جس تربیت کی بنیاد پر ہم نے ان عظیم مصائب کو برداشت کیا ورنہ کوئی اور ہوتا تو مر جاتا۔ مصائب و آلام پر صبر ہماری صداقت کی دلیل ہے۔ ہم نے ہمیشہ زمانے کو حق وحقیقت کی نصیحت کی۔

اے نانا جانؐ! یہ لوگ کتنے بے حیا و بے ضمیر ہیں۔ انھوں نے تیرا حیا بھی نہیں کیا حالانکہ تم تو ان کے محسن تھے۔ تم نے انھیں زندگی بخشی تھی۔ تیرے حسینؑ کو بھوکا پیاسا ذبح کر دیا۔ انھیں ذرا بھر بھی رحم نہ آیا۔

اے نانا بزرگوار! ان ستم کاروں نے ہم پر اپنی دل کی بھڑاس نکالی۔ جو جو مظالم ہم پر کر سکتے تھے انھوں نے ان کے کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اسی طرح انھوں نے اپنے دلوں کو ٹھنڈا کیا۔ ان درندوں نے مخدراتِ عصمت و طہارت کی شہزادیوں کو برہنہ سر دیار وامصار پھرایا۔ ایسے محملوں پر سوار کیا جو بے پالان اور بے کجاوہ تھے۔

تیری عزت وعظمت والی بیٹی عقیلہ قریش ثانی زہراؑ اور فاطمہؑ دختر

Presented by Ziaraat.Com

سید الشہداؑ اور اہلِ بیتؑ کی دوسری خواتین کی چادریں لوٹ کر اُن کے خیام کو آگ لگا دی۔ پھر یہ تمام بیبیاں آہ و فغاں برپا کرتی تھیں، ان کی مدد کرنے والا کوئی نہ تھا۔

اے نانا! حسینؑ مظلوم کی صغیرہ بچی سکینہؑ روتی تھی، چلاتی تھی اور فریادیں بلند کرتی تھی اور عالمین پروردگار کے حضور استغاثے بلند کرتی تھی لیکن کوئی سننے والا نہ تھا۔ سب تماشائی تھے۔

تیرا فرزند عابد بیمار زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا۔ وہ ہمارا آخری سہارا تھا۔ ہم اُس کے ساتھ زندہ تھیں، درندہ صفت دشمن نے چاہا اُسے بھی قتل کر دیا جائے۔

اب اس دنیا پر خاک! ہمارا کیا بچا ہے۔ ہر طرف ویرانی پھیل چکی ہے۔ ہمارے جوانوں اور بچوں کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ اب ہم ان کے ہجر و فراق میں تڑپنے کے لیے باقی ہیں۔

یہ ساری ہماری درد کی ایک نہ ختم ہونے والی خونی داستان ہے، جو میں نے آپ کے سامنے کھول کھول کر بیان کر دی ہے۔ اے سننے والو! یہ سننے کی داستان ہے، اسے سنتے بھی رہو اور ہم پر روتے بھی رہو"۔

جناب محمد بن حنفیہ کا استقبالِ اہلِ بیتؑ

صاحب ناسخ، ج ۳، ص ۱۷۸ نے کہا: میں نے علمائے مقاتل کی تمام کتب کا مطالعہ کیا ہے لیکن میں نے کسی کتاب میں یہ نہیں دیکھا کہ جناب محمد بن حنفیہ اہلِ بیتؑ کے استقبال کے لیے مدینہ سے باہر تشریف لے گئے ہوں۔ لیکن علامہ محمد صالح قزوینی

Presented by Ziaraat.Com

نے اس واقعہ[1] کو اپنی کتاب مفتاح البکاء فی مصیبۃ خامس آل العباء میں بیان فرمایا ہے: جب محمد بن حنفیہ نے سنا کہ اہلِ بیتؑ مدینہ سے باہر تشریف فرما ہیں تو بڑی سُرعت کے ساتھ اپنے گھر سے باہر نکلے۔ جب آپ کی نگاہ سیاہ علموں پر پڑی تو گھوڑے سے اُتر پڑے لیکن جونہی اترے غش کھا کر زمین پر گر گئے۔ اس دوران امام سجاد علیہ السلام کے حضور کسی نے عرض کیا: اُدھر دیکھو آپ کے چچا زمین پر گرے ہوئے ہیں، شاید وہ اس دنیا سے رخصت ہونے کے قریب ہیں۔ جب آپ نے سنا تو فوراً ان کے قریب آئے اور اُن کا سر اپنی گود میں رکھا۔ جب ہوش میں آئے تو اپنے بھتیجے پر نگاہ پڑی تو ایک دردناک آہ کھینچی اور فرمایا:

يَا ابْنَ اَخِيْ اَيْنَ اَخِيْ؟ اَيْنَ قُرَّةُ عَيْنِيْ؟ اَيْنَ ثَمَرَةُ فُؤَادِيْ؟ اَيْنَ خَلِيْفَةُ اَبِيْ؟ اَيْنَ الْحُسَيْنُ اَخِيْ؟

"اے بھتیجے! میرا بھائی کہاں ہے؟ میری آنکھوں کا نور کہاں ہے؟ میرے دل کا میوہ کہاں ہے؟ میرے بابا کا خلیفہ کہاں ہے؟ میرے برادر حسینؑ کہاں ہیں؟"

جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے رو کر فرمایا:

يَا عَمَّاهُ! اَتَيْتُكَ يَتِيْمًا! قَتَلُوْا رِجَالَنَا وَاَسَرُوْا نِسَاءَنَا
يَالَيْتَ كُنْتَ حَاضِرًا حتى تَرَا اَخِيْكَ يَسْتَغِيْثُ فَلَا يُغَاثُ
وَكَيْفَ يَسْتَعِيْنُ فَلَا يُعَانُ وَقَتَلُوْهُ عَطْشَانًا وَكُلُّ
حَيَوَانَاتٍ رَيَّانُ

"اے چچا جان! میں یتیم واپس آیا ہوں۔ اُن ظالموں نے

---

① مفتاح البکاء کے مؤلف حاج مولی محمد صالح بن آقا محمد برغانی قزوینی ہیں جو کربلا میں ۱۲۸۳ھ کو فوت ہوئے اور وہ شہید ثالث حاج مولی محمد تقی کے برادر ہیں۔ علامہ سپہر کی وفات ۲۷ ربیع الثانی ۱۲۹۷ھ بیان کی گئی ہے۔ (الذریعہ، ج۲۱، ص۳۲۱)

Presented by Ziaraat.Com

ہمارے سارے مردوں کو قتل کر دیا اور خواتین کو اسیر بنایا۔
اے چچا جان! کاش آپ میدانِ کربلا میں ہوتے، تمہارے
برادر بار بار استغاثے بلند کرتے تھے لیکن کوئی ان کی نصرت
کرنے والا نہ تھا۔ اے چچا! وہ نصرت کے آوازے بلند کر رہے
تھے لیکن کسی نے اُن کی نصرت نہ کی۔ میرے بابا پیاسے ذبح
کیے گئے حالانکہ فرات پر تمام حیوانات سیراب ہو رہے تھے"۔

یہ سن کر محمد حنفیہ کی چیخ بلند ہوئی۔ پھر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو پوچھا: اے بھتیجے! تم پر کیا گزری؟ امام سجاد علیہ السلام نے اپنا حال بیان کیا۔ محمد حنفیہ روتے بھی رہے اور سنتے بھی رہے۔

ابو مخنف کی روایت

ناسخ، ج ۳، ص ۱۷۷: ابو مخنف نے روایت کی ہے۔ جب حضرت امام سجادؑ اپنے چچا محمد حنفیہ کے گھر سید الشہداؑ کی شہادت کی خبر دینے تشریف لے گئے۔ جب حضرت محمد حنفیہ نے حالات سنے تو اتنا روئے کہ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو اپنی زرہ زیب تن کی، شمشیر حمائل کی، اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ پہاڑ پر چڑھے، لوگوں نے دیکھا۔ آپ وہاں غائب ہو گئے۔ پھر آپ کو اسی زمانے میں دیکھا گیا جس زمانے مختار ثقفیؒ نے خروج کیا۔

یہ روایت حقیقت سے بعید ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مدینہ میں کہرام برپا تھا۔ ہر طرف نالہ و شیون کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اہل بیت رسولؐ مدینہ آ چکے تھے۔ لوگ تعزیت کے لیے حاضری دے رہے تھے۔ پورے مدینہ میں ایک زلزلے کی کیفیت تھی۔ اِدھر حضرت محمد حنفیہ کو اس امر کی اطلاع بھی نہ ہو اور وہ حجت خدا کے استقبال کے لیے باہر نہ نکلیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ عقلِ سلیم اس کو تسلیم نہیں کرتی۔

Presented by Ziaraat.Com

روضہ پیغمبر ﷺ پر اہلِ بیتؑ کی حاضری

تاریخ، ج۳، ص ۱۸۸: تمام اہلِ مدینہ تعزیت کے لیے مدینہ سے باہر اہلِ بیتؑ کے پاس آ چکے تھے۔ جب اہلِ بیتؑ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو سوگواروں کا ہجوم بھی اُن کے ہمراہ تھا۔ یہ تمام لوگ برہنہ سر و پا تھا۔ گریبان چاک، صدائے گریہ بلند کیے ہوئے تھے۔ جمعہ کا دن تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سرزمین مدینہ میں زلزلہ آ چکا ہے۔ یہ تمام لوگ اسی حالت میں مسجد نبویؐ میں پہنچے۔ عقیلۂ قریش ثانی زہراؑ حضرت زینبؑ نے اپنے جدِ بزرگوار حضرت رسولؐ اللہ کے روضہ پر حاضری دی اور عرض کیا:

يَا جَدَّاهُ اَنَا نَاعِيَةٌ اِلَيْكَ اَخِي الْحُسَيْن

"اے نانا جان! اے رسولؐ پروردگار! میں آپ کے لیے اپنے برادر حسینؑ کی شہادت کی خبر لائی ہوں"۔

جنابِ اُمِ کلثومؑ نے آگے بڑھ کر عرض کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَدَّاهُ اِنِّي نَاعِيَةٌ اِلَيْكَ وَلَدَكَ الْحُسَيْن صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ

"اے نانا جانؐ! آپؐ پر میرا سلام، میں تیرے فرزند حسینؑ کی شہادت کی خبر لائی ہوں"۔

روایت ہے، اس وقت رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک سے ایک دردناک آواز سنی گئی۔ پھر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے آگے بڑھ کر اپنا رخسار قبر مبارک پر رکھا اور رو کر عرض کیا:

انا جیتک یاجداہ یاخیر مرسل	حبیبک مقتول ونسلک ضائع
انا جیتک محزونا علیلا موجلا	اسیراً وما لی حامی ومدافع
سبینا کما تسبی الاماء ومسنا	من الضر مالا تحملہ الاضالع
ایا جد یا جداہ بعدک اظہرت	امیۃ فینا مکرھا والشنائع

Presented by Ziaraat.Com

"اے جد نامدار! اے تمام انبیاءؑ کے سید و سردار! اے تمام مرسلین کے سرمایۂ افتخار! یہ تیرا فرزند عابد بیمار تیرے حضور دھیمے لہجے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہے۔ تیرا حسینؑ مارا گیا ہے، تیری اولاد ذبح کر دی گئی ہے، تیری نسل ضائع کر دی گئی ہے۔

اے نانا جان! میری زبان میں قوت گویائی ختم ہو چکی ہے کہ آپؐ کے حضور کیا کہوں اور کیا نہ کہوں؟ مجھ پر غم و حزن کی آندھیاں چلیں۔ ہر طرف بیماریوں نے حملہ کیا، درد کے بادل برسے، مجھے تیری محبت کے زنجیر پہنائے گئے۔ چہار سُو دشمنوں کے گھیرے میں تھا۔ کوئی ایسا نہ تھا جو میری مدد کرتا۔

ہمیں اس طرح قید کیا گیا، جس طرح غلاموں اور کنیزوں کو قید کیا جاتا ہے۔ مصائب کی کوہ گرانیاں جو مجھ پر ٹوٹیں وہ ناقابل برداشت تھیں۔

اے نانا جان! تو عالمین کا رسول ہے لیکن اموی ہم پر چڑھ دوڑے۔ ہمارا سب کچھ ویران کر دیا۔ ان کی مکاری و عیاری نے غلبہ حاصل کر لیا، ہماری حقیقت مغلوب کر دی گئی"۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا سید الشہداؑ پر گریہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے والد گرامی حضرت امام حسین علیہ السلام پر چالیس سال تک گریہ کیا حالانکہ آپؑ دن کو روزہ رکھتے اور رات عبادت خداوندی میں صرف کرتے۔ جب افطار کا وقت ہوتا اور آپ کا خادم سامانِ افطار آپ کے سامنے حاضر کرتا اور عرض کرتا: اے میرے سردار! بسم اللہ کیجیے، تناول فرمائیں کھانا حاضر ہے۔ آپ رو کر فرماتے: میں کیسے یہ طعام

Presented by Ziaraat.Com

کھاؤں جب کہ فرزند رسولؐ اللہ بھوکے شہید کیے گئے، میں کیسے پانی پیوں جبکہ فرزند رسولؐ اللہ پیاسے شہید کیے گئے۔ آپؑ اس جملہ کا اس قدر تکرار فرماتے رہتے اور گریہ بھی اس قدر کرتے کہ آپؑ کے آنسو پانی میں مل جاتے۔ آپؑ جب تک اس دنیا میں رہے آپؑ کا یہی معمول رہا۔

آپؑ کے ایک غلام کا بیان ہے: ایک دن امام علیہ السلام بیابان کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی اُن کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ آپ ایک مقام پر آئے وہاں ایک سخت پتھر پر اپنی پیشانی رکھی۔ میں ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے صدائے گریہ بلند کی اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَعَبُّدًا وَرِقًّا ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِيْمَانًا وَتَصْدِيْقًا

پھر آپؑ نے اپنا سر سجدہ سے اُٹھایا تو میں نے آپ کے چہرۂ مبارک اور محاسن کو دیکھا جو آنسوؤں سے تر بہ تر تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا: اے میرے آقا! حالات خراب ہیں۔ اس کے علاوہ کثرت گریہ نے پہلے سے آپ کو کمزور کر دیا ہے۔ زیادہ نہ روئیں، برداشت کریں۔

آپؑ نے فرمایا: ارے! تم پر افسوس! کیا تو نہیں جانتا حضرت یعقوبؑ بن اسحاقؑ نبی تھے اور نبی زادے تھے۔ ان کے بارہ فرزند تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ان کے ایک فرزند کو اُن سے جدا کر دیا تھا حالانکہ وہ زندہ تھے، اپنے اس بیٹے کے غم میں ان کے سر کے بال سفید ہو گئے تھے۔ ان کی کمر جھک گئی۔ کثرت گریہ سے ان کی بینائی ختم ہو گئی۔ میری حالت تو یہ ہے میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بابا، اپنے بھائی اور اہلِ بیتؑ کے سترہ جوانوں کو خاک و خون میں غلطان دیکھا تو پھر میں نہ رُوؤں تو کون روئے؟

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد اس وقت تک نہ تو کسی ہاشمیہ نے اپنی آنکھوں میں سرمہ لگایا اور نہ زیب و زینت کی اور نہ ان کے چولہے جلے جب تک ابن زیاد قتل نہیں ہوا۔

سید الشہداؑ کا سرِ مبارک کہاں دفن ہے؟[1]

مثیر الاحزان میں ابن نما نے ص ۱۰۶ پر لکھا ہے: لوگوں نے اس امر میں اختلاف کیا ہے کہ سر مبارک سید الشہدا کہاں دفن ہے؟ لیکن ان تمام اقوال میں مورد اعتماد قول یہ ہے کہ سر مبارک کو کربلا واپس لایا گیا اور بدنِ اطہر کے ساتھ ملحق کیا گیا تھا۔

صاحب لہوف نے ص ۱۹۵ پر فرمایا ہے: روایت صحیح یہ ہے کہ سر مبارک کو کربلا میں بدنِ اطہر کے ساتھ دفن کیا گیا۔ طائفہ شیعہ کا عمل اسی روایت پر ہے۔

بحار، ج ۴۵، ص ۱۴۵: ہمارے علمائے امامیہ میں مشہور قول یہ ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام سر مبارک کو شام سے کربلا واپس لائے تھے اور اُسے جسدِ شریف کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

عوالم، ج ۱۷، ص ۴۵۳: علمائے امامیہ کے درمیان مشہور قول یہ ہے کہ امام علیؑ بن الحسینؑ سر مبارک کو واپس کربلائے لائے تھے اور جسدِ مبارک کے ساتھ دفن کیا تھا۔

تذکرہ سبط ابن جوزی نے پانچ قول نقل کیے ہیں: اوّل کربلا، دوسرا: مدینہ، تیسرا: دمشق، چوتھا: مسجدِ رقہ، پانچواں: قاہرہ۔ لیکن اشہر قول وہی ہے کہ کربلا میں سر کو لایا گیا اور بدنِ اطہر کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

مقتل مقرم، ص ۴۷۰: مناوی سے روایت کی ہے کہ کواکب دریہ، ج ۱، ص ۵۷

---

① مثیر الاحزان ابن نما، ص ۱۰۶۔ نفس المہموم، ص ۴۶۶۔ لہوف مترجم، ص ۱۹۵۔ بحار، ج ۴۵، ص ۱۴۴۔ محسن الابرار، ج ۲، ص ۱۰۸۔ عوالم، ج ۱۷، ص ۴۵۱۔ ناسخ، ج ۳، ص ۱۹۱۔ منتخب التواریخ، ص ۲۳۸۔ مقتل مقرم، ص ۴۶۹۔ تذکرۃ الخواص سبط، ص ۲۷۵۔ لواعج الاشجان، ص ۲۴۷

Presented by Ziaraat.Com

مثل ہے: تمام امامیہ علما کا اتفاق ہے کہ سر مبارک کربلا لایا گیا اور جسدِ مبارک کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

قولِ مشہور کے سامنے باقی اقوال کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔ ایک روایت میں ہے کہ سر مبارک حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی قبر مبارک کے ساتھ دفن ہے لیکن اس روایت کو صاحبانِ رجال نے رد کیا ہے۔ جب ابوبکر آلوسی سے سرِ مبارک کی جائے تدفین کے بارے میں سوال ہوا تو اس نے کہا:

لَا تَطْلُبُوا رَأْسَ الْحُسَيْنِ   بِشَرْقِ أَرْضٍ أَوْ بِغَرْبِ
وَدَعُوا الْجَمِيْعَ وَعَرِّجُوا   نَحْوِي فَمَشْهَدُهُ بِقَلْبِي

"سید الشہداؑ کے سر مبارک کو مشرق و مغرب میں آپ کیوں
تلاش کرتے ہیں؟ جسے سر مبارک کی تلاش ہے وہ میرے دل
کے پاس چلا آئے، سر مبارک میرے قلب میں دفن ہے"۔

حاج مہدی فلوجی حلّی نے روایت نقل کی ہے: اس نے کہا:

سَلَا تَطْلُبُوْا رَأْسَ الْحُسَيْنِ فَإِنَّهُ   لَا فِيْ حِمًى ثَاوٍ وَلَا فِيْ وَادٍ
لٰكِنَّمَا صَفْوُ الْوَلَاءِ يَدُلُّكُمْ   فِيْ أَنَّهُ الْمَقْبُوْرُ وَسْطَ فُؤَادِيْ

"سید الشہداؑ کے سر مبارک کو کسی قبر میں کسی وادی میں تلاش نہ
کرو لیکن ولایت کی صفائی تمہاری رہبری کرے گی کہ سر حسینؑ
میرے دل میں دفن ہے"۔

جن احباب کو مزید تحقیق کی ضرورت ہے وہ اسی کتاب، جلد سوم میں اوّل اربعین کے عنوان سے تفصیل موجود ہے، رجوع فرمائیں۔ اس امر میں اب مزید وقت صرف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

چند اہم باتیں

①......ابصار العین، ص ۱۲۷: جنگ کربلا میں تمام شہدا کے سرہائے مبارک اُن کے ابدان شریف سے جدا کیے گئے مگر دو شہید ایسے تھے جن کے سر بدن سے قطع نہیں کیے جاسکے تھے۔ ان دو میں سے ایک شہزادہ علی اصغرؑ ہیں۔ اُن کا سر اس لیے جدا نہیں کیا گیا تھا کہ اُن کی شہادت کے بعد حضرت امام حسینؑ نے انھیں دفن کر دیا تھا۔ دوسرے حضرت حُر بن یزید ریاحی ہیں۔ اُن کے قبیلے نے اُن کا سر بدن سے جدا نہ ہونے دیا۔

لیکن رمز المصیبۃ، ج ۳، ص ۷۵۷ میں یہ حوالہ دیا گیا ہے کہ اُن کا سر جدا ہوا تھا۔ دربار میں سید الشہداء کے سر کے بعد اُن کا سر پیش ہوا تھا۔ اس لیے پہلے قول کو قبول کرنا مشکل ہے۔

②......حضرت امام حسین علیہ السلام کے وہ اصحاب جو غیر از طالبین تھے وہ سب اکیلے آئے تھے سوائے تین نفر کے، جو اپنے عیال سمیت آئے تھے۔ ان میں سے ایک جنادہ بن حرث سلمانی، دوسر عبداللہ بن عمیر کلبی اور تیسرے مسلم بن عوسجہ تھے۔ بقول مؤلف: چوتھے وہب تھے، جو اپنے عیال کے ساتھ آئے تھے۔

③......تمام صاحبانِ مقاتل نے لکھا ہے: کربلا کے شہدا میں پانچ نفر ایسے تھے جو رسولؐ اللہ کے صحابی تھے۔ ان میں تین صحابی کربلا میں شہید ہوئے۔ ان کے نام یہ ہیں: انس بن حرث کاہلی ①، حبیب بن مظاہر اسدی ②، مسلم بن عوسجہ اسدی ③ اور دو صحابی رسولؐ اللہ کوفہ میں نصرتِ حسینؑ میں شہید ہوئے: وہ ہانی بن عروہ مرادی ④ اور عبداللہ بن یقطر حمیری ⑤ ہیں۔

---

① تمام مورخین نے نقل کیا ہے۔ ② فقط ابن حجر نے نقل کیا ہے۔ ③ صرف طبقات میں ذکر ہے۔
④ تمام مورخین نے لکھا ہے۔ ⑤ صرف ابن حجر نے لکھا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

۴.....میدان کربلا میں جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو آپؑ کی شہادت کے بعد چار نفر نے نصرت حسینی میں شہادت حاصل کی:

① سوید بن ابی المطاع: یہ میدان میں مجروح ہو کر گر گئے تھے اور بے ہوش ہو گئے تھے۔ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو یہ ہوش میں آئے اس وقت اُس نے اہلِ بیتؑ کے نالہ و شیون کی آوازیں سنیں تو اُٹھے۔ انھوں نے اپنے جوتے میں ایک چھری چھپائی ہوئی تھی۔ اُس چھری کے ساتھ جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔

② سعد بن حرث ③ ابوالحتوف: یہ دونوں بھائی تھے۔ انھوں نے امامؑ کی شہادت کے بعد جہاد کیا اور شہید ہوئے۔

④ محمد بن ابی سعید بن عقیل: جب امام حسین علیہ السلام اپنے گھوڑے سے زمین پر آئے تھے اور عورتوں اور بچوں نے نالہ و فریاد بلند کی تھی تو انھوں نے خیمہ کے عمود کو ہاتھ میں لیا اور دشمن پر حملہ کر دیا۔ انھیں لقیط بن یاسر یا ہانی بن ثبیت حضرمی نے شہید کیا۔

۵.....سید الشہداؑ کے دو ایسے صحابی تھے جو میدان جنگ میں زخمی ہو گئے تھے۔ یہ دونوں سید الشہداؑ کی شہادت کے کچھ عرصہ بعد زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہوئے۔ ان میں سے ایک سوار بن منعم فہمی ہیں۔ زخمی ہونے پھر قیدی بنا لیے گئے تھے۔ چھ ماہ بعد اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

دوسرے موقع بن ثمامہ صیداوی وہ بھی زخمی ہو گئے تھے۔ اسیر ہوئے، ایک سال بعد اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

۶.....کربلا میں چھ ایسے شہید تھے، جو اُدھر میدان میں شہید ہو رہے تھے خیام میں ان کی مائیں ان کو گرتا دیکھ رہی تھیں:

① شہزادہ علی اصغرؑ: آپؑ کی شہادت کے وقت آپؑ کی والدہ جناب رباب خیام میں اُنھیں دیکھ رہی تھیں۔

Presented by Ziaraat.Com

۲ جناب شہزادہ قاسمؑ بن الحسنؑ: آپؑ کی شہادت کے وقت آپؑ کی والدہ جناب رملہ خیام میں کھڑے ہوکر آپؑ کو دیکھ رہی تھیں۔

۳ جناب عونؑ بن عبداللہ بن جعفر طیارؓ: عقیلہ قریش جناب زینب علیہا السلام اپنے خیمہ میں کھڑی تھیں اور اپنے شہزادے پر نگاہیں مرکوز رکھی تھیں۔

۴ عبداللہ بن حسنؑ: ان کی والدہ شلیل بجلیہ کی بیٹی تھی۔ اپنے بیٹے کی شہادت کے وقت خیمہ میں کھڑی تھیں۔

۵ عبداللہ بن مسلمؑ: ان کی والدہ جناب رقیہؑ بنت حضرت امام علیؑ اپنے بیٹے کی شہادت کے وقت خیمہ میں موجود تھیں۔

۶ محمد بن ابی سعید بن عقیلؑ: یہ شہزادہ میدان جنگ میں لڑ رہا تھا تو اس وقت ان کی والدہ خیمہ کے عمود کو پکڑ کر کھڑی ہوئی تھیں۔ ترساں و لرزاں کبھی اس طرف دیکھتی کبھی اس طرف دیکھتیں۔ لقیط بن یاسر نے ماں کے سامنے اس کے لاڈلے کو شہید کر ڈالا۔

۷ عمر بن جنادہ: اس کی والدہ نے اُنھیں جنگ کا حکم دیا۔ جب وہ میدان جنگ میں جنگ کر رہے تھے تو اُن کی والدہ ان کی جنگ کو دیکھ رہی تھیں۔ جب وہ قتل ہوئے تو ماں کے سامنے قتل ہوئے۔

۸ عبداللہ کلبی: جناب طاؤس کے بقول وہ میدان جنگ میں جنگ کر رہے تھے۔ اُن کی والدہ اُنھیں جنگ پر تحریص کر رہی تھیں اور ان پر اپنی نگاہیں جمائے ہوئے تھیں۔

۹ علی بن الحسینؑ: ان کی والدہ جناب لیلیٰؑ ہیں۔ وہ خیمہ کے دروازے پر کھڑی اُنھیں جنگ کرتا دیکھ رہی تھیں۔

مؤلف کہتے ہیں: ممکن ہے اگر ہم وہب کی والدہ کو اس عنوان میں شمار کریں تو تعداد دس بنتی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

⑦...... سات شہدا اُن کی شہادت کے بعد امام حسین علیہ السلام اُن کے کشتوں پر پہنچے:

① مسلم بن عوسجہؓ: جب مسلم بن عوسجہؓ شہید ہوئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام حبیب بن مظاہر کے ساتھ آپ کے لاشے پہ پہنچے اور فرمایا: اے مسلمؓ! خدا تجھ پر رحم فرمائے۔

② حر بن یزید ریاحیؓ: جب آپ شہید ہوئے تو آپؑ کے لاشے پر پہنچے تو فرمایا: اَنْتَ حُرٌّ كَمَا سَمَّتْكَ اُمُّكَ "اے حر! تو نام کا بھی حر ہے۔ جیسا نام تیری ماں نے رکھا ویسے ہی اپنی حریت کا ثبوت دیا"۔

③ واضح رومی یا اسلم ترکیؒ: جب وہ کشتہ ہوئے تو آپ نے ان کا معانقہ کیا اور اس کے رخسارے پر اپنا رخسارہ رکھا۔

④ جون بن حویؒ: جب وہ کشتہ ہوئے تو امامؑ اس کے سر پر پہنچے اور فرمایا: اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهَهُ وَطَيِّبْ رِيْحَهُ وَاحْشُرْهُ مَعَ الْاَبْرَارِ وَعَرِّفْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ "اے میرے اللہ! اس کے چہرہ کو نورانی فرما، اس کے بدن کو معطر فرما، اس کو ابرار کے ساتھ محشور فرما، اس کے اور آل محمدؐ کے درمیان معرفت پیدا فرما"۔

⑤ حضرت عباسؑ بن امام علیؑ: آپ کا وقت شہادت قریب تھا تو امام حسین علیہ السلام ان کے بالین سر پہنچے اور فرمایا: اَلْآنَ انْكَسَرَ ظَهْرِيْ وَقَلَّتْ حِيْلَتِيْ۔

⑥ حضرت علی بن الحسین الاکبرؑ: جب آپؑ میدان جہاد میں اپنی سواری سے زمین پر آئے تو امامؑ فوراً پہنچے تو فرمایا: عَلَى الدُّنْيَا بَعْدَكَ الْعَفَا "تیرے بعد اس دنیا پر خاک"۔

⑦ قاسمؑ بن الحسنؑ: جب شہزادہ قاسمؑ نے میدان جنگ میں جہاد کیا تو اس دوران ظالموں کے حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے زمین پر آرہے تو سید الشہداؑ ان کے

سرہانے پہنچے اور فرمایا: بُعْدًا لِقَوْمٍ قَتَلُوكَ وَمَنْ خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَدُّكَ وَأَبُوكَ "خداوند تعالیٰ تیرے قاتلوں سے اپنی رحمت کو دور کرے اور قیامت کے دن تیرا دادا، تیرا بابا، تیرے قاتلوں کے دشمن ہوں گے"۔

⑧ ......وہ دس شہدا جن پر سید الشہداؑ نے نوحہ سرائی فرمائی:

① حضرت علی اکبرؑ ② حضرت عباسؑ ③ شہزادہ حضرت قاسمؑ ④ شہزادہ عبداللہ بن الحسنؑ ⑤ شہزادہ عبداللہ بن الحسینؑ ⑥ جناب مسلم بن عوسجہؓ ⑦ جناب حبیب بن مظاہرؓ ⑧ جناب حُر بن یزید ریاحیؓ ⑨ جناب زہیرؓ بن قینؓ ⑩ جناب جونؓ

⑨ ......تین سر جو سید الشہداؑ کی طرف پھینکے گئے:

① عبداللہ بن عمیر کلبیؓ کی شہادت کے بعد ان کا سر قلم کر کے سید الشہداء علیہ السلام کی طرف پھینک دیا گیا۔ پھر وہ سر ان کی والدہ نے لے لیا۔

② عمر بن جنادہؓ کا سر آپؑ کی طرف پھینکا گیا۔ اُس کی والدہ نے بیٹے کا سر لیا، لے کر پھر عمر بن سعد کے لشکر کی طرف پھینک دیا اور ایک آدمی کو قتل بھی کر دیا کیونکہ اس شہید کی والدہ نے خیمہ کی عمود ہاتھ میں پکڑی اور دشمن کی فوج پر حملہ کر دیا۔ لیکن سید الشہداؑ نے روک دیا کہ عورتوں پر جنگ ساقط ہے۔

③ عابس بن ابی شبیب شاکریؓ: جب ان کو شہید کر دیا گیا تو قاتل آپس میں جھگڑ پڑے۔ ہر ایک کہتا تھا: اس کو اس نے قتل کیا ہے تو عمر بن سعد نے فیصلہ کیا کہ اس کو کسی ایک آدمی نے قتل نہیں کیا اس لیے ان کا سر امامؑ کی طرف پھینک دیا گیا۔

میدانِ کربلا میں دو مجاہدہ

① جناب عبداللہ بن عمیرؓ کی والدہ انھوں نے اپنے بیٹے کی شہادت کے بعد خیمہ کی عمود ہاتھ میں لے کر میدان میں آ گئی تھیں۔ سید الشہداء علیہ السلام نے روک دیا تھا۔

② جناب عمر بن جنادہؓ کی والدہ اپنے بیٹے کا سر پکڑ کر دشمن کے لشکر کی طرف

Presented by Ziaraat.Com

پھینک دیا تھا۔ ہاتھ میں تلوار پکڑ کر میدان میں آ گئی تھی اور یہ رجز پڑھ رہی تھی:

أَنَا عَجُوزٌ فِي النِّسَاءِ ضَعِيفَةٌ ۔ بَالِيَةٌ خَاوِيَةٌ نَحِيفَةٌ

أَضْرِبُكُمْ بِضَرْبَةٍ عَنِيفَةٍ ۔ دُونَ بَنِي فَاطِمَةَ الشَّرِيفَةِ

''میں ایک بوڑھی عورت ہوں، اور نہایت ہی کمزور و نحیف و نزار ہوں لیکن حضرت فاطمہ زہرا کی اولاد کے دفاع میں تم پر کاری ضرب لگاؤں گی''۔

جناب وہب بن عبداللہؓ کی بیوہ اپنے شوہر کی شہادت کے بعد میدان میں آئی۔ اس طرح وہبؓ کی والدہ بھی میدان میں اتری تھیں اور دو کوفیوں کو خیمہ کے عمود سے قتل کیا تھا۔ امام حسین علیہ السلام نے انھیں واپس خیام بھیج دیا تھا۔

کتاب رمز المصیبۃ کی تیسری جلد اپنے اختتام پر پہنچی۔

الحمد للّٰہ ولہ الحمد وصلی اللّٰہ علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

خداوند منان کے حضور درخواست ہے کہ اس ناچیز کی اس خدمت کو بحرمت حسینؑ قبول فرمائے اور اپنے برادران و خواہران کے حضور التماس ہے حقیر کی لغزشوں کی قلم عفو سے اصلاح فرمائیں گے اور اس حقیر کو اپنی دعاؤں میں یاد فرمائیں گے۔

بعض احباب نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ میں نے اس کتاب کی تالیف میں کتنا عرصہ لگایا ہے۔ میں نے اس کتاب کا آغاز صفر ۱۴۱۲ھ میں کیا۔ ۲۱ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ میں مکمل کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

علیؑ کی بیٹی

قدم قدم پر چراغ ایسے جلا گئی ہے علیؑ کی بیٹی
یزیدیت کی ہر ایک سازش پہ چھا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

کہیں بھی ایوانِ ظلم تعمیر ہو سکے گا نہ اب جہاں میں
ستم کی بنیاد اس طرح سے ہلا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

عجب مسیحا مزاج خاتون تھی کہ لفظوں کے کیمیا سے
حسینیت کو بھی سانس لینا سکھا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

بھٹک رہا تھا دماغِ انسانیت، جہالت کی تیرگی میں
جنم کے اندھے بشر کو رستہ دکھا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

دکانِ وحدت کے جوہری دم بخود ہیں اس معجزے پہ اب تک
کہ سنگریزوں کو آبگینے بنا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

خبر کرو اہلِ جور کو اب حسینیت انتقام لے گی
یزیدیت سے کہو، سنبھل جائے، آ گئی ہے علیؑ کی بیٹی

نبیؐ کا دیں اب سنور سنور کے یہ بات تسلیم کر رہا ہے
اُجڑ کے بھی انبیا کے وعدے نبھا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

نہ کوئی لشکر، نہ سر پہ چادر، مگر نجانے ہوا میں کیونکر
غرورِ ظلم و ستم کے پرزے اُڑا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

Presented by Ziaraat.Com

پہن کے خاکِ شفا کا احرام، سر برہنہ طواف کرکے
حسینؑ! تیری لحد کو کعبہ بنا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

کئی خزانے سفر کے دوران کر گئی خاک کے حوالے
کہ پتھروں کی جڑوں میں ہیرے چھپا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

یقیں نہ آئے تو کوفہ و شام کی فضاؤں سے پوچھ لینا
یزیدیت کے نقوش سارے مٹا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

ابد تلک اب نہ سر اٹھا کے چلے گا کوئی یزید زادہ
غرورِ شاہی کو خاک میں یوں ملا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

گزر کے چپ چاپ لاشِ اکبرؑ سے پابرہنہ رسن پہن کر
خود اپنے بیٹوں کے قاتلوں کو رُلا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

میں اس کے در کے گداگروں کا غلام بن کر چلا تھا محسنؔ
اسی لیے مجھ کو رنج و غم سے بچا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

Presented by Ziaraat.Com